اسلام کا پیغامِ حق

ترجمہ

مولانا فضل الرحمٰن رحمانی ندوی حفظہ اللہ

فاضل جامعه اسلامیه، مدینه منوره

نظر ثانی اور تحقیق و تخریج

ابو عبداللہ بن ابراہیم حفظہ اللہ

مدینه منوره

مکتبہ اہل بیت العالمی

مجلس التحقیق الاسلامی

محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا پیغامِ حق

ترجمہ

مولانا فضل الرحمن رحمانی ندوی حفظہ اللہ
فاضل جامعۃ اسلامیہ، مدینہ منورہ

نظرثانی اور تحقیق وتنقیح

ابو عبداللہ بن ابراہیم حفظہ اللہ
مدینہ منورہ

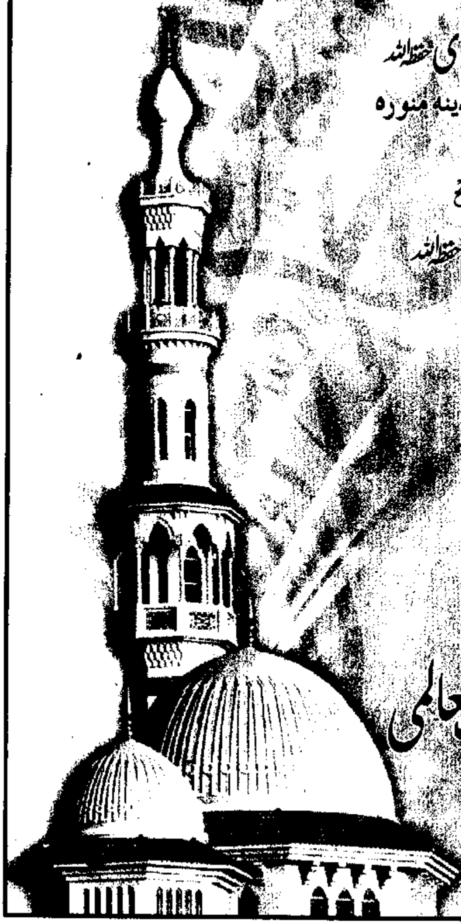

مکتبہ اہل بیت العالمی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب

اسلام کا پیغامِ حق

ترجمہ

مولانا فضل الرحمٰن رحمانی ندوی حفظہ اللہ

فاضل جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

نظر ثانی اور تحقیق وتنقیح

ابو عبداللہ بن ابراہیم حفظہ اللہ

مدینہ منورہ

ناشر..................مکتبہ اہل بیت العالمی

اشاعت اول..................جون 2010ء

مکتبہ اہل بیت العالمی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
❀	عرضِ ناشر	۱۱
❀	سخن مترجم	۱۶
❀	مقدمۃ الکتاب	۲۷

(۱)......امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی سیرت کے سنہرے اوراق

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
۱۔	خطبہ مسنونہ	۶۲
۲۔	مقدمہ	۶۴
۳۔	آپ رحمہ اللہ کی بے مثال شخصیت	۶۵
۴۔	تمام گروہوں کا امام جعفر رحمہ اللہ کی طرف انتساب کرنا	۶۵
۵۔	امام جعفر رحمہ اللہ کی امامت اور مستفاد منہ شخصیت	۶۸
۶۔	آپ کے زمانہ کی سیاسی حالت کا بیان	۶۹
۷۔	امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے زمانے میں فکری وسیاسی عروج وزوال	۷۲
۸۔	امام رحمہ اللہ سے بکثرت روایات کا منقول ہونا	۷۳
۹۔	امام ابوعبداللہ جعفر صادق رحمہ اللہ کا تعارف	۷۶
۱۰۔	امام موصوف رحمہ اللہ کے علمی کارناموں کا بیان	۷۸
۱۱۔	آپؒ کی عبادت، زہد وقناعت اور تقویٰ کا بیان	۸۲
۱۲۔	جعفر صادق رحمہ اللہ کے اخلاقِ کریمہ اور جود وسخا کا بیان	۸۶
۱۳۔	امام رحمہ اللہ کے اقوال وفرمودات کا بیان	۸۸

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی وفات کا بیان ۹۰
۱۵۔ سب لوگ امام موصوف رحمہ اللہ کی طرف انتساب کیوں کرتے ہیں ۹۲
۱۶۔ ایک دلچسپ اور انوکھے علمی مناظرہ کا بیان ۱۰۱
۱۷۔ ایک عظیم خوشخبری کا بیان ۱۰۸

(۲)......آلِ بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے حقوق شریعت کے آئینہ میں

۱۸۔ مقدمہ کتاب ۱۱۲
۱۹۔ آل بیت کی لغوی تعریف ۱۱۴
۲۰۔ اصطلاح میں آل بیت کون لوگ ہیں؟ ۱۱۶
۲۱۔ اہل تشیع کے نزدیک آل بیت کا مفہوم ۱۱۷
۲۲۔ قرآنِ حکیم میں آلِ بیت کے فضائل ومناقب ۱۲۴
۲۳۔ احادیث میں فضائل ومناقبِ اہل بیت ۱۲۶
۲۴۔ اقوالِ سلف کی روشنی میں فضائل اہل بیت کا بیان ۱۳۰
۲۵۔ آلِ بیت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اہل السنہ والجماعۃ کا عقیدہ ۱۳۳
۲۶۔ ایک گمبھیر لمحۂ فکریہ ۱۴۲
۲۷۔ اُمت مسلمہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آلِ بیت کے شرعی حقوق ۱۴۵
۲۸۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم بھی بشر ہیں ۱۶۱
۲۹۔ بحث کا ماحصل اور لب لباب ۱۷۴
۳۰۔ آل بیت کی محبت اور دعویٰ حقیقت کے تناظر میں ۱۸۰
۳۱۔ اہل السنہ والجماعۃ کے نزدیک امامت کی برھان ۱۸۴
۳۲۔ اہل السنہ کی نگاہ میں قرآنِ حکیم کا مقام ۱۹۰
۳۳۔ آخری گزارش ۱۹۳
۳۴۔ عرضِ مترجم ۱۹۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)......آل بیت اور نبی کریم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کا انتخاب

۳۵۔ فرمانِ علی رضی اللہ عنہ ۲۰۲

۳۶۔ تقدیم ۲۰۳

۳۷۔ مقدمۃ الکتاب ۲۰۵

۳۸۔ کچھ یادیں، کچھ باتیں ۲۰۶

۳۹۔ امام خوئی کا چاند میں ظہور ۲۱۳

۴۰۔ شیعیت سے نفرت کا سبب ۲۱۵

۴۱۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینا اور ان پر تبرا بازی ۲۱۶

۴۲۔ عقیدۂ متعہ کیا ہے؟ ۲۲۲

۴۳۔ شیعہ مذہب تضادفکری پر مشتمل ہے ۲۲۴

۴۴۔ جادوگر کامیاب نہیں ہوسکتا ۲۲۹

۴۵۔ تعصب کی بنا پر قتل ۲۳۵

۴۶۔ امام منتظر کا معمہ ۲۳۸

۴۷۔ تصورِ امانت میں تاریخ کی فتح ۲۴۲

۴۸۔ ایک افسانے کی تصدیق ۲۵۹

۴۹۔ صاحبِ زمان غائب کیوں؟ ۲۶۴

۵۰۔ محمد حسین فضل اللہ سے برتاؤ ۲۶۸

۵۱۔ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے ۲۷۲

۵۲۔ صلاح کاظمی کا موت سے خوف ۲۷۴

۵۳۔ اور کایا پلٹ گئی ۲۷۹

۵۴۔ خاتمۂ کتاب ۲۸۳

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)......مقام اہل بیت رضی اللہ عنہم امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

۵۵۔ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ۲۸۸
۵۶۔ تقدیم ۲۸۹
۵۷۔ مقدمہ ۲۹۱
۵۸۔ فرقہ ناصبیہ کی مذمت میں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ۲۹۳
۵۹۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل میں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال ۲۹۵
۶۰۔ قاتلین سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ۳۰۵
۶۱۔ اہل سنت کے نزدیک اہل بیت رضی اللہ عنہم کی قدر ومنزلت کا بیان ۳۰۸
۶۲۔ خاتمۃ الکتاب ۳۱۲

(۵)......مقام اہل بیت رضی اللہ عنہم امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

۶۳۔ امام محمد بن عبد الوھاب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت ۳۱۳
۶۴۔ مقدمہ ۳۱۴
۶۵۔ اس کتابچہ کی تحریر کا سبب ۳۱۵
۶۶۔ محمد بن عبد الوھاب رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ ۳۲۹
۶۷۔ کھرے اور کھوٹے کو پرکھنے کی کسوٹی ۳۲۲
۶۸۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے نام آل بیت رضی اللہ عنہم کے ناموں پر ۳۲۶
۶۹۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی صفت اور پہچان ۳۲۸
۷۰۔ کتاب اللہ اور اہل بیتؓ کے بارے میں گراں قدر وصیت ۳۳۰
۷۱۔ حقوق اہل بیت ۳۳۱
۷۲۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے مناقب وفضائل ۳۳۵
۷۳۔ نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آل بیت رضی اللہ عنہم پر درود کا وجوب ۳۳۶
۷۴۔ اہل بیت کا حق دوستی ۳۳۷

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵۔ یوم عاشوراء کورونما ہونے والے المناک واقعہ کا بیان ۳۴۰
۷۶۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر احادیث ۳۴۵
۷۷۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں وارد حدیث کا تذکرہ ۳۴۶
۷۸۔ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں ۳۴۷
۷۹۔ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اہل بیت میں سے ہیں ۳۴۷
۸۰۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جناب حسن رضی اللہ عنہ کے لیے سردار کا خطاب ۳۴۹
۸۱۔ اہل بیت عیوب سے منزہ ہیں ۳۵۰
۸۲۔ سیّدنا علی کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہما پر فضیلت ۳۵۲
۸۳۔ اُمّ کلثوم بنت علی کا جناب عمر رضی اللہ عنہم سے نکاح ۳۵۲
۸۴۔ ناصبیوں کی جہالت ۳۵۴

(۶)......اسلام کا پیغام ہر شیعہ کے نام

۸۵۔ ہدیہ تبریک ۳۵۷
۸۶۔ مقدمہ ۳۵۸
۸۷۔ قرآنِ کریم سے بے نیازی کا عقیدہ ۳۶۱
۸۸۔ کسی بھی صحابی کے جامع قرآن اور حافظ قرآن نہ ہونے کا عقیدہ ۳۶۴
۸۹۔ انبیاء علیہم السلام کے معجزے آل بیت کے ساتھ مخصوص ہیں ۳۶۸
۹۰۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم کا تمام نبوی علوم سے بہرہ مند ہونے کا عقیدہ ۳۷۱
۹۱۔ شیعہ کی قربانی کا عقیدہ ۳۷۵
۹۲۔ امام کی معصومیت کا عقیدہ ۳۷۹
۹۳۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ارتداد کا عقیدہ ۳۸۳

(۷)......عقیدۂ تقیہ حقیقت کے آئینے میں

۹۴۔ استفتاء (طلبِ فتویٰ) ۳۹۰

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۵۔ جواب ۳۹۲
۹۶۔ شریعت میں دی گئی رخصت اور عقیدۂ تقیہ میں واضح فرق ۴۰۶

(۸)......متعہ کی حقیقت

۹۷۔ خطبہ مسنونہ ۴۱۲
۹۸۔ ترجمہ خطبہ مسنونہ ۴۱۳
۹۹۔ خاندان کی تشکیل ایک فطرتی ضرورت ۴۱۴
۱۰۰۔ متعہ وحلالہ کیا ہیں؟ ۴۱۵
۱۰۱۔ متعہ کی شرعی حیثیت ۴۱۷
۱۰۲۔ متعہ کی حرمت کا ثبوت قرآن وسنت اور اجماعِ اُمت میں ۴۲۱
۱۰۳۔ ازرُوئے حدیث متعہ کی حرمت ۴۲۲
۱۰۴۔ حرمت متعہ ازروئے اجماع ۴۲۳
۱۰۵۔ شیعہ دلائل کا تنقیدی جائزہ ۴۲۶
۱۰۶۔ فرقہ شیعہ کی دوسری دلیل ۴۳۷
۱۰۷۔ احادیث صحیحہ پر شیعہ کے اعتراضات ۴۴۲
۱۰۸۔ شیعہ کتب کا مطالعہ ۴۴۴
۱۰۹۔ شیعہ کے علماء رجال ۴۵۰
۱۱۰۔ شیعہ کی جرح وتعدیل ۴۵۱
۱۱۱۔ حرمت متعہ میں روایت علی رضی اللہ عنہ ۴۵۴
۱۱۲۔ اہل السنہ کی اسناد والی احادیث سے شیعہ کا جوازِ متعہ پر استدلال ۴۶۱
۱۱۳۔ جواب ۴۶۲
۱۱۴۔ قرآن کا سنت سے نسخ ۴۶۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۵۔ شیعہ کے نزدیک متعہ کی فضیلت ۴۶۸

۱۱۶۔ جواب صارم ۴۶۹

۱۱۷۔ ہاشمی عورت سے متعہ ۴۶۹

۱۱۸۔ مجوسی عورت سے متعہ ۴۷۰

۱۱۹۔ شادی شدہ عورت سے متعہ ۴۷۰

۱۲۰۔ زنا کار عورت سے متعہ ۴۷۱

۱۲۱۔ مدتِ متعہ کی حد بندی ۴۷۴

۱۲۲۔ عدم جماع کی شرط پر متعہ ۴۷۵

۱۲۳۔ متعہ اور نکاح شرعی میں فرق ۴۷۶

۱۲۴۔ متعہ کی جدید صورت ۴۸۱

۱۲۵۔ شریعت محمدیہ میں خرافات کی گنجائش نہیں ۴۸۴

۱۲۶۔ متعہ کے مفاسد ۴۸۶

۱۲۷۔ صحیح شرعی نکاح اور متعہ میں بنیادی فرق ۴۸۹

۱۲۸۔ شرعی نکاح اور متعہ کے مابین تقابلی جائزہ ۴۹۱

۱۲۹۔ حرمت متعہ پر مزید چند ایک احادیث صحیحہ ۴۹۷

(۹)...... خمینی کا اسلامی انقلاب

۱۳۰۔ شیعوں کے امام فرشتوں اور پیغمبروں سے افضل ۵۰۷

۱۳۱۔ شیعوں کے امام اور علماء شریعت میں جو تبدیلی چاہیں کر سکتے ہیں ۵۱۰

۱۳۲۔ تحریف قرآن ۵۱۴

۱۳۳۔ ابوبکر و عمر و عثمان اور عام صحابہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر اور لعنت وغیرہ ۵۲۱

۱۳۴۔ خمینی کی سنت دشمن خونخوار ذہنیت ۵۳۲

۱۳۵۔ سنی کافروں سے بھی بدتر ۵۳۴

۱۳۶۔ سنی ساری نیکیوں کے باوجود جہنمی اور شیعہ ہر برائی کے باوجود جنتی ۵۳۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۷۔شیعوں کے لیے سنیوں کا مال ہڑپ کر لینا حلال ہے ۵۳۵
۱۳۸۔کوئی سنی شہید نہیں ۵۳۵
۱۳۹۔سارے سنی گردن زدنی ۵۳۶
۱۴۰۔''اسلامی'' ایران کی ''یہودی'' اسرائیل سے گہری دوستی ۵۴۶

(۱۰)......خوارج وشیعہ سے متعلق کبار علماءِ کرام کے فتاویٰ

۱۴۴۔خارجی فرقے کی پہچان ۵۸۳
۱۴۵۔ رافضی فرقہ اسلام کے خلاف ہے ۵۸۴
۱۴۶۔ شیعی عقائد سے متعلق اہم کتب ۵۸۷
۱۴۷۔ شیعہ کے متعدد فرقے ۵۸۷
۱۴۸۔ اہل سنت اور شیعہ میں اختلافات اُصولی ہیں ۵۸۹
۱۴۹۔ رافضی عوام کا حکم ۵۹۰
۱۵۰۔ شیعہ ازم ایک نو ایجاد مذہب ہے ۵۹۱
۱۵۱۔ خمینی کے نظریات کی ایک جھلک ۵۹۲
۱۵۲۔ کیا ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے؟ ۵۹۴
۱۵۳۔ کیا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل اور مشکل کشا ہیں؟ ۵۹۷
۱۵۴۔شیعہ اثنا عشریہ اور قرآن ۵۹۹
۱۵۵۔رافضیوں کے ردّ میں حنفی علماء کی کتابیں ۵۹۷

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

خیر الامم، اُمت اسلامیہ آج جس درجۂ انحطاط وزوال تک پہنچ چکی ہے اس حالت کو دیکھ کر کون ایسا حساس و ہمدرد مومن، مسلمان دل ہو گا جو کرب و اضطراب میں مبتلا نہ ہو۔

ہوگئی رسوا زمانے میں کلاہِ لالہ رنگ — جو سراپا ناز تھے، ہیں آج مجبورِ نیاز
حکمتِ مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی — ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز
ہوگیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہو — مضطرب ہے تو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز

جناب حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم امیر المؤمنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم میں سے کس آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ بعض لوگ کہنے لگے: ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا سنا ہے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاید تم لوگ فتنوں سے مراد وہ فتنے لے رہے ہو جو آدمی کو اس کے گھر بار، اہل خانہ اور اس کے ہمسائے کے حوالے سے آلیتے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان فتنوں کا کفارہ تو نماز، روزے اور صدقہ وزکوٰۃ وغیرہ بن جاتے ہیں۔ لیکن (میرا مقصود یہ ہے کہ) تم میں سے کس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو کہ آپؐ ان فتنوں کے بارے میں بیان فرما رہے تھے جو سمندر کی ٹھاٹھوں کی طرح ٹھاٹھیں (موجیں) مار کر آئیں گے؟

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ: یہ سن کر سب لوگ خاموش ہوگئے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا: میں نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا بیان کرتے ہوئے) سنا ہے۔ جنابِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرا باپ نہایت اچھا آدمی تھا۔ (یعنی آپؓ نے حذیفہ بن یمان کی تعریف کی۔) سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کرتے ہیں؛ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جیسے کسی چٹائی کی تاریں ایک کے بعد ایک، ساتھ آ کر جڑتی جاتی ہیں اسی طرح فتنے دلوں پر اُترتے جائیں گے۔ پھر جس دل میں وہ فتنہ رچ بس جائے گا اس میں ایک کالا داغ پیدا ہو جائے گا۔ اور جس دل نے ان فتنوں کو قبول نہ کیا اس میں ایک سفید نوارنی دھبہ پیدا ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ اس طرح کالے اور سفید دھبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جائیں گے۔ ایک تو خالص دل نہایت سفید چکنے پتھر کی طرح جسے کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچا سکے گا جب تک زمین و آسمان قائم رہیں گے۔ دوسرا اسفیدی مائل کالا دل (بھورے، براؤن رنگ کا) یا اوندھے کوزے کی طرح جو نہ کسی بھلائی والی اچھی بات کو سمجھے گا اور نہ ہی بری بات کو بری جانے گا۔ مگر وہی جو اس کے دل میں خواہش نفسانی بن کر بیٹھ جائے۔''

جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر میں نے امیر المؤمنین جنابِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے (نبی کریم ﷺ کی) حدیث بیان کی: امیر المؤمنین! ان فتنوں اور آپ (کی حیات و خلافت) کے درمیان ایک بند دروازہ ہے جس کے بارے میں یقینی گمان یہ ہے کہ: وہ عنقریب ٹوٹ جائے گا۔ یہ سن کر سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ارے حذیفہ تیرا باپ مرے! کیا وہ دروازہ ٹوٹ جائے گا؟ اگر وہ کھل جائے تو شاید دوبارہ بند کر دیا جائے؟ جنابِ حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا: نہیں بلکہ وہ ٹوٹ جائے گا۔ اور میں نے جنابِ عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ: یہ دروازہ ایک شخص ہے جسے شہید کر دیا جائے گا یا وہ طبعی موت سے ہمکنار ہو گا۔ یہ ایک ایسی حدیث تھی جو دل سے بنائی ہوئی کوئی غلط بات نہ تھی۔''[1]

فتنوں کے آگے بند دروازہ امیر المؤمنین سیّدنا عمر فاروق تھے، رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق جنابِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے ہی شہید ہوئے ان کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔ حتیٰ کہ بعض فتنے تاریخ کا حصہ بنتے چلے گئے۔ ان میں سب سے بڑا فتنہ

---

[1] صحیح مسلم / حدیث: ۳۶۹/ ۱۴۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبائیت واُباحیت کا فتنہ ہے کہ جس کی مختلف انواع اور شکلیں ہیں۔ چودہ صدیوں پر محیط اُمت اسلامیہ میں سب سے بڑے اس دجالانہ فتنے کی امامیت واسماعیلیت والی شاخوں نے جو دین اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے ویسا نقصان اللہ تعالیٰ کے کھلم کھلے دشمن یہود و نصاریٰ اور ھنود و مشرکین بھی نہیں پہنچا سکے۔ حتیٰ کہ ایک مدبر آدمی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا۔

چمن میں ہوا آ چکی ہے خزاں کی ۔۔۔ پھری ہے نظر دیر سے باغباں کی
صدا اور ہے بلبل نغمہ خواں کی ۔۔۔ کوئی دم میں رحلت ہے، اب گلستاں کی
تباہی کے خواب آ رہے ہیں نظر سب
مصیبت کی ہے آنے والی سحر اب

اور یہ ہر حساس و دردمند مسلم دل کی آواز ہے۔ اس ضمن میں رذالت و خساست کی انتہا یہ ہے کہ ہمارے سلفی منہج وطریق والے اہل السنۃ والجماعۃ کے آئمہ کرام وعلماء عظام ابوعبداللہ جعفر الصادق، اُن کے والد محترم محمد الباقر، پھر اُن کے والد محترم علی زین العابدین، اُن کے والد مکرم ومحترم سیّدنا حسین بن علی اور امیر المؤمنین سیّدنا علی ابوتراب وابوالحسن رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف اپنی جھوٹی نسبتیں کر کے، تقیہ کے پردہ میں چھپی یہودیت ومجوسیت کا اظہار یہ مجوسیت و یہودیت کے ایجنٹ اہل ایمان واسلام سے دشمنی کی صورت میں یوں کرتے رہے کہ ظاہر میں ایک طرف آل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاطہار سے محبت کا اعلان واظہار ہوتا اور صرف سات حضرات کو چھوڑ کر باقی تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں گالی گلوچ اور بکواس بازی کی جاتی جبکہ درپردہ یہود و نصاریٰ اور مجوسیت کے قائدین وعمائدین اور پھر ملحدین و مشرکین کی حکومتوں سے محبت کی پینگھیں بڑھا کر اہل اسلام کے خلاف ان کی بھرپور مدد کی جاتی۔ ایسے ان گنت واقعات سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ ہمارے زمانہ میں حزب الشیطان کے ان کارندوں اور ایجنٹوں نے فلسطین، عراق، افغانستان، الجزائر، پاکستان اور دنیا کے دیگر مسلم ممالک میں شیطانی سپاہ کی راہ ہموار کر کے ان کی پوری پوری مدد کرتے ہوئے دو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہائیوں کے اندر لاکھوں مسلمانوں کے خون سے جو ہولی کھیلی ہے اور تا ہنوز اللہ کے دشمنوں کا ان ممالک میں اہل ایمان پر جو ظلم سرعام ہو رہا ہے، اس کے پیچھے انہی مذکور بالا فتنوں اور فتنہ پرستوں کا ہاتھ ہے۔

چونکہ مسلمانوں کی اکثریت تاریخ کے ان سچے حقائق اور عصر حاضر میں رافضیت و سبائیت کی سازشوں سے آگاہ نہیں ہے اس لیے ہم خالصتاً خیر خواہی و اصلاح کے پیش نظر کم و بیش دس بڑے بڑے علماء کرام رحمہم اللہ کی تحریروں کو جمع کر کے کتاب ہذا ''اسلام کا پیغامِ حق'' آپ بھائیوں کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ہر عالم کی تحریر ایک جامع و مستند دلیل کی حیثیت رکھتی ہے اور پھر تمام تحریروں کے درمیان ربط کو مضبوط کرنے اور زیر مطالعہ موضوع پر شرحِ مزید کے لیے جو مقدمہ ہمارے محترم ساتھی ابوعبداللہ بن ابراہیم حفظہ اللہ نے لکھا ہے وہ بذاتِ خود ایک مستند و مدلل تحریر ہے۔ تمام کتابوں کا ترجمہ ہمارے محترم بھائی فضل الرحمٰن رحمانی ندوی حفظہ اللہ نے کیا ہے جو اسلامیہ یونیورسٹی مدینہ منورہ کے فاضل اور بہت ساری کتابوں کے مترجم و مصنف بھی ہیں۔

اُردو ان کی مادری زبان ہے جس کے پیش نظر وہ عربی کو اردو میں ڈھالنے والے فن کا مظاہر خوب کرتے ہیں۔ مزید برآں اس ترجمہ کی نظر ثانی ہمارے مذکور بالا ساتھی ابوعبداللہ بن ابراہیم حفظہ اللہ نے خوب دقیق نظر سے کی ہے جو بذاتِ خود چالیس کتابوں کے مصنف و مترجم اور اعلیٰ تعلیم سے آراستہ ہیں۔

چونکہ یہ کتاب خالصتاً لوجہ اللہ تیار کروائی گئی ہے اس لیے اسے پڑھ کر جن لوگوں کی اصلاح اور ان کی معلومات میں اضافہ کا یہ سبب بن جائے وہ ہمیں اپنی صالح دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔ جان رکھیے کہ اگر اس کتاب میں کوئی خوبی ہے تو صرف اللہ عزوجل کی طرف سے اور اگر کوئی نقص وعیب ہے تو ہماری اپنی کم علمی و کوتاہی کی وجہ سے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے اور ہمیں سیدھی، حق والی راہ پر چلا کر اپنی جنتوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارث بنادے۔

هٰذَا مَا عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَزْوَاجِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

أخوکم فی اللہ

ابو شاہین عقاب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخن مترجم

الحمدلله رب العالمين بأفضل محامد الثناء عليه والتعظيم، والصلاة والسلام على سيدنا ونبينا محمد بأكرم ماصلى عليه خالقه الكريم، وعلى آله وصحبه وأتباعه الطيبين الأبرار، المتبعين لهديه وآدابه المتقين الأطهار، اللهم أرزقنا أتباعهم فى القول والعمل وأمتنا على سننهم وحبهم عند أنتهاء الأجل (أمابعد):

میری زبان قلم سے کسی کا دل نہ دکھے
کسی سے شکوہ نہ ہو زیر آسماں مجھ کو
دلوں کو چاک کرے مثل شانہ جس کا اثر
تری جناب سے ایسی ملے فغاں مجھ کو
مقام ہم سفروں سے ہو اس قدر آگے
کہ سمجھے منزل مقصود کارواں مجھ کو

ہمارے لئے مسرت اور بھرپور سعادت کا مقام ہے اور ہم اس موقعہ سے رب کریم کا جتنا بھی شکرادا کریں وہ کم ہے کہ مولائے کریم نے اس کم مایہ کو اس عظیم الشان اور مبارک ترین کام کے لئے قبول فرما کر اس کی توفیق سے بہرہ ور فرمایا ہے اگر ہم قسم کھا کر کہیں کہ اسی کام میں ہر طرح کی کامیابی وسرخروئی کا راز پنہاں ہے تو (ان شاء اللہ) حانث نہیں ہوں گے بلکہ ہم تو یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اسی کام میں صلاح وفلاح کا راز مضمر ہے اللہ کے نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دین تو خیر خواہی اور ایک دوسرے کو نصیحت کرنے کا نام ہے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کا کہنا ہے ہم نے بیک آواز عرض کیا،، (کس کے لئے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، اس کے رسول کے لئے، مسلمانوں کے ائمہ اور (عامۃ المسلمین) کے لئے۔" (رواہ مسلم)

یہ حدیث ہمارے لئے اساس اور بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ بحیثیت مسلمان ہمارا شیوہ ہونا چاہئے کہ ہم اسلام کے پاکیزہ سرچشمہ سے سیراب ہو کر لوگوں کے لئے نفع اندوزی کا سامان مہیا کریں اور انہیں مضرت رساں چیزوں سے دور رکھنے کی کوشش کریں تا کہ ایک تعمیری ،نفع بخش اور سرگرم عنصر اُبھر کر سامنے آئے ،اور معاشرہ وسوسائٹی حق ، بھلائی ، خیر وفضیلت کے اصولوں پر پروان چڑھے اور انسان اپنی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہونچانے کے قابل بن سکے کیونکہ (آپس میں خیر خواہی) کرتے رہنے میں صلاح وفلاح کامیابی وکامرانی کی ضمانت کا راز پوشیدہ ہے اسی لئے (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ترجمہ: اور نیک کام سرانجام دو توقع ہے کہ تم کو فلاح نصیب ہو جائے (الحج: ۷۷) اس بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں اور کہنے کے اہل ہیں کہ مسلمانوں سے مضرت رساں عناصر دور کرنے کی خاطر تگ ودو کرنا بھی خیر کا ایک پہلو ہے (بلکہ صدقہ جاریہ ہے) تا کہ ہمارے بھائی بندے بھی اس خیر سے نفع اندوز ہوسکیں اور دیکھتے دیکھتے پورا معاشرہ خوش بختی اور خوش حالی کا آئینہ دار بن جائے معاشرے میں محبت ومودت کی باد صرصر چلنے لگے انہیں تعمیری اور نفع بخش کاموں

میں سے ایک کام یہ بھی ہے جو (اسلام کا پیغام حق) کے پیرہن میں آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ کام تو ایسا کام ہے جو ہمارے کاندھوں پر بطور قرض لدا ہوا تھا اللہ تعالیٰ خالص اپنی رضا کے لئے اسے قبول فرمائے اور اس کار خیر کو ہمارے لئے صدقہ جاریہ بنا دے۔

مذکورہ کتاب موجودہ دور کے مستند عرب علماء کرام کی عربی کتابوں کا ترجمہ ہے جس میں (حق کا پیغام) علمی پیرایہ بیان میں اس دور کے گمراہ ٹولہ کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لئے پیش کیا گیا ہے اور ان کی گمراہیوں کے ازالہ کے لئے روشن آیات اور صحیح اَحادیث و منتخب نصوص کے سایہ میں ایک حساس تصویر کشی کی کوشش کی گئی ہے تا کہ معاشرہ اور فرد پر اس گمراہ فرقہ کے برے اُثرات کی وضاحت ہو جائے آج اس فرقہ کی وجہ سے ہماری قوم وملت جس نفسیاتی ہزیمت میں مبتلا ہے اس کی مثال گذشتہ صدیوں میں نہیں ملتی اور اس فرقہ نے تو اسلام کے نام پر اپنی نمایاں پہچان اور امتیازی وصف کو گنوا کر اپنے آپ کو مشرق ومغرب کی مادہ پرست قدروں کے ہاتھوں کوڑیوں کے بھاؤ بیچ ڈالا ہے علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

اس فرقہ نے اسلام کے پورے نظام کو بگاڑ کر اسے سرے سے مسخ کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ اسلام نے مسلمانوں کے لئے جو نظام حیات پیش کیا ہے وہ دنیا کے ہر فرد کے لئے فیضیابی کا ذریعہ ہے اس لئے کہ اس نے قرآن کریم اور اَحادیث بنویہ کے نصوص قطعیہ کے ذریعہ وحی الٰہی اور ربانی ہدایت کی روشنی حاصل کی ہے اسلام نے یونان کی طرح انسانی عقل وخرد کو نہ تو فلسفیانہ علوم ومعارف سے لبریز کرنے کی کوشش کی ہے جیسا کہ یونان مصر وروما نے کیا اور نہ ہی اسلام نے اپنے ماننے والوں کو مبالغہ آمیز اور خرافاتی روحانیت کی آماجگاہ بنانے کی طرف توجہ مرکوز کی ہے جیسا کہ ہندوؤں کی دیومالائی تہذیب نے کیا ہے اور اس نے نہ تو صرف اور صرف جسمانی ورزش یا اکسر سائزوں پر زور دیا ہے جیسا کہ اہل روماں نے کیا اور نہ نفع پرست مادی فلسفہ کا انہیں اسیر بنایا جیسا کہ آج مشرق ومغرب کی مادہ پرست دنیا نے اپنا وطیرہ بنا رکھا ہے بلکہ انسان کی تربیت اور پرورش کے لئے ایک متوازن اور کامل نظام حیات پیش کیا ہے اس کو ہم تک پہنچانے میں اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اہم کردار ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم اصحاب رسول ﷺ کے بارے میں اپنی زبانوں کو محتاط انداز میں کھولیں ان کی عزت وآبرو کو اپنی عزت وآبرو سے بھی بلند وبالا گردانیں ان کے بارے میں تبرہ بازی تو کیا ذرہ برابر گستاخی ایک مسلمان کے لئے حرام ہے جو گستاخ رسول ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بدزبانی کرنے والا ہو اس کا عقیدہ کیوں کر سلامت ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں صراحت کے ساتھ فرمادیا ہے (ترجمہ: اور [ان کے لئے] جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ اور دشمنی نہ ڈال اے ہمارے رب بیشک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے)۔[الحشر:۱۰]

اس آیت میں صحابہ کرام اور ان کے بعد ان کے نقش قدم پر چلنے والے (اس میں تابعین اور تبع تابعین اور قیامت تک ہونے والے اہل ایمان وتقوی سارے کے سارے شامل ہیں) لیکن شرط یہی ہے کہ وہ انصار ومہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مومن ماننے اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرنے والے ہوں نہ کہ ان کے ایمان میں شک کرنے اور ان پر سب وشتم کرنے اور ان کے خلاف اپنے دل میں بغض وعناد رکھنے والے ہوں (امام مالک رحمہ اللہ نے اس آیت سے استنباط کرتے ہوئے یہی بات ارشاد فرمائی ہے کہ: رافضی کو جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کرتے ہیں مال فئی میں حصہ نہیں ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی مدح کی ہے اور رافضی ان کی مذمت کرتے ہیں (ابن کثیر) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تم لوگوں کو اصحاب محمد ﷺ کے لئے استغفار کا حکم دیا گیا ہے مگر تم نے ان پر لعن طعن کی میں نے تمہارے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے یہ امت اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک اس کے آخرین اولین پر لعنت نہ کریں (رواہ البغوی)۔ چنانچہ امام ابومحمد بربہاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر تم کسی شخص کو اصحاب نبی ﷺ پر لعن طعن کرتے ہوئے دیکھو تو سمجھ لو کہ (اس کا عقل وخرد سے کوئی تعلق نہیں) بلکہ یقیناً وہ تو ہوائے نفس کو غلام ہے جس کو صاحب ہواء کہا جائے گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو زبان کو لگام لگالو) (مجمع الزوائد ۷/۲۰۲) علامہ بربہاریؒ نے حدیث کے اس مقطعہ کو حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ کی حدیث سے لیا ہے جس کی توثیق امام طبرانی نے بھی کی ہے (ملاحظہ ہو: معجم الأمام الطبراني) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (میرے صحابہ کو ان کے حال پر چھوڑ دو ان کی زلات اور لغزشوں کے بارے میں نکتہ چینی مت کرو اور ان کے بارے میں چھان بین اور کرید اکرادی مت کرو نیز ان کے بارے میں وہ بات مت کہو جس سے تم بے خبر ہو اور اس بارے میں اگر کوئی زبان درازی کی جرأت کرتا ہے تو اپنے کان بند کرلو کیونکہ اگر تم نے ان کے بارے میں اس قبیل کی باتوں میں سے کچھ بھی سنا تو تمہارا دل ان کے بارے میں صحیح سلامت نہیں رہ سکتا) اس کے بعد علامہ بربہاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (امہات المؤمنین میں سے اگر کسی کا تذکرہ کرو تو ان کو خیر کے ساتھ یاد کرو) (ملاحظہ ہو: طبقات الحنابلہ: ۲/۳۵-۳۶)۔

اور وہ حدیث جس کو امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے اپنی صحیحین میں نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (میرے صحابہ کر گالی مت دو اللہ کی قسم اگر تم میں کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا صدقہ کردے پھر بھی میرے صحابی کے ادنی سے ادنی مرتبہ تک تو کیا ان کی خاک پا تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا) [متفق علیہ]

اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ علماء اہل سنت والجماعت کا کہنا ہے کہ صحابہ کرام کی سیرت کا عقیدہ سے جدا کر کے مطالعہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ ان کی سیرت مطہرہ عقیدہ اسلامیہ کی اساس وبنیاد ہے اسی لئے اہل سنت والجماعت میں سے شائد ہی کوئی ایسا مصنف عالم ہو جس نے عقیدہ کے موضوع پر خامہ فرسائی کی ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں اعتقاد کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث کو نظر انداز کر دیا ہو مثال کے طور پر (لالکائی کی کتاب: أصول أعتقاد اهل السنة) اور (ابن ابی عاصم کی کتاب (السنة) اور (عبداللہ بن أحمد بن حنبل کی کتاب (السنة) اور (ابن بطہ کی کتاب :الأبانة) اور (شیخ صابونی کی کتاب :عقیدة أهل السلف أصحاب الحديث) وغیرہ وغیرہ بلکہ اسلاف امت میں سے کوئی شخص جب بھی عقیدہ کے باب میں قلم وقرطاس کا سہارا لیتا ہے تو صحابہ کرام کا ذکر خیر ضرور کرتا ہے چاہے وہ ایک صفحہ یا اس سے کم ہی کیوں نہ ہو(چاہے وہ ان کے محاسن وفضائل کا معاملہ ہو یا خلفاء راشدین کی أفضلیت کا مسئلہ ہو یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم أجمعین کی عدالت کے بارے میں بحث ہو یا رافضیوں کی طرف سے ان کو سب وشتم اور ان پر لعن طعن کے بارے میں تنبیہ ہو یا ان کے درمیان آپس میں جو اختلافات اور شقاق ونزاع رونما ہوا اس کے بارے میں تبصرہ سے گریز اور اس بارے میں سکوت أختیار کرنے کا مسئلہ ہو غرضیکہ اسلاف کرام کی کتابوں میں عموماً عقیدہ کے ضمن میں صحابہ کرام کے موضوع کو ضرور چھیڑا گیا ہے اس سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام اور صحابیات رضوان اللہ علیہم أجمعین کا مقام کتنا بلند وبالا ہے۔

لہٰذا ایک متقی اور باہوش مسلمان کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اسلام کے پیغام کی طرف موسم بہار کیطرح متوجہ ہو اور اس پر اپنے تمام خزانے نچھاور کر دے اور دین اسلام کی نصرت وحمایت میں اپنی ساری جدوجہد اور مال ودولت قربان کر دے کیونکہ یہ اس کی زندگی کا امتیازی وصف ہے اور اس کے وجود کا نمایاں مقصد ہے اور گویا کہ یہ تقرب الٰہی کی سرخی اور عنوان ہے اللہ کی رضا وخوشنودی اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک اللہ کے رسول ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے سچے دل کے ساتھ حقیقی محبت ومودت، تعلق اور موالاۃ روا نہ رکھا جائے کیونکہ مسلمانوں کے سامنے سیدھے راستے کے نقوش نمایاں اور واضح ہوتے ہیں اسی لئے ایک سچا اور پکا مسلمان کوئی ایسی بات کرنے سے گریز کرتا ہے جو تعارض کا پیش خیمہ ہو جس کی وجہ سے اسے خفت اٹھانی پڑے جو اس کی کم عقلی کا ثبوت پیش

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہو جیسا کہ رافضیوں کا معاملہ ہے انہوں نے تو کم عقلی اور بیوقوفی کی مثال رہتی دنیا تک قائم کردی ہے جس کی وجہ سے وہ براہ نام مسلمان رہ گئے ہیں حقیقت میں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں شخصیت کا یہی وہ دورخاپن ہے جس میں روافض یا شیعہ برادران مبتلا ہیں ان کی دوغلے پن کی یہی وہ نمایاں ترین صفت ہے جو بہت ہی خطرناک ہے اور دین اسلام کے انمول خزانہ میں نقب زنی کرنے کے مرادف ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشادگرامی قدر ہے کہ (ترجمہ: جس نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کی رضاجوئی حاصل کی اسے اللہ تعالیٰ لوگوں کی تکلیف سے محفوظ رکھ کراس کے لئے کافی ہوجاتا ہے اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرنا چاہا اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سپرد کردیتا ہے)[رواہ الترمذی برقم: ٢٤١٤]

فضیلۃ الشیخ ابوبکر جزائری حفظہ اللہ ارشادفرماتے ہیں کہ (اگر شیعوں کے اہداف ومقاصد غلط نہ ہوتے اوران کے اغراض ومقاصد عزائم وارادے خباثت پر مبنی نہ ہوتے تو وہ (ولایت اورامامت) کا بیج بوکر مسلمانوں میں افتراق وانتشار پیدا کرنے کی کوشش نہ کرتے اور نہ ہی عقیدۂ ولایت اور امامت کا کوئی معنی قرار پاتا بلکہ میں تو یہ کہنا چاہوں گا کہ اس عقیدہ رفض کا بنیادی مقصد ہی یہی ہے کہ شرانگیزی اورتفرقہ بازی کا بیج بودیا جائے ادر مسلمانوں میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکادی جائے تاکہ وہ آپس میں ہمیشہ ہمیش دست وگریباں رہیں)[ملاحظہ ہو: شیخ ابوبکر جزائری حفظہ اللہ کا اس سلسلہ میں لکھا ہوا. سالہ ص ١٩)

ہم یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت سے وابستہ وہ لوگ ہیں جو حاملین قرآن کریم اور متبعین سنت رسول مبین ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دین اسلامی اور شریعت سماوی کا محافظ ونگہبان بنایا ہے چنانچہ انہوں نے اپنے عہد وپیان کو نبھاتے ہوئے دین اسلام کی بھرپور آبیاری اور نگہبانی کی ہے یہی نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کی حفاظت اور ناموس رسالت کی پاسبانی نیز اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر انہوں نے بے دریغ اپنی عزیز جانوں کے نذرانے تک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کرنے میں کسی قسم کے پس وپیش کام نہیں لیا ہے بایں طورانہوں نے تاریخ دعوت وعزیمت کے میدان میں ایک سنہرے باب کا اضافہ کیا ہے اور پیوستہ رہ شجرسے اُمید بہار کا ثبوت پیش کیا ہے۔

اس سلسلہ میں (فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر/عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز السدیس امام وخطیب حرم مکی حفظہ اللہ) دوٹوک الفاظ میں فرماتے ہیں: شیعہ یا روافض تو وہ لوگ ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اُجمعین کو گالی دیتے ہیں اوران پرلعنت ملامت روار کھتے ہیں اوران پر تبرابازی کرکے انہیں برابھلا کہتے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روافض کو شریعت محمدیہ سے چڑھ ہے اسی لئے تو وہ دین اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹادینے پر اُتارو ہیں انہوں نے انہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اُجمعین پرلعن طعن کی ہے اورنازیبا جملے کسے ہیں جنہوں نے اس دین کی اپنے خون پسینے سے آبیاری کرکے اسے ہم لوگوں تک صحیح سالم پہونچایا ہے اگر صحابہ کرام میں سے کسی ایک صحابی کی شخصیت کو داغدار کرنے کی کوشش کی گئی تو گویا کہ ایسا شخص ملت اسلامیہ کے پورے سرمایہ کو نیست ونابود کردینے کی ناپاک سازش کرنے والا ہے درحقیقت اس نے اپنی اس حرکت کی وجہ سے ملت اسلامیہ کی عمارت کو زمیں بوس کردیا عمارت اسلامیہ اگر گرجائے تو پھر کیا باقی بچا؟ کیونکہ صحابہ کرام کو برابھلا کہنا اوران پر تبرابازی کرنا یاانہیں گالی گلوج کرنا گویا کہ رسول اللہ ﷺ کو براہ راست لعن طعن کرنا ہے لہذا ہمارا رافضیوں سے دوردور کا کوئی تعلق اور رشتہ نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ہم ان سے ذرہ برابر قریب ہونا چاہیں گے بلکہ اگراس سے بھی کم کوئی پیمانہ معرض وجود میں ہوتو ہم اس کے برابر بھی ان سے نزدیکی اور ہم آہنگی کے خواہاں نہیں کیونکہ رافضی یہود ونصاری سے بڑھ کر دین اسلام کے لئے مضرت رساں ہیں اور ہم بحیثیت مسلمان ان پر ذرہ برابر بھی بھروسہ نہیں کرسکتے بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ان کو احتیاط کی عینک لگا کر محتاط انداز میں دیکھا کریں کیونکہ ارشاد باری تعالی ہے (یہی حقیقی دشمن ہیں ان سے بچو اور احتیاط برتو اللہ تعالیٰ انہیں غارت کرے کہاں الٹے پاؤں پھرے جاتے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں)[المنافقون:۵] (ملاحظہ ہو: کوکب الخطب المنیفہ من منبر الکعبۃ الشریفہ)

لہٰذا مسلمانوں سے ہماری گذارش ہے کہ عقائد وسلوک کے میدان میں ان کی امتیازی شان ہو تا کہ انہیں وہی بات پسند آئے جس میں اللہ کی خوشنودی اور رضامندی پنہاں ہو اور انہیں وہی چیز مبغوض ہو جس سے اللہ کی ناپسندیدگی اور ناراضگی لازم آتی ہو لہٰذا ہم مسلمان بھائیوں کے لئے تو مدد ومعاون بن کر باہم شیر وشکر ہو جائیں بلکہ یدِ واحد کی طرح ان کا (جزء لاینفک) بن جائیں کیونکہ مسلمانوں کے دشمن (عصر قدیم اور عصر جدید) دونوں زمانوں میں اپنے عقائد اور اپنے دین کے معاملہ میں مسلمانوں کے خلاف دشمنی نبھاتے ہوئے یدِ واحد کی طرح متحد ومتفق تھے ہیں اور رہیں گے اگرچہ آپس میں ان کا کتنا شدید اختلاف کیوں نہ ہو؟ مگر جب اسلام کے خلاف صف آرائی کی بات آتی ہے تو اس میں وہ اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ایک آواز ہو جاتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ: آپ سے یہود ونصاریٰ ہرگز ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں)[البقرۃ:۱۲۰]

ڈاکٹر رضی الاسلام صاحب رقم طراز ہیں: (جب مسلمان اپنے قول وعمل سے اسلام کی صحیح ترجمانی کرنے لگیں اور ان کی شخصیت اسلام کا چلتا پھرتا نمونہ بن جائے وہ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اسلامی حدود کی پابندی کرنا شروع کر دیں ان کے اخلاق اسلامی اخلاق ہوں ان کی معاشرت پہ اسلامی چھاپ ہو اور ان کی تہذیب اسلام کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو خاص طور سے وہ لوگ جو اسلامی تعلیمات کے علم بردار اور اقامت دین کے داعی ہیں اور وہ دنیا میں اللہ کی حکومت قائم کرنے کا عزم رکھتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے قول وعمل میں ہم آہنگی پیدا کریں اور اپنی زندگی اسلام کے سانچے میں ڈھالیں وہ لوگ دنیا میں کیا انقلاب برپا کرسکیں گے جو خود اپنے آپ پر اسے برپا کرنے پر قادر نہیں؟ ان سے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے جو خود اپنی ذات پر اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم نہیں کر سکتے؟ جو لوگ دوسروں کو ایسے نظریات وعقائد ایسے اصول واقتصاد، ایسے آداب معاشرت، ایسے ضوابط سیاست اور ایسے اُخلاق وکردار کی دعوت دیتے ہوں جن سے خود ان کی زندگیاں عاری ہوں تو انکی اشاعت وقبولیت کی کیا اُمید کی جاسکتی ہے؟

(ملاحظہ فرمائیں عربی کی مشہور ومعروف کتاب شخصية المسلم کا اردو ترجمہ: ص ۱۹۔۲۰)

یہی وہ آرزو وتمنا ہے جس نے اس کتاب کے ترجمہ میں مہمیز کا کام کیا اور یہ حسین وجمیل خواب (پیغام حق) کے قالب میں ڈھل کر آپ کے ہاتھوں میں ہے درحقیت اس کتاب کے ترجمہ اور ایڈیٹنگ کے لئے ہم (مکتبه اهل بيت العالميه مدينة جدة) کے فعال کارکن محترم جناب ابوشاہین عقاب حفظہ اللہ کے تہہ دل سے ممنون ومشکور ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو طباعت کا قالب پہنانے میں (چاہے وہ ڈیزائننگ کا معاملہ ہو یا اس کی پروف ریڈنگ کا فنی مراحل کے پایہ تکمیل تک رسائی کا کام غرضیکہ اس سلسلہ کی کوئی بھی ضرورت) ہر زاویہ سے انہوں نے اس میں تن من دھن کی بازی لگا دی یہ کتاب دراصل انہیں کی مساعی جمیلہ کی مرہون منت ہے اللہ تعالیٰ ان کے اور ان کے اہل وعیال کے لئے اس کو صدقہ جاریہ بنائے انہوں نے ہر طرح سے اسکو حیز وجود میں لانے کے لئے انتھک محنت اور جانفشانی کا ثبوت پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم سے نوازے۔

اخیر میں قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے خیر خواہانہ مشوروں اور مفید تجربات سے مترجم اور ادارے کو روشناس ہونے کا موقعہ ضرور عنایت فرمائیں تا کہ ترجمہ کے اندر موجود نقص کی تلافی ہوسکے اور اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اس عمل کو امت مسلمہ نیز میرے خاندان خاص طور سے میرے والدین مرحوم میری ذریت (عبدالرحیم میاں رحمانی عطاء الرحیم میاں رحمانی جویریہ رحمانی اور مفازہ رحمانی) اور میرے اہل وعیال اور میرے تمام آباء واجداد کرام رحمہم اللہ اور میرے تمام مشائخ کرام کے لئے صدقہ جاریہ بنائے (آمین)۔

میں جانتا ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہے متاع علم و کمال میری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر یہ ہے تیری دسترس میں خذف کو موتی کا رنگ دے دے
عروج آئے وہ پستیوں پر بلندیاں بھی عرق عرق ہوں
خزاں کی ویران وسعتوں کو بہار کا جل ترنگ دیدے

اللهم انا نسألك رضوانك والجنة ونعوذ برحمتك من النار وصلى الله على نبينا وحبيبنا وقرة أعيننا محمد وعلىٰ آله وأصحابه وسلم تسليما كثيرا

أخوكم ومحبكم في الله
خادم القرآن والسنة
فضل الرحمن رحماني ندوي
فاضل جامعه اسلاميه مدينه منورة
٨/ ٥/ ١٤٣١هـ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۃ الکتاب

ہر ملت میں اپنے عقائد ونظریات اور عملی اُصول وضوابط کے ساتھ دل وجان سے مخلص لوگوں کے ذریعے ہی اُس اُمت کو دنیا میں غلبہ حاصل ہوا کرتا ہے۔ اس بات میں بھی کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہے کہ اللہ ربّ العزت نے جب یوں اعلان فرمایا:

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ ۠ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○﴾ (النور:٥٥)

''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے، اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ (ایک دن) ان کو ضرور ملک میں حکومت دے گا جیسے اس نے اگلے لوگوں کو ان سے پہلے حکومت دی تھی (داؤد اور سلیمان اور بنی اسرائیل وغیرہ کو) اور جن کو ان کے لئے پسند کیا ہے۔ (یعنی اسلام کو) وہ ان کے لئے جما دے گا اور ان کو (دشمنوں سے اس وقت) جو ڈر ہے اس کے بعد ڈر کے بدل ان کو امن دے گا ۔ وہ مجھ کو پوجتے رہیں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنے کے۔ جو شخص اس کے بعد کفر کرے (مرتد ہو جائے یا کفر پر جما رہے) تو ایسے لوگ نافرمان ہیں۔''

تو عہد خیر القرون میں ہی اس وعدۂ الٰہی کا ظہور ہوا۔ اللہ ربّ العالمین نے حاملین قرآن وسنت، صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ عنہم کو چالیس سالوں کے اندر اپنی زمین میں غلبہ عطا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرما دیا۔ اُس دور کی نہایت طاقتور حکومتیں کہ جن کا تسلط دنیا پر ہزار ہا سالوں سے چلا آ رہا تھا، ٹوٹ گئیں۔ ان کے باطل و طاغوتی نظام ختم ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین، اسلام دنیا میں غالب آ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اہل ایمان اور دین حنیف کے غلبہ کی جو پیش گوئیاں فرمائی تھیں وہ بھی اس عہد خیر القرون میں پوری ہو گئیں۔ اہل ایمان و اسلام کے مفتوحہ و مقبوضہ ملکوں میں امن و عدل قائم ہو گیا، قیصرِ روم کی سلطنت ختم ہو گئی اور کسریٰ کے خزانے مسلمانوں کے قدموں تلے ڈھیر ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ جو فرمایا تھا: ((إِنَّ اللّٰهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا ، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا......)) ...... ''اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سکیڑ دیا۔ پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا (یعنی اللہ نے مجھے زمین کے اکثر حصوں کو دکھلا دیا۔) عنقریب میری اُمت کا دائرہ اقتدار وہاں تک جا پہنچے گا جہاں تک میرے لیے زمین کو سکیڑ دیا گیا۔'' [1] ...... حکمرانی کی یہ وسعت بھی مسلمانوں کے حصے میں آئی۔ فارس و شام، مصر و افریقہ اور ھند، سندھ سمیت دور دراز کے ممالک فتح ہوئے اور کفر و شرک کی جگہ توحید و سنت کی مشعلیں ہر جگہ روشن ہو گئیں۔ اسلامی تہذیب و تمدن کا پھریرا چار دانگ عالم میں لہرا گیا۔

چودہ صدیاں قبل جن لوگوں کے ہاتھوں انتہائی مختصر سی مدت میں دنیا کا یہ سب سے بڑا انقلاب برپا ہوا، ان عظیم ترین اصحاب الخیر جیسی جماعت آسمانِ دنیا نے اس زمین پر انسانی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ ایک شاعر ان لوگوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

کیا اُمیوں نے جہاں میں اُجالا ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتوں کو عرب اور عجم سے نکالا ہر اک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا

[1] صحيح مسلم / كتاب الفتن / حديث : ٧٢٥٨ / ٢٨٨٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ میں پھیلائی توحید مطلق
لگی آنے گھر گھر سے آوازِ حق حق
ہوا غلغلہ نیکیوں کا بدوں میں پڑی کھلبلی کفر کی سرحدوں میں
ہوئی آتش افسردہ آتشکدوں میں لگی خاک سی اُڑنے سب معبدوں میں
ہوا کعبہ آباد سب گھر اُجڑ کر
جمے ایک جا سارے دنگل بچھڑ کر
ہر اک علم کے فن کے جویا ہوئے وہ ہر اک کام میں سب سے بالا ہوئے وہ
فلاحت میں بے مثل و یکتا ہوئے وہ سیاحت میں مشہورِ دنیا ہوئے وہ
ہر اک ملک میں اُن کی پھیلی عمارت
ہر اک قوم نے اُن سے سیکھی تجارت
جہاں کو ہے یاد اُن کی رفتار اب تک کہ نقش قدم ہیں نمودار اب تک
ملایا میں ہیں اُن کے آثار اب تک اُنھیں رو رہا ہے ملیبار اب تک
ہمالہ کو ہیں واقعات اُن کے ازبر
نشاں اُن کے باقی ہیں جبرالٹر پر
کوئی قرطبہ کے کھنڈر جا کے دیکھے مساجد کے محراب و در جا کے دیکھے
حجازی امیروں کے گھر جا کے دیکھے خلافت کو زیر و زبر جا کے دیکھے
جلال اُن کا کھنڈروں میں ہے یوں چمکتا
کہ ہو خاک میں جیسے کندن دمکتا

ہمارے اسلاف کی اس جماعت حقہ کی تعریف وتوصیف کیا اُن کے رب سے بڑھ کر بھی کوئی کرسکتا ہے؟ فرمایا:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ (الفتح:۲۹)

''محمد اللہ کا پیغمبر ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں (یعنی صحابہ) وہ کافروں پر سخت ہیں، آپس میں (ایک دوسرے پر) رحم دل ہیں۔ (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے (کبھی) رکوع کر رہے ہیں (کبھی) سجدہ کر رہے ہیں۔ اللہ کے فضل اور اسکے رضامندی کی فکر میں رہتے ہیں۔ ان کی نشانی ان کے چہرے پر ہے یعنی سجدے کی نشانی۔ یہ تو ان کا حال تورات شریف میں بیان ہوا ہے اور انجیل شریف میں ان کی مثال ایک کھیتی کی سی بیان کی گئی ہے جس نے زمین سے اپنی سوئی نکالی (مولکہ یا پٹھا) پھر اس کو زوردار کیا اور وہ موٹی ہوگئی۔ اب نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی، کسانوں کو بھلی لگنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ (اس لئے) بیان کیا تاکہ کافر ان کو دیکھ کر جلیں ان لوگوں میں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان سے اللہ تعالیٰ نے بخشش کا اور بڑے نیگ کا وعدہ کیا ہے۔''

ایک اور مقام پر اہل ایمان کی صفت کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴾

(الحجرات:۱۵)

''مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر (دل سے) یقین لائے پھر ان کو (ایمان کی باتوں میں کسی طرح کا) شک نہیں رہا اور انھوں نے اپنی جان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کی۔ (جہاد کیا۔) ایسے ہی لوگ سچے (ایماندار) ہیں۔''

پھران لوگوں کے صدق وصفا کو یوں بھی بیان فرمایا ہے:

﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝﴾ (الاحزاب:۲۳۔۲۴)

''انہی مسلمانوں میں کچھ مرد تو ایسے ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے جو اقرار کیا تھا اس میں سچے اترے۔ ان میں سے بعض تو اپنا کام پورا کر چکے (یا اپنی منت پوری کر چکے) اور بعضے (ابھی) راہ دیکھ رہے ہیں اور ان لوگوں نے (اپنے اقرار کو) ذرا نہیں بدلا۔ کہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے۔ چاہے (جب وہ توبہ کریں) ان کو معاف کردے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

ساری کائنات کے سردار نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ.)) [1]

''(دُنیا جہان کے) تمام لوگوں سے بہتر میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں (تابعین کرام) کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے۔ پھر ان لوگوں (تبع تابعین رحمہم اللہ جمیعا) کا جو ان کے بعد آئیں گے۔ اس کے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جن کی گواہی

[1] صحیح البخاري / کتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ / باب فضائل اصحاب النبي ﷺ ومن صَحِب ...... الخ / حدیث: ۳۶۵۱۔ صحیح مسلم / کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم / حدیث: ۶۴۷۲ / ۲۵۳۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی قسم سے پہلے زبان پر آ جایا کرے گی اور ان کی قسم، ان کی گواہی سے پہلے ہوا کرے گی۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَأْتِي عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ ، فَیَقُوْلُوْنَ؛ فِیْکُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَیَقُوْلُوْنَ لَهُمْ؛ نَعَمْ ، فَیُفْتَحُ لَهُمْ۔ ثُمَّ یَأْتِي عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَیُقَالُ: هَلْ فِیْکُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَیَقُوْلُوْنَ؛ نَعَمْ ، فَیُفْتَحُ لَهُمْ۔ ثُمَّ یَأْتِي عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ ، فَیُقَالُ: هَلْ فِیْکُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَیَقُوْلُوْنَ؛ نَعَمْ ، فَیُفْتَحُ لَهُمْ .)) [1]

''لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ اہل ایمان، مسلمانوں کے لشکر جہاد کریں گے۔ لوگ اُن سے پوچھیں گے: کیا تمہارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی صحابی بھی ہیں؟ (پوچھنے والے مسلمان حکام میں سے ہوں گے۔) مسلم عساکر کے مجاہدین کہیں گے: ہاں! (ہمارے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔) چنانچہ (صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عین قرآن وسنت کے مطابق جہاد فی سبیل اللہ میں مشارکت کرنے والی برکت کی وجہ سے) ان سپاہ اسلام کی فتح ہوگی۔ ان کے بعد پھر ایک ایسا وقت آئے گا کہ مسلمانوں کے لشکر جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلیں گے۔ اس موقع پر ان سے پوچھا جائے گا: کیا تم لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت اختیار کرنے والے صحابہ کے ساتھی (تابعین کرام رحمہم اللہ جمیعا) موجود ہیں؟ مجاہدین

---

[1] صحیح البخاری / کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ / حدیث : ٣٦٤٩۔ وصحیح مسلم / حدیث : ٦٤٦٧ / ٢٥٣٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام جواب دیں گے: جی ہاں! (ہمارے اندر تابعین کرام رحمہم اللہ بھی ہیں۔) چنانچہ (ان تابعین عظام رحمہم اللہ کا عین قرآن وسنت کے مطابق جہاد فی سبیل اللہ میں بالاخلاص مشارکت کرنے والی برکت اور اُن کا اللہ عزوجل سے دُعا کرنے کی وجہ سے) ان سپاہِ اسلام کو فتح ہوگی۔ پھر ان کے بعد ایک اور زمانہ آئے گا کہ: مجاہدین اسلام کے لشکر اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلیں گے۔ ان سے بھی پوچھا جائے گا: کیا تم میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مصاحبت اختیار کرنے والے (تابعین کرام رحمہم اللہ) کی شاگردی ومصاحبت میں رہنے والے صاحب (تبع تابعین کرام رحمہم اللہ) میں سے کوئی ہیں؟ تو مجاہدین اسلام کہیں گے: جی ھاں! (ہمارے لشکر میں تبع تابعین بزرگ موجود ہیں۔) چنانچہ (ان تبع تابعین کرام رحمہم اللہ کا عین قرآن وسنت کے مطابق لاعلاء کلمۃ اللہ، جہاد فی سبیل اللہ میں پورے اخلاص کے ساتھ مشارکت کرنے والی برکت اور اُن کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دُعا کرنے کی بنا پر) ان مسلمان فوجوں کو فتح ہوگی۔"

چنانچہ تھوڑے سے عرصہ میں اپنی للّٰہیت، عقیدہ وایمان میں پختگی، اسلامی شرعی اُصول و ضوابط پر مکمل پابندی اور باہم شیر وشکر ہوجانے والی محبت کی وجہ سے خیر القرون کے اصحابُ الخیر والبرکہ نے اپنے دور کی دوتہائی سے زیادہ آباد دنیا پر جو غلبہ حاصل کرکے اللہ عزوجل کے عطا کردہ دین حنیف کو تمام انسانوں کے لیے فلاح وکامرانی اور امن وعدل کا نظام حیات متعارف کرواکر اسے نافذ کرنے میں اپنی تمام صلاحیتوں اور جان واموال کو اپنے رب کے لیے جب پیش کردیا تھا تو اللہ کریم نے اُن پر اپنی خوشنودی ورضامندی کے اعلان واظہار کو تاقیامت قرآنِ عظیم میں محفوظ فرمادیا۔ دنیا میں جب تک قرآنِ مجید کی تلاوت ہوتی رہے گی ان عظیم تر لوگوں کے حق میں اللہ ربّ العالمین کے اس انعامِ عظیم کو ان گنت بار پڑھا اور وہ ہرایا جاتا رہے گا۔ فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (التوبة:۱۰۰)

''اور مہاجرین اور انصار میں سے جن لوگوں نے اوّل ہجرت کی اور پہلے اسلام لائے اور جنھوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے (اللہ ان سے خوش وہ اللہ سے خوش) اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں پڑی بہہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔''

انھیں اصحاب خیر القرون کی تعریف ایک اور مقام پر ربّ ذوالجلال والاکرام یوں فرماتے ہیں:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ﴾

(الانفال:۷۴۔۷۵)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا (یعنی مہاجرین) اور جن لوگوں نے (ان مہاجرین کو) جگہ دی اور (ان کی) مدد کی (یعنی انصار) یہی پکے مسلمان ہیں ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے (آخرت میں) اور عزت کی روزی (دنیا میں)۔ اور جو لوگ بعد کو ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور تمھارے ساتھ ہوکر جہاد کیا وہ تم ہی میں سے ہیں۔ اور ناطے رشتے والے ایک دوسرے کے وارث ہونے میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی رو سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ حق دار ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔''

پھر ایک مقام پر رب العالمین ''حزب الشیطان'' کو (جنھیں بیت اللہ الحرام کی تعمیر کرنے اور حاجیوں کی خدمت پر بڑا گھمنڈ تھا۔) مخاطب کر کے فرمایا:

﴿ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝﴾

(التوبة:١٩-٢٢)

''(مشرکو!) کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانا اور ادب والے (کعبہ کی) مسجد کو آباد رکھنا اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر ایمان لانے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی طرح کر دیا (دونوں کو برابر سمجھا)۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ برابر نہیں ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو راہ نہیں لگاتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنی جان اور مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، ان کا درجہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے (بہت بڑا) اور وہی لوگ (حشر میں) کامیاب ہوں گے۔ ان کا مالک ان کو اپنی مہربانی اور رضامندی اور ایسے باغوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ہمیشہ کا آرام ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ ان باغوں میں رہیں گے بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس (بہت بڑا) ثواب (موجود) ہے۔ (اس کے ثواب کا خزانہ کم نہیں ہو سکتا)۔''

غرضیکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام و تابعین عظام اور تبع تابعین کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سمیت خیر القرون کے تمام اصحاب خیر الامم کی قرآن حکیم میں سینکڑوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامات پر تعریف و توصیف بیان فرما کر دنیا کے تمام زمانوں والے سب مسلمانوں کو یہ درس و پیغام دے دیا ہے کہ:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَٰئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ ﴾ (فصلت: ۳۰۔۳۱)

''جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارا مالک اللہ ہے (توحید کا اقرار کیا) پھر اس پر جمے رہے (مرتے وقت یا قبر میں یا قبر سے اٹھتے وقت) ان پر (رحمت کے) فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) تم ڈرو نہیں اور نہ رنج کرو اور جس بہشت کا تم سے وعدہ تھا اس کی خوشی مناؤ۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی (اللہ کی طرف سے) تمہارے نگہبان (یار رفیق اور مددگار) تھے اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں بھی جو تمھارا جی چاہے وہ تمہارے لیے حاضر اور جو منگواؤ وہاں تمہارے لیے موجود۔''

اور پھر فرمایا:

﴿ هَٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۝ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ ﴾ (آل عمران: ۱۳۸۔۱۳۹)

''(عام) لوگوں کے واسطے تو یہ ایک (تاریخی) بیان ہے اور جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں ان کے لیے ہدایت اور نصیحت بھی ہے۔ اور ہمت مت ہارو نہ آزردہ ہو اور اگر تم ایمان دار ہو تو (اخیر میں) تم ہی غالب ہو گے۔''

تصویر کا دوسرا رُخ:

سو فیصد حقیقت پر مبنی مذکور بالا سچ، تاریخ اسلامی کا ایک ایسا عظیم الشان باب ہے کہ جس کا رد کوئی جاھل اور بے عقل انسان ہی کر سکتا ہے، اپنی سنہری تاریخ سے واقف ایک مومن،

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان آدمی اس سے نہ ہی انکار کرتا ہے اور نہ ہی نفرت۔ اس لیے کہ اپنے اسلاف کی شاندار تاریخ سے انکار کسی منافق سے ہی ممکن ہوتا ہے، پختہ، پکے ایمان والے مسلمان سے ہرگز نہیں۔ البتہ اس عظیم الرتبت حق، سچ کے ساتھ ساتھ ایک اور بھی نہایت کڑوی حقیقت ضرور ہے کہ جو بذاتِ خود تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ آیئے! اُس کا بھی قدرنے جائزہ لے لیتے ہیں۔ اس لیے کہ؛

ا...... آج اُمت اسلامیہ کی بہت بڑی اکثریت اس حقیقت کے بارے میں پوری معلومات نہ رکھنے کی وجہ سے جہالت و گمراہی کا بھی شکار ہے اور فرقہ بندی میں قابو آ کر اپنی شوکت وسطوت کھودینے کا نتیجہ بھی بھگت رہی ہے۔

ب...... دس سے زیادہ بڑے علماء کرام کی تحریروں پر مشتمل کتاب ھذا ''اسلام کا پیغامِ حق'' کا موضوع بھی اس تاریخی حقیقت سے آگاہ کرنا ہے تاکہ مسلمان نوجوانانِ عصر حاضر اپنی اصلاح کر کے عین قرآن وسنت اور صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ عنہم والی سیدھی راہ کو اختیار کر سکیں۔

سیّدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے محلات میں سے ایک محل پر چڑھے اور (اردگرد والے ساتھیوں سے) فرمایا: کیا تم لوگ (انسانی معاشرے میں کئی فتنوں کے ذریعے پیدا ہونے والی خرابیوں کے ذریعے) وہ کچھ دیکھ رہے ہو جو (عنقریب اُٹھنے والے فتنے) میں دیکھ رہا ہوں؟ اُنھوں نے عرض کیا: نہیں جی۔ فرمایا: ((فَإِنِّي لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَوَقْعِ الْقَطْرِ.)) ...... ''میں (عنقریب برپا ہونے والے) فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بارش کے قطروں کی طرح تمہارے گھروں کے اندر داخل ہو جائیں گے۔'' ❶

چنانچہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں ہی کئی طرح کے فتنوں نے سر

---

❶ صحيح البخاري / كتاب الفتن / حديث: ٧٠٦٠

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُٹھانا شروع کر دیا تھا۔ ہم انھی میں سے چند ایک مرکزی قسم کے ان فتنوں کا ذکر کرنا یہاں ضروری سمجھتے ہیں کہ جنھوں نے آج تک اُمت خیر الامم، ملت محمد یہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کو مصیبتوں سے دوچار کر رکھا ہے۔ ان میں سے بعض کا احاطۂ کتاب ھذا میں کر دیا گیا ہے اور بعض شرانگیز و سازش پسند فتنوں کا ذکر رہ گیا ہے۔ مثلاً:

(۱)......جھوٹی نبوتوں کا فتنہ:

اللہ عزوجل کے پسندیدہ دین حنیف، اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے فتنوں میں سے ایک عظیم تر فتنہ جھوٹے نبیوں کا دعوائے نبوت اور اسلام کے لبادہ میں رسول اللہ ﷺ کی نبوت میں شراکت داری رہا ہے۔ محرم سنہ ۱۱ ہجری میں نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کے مرض کی خبر مشہور ہوئی تو اس طرح کے بعض مفسدوں نے سر اُٹھایا۔ یمن کے علاقے مذحج میں اسود عنسی نے، یمامہ میں بنو حنیفہ کے مسیلمہ کذاب نے اور بلاد بنی اسد میں طلیحہ بن خویلد الاسدی نے نبوت کے دعوے کر ڈالے اور چہار جانب ایک فساد برپا ہو گیا۔ ان لوگوں نے سمجھا کہ جس طرح محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب القرشی الہاشمی (ﷺ) کامیاب ہوئے ہیں، ہم بھی اسی طرح کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر یہ سب کے سب ناکام ومخذول اور خاسر و رسوا ہوئے۔ اس لیے کہ: نبوت ورسالت کا معاملہ اجتہادی وجہدی تھوڑا ہے کہ آدمی اپنی محنت شاقہ سے یہ منصب حاصل کر لے۔ یہ تو خالصتاً اللہ عزوجل کے اپنے اختیار میں ہے۔ یعنی یہ وھبی منصب ہے کوئی کسبی عہدہ ومرتبہ تو نہیں، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝﴾

(الحج:۷۵)

''اللہ فرشتوں اور آدمیوں میں سے (اپنے اختیار کے ساتھ) پیغام پہنچانے والے چھانٹ لیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں مسیلمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کذاب (مدینہ منورہ میں) آیا اور کہنے لگا: اگر محمد (ﷺ) مجھے اپنے بعد اپنا نائب و خلیفہ بنا دیں تو میں آپؐ کی پوری پوری تابع داری کروں۔ وہ یہاں مدینہ طیبہ میں اپنی قوم (بنوحنیفہ) کے ایک بڑے مجمع کے ساتھ آیا تھا۔ نبی کریم ﷺ اس کے پاس (دین حق کی دعوت کے لیے) تشریف لے گئے۔ آپؐ کے ہمراہ جنابِ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی بھی تھی۔ مسیلمہ کذاب اپنے آدمیوں کے ہمراہ جہاں ٹھہرا ہوا تھا نبی مکرم ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور وہاں پر کھڑے رہنے کی حالت میں ہی آپؐ نے اُس سے فرمایا: ''اگر تو مجھ سے یہ چھڑی (کھجور کی ٹہنی) ہی مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا۔ تو اللہ ذوالجلال کے اس فیصلے سے آگے نہیں بڑھ سکتا جو تیرے بارے میں پہلے سے ہو چکا ہے۔ (اور وہ فیصلہ نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دکھلا دیا گیا تھا، جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔) اگر تو نے میری اطاعت سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر دے گا۔ اور میرا (یقینی) خیال تو یہ ہے کہ تو وہی ہے جسے مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا تھا۔ یہ (میرے صحابی اور ساتھی) ثابت بن قیس ہیں۔ (رضی اللہ عنہ) میری طرف سے تیری باتوں کا جواب تجھے یہ دیں گے۔'' اس کے بعد نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آئے۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے (صحابہ کرام سے) رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: ((إِنَّكَ أُرَى الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا أَرَيْتُ)) ...... ''مسیلمہ! میرا یقینی خیال یہ ہے کہ خواب میں جس (دو میں سے ایک) شخص کے بارے میں مجھے دکھلایا گیا ہے، تو ہی وہ آدمی ہے۔'' کے بارے میں دریافت کیا (کہ اس کا مفہوم کیا ہے؟) تو مجھے جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے۔ انھیں دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوا۔ پھر خواب ہی میں مجھ پر وحی (غیر متلو، بصورتِ حدیث) کی گئی کہ: میں ان پر پھونک مار دوں۔ چنانچہ میں نے ان دونوں کنگنوں پر پھونک ماری تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ (ختم ہو گئے۔) میں نے ان دونوں کنگنوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعبیر دو جھوٹے مدعیانِ نبوت سے کی ہے جو میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے خروج کریں گے۔ ان دونوں میں سے ایک اسود عنسی اور دوسرا یہی مسیلمہ کذاب ہوگا۔'' ❶

مسیلمہ بن ثمامہ بن کبیر بن حبیب الحنفی اور الاسود عبہلہ بن کعب ذو الخمار العنسی لعنہما اللہ کے حالات و واقعات کے لیے: صحیح البخاری / کتاب المغازی، حدیث نمبر: ۴۳۷۳ تا حدیث نمبر: ۴۳۷۹ پر فتح الباری میں مفصل شرح، سنہ ۱۱ھ تا سنہ ۱۳ ہجری کے واقعات البدایہ والنہایہ کا مطالعہ کر لیجیے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِنْ ثَلَاثِيْنَ ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ .)) ...... ''تب تک قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تیس کے قریب جھوٹے دغا باز قسم کے لوگ (قیامت سے پہلے پہلے اپنے اپنے دور میں) فتنہ پیدا کرنے کے لیے (شیطانی طاقتوں کی طرف سے) اُٹھائے جائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔'' ❷

جناب ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِيْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَحَتّٰی يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ وَأَنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ، لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ .)) ...... ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میری اُمت کے قبائل مشرکوں سے مل جائیں گے اور یہاں تک کہ وہ بتوں کی پوجا کرنے لگ جائیں گے۔ اور بلاشبہ میری اُمت میں تیس سخت جھوٹے (دغا باز) پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' ❸

---

❶ صحیح البخاری / کتاب المغازی / حدیث نمبر: ۴۳۷۳، ۴۳۷۴۔ صحیح مسلم، حدیث: ۵۹۳۹ / ۲۲۷۳ / ۲۲۷۴۔

❷ صحیح مسلم / کتاب الفتن / باب: لا تقوم الساعة حتی ...... الخ / حدیث نمبر: ۷۳۴۲ / ۲۹۲۳۔ وصحیح البخاری / کتاب الفتن / حدیث نمبر: ۷۱۲۱۔

❸ جامع الترمذی / کتاب (ابواب) الفتن / حدیث نمبر: ۲۲۱۹ وقال ھذا حدیث حسنٌ صحیح وافقہ الالبانی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ضمن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بھی نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہی حکم ارشاد فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝﴾ (الاحزاب:٤٠)

''محمد تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے البتہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے اور پیغمبروں کا ختم کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔''

رئیس الفقہاء وامیر المؤمنین فی الحدیث امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح رکتاب المناقب میں ایک باب: خاتم النبیین کا قائم کر کے نیچے درج ذیل دو احادیث درج فرمائی ہیں؛ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری اور دوسرے انبیاء کرام (علیہم السلام) کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر تعمیر کیا۔ اور اسے خوب آراستہ و پیراستہ کر کے مکمل کر دیا، مگر یہ ہے کہ ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے، تعجب وحیرانگی کا اظہار کرتے اور کہتے: کاش یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی نہ رہتی۔ (تو کیسا اچھا، مکمل گھر ہوتا۔)''

(ب)...... سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا ، فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ: هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ .)) ...... ''میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیاء (علیہم السلام جمیعًا) کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی نے ایک گھر بنایا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی۔ لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ چنانچہ لوگ آ کر اس گھر کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں اور خوشی وحیرانگی کا اظہار کرتے ہیں۔ کہتے ہیں: یہاں ایک اینٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جوڑ دی گئی تھی، وہ) کیوں نہ لگا دی گئی۔ (یعنی اگر یہ اینٹ لگا دی جاتی تو کیا شاندار یہ گھر تھا۔) تو میں ہی وہ (چھوڑی گئی) اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔)'' (حدیث نمبر: ۳۵۳۴، ۳۵۳۵)

نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ کی جدائی کے ساتھ ہی اس کذب وافتراء والی جھوٹی نبوت والے فتنے سمیت بہت سارے فتنوں کے دروازے کھل گئے۔ مگر ان دروازوں کو بند کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو فہم وفراست اور کفر کے خلاف جرأتِ فیصلہ خلیفۃ الرسول ﷺ بلا فصل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے تھے وہ اپنی مثال آپ تھے۔ جنابِ صدیق رضی اللہ عنہ کا ایسے فتنوں کے خلاف جرأتمندانہ اقدام آپ کے بعد آنے والے خلیفۂ راشد سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے آسانیاں پیدا کر گیا۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انتہائی قلیل مدت والی خلافت میں جھوٹے مدعیانِ نبوت کے فتنہ کو ایک بار تو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا گیا اور پھر سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دس سالہ دورِ خلافت میں کسی شخص کو جھوٹی نبوت کے دعویٰ کی جرأت نہ ہو سکی بلکہ دوسرے فتنے بھی اس عظیم الشان دور میں اپنی کونپل تک نہ نکال سکے۔

بعد والے زمانوں میں جھوٹی ومکار نبوت والے فتنے نے البتہ اُمت اسلامیہ کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ دُنیا کے مختلف خطوں اور تاریخ کے مختلف ادوار میں اس فتنے کا ظہور ملت اسلامیہ میں ہر بار کچھ اس انداز سے ہوتا رہا کہ: جھوٹے مدعیانِ نبوت اپنے اپنے زمانہ میں لاکھوں لوگوں کو اپنے ہمراہ لے کر جہنم کی طرف روانہ ہوتے رہے۔ اسی طرح آج سے کم وبیش سو سال پہلے ملک پنجاب کے ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی نے یورپی نصرانیوں، انگریزوں کی مالی وسیاسی تھپکی پر نبوت کا دعویٰ کر ڈالا۔ اور پھر اسے مسیلمہ کذاب کی طرح اپنے دیس کے ہی اپنے بھائیوں، ہمدردوں اور تابع داروں کی ایک جماعت میسر آ گئی۔ اسے اور اس کے مطیعان وفرماں برداران کو اللہ کے دشمنوں کی طرف سے خوب نوازا گیا۔ تقسیم ھند تک ان قادیانیوں اور مرزائیوں کی سیاسی و جماعتی جڑیں اندر ہی اندر اس قدر مضبوط ہو چکی تھیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تقسیم ھند کے نتیجے میں پاکستان الگ ہوا تو اس ملک کا سب سے پہلا وزیر خارجہ قادیانی مرزائی بنایا گیا۔ اپنی سو سالہ تاریخ میں اس حزب الشیطان نے وطن عزیز پاکستان میں یہودیت ونصرانیت اور الحاد و شیطانیت کی راہ ہموار کر کے پاکستان کے مسلمانوں کو اللہ کے دشمنوں اور منافقوں کے ہاتھوں جو سزائیں دلوائی ہیں وہ ہر عقلمند مسلمان پر عیاں ہیں۔ بے حد افسوس ہوتا ہے اُن عقل کے اندھوں پر جنھوں نے دنیا کے لالچ میں مالیخولیا جیسی ایک درجن سے زیادہ انتہائی خبیث قسم کی بیماریوں کے شکار اس غلام احمد قادیانی لعنہ اللہ کی اتباع و محبت کا طوق اپنے گلے میں ڈال رکھا ہے۔

محترم قارئین کرام! کتاب ھذا میں اگرچہ ختم نبوت والے موضوع کو نہیں چھیڑا گیا مگر یہ بات یاد رکھیے؛ جس طرح کتاب ہذا میں بیان کردہ دوسرے فتنے اُمت اسلامیہ کے لیے مہلک ثابت ہو رہے ہیں اور ان فتنوں میں مبتلا افراد کی پہچان بحیثیت ایک سچے مسلمان اور پکے مومن کے ختم ہو کر رہ گئی ہے اسی طرح ختم نبوت کے کسی نہ کسی شکل میں انکار اور رسالت میں شراکت والے خبیث نظریہ نے ان لوگوں کو یکسر ملت سے خارج کر کے رکھ دیا ہے۔ ان لوگوں کے ہتھکنڈوں کو پہچانیے اور اپنی عاقبت کی فکر کرتے ہوئے عین قرآن وسنت والی جماعت حقہ، سلفی اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ خالصتاً قرآن وسنت پر عمل کرتے ہوئے جڑے رہیے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی قدر ہے: ((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ .)) ...... ''میری اُمت میں سے ایک بہت بڑی جماعت ہمیشہ (عین قرآن وسنت کے مطابق صحابہ کرام وتابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے منہج وطریق پر چلنے والی) اللہ کے دین کے ساتھ قائم رہے گی۔ اسے جھٹلانے والے اور اس جماعت کی مخالفت کرنے والے ان (سلفی اہل السنۃ والجماعۃ کے) لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ حتیٰ کہ قیامت آ جائے۔'' ❶

❶ صحیح البخاری / کتاب التوحید، باب نمبر: ۲۹ / حدیث نمبر: ۷۴۶۰۔ صحیح مسلم / حدیث: ۴۹۵۵ / ۱۹۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم کی روایت میں ان الفاظ کا بھی اضافہ ہے۔ فرمایا: ((وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ عَلَى النَّاسِ .)) ...... ''اور وہ ہمیشہ دوسرے لوگوں پر غالب رہیں گے۔'' (یعنی عین قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے اس سلفی جماع اہل السنہ والجماعۃ کو ایک امتیاز حاصل ہوگا۔) یہ بات بھی یادرکھیے کہ مذکور بالا فتنۂ انکارِ ختم نبوت بھی کتاب ھذا میں بیان کردہ دوسرے فتنوں کے خاندان کا ہی ایک اہم فرد ہے۔ یعنی یہ فتنہ بھی اُن فتنوں کا ہی سگا بھائی ہے۔

(ب)...... فتنۂ خارجیت:

اسلامی تاریخ میں دین حنیف اسلام اور اہل ایمان مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچانے میں جتنا کردار سبائیت کے لگائے ہوئے انتہائی نوکیلے کانٹوں والے پودے نے مجوسیت کے ہاتھوں نمو پاکر شیعیت کے انتہائی کڑوے پھل والے درخت کی شکل اختیار کر کے ادا کیا ہے، بالکل اُسی کے برابر ہمیشہ فتنۂ خارجیت نے اس کاری زخمیت کے لیے اُمت اسلامیہ کے سینے میں چھرا گھونپتے رہنے کا کردار ادا کیا ہے۔ شیعیت وتشیّع اور سبائیت کے بانی عبداللہ بن سبا یہودی کا تذکرہ وکردار تو آگے کتاب میں آ گیا ہے لیکن خارجیت اور اُس کے بانی کا تذکرہ کتاب ھذا میں اس لیے نہیں ہو سکا کہ اس کتاب میں فتنۂ سبائیت کی شر انگیزیوں سے زیادہ خبردار کیا گیا ہے۔ جن کو نہیں معلوم وہ حیران ہوں گے کہ: (۱) فتنۂ جھوٹی نبوت۔ (۲) فتنۂ سبائیت وشیعیت۔ (۳) فتنۂ نفاق واُباحیت اور (۴) فتنۂ خارجیت جیسے انتہائی مہلک فتنے کہ جنھوں نے جتنا نقصان ملت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کو ہمیشہ پہنچایا، اُتنا نقصان شاید یہود ونصاریٰ اور مشرکین وھنود کی صورت میں کھلم کھلے اللہ کے دشمن بھی اس ملت کو نہ پہنچا سکے ہوں۔ ان چاروں بڑے فتنوں کے مؤسسین وبانی اور قائدین اعلیٰ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے دورِ خیر القرون سے ہی تعلق رکھنے والے تھے۔ فتنۂ خارجیت کے مؤسس اعلیٰ عبداللہ ذوالخویصرہ لعنہ اللہ اور اُس کی تحریک کے متعلق تفصیلی معلومات کے لیے آپ فضیلۃ الشیخ دکتور علی بن محمد الصلابی حفظہ اللہ کی کتاب ''فتنۃ الخوارج الشیعہ'' کا مطالعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سکتے ہیں کہ جس کا اُردو ترجمہ بعنوان ''خطرناک فتنوں کی سچی حقیقت'' ہو چکا ہے۔

(ج)......فتنۂ نفاق واُبائیت:

اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ حکیم کے آغاز اور سورۃ البقرہ کی ابتداء میں دنیا جہان میں پائے جانے والے انسانوں کی تقسیم تین گروہوں میں بیان فرمائی ہے۔ (۱) خالص، پکے سچے اور مومن مسلمان۔ (۲) ان احبابِ خیر و برکت کے بالکل برعکس کھلم کھلے اللہ عزوجل کے باغی وسرکش لوگ، کفار وملحدین۔ اور (۳) منافقین؛ جن کی علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر (سورۃ البقرہ، آیت نمبر: ۸ تا ۱۹) میں دو بڑی قسمیں بیان کی ہیں۔ (۱)...... خالص، پکے منافق؛ جو ظاہر میں مسلمانوں جیسے ہوتے ہیں مگر اُن کی دلی محبتیں کفر و الحاد اور شرک وخرافات کے نظاموں سے ہوتی ہیں۔ اعتقادی طور پر اُن کی پوری ہمدردیاں بھی طاغوتی نظامِ باطل اور گندی تہذیبوں سے ہوتی ہیں۔ (ب)...... دوسرے وہ منافق جن کے اندر نفاق کے شعبوں میں سے کوئی شعبہ سرایت کیا ہوا ہو۔

دونوں کا بیان ایک صحیح حدیث میں یوں آیا ہے؛ جناب عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا ، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا؛ إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ .))...... ''جس آدمی میں چار عادات وخصائل (نشانیاں) پائی جائیں، وہ خالص (پکا) منافق ہے۔ اور جس کسی میں ان چاروں میں سے کوئی ایک عادت وخصلت پائی جائے تو وہ بھی نفاق کی خصلت ہی شمار ہوگی حتی کہ اسے وہ چھوڑ دے۔ (یہ چاروں بد خصلتیں یوں ہیں:) [۱] ...... جب اسے امین بنایا جائے تو (مالی، حکومتی دوسری امانت میں) خیانت کرے۔ [۲]...... بات کرتے وقت جھوٹ بولے۔ (جھوٹ اُس کا وطیرہ ہو۔) [۳]...... جب کسی سے عہد معاہدہ کرے تو اسے توڑ دے۔ (عہد کو پورا نہ کرے۔) [۴]...... جب کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے لڑے تو گالی گلوچ پر اُتر آئے۔ (غلیظ زبان استعمال کرے)۔ ❶

اس حدیث میں نفاق کی جتنی علامات ذکر ہوئی ہیں وہ عمل سے تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی مسلمان ہونے کے باوجود عمل میں نفاق ہو۔ مگر ایسا نفاق کہ جس کی جڑیں دل میں پیوست ہوں تو وہ نفاق یقیناً کفر وشرک کے برابر ہے، بلکہ ان سے بھی بڑھ کر۔ چنانچہ اس طرح کے اعتقادی منافقین کے بارے میں اللہ عزوجل کا فیصلہ اس طرح ہے۔ فرمایا:

﴿ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ۝﴾ (النساء:١٤٥)

''بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے والے درجے میں رہیں گے اور کوئی ان کا مددگار (وہاں) تو نہ پائے گا۔''

لیکن جن ایمان والے مسلمانوں سے عملاً مذکور بالا چاروں غلطیوں میں سے کوئی غلطی یا کوئی اور گناہ ہو جائے تو اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝﴾ (النساء:١٤٦)

''مگر جن لوگوں نے توبہ کی اور اپنے تئیں درست کر لیا (کفر اور نفاق چھوڑ کر ایمان پیدا کیا) اور اللہ تعالیٰ (کے دین کو) مضبوط تھاما (یعنی اللہ پر بھروسا کیا) اور خالص خدا کے لیے عمل کیا (نہ ریا اور نہ دکھلانے کو) تو یہ لوگ (سچے) مسلمانوں کے ساتھ (بہشت میں) ہوں گے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بڑا ثواب دینے والا ہے۔''

یہاں ایک اور حدیث مبارک کا مطالعہ زیر بحث موضوع کی وضاحت کے لیے نہایت فائدہ مند رہے گا۔ جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ صحیح البخاری / کتاب الایمان / حدیث: ٣٤۔ صحیح مسلم / کتاب الایمان / حدیث: ٢١٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل چار طرح کے ہوتے ہیں۔(۱)......غل وغش سے پاک بالکل صاف دل جس میں (ایمان ویقین اور صدق واخلاص کی) تابناک روشنی ہوتی ہے۔(۲)......غلاف و پردہ چڑھا ہوا دل جس کے اوپر کوئی پردہ باندھ دیا گیا ہو۔(جیسے قرآن میں یہودیوں کی بہانہ بازیوں کو ان کی زبانی اس طرح بیان کیا گیا ہے:﴿ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ط﴾......''یہ یہودی کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر غلاف، پردے چڑھے ہوئے ہیں۔'' [البقرہ:۸۸])(۳)......اُلٹا، مقلوب دل اور (۴)......دو رُخا دل۔(اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے چاروں دلوں کی وضاحت بیان کرتے ہوئے فرمایا:) یہ پہلا غل وغش سے پاک صاف دل، مومن کا دل ہوتا ہے۔اس دل کا روشن چراغ اس کے پختہ ایمان کا نور ہوتا ہے۔(اس ایمان ونور والے دل کی مثال اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن میں یوں بیان فرمائی ہے:)

﴿ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ط يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ o﴾ (النور:۳۵)

''اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔اس کے نور مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو۔طاق میں چراغ (روشن) ہو۔ چراغ ایک شیشے میں ہو، شیشہ (ایسا صاف ہے) گویا چمکتا ہوا (موتی) کی طرح اتارا ہے۔وہ چراغ ایک مبارک درخت زیتون (کے تیل) سے سلگایا جاتا ہے جس کا رخ نہ پورب کی طرف ہے (کہ شام کو اس پر دھوپ نہ آئے) نہ پچھم کی طرف ہے (کہ صبح کو اس پر دھوپ نہ آئے)۔اس کا تیل (چونکہ بہت صاف ہے تو) قریب ہے کہ آگ چھوئے بغیر (آپ ہی آپ) سلگ پڑے۔(غرض ایک نور نہیں بلکہ) نور علی نور ہے۔اور اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا نور بتلاتا ہے۔ اور اللہ لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔"

اور غلاف و پردہ سے ڈھکا ہوا (سیل بند) دل، کافر کا دل ہوتا ہے۔ (جس میں حق داخل ہوتا ہی نہیں ہے۔) جہاں تک مقلوب دل کا تعلق ہے تو یہ خالص منافق کا دل ہوتا ہے۔ (جو ہمیشہ حق سچ اور اپنے ضمیر کے خلاف فیصلے کرتا ہے۔) وہ حق کو پہچانتا بھی ہے مگر اس کے باوجود انکار کر دیتا ہے۔ (ایسا دل انتہائی لالچی اور مطلب پرست قسم کے آدمی کا دل ہوتا ہے۔)

(۴)......اور یہ جو دوُرخا دل ہوتا ہے تو اس میں بیک وقت ایمان بھی ہوتا ہے اور نفاق بھی۔ اس دل میں ایمان کی مثال کاسنی کی طرح ہے کہ جس کی نشوونما پاکیزہ پانی (رشد و ہدایت اور تقویٰ و تزکیہ والا میٹھا زرخیز پانی) خوب کرتا ہے۔ جبکہ اس میں نفاق کی مثال ایک پھوڑے، پھنسی کی طرح ہے کہ جس کی نشوونما پیپ اور (گندا) خون کرتا ہے۔ چنانچہ ان دونوں میں سے جو مادہ (ایمان و نفاق میں سے) غالب آ جاتا ہے تو وہ دوسرے مادہ پر بھی غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔"[1]

نبی کریم ﷺ کے نبوت والے پہلے تیرہ سالہ مکی دور میں کسی قسم کے نفاق کا تصور تک نہ تھا۔ پھر جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپؐ کے یہاں تشریف لے آنے کے وقت مدینہ میں نسلی اعتبار سے دو طرح کے لوگ تھے۔ ایک بنی اوس و خزرج کے عرب اور دوسرے یہودی قبائل۔ (بنو نضیر، بنو قینقاع اور بنو قریظہ) جبکہ دینی اعتبار سے تین طرح کے لوگ تھے؛ دین یہودیت کے پیروکار یہودی، خالص مومن مسلمان اور عرب کے مشرکین۔ اٹھارہ ماہ تک معاملہ تو یہاں مدینہ منورہ میں بھی ایسا ہی رہا، پھر جب اللہ ذوالجلال والاکرام نے اہل ایمان کو رمضان المبارک سنہ ۲ ہجری مقام بدر میں فتح و نصرت سے نوازا تو؛ یہودی جل بھن کر رہ گئے اور بنو خزرج کے سردار عبداللہ بن اُبی ابن سلول نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر

---

[1] دیکھئے: مسند الامام احمد: ۱۷/۳ والمصباح المنیر فی تھذیب التفسیر ابن کثیر، صفحہ: ۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے دل میں نفاق کے بیج بو لیے۔ بعینہٖ اس کے تابع داران بھی اُسی کا راستہ اختیار کرتے ہوئے بظاہر اسلام میں داخل ہو گئے مگر اپنے دلوں میں اُنھوں نے کفر و الحاد کو چھپائے رکھا۔ چونکہ یہ ابن اُبی یہود کا حلیف بھی تھا، اس لیے کچھ یہودی بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے اور اُنھوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا شروع کر دیا۔ اسی طرح بعد والے سالوں میں یہ نفاق عرب کے بادیہ نشینوں (بدوؤں) میں بھی پھیل گیا۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے ان کے بارے میں یوں مطلع فرمایا ہے:

﴿ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴾ (التوبة:۱۰۱)

''اور (مسلمانو) تمھارے گرد (آس پاس چاروں طرف) جو گنوار ہیں ان میں بعضے منافق ہیں اور مدینہ کے رہنے والوں میں سے بھی بعضے نفاق پر اڑے بیٹھے ہیں (یا نفاق پر جم گئے ہیں۔ اے پیغمبر!) تو ان کو نہیں جانتا ہم ان کو جانتے ہیں۔ تو اب ان کو (دنیا میں) دو بار عذاب دیں گے پھر بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔''

اعتقادی منافقین کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں بیسیوں جگہ پر ذکر فرما کر اہل ایمان کو ان کی دھوکہ دہی سے خبردار بھی کیا ہے اور ان کے مختلف ہتھکنڈوں سے مطلع بھی فرمایا ہے۔ ہم یہ بات بالوثوق کہہ سکتے ہیں کہ زیر مطالعہ کتاب ''اسلام کا پیغامِ حق'' میں پیچھے بیان کیے گئے اسلام کے چار مرکزی قسم کے دشمنوں میں سے شیعیت کے دلدادہ و پیروکاروں پر اعتقادی نفاق کا لباس پورا پورا فٹ بیٹھتا ہے۔ وہ ہمیشہ سے یہودیت ونصرانیت اور الحادی تہذیبوں کے ہمدرد وسیا اور مددگار ومعاون رہے ہیں۔

یہی حکم خارجیت کی جدید صورتوں میں سے بعض پر بھی لگایا جا سکتا ہے۔ جھوٹی نبوتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پیروکار اور مدعیان تو بالکل خارج از اسلام، کافر ہوتے ہیں۔ باقی رہا معاملہ اُباحیت اور اعتقادی منافقت کی باقاعدہ الگ پہچان کا؟ تو اس کے لیے معیار وہی ہوگا جو علماء و محدثین اور فقہاء آئمۃ الاسلام رحمہم اللہ نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر: ۱۶۷، سورۃ الحشر کی آیت نمبر: ۱۱، سورۃ التوبہ کی آیت نمبر: ۷۳،۷۴، ۶۳ تا ۶۹، سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر: ۶، ۱۲ تا ۲۰، ۶۰، ۶۱، سورۃ النور کی آیت نمبر: ۱۹، سورۃ المنافقون کی آیت نمبر: ۱ تا ۸، سورۃ النساء کی آیت نمبر: ۶۰ تا ۶۳، ۸۸، ۸۹، ۱۳۷، ۱۴۵ تا ۱۴۵، سورۃ التحریم کی آیت نمبر: ۹ کے مفاہیم و تفاسیر کی روشنی میں مقرر فرما رکھا ہے۔ تو اس کی لپیٹ میں آج کل کے بہت سارے مشرکانہ عقائد والے بدعات وخرافات کے حامل فرقے آ جاتے ہیں جو عبداللہ بن اُبی ابن سلول اور اس کے حواریوں کا کردار آج تلک اپنی عاشقانہ تندہی سے ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس ضمن میں ہر مسلمان کو اپنا محاسبہ خود کرتے رہنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنی نفسانی خواہشات اور بزرگوں کی پوجا، یہود و نصاریٰ اور ھنود و مشرکین کی محبت میں اپنی عاقبت برباد کر بیٹھیں۔

قارئین کرام! کتاب ھذا کے ناشر کا جذبہ ہمیں قرآنِ حکیم کی درج ذیل آیت کریمہ کی روشنی میں یہی دکھلائی دیتا ہے کہ موصوف کو آج کل کے مسلمانوں کی اکثریت میں اپنے دین مبارک سے دوری والا معاملہ دیکھ کر ان کے اصل مرض کی تشخیص اور اُس کے علاج کی فکر لگی ہوئی ہے۔

﴿ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝﴾

(ھود:۸۸)

”اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تم کو تو ایک کام سے منع کروں پھر خود اس کو کرنے لگوں۔ میں تو چاہتا ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے تم کو سنواروں اور اللہ ہی نے مجھ کو یہ توفیق دی ہے۔ اسی پر میں بھروسا کرتا ہوں اور اسی کی طرف اپنا دل لگاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔‘‘

مشرکانہ عقائد اور بدعات وخرافات کے بدبودار کیچڑ سے لتھڑے آج کے مسلم معاشرے کے متعلق اقبال نے کیا خوب کہا تھا: ؏

ہاتھ بے زور ہیں، الحاد سے دل خوگر ہیں
اُمتی باعث رسوائی پیغمبرؐ ہیں
بت شکن اُٹھ گئے، باقی جو رہ گئے بت گر ہیں
تھا ابراہیمؑ پدر، اور پسرِ آزر ہیں
کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار؟
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار؟
ہوگئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ھنود
یہ مسلمان ہیں! جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود؟
نہ دیا نشانِ منزل مجھے اے حکیم تو نے!
مجھے کیا گلہ ہو تجھ سے، تو نہ رہ نشیں نہ راہی
یہ معاملے ہیں نازک، جو تری رضا ہو تو کر
کہ مجھے تو خوش نہ آیا یہ طریقِ خانقاہی

’’اسلام کا پیغامِ حق‘‘ کیا ہے؟ اور آگے کتاب میں مندرج موضوعات کا تعلق اس عنوان سے کیا ہے؟ آیئے دیکھتے ہیں قرآن کیا کہتا ہے؟ اس حوالے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

(۱) ...... ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝﴾

(روم:۳۰۔۳۱)

’’تو (اے پیغمبر) ایک طرف کا ہو کر اپنا چہرہ دین پر قائم رکھ، اس دین پر جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ بدل نہیں سکتی۔ یہی سچا ٹھیک دین ہے (جو فطرت کے موافق ہے) مگر اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں سمجھتے۔ اسی (ایک خدا) کی طرف رجوع رہو۔ اس سے ڈرتے رہو اور نماز کو درستی سے ادا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے رہو اور شرک کرنے والوں میں شریک نہ ہو۔"

فطرت کے اصل معنی خلقت، پیدائش کے ہیں۔ مگر یہاں پر مراد: ملت اسلام و توحید ہے۔ مطلب یہ ہے کہ: سب کی پیدائش بغیر مسلم و کافر کی تفریق کے، اسلام اور توحید ربّ العالمین پر ہوتی ہے۔ اس لیے توحید ان کی فطرت و جبلت میں شامل ہے۔ جیسے کہ عہد " أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟" سے واضح ہے۔ بعد میں اکثریت کو ماحول و معاشرہ یا دیگر عوارض فطرت کی اس آوازِ توحید کی طرف نہیں آنے دیتے جس کی وجہ سے وہ کفر پر قائم ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ، هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ ثُمَّ يَقُوْلُ: ﴿ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ؕ﴾ ......)) [1]

"ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے ماں باپ اس کو یہودی، عیسائی اور مجوسی وغیرہ بنا دیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے، جیسے جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے۔ کیا تم نے کبھی ان میں سے کوئی بچہ (پیدائشی طور پر) کان کٹا ہوا دیکھا ہے؟ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت فرمائی: لوگو! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اس فطرت (توحید خالص والے دین حنیف) کی اتباع کرو جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے کو بدلنا نہیں۔ (فطرت میں تبدیلی ممکن نہیں ہے۔) یہی سیدھا دین ہے۔"

علامہ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں صحیح سند کے ساتھ یزید بن ابو مریم کی روایت درج کی ہے کہ: امیر المؤمنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جناب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

[1] صحیح البخاري / كتاب التفسير / حديث: ٤٧٧٥۔ صحيح مسلم / كتاب القدر / حديث: ٦٧٥٥۔ ٢٦٥٨

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس تشریف لائے اور ان سے پوچھا: معاذ! یہ بتلایئے؛ اُمت محمدیہ (علی صاحبہا التحیۃ والسلام) کی بقاء کا انحصار و مدار علیہ کن چیزوں پر ہے؟ فرمایا: تین چیزیں ہیں اور یہی تینوں (دنیا و آخرت کی رسوائیوں اور اللہ عزوجل کی پکڑ سے) نجات دلانے والی ہیں۔ (۱)...... اخلاص؛ اور اس سے مراد وہ فطرت و جبلت (توحید خالص والا دین حنیف) ہے کہ جس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے۔ (۲)...... نماز؛ (اس واجب و فرض کا باجماعت سنت نبوی کے مطابق مکمل اہتمام وقیام) اور یہی طریقۂ حیات ہے۔ (۳)...... اور اطاعت؛ یہی بچاؤ ہے۔ (یعنی اللہ رب السموات والارض اور اس کے حبیب و خلیل نبی محمد رسول اللہ ﷺ، قرآن وسنت کی مکمل اتباع ٹھیک اُسی طور سے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین و تبع تابعین کرام رحمہم اللہ نے کی تھی۔) یہ سن کر جناب عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معاذ! تم نے بالکل سچ کہا ہے۔'' [1]

یہاں پر آیت نمبر: ۳۲ میں اللہ عزوجل نے فطرتی دین حنیف سے ہٹ کر اپنے اپنے فرقوں کی اتباع کرنے اور اپنے اپنے امام کی دعوت دینے والوں کی ایک نفسیاتی لغزش اور خوش فہمی کے بارے میں فرمایا کہ: ہر فرقہ اور گروہ سمجھتا ہے کہ وہی لوگ حق پر ہیں اور دوسرے باطل پر ہیں۔ جو سہارے انھوں نے تلاش کر رکھے ہیں کہ جنھیں وہ دلائل کا نام دیتے ہیں سب کچے دھاگے اور مکڑی کے جالے کی طرح نہایت ضعیف اور کمزور ہوتے ہیں مگر وہ ان پر خوش اور مطمئن ہوتے ہیں۔ آج ملت اسلامیہ کا ہر فرقہ اسی زعم باطل میں مبتلا ہے کہ وہی حق پر ہے۔ حالانکہ حق پر صرف ایک ہی جماعت ہے جس کی پہچان نبی کریم ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے: ((مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ .)) ...... ''جنت کا وارث بننے والا گروہ وہی جماعت ہوگی جو ٹھیک طور پر اسی دین و منہج پر ہوگی جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ [2]

زیر مطالعہ موضوع کی وضاحت کے لیے درج ذیل حدیث مبارک فائدہ سے خالی نہ رہے گی۔ جناب عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ؛ رسول اللہ ﷺ نے ایک

[1] دیکھئے: تفسیر الطبری: ۲۰/ ۹۸۔ [2] دیکھئے: مستدرك الحاكم: ۱/ ۱۲۹۔ وجامع الترمذی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن خطبہ میں ارشاد فرمایا: اس بات سے آگاہ رہو کہ بلاشبہ میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تم لوگوں کو وہ علم سکھا دوں جو تمھیں نہیں ہے اور مجھے اللہ کریم نے آج کے دن وہ علم عطا کر دیا ہے۔ (اللہ عزوجل فرماتے ہیں:) ہر وہ مال جو اپنے بندے کو میں دُوں وہ اُس کے لیے حلال ہے۔ (یعنی جو شریعت مطہرہ کی رو سے حرام نہیں، وہ حلال ہے چاہے لوگوں نے خود اس کو حرام کر رکھا ہو۔) ((وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ (الشَّيَاطِيْنُ) أَنْ يُشْرِكُوْا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا ...... الخ)) ......''اور میں نے تو اپنے تمام بندوں کو (توحید خالص پر) دین حنیف والے (مومن، مسلمان) پیدا کیا ہے۔ (اور اسی فطرتِ توحید و دین اسلام پر وہ ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ یعنی گناہوں سے پاک، ہدایت کی قابلیت اور اُس عہد پر جو اُن سب کی پیدائش سے پہلے یوں لیا گیا تھا: أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى) پھر ان کے پاس شیطان آئے اور ان کو ان کے دین سے ہٹا دیا۔ (یا انھیں ان کے دین سے روک دیا) جو چیزیں میں نے اپنے بندوں کے لیے حلال کی تھیں ان شیطانوں نے ان پر وہ حرام کر دیں اور پھر ان شیطانوں نے میرے بندوں کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں کہ جس کی میں نے (ان کے لیے) کوئی دلیل نہیں اُتاری تھی......''[1]

(ب) ایک دوسرے مقام پر اللہ رب العالمین کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴾ (الانعام:١٥٩)

''(قیامت ہی میں ہمارا تمھارا فیصلہ ہو جائے گا) جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور کئی فرقے بن گئے تجھ کو ان سے کچھ غرض نہیں۔ ان کا کام اللہ کے حوالے ہے۔ بس وہی ان کو جتائے گا جو وہ (دنیا میں) کرتے رہے۔''

[1] صحیح مسلم/ کتاب الجنة ونعیمها / باب الصفات التي یعرف بها في الدنیا أهل الجنة وأهل النار / حدیث: ٧٢٠٧ / ٢٨٦٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بعض علماء یہود و نصاریٰ مراد لیتے ہیں جو مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ بعض مشرکین مراد لیتے ہیں۔ یعنی کچھ مشرک لوگ فرشتوں کی پوجا کرتے تھے، کچھ ستاروں کی، اور بعض مختلف بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ مگر حق بات یہ ہے کہ؛ یہ آیت کریمہ عام ہے۔ کفار و مشرکین سمیت وہ سب لوگ اس کا مراد ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قرآن اور نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان و منہج کو چھوڑ کر دوسرے دین یا دوسرے طریقے کو اختیار کر کے تفریق و تخریب کا راستہ اپناتے ہیں۔ " شِيَعًا " کے معنی فرقے اور گروہ کے ہیں۔ یہ بات ہر اُس ملت و قوم پر صادق آتی ہے جو دین کے معاملے میں مجتمع تھی۔ لیکن ان کے بعض افراد نے اپنے کسی بڑے کی رائے کو ہی مستند اور حرفِ آخر قرار دے کر اپنا راستہ باقی ملت سے الگ کر لیا، چاہے اُن کا راستہ اور اُن کے بڑے کی رائے حق و صواب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ (دیکھئے: فتح القدیر للشوکانی)

(ج)...... اللہ عزوجل نے سورۃ الانعام میں (آیت نمبر: ۱۵۲) مالِ یتیم کو حرام طریقے سے کھانے کی ممانعت، ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا پورا تولنے، انصاف کے ساتھ سچی گواہی دینے (کہ جس کے خلاف گواہی دی جا رہی ہو وہ اگرچہ اپنا سگا عزیز رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، اس بات کا لحاظ نہ کیا جائے) اور اللہ عزوجل کے عہد پر ایفاء کرنے جیسے دینِ حنیف، اسلام کے سنہری اور عادلانہ اصول و ضوابط بیان کرنے کے بعد فرمایا: اے ہمارے حبیب و خلیل نبی! آپ لوگوں سے کہہ دیجیے اور ان کو اپنا پیغام یوں دیجیے!

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝﴾ (الانعام:۱۵۳)

"اور (اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے) یہ میری سیدھی راہ ہے اس پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو۔ وہ تم کو اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گی۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے۔ اس لیے کہ تم (ان کا خلاف کرنے سے) بچے رہو۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صراطِ مستقیم کو واحد کے صیغے سے بیان فرمایا کیونکہ اللہ کی، یا قرآن کی، یا رسول اللہ ﷺ کی راہ ایک ہی ہے، ایک سے زیادہ نہیں۔ اس لیے پیروی صرف اسی ایک راہ کی کرنی ہے کسی اور کی نہیں۔ یہی ملت مسلمہ کی وحدت و اجتماع کی بنیاد ہے جس سے ہٹ کر یہ اُمت مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئی ہے۔ حالانکہ اسے تاکید کی گئی ہے کہ ''دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔'' دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ﴾ (الشوریٰ) ''دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔'' گویا اختلاف اور تفرقہ کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اسی بات کو حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اس طرح واضح فرمایا کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ ''یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے۔'' اور چند خطوط اس کی دائیں اور بائیں جانب کھینچے اور فرمایا: ''یہ راستے ہیں جن پر شیطان بیٹھا ہوا ہے اور وہ ان کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی جو زیر وضاحت ہے۔ [1] ابن ماجہ کی روایت میں صراحت ہے کہ دو دو خط داہنے اور بائیں کھینچے۔ یعنی کل چار خطوط کھینچے اور انھیں شیطان کا راستہ بتلایا۔

جناب نواس بن سمعان الکلابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے ''صراطِ مستقیم'' (قرآن و سنت والے دین حنیف) کی ایک مثال بیان فرمائی ہے اور اس راستے کے دونوں اطراف میں دو دیواروں کی، جن میں کچھ کھلے ہوئے دروازے ہیں۔ ان دروازوں پر نرم و ملائم (چمک دمک والے) پردے لٹک رہے ہیں۔ راستے کے (بڑے) دروازے پر ایک دعوت دینے والا آواز لگا رہا ہے: لوگو! لپک کر آؤ اور سب کے سب (مل کر) اس سیدھے راستے میں داخل ہو جاؤ، باہم تفرقہ (فرقہ بندی) نہ کرو۔ اسی طرح اس راستے کے اوپر سے بھی ایک دعوت دینے والا یہی آواز لگا رہا ہے۔ (بموجب روایت جامع الترمذی پھر نبی کریم ﷺ نے سورۂ یونس کی یہ آیت (۲۵) تلاوت فرمائی: ﴿وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾...... ''اور اللہ تعالیٰ (اے لوگو!

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھیں) سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اور وہ جس کو چاہتا ہے راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے دیتا ہے۔''

چنانچہ جب انسان ان دروازوں میں سے کسی دروازے پر لٹکے ہوئے پردے کو (جو راستے کے دونوں اطراف والی دیواروں میں لگے ہوئے ہیں۔) کھولنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ (آواز لگانے والا) کہتا ہے: ارے تیرا ناس ہوا سے مت کھول۔ اس لیے کہ اگر تو نے اسے کھول لیا تو، تو اس میں ضرور داخل ہو جائے گا۔ (اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اس مثال کی وضاحت وتشریح کرتے ہوئے فرمایا:) تو یہاں راستے سے مراد: اسلام ہے۔ اور دونوں دیواروں کا مطلب: اللہ عزوجل کی حدیں ہیں۔ اور کھلے ہوئے دروازوں کا معنیٰ: اللہ تعالیٰ کے منع کردہ کام اور چیزیں ہیں۔ (بموجب روایت جامع الترمذی؛ فرمایا: جب تک ان دروازوں پر پڑا ہوا پردہ نہ کھولا جائے کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی حدوں میں واقع نہیں ہو سکتا۔) اس راستے کے سرے (آغاز وابتداء) پر دعوت دینے والا، اللہ کی کتاب، قرآنِ مجید ہے۔ اور اس راستے کے اوپر سے دعوت دینے (اور برائیوں سے خبردار کرنے) والا، اللہ تعالیٰ کا واعظ ہر مسلمان کے دل میں (اُس کا ضمیر) ہے۔'' ❶

(د)...... آیئے! قرآن وسنت کی روشنی میں ''اسلام کا پیغامِ حق'' کے خلاصہ کی طرف؛ فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ٥ وَٱعْتَصِمُوا بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَٱذْكُرُوا نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَآءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِۦٓ إِخْوَٰنًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ ٱلنَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ ءَايَٰتِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ٥ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى ٱلْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ

❶ مسند الامام احمد: ٤/ ١٨٢ وجامع الترمذی/ کتاب الامثال عن رسول اللہ ﷺ/ حدیث: ٢٨٥٩ وقال الالبانیؒ: صحیح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ (آل عمران: ۱۰۲ تا ۱۰۵)

''مسلمانو اللہ سے ڈرو جیسا حق ہے اس سے ڈرنے کا اور مرنے تک اسلام پر قائم رہو۔ اور سب مل کر اللہ کی رسی (یعنی اس کے دین یا عہد یا جماعت یا قرآن کو) تھامے رہو اور پھوٹ نہ کرو (جیسے یہود و نصاریٰ الگ الگ فرقے ہو گئے) اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو (اے اوس اور خزرج کے لوگو) جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے (رات دن تم دونوں میں لڑائی رہتی) پھر اللہ تعالیٰ نے تمھارے دل ملا دیے تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے (دوزخ) کے کنارے آ لگے تھے (اس میں گرنے والے تھے)۔ اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تم سے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم سچے راہ پر قائم رہو۔ اور تم میں کچھ لوگ ایسے بھی ہونے چاہئیں جو بھلائی کی طرف (لوگوں کو) بلائیں اور اچھی بات کا حکم کریں اور برے کام سے منع کریں اور یہی لوگ (آخرت میں) بامراد ہوں گے۔ اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنھوں نے پھوٹ کر لی اور صاف صاف حکم آنے کے بعد اختلاف کرنے لگے اور یہی لوگ ہیں جن کو (آخرت میں) بڑا عذاب ہوگا۔''

یہاں تقویٰ کا حکم دے کر اللہ عزوجل نے ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا﴾ کی نصیحت کرتے ہوئے واضح فرما دیا کہ مسلمانوں کی نجات بھی ''تقویٰ اللہ اور اعتصام بحبل اللہ جمیعًا'' جیسے دو بنیادی اصولوں پر عمل سے ہی ممکن ہے اور ان کا باہمی اتحاد بھی انھی دونوں اصولوں کے ذریعے قائم رہ سکتا ہے۔ ''حبل اللہ'' سے مراد؛ قرآنِ حکیم کو سنت و احادیث نبویہ کے ذریعے سمجھ کر اللہ کے عہد کو پورا کرنا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((إِنَّ اللّٰهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا ، فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا ، وَأَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا ، وَأَنْ تَنَاصَحُوْا مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ أَمْرَكُمْ ، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيْلَ وَقَالَ ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ .)) ......''بلا شبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے لیے (اے مسلمانو!) تین چیزوں کو پسند فرمایا ہے اور تمہارے لیے تین چیزوں کو ناپسند کیا ہے۔ چنانچہ اُس نے (۱)......اس بات کو تمہارے لیے پسند فرمایا ہے کہ: تم صرف اُسی کی ہی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ (۲)......اور یہ کہ تم سب مسلمان مل کر اللہ کی رسی (قرآن وسنت پر مبنی دین اسلام والے عہد) کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور فرقہ بندی کا شکار نہ ہو جاؤ۔ (۳)......جس شخص کو اللہ تعالیٰ تمہارا ولی الامر (حاکم وخلیفہ) بنادے، اُسے تم نصیحت کرتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین چیزوں کو ناپسند کیا ہے۔ (۱)...... بے فائدہ گفتگو وشنید (بک بک) کرنے سے۔ (۲)......بہت زیادہ سوالات کرنے سے (جن مسائل اور باتوں کا جاننا ضروری نہ ہو ان کی کریدا کریدی کرنا)۔ (۳)......اور مال کے ضائع کرنے سے۔ ❶

﴿ وَلَا تَفَرَّقُوْا ﴾ ''اور پھوٹ نہ ڈالو'' کے ذریعے فرقہ بندی سے روک دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مذکورہ دو اصولوں سے انحراف کرو گے تو تمہارے درمیان پھوٹ پڑ جائے گی اور تم الگ الگ فرقوں میں بٹ جاؤ گے۔ چنانچہ فرقہ بندی کی تاریخ دیکھ لیجیے، یہی چیز نمایاں ہو کر سامنے آئے گی، قرآن وحدیث کے فہم اور اس کی توضیح وتعبیر میں کچھ باہم اختلاف، یہ فرقہ بندی کا سبب نہیں ہے۔ یہ اختلاف تو صحابہ وتابعین کے عہد میں بھی تھا لیکن مسلمان فرقوں اور گروہوں میں تقسیم نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ اس اختلاف کے باوجود سب کا مرکز اطاعت اور محور عقیدت ایک ہی تھا، قرآن اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔ لیکن جب شخصیات کے نام پر دبستانِ فکر معرضِ وجود میں آئے تو اطاعت وعقیدت کے یہ مرکز ومحور تبدیل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے۔ اپنی اپنی شخصیات اور ان کے اقوال وافکار اوّلین حیثیت کے اور اللہ، رسول اور ان کے فرمودات ثانوی حیثیت کے حامل قرار پائے۔ یہیں سے اُمت مسلمہ کے افتراق کے المیے کا آغاز ہوا جو دن بہ دن بڑھتا ہی چلا گیا اور نہایت مستحکم ہو گیا۔

روشن دلیلیں آجانے کے بعد تفرقہ ڈالا سے معلوم ہوا کہ یہود و نصاریٰ کے باہمی اختلاف وتفرقہ کی وجہ یہ نہ تھی کہ انھیں حق کا پتہ نہ تھا اور وہ اس کے دلائل سے بے خبر تھے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے سب کچھ جانتے ہوئے محض اپنے دنیاوی مفاد اور نفسانی اغراض کے لیے اختلاف وتفرقہ کی راہ پکڑی تھی اور اس پر جمے ہوئے تھے۔ قرآنِ مجید نے مختلف اسلوب اور پیرائے سے بار بار اس حقیقت کی نشاندہی کی ہے اور اس سے دور رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔ مگر افسوس کہ اس امت کے تفرقہ بازوں نے بھی ٹھیک یہی روش اختیار کی کہ حق اور اس کی روشن دلیلیں انھیں خوب اچھی طرح معلوم ہیں، مگر وہ اپنی فرقہ بندیوں پر جمے ہوئے ہیں اور اپنی عقل وذہانت کا سارا جوہر سابقہ اُمتوں کی طرح تاویل وتحریف کے مکروہ شغل میں ضائع کر رہے ہیں۔

جناب عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اگلی آیت میں قیامت والے دن بعض سفید، چمکدار اور بعض سیاہ چہروں سے اہل سنت والجماعت اور اہل بدعت وافتراق مراد لیے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ اسلام وہی ہے جس پر اہل سنت و جماعت، سلف صالحین کی راہ پر گامزن لوگ عمل پیرا ہیں اور اہل بدعت واہل افتراق اس نعمت اسلام سے محروم ہیں جو ذریعہ نجات ہے۔

اخوکم فی اللہ

ابو عبداللہ بن ابراہیم

مدینہ منورہ رسعودی عرب

۲رفروری ر۲۰۱۰ء بمطابق ۱۸ر۲ر۱۴۳۱ھ

❀❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام جعفر صادق رحمہ اللہ

کی سیرت کے سنہری اوراق

تالیف!

فضیلۃ الشیخ / صالح عبداللہ الدرویش حفظہ اللہ

القاضی بالمحکمۃ الکبریٰ بالقطیف

مترجم

فضل الرحمٰن رحمانی الندوی

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

المدرس بالجمعیۃ الخیریہ لتحفیظ القرآن الکریم

بمحافظۃ جدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ مسنونہ

((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ ❶ ، وَنَسْتَغْفِرُهُ ❷ ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا ❸ وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ❹ ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ❺

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝﴾ ❻

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝﴾ ❼

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝﴾ ❽

أَمَّا بَعْدُ : فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ❾ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، أَلضَّلَالَةُ فِي النَّارِ)) ❿

---

❶ ❸ ❹ ❺ صحیح مسلم، کتاب الجمعه، باب تخفیف الصلاۃ والجمعه : ۲۰۰۸،

❻ ❼ ❽ ابو داؤد، کتاب النکاح، باب في خطبة النكاح : ۲۱۱۸ (نَحْمَدُہ کے بغیر) مسند احمد ۱/ ۳۹۳ (اِنَّ اور نَحْمَدُہ کے بغیر) جامع الترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی خطبة النكاح : ۱۱۰۵ (نَحْمَدُہ کے بغیر) ابن ماجه بحواله مشکوٰۃ المصابیح : ۳۱۴۹ تصحیح فضیلة الشیخ الالبانی رحمه الله وقال : حدیث صحیح

❷ جامع الترمذي، حواله سابقه ❻ آل عمران : ۱۰۲ ❼ النساء : ۱

❽ الاحزاب : ۷۰۔۷۱

❾ فَانَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ...... کے الفاظ مسند احمد ۴/ ۱۲۷ (جلد نمبر ۵) کے ہیں۔

❿ صحیح مسلم : ۲۰۰۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ خطبہ مسنونہ

بلاشبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ہم اس کی تعریف کرتے ہیں۔اس سے مدد مانگتے اور اسی سے ہم بخشش طلب کرتے ہیں۔ہم اپنے نفسوں کے شر اور اپنی بداعمالیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ (سیدھی) راہ سجھا دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں (ہوسکتا۔) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔"...... "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر) اس (جان) سے اس کی بیوی کو پیدا کیا۔پھر ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پیدا کر کے (زمین پر) پھیلا دیے۔اور ڈرو اللہ سے کہ جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے (حاجت براری کے لیے) سوال کرتے ہو اور ناطہ توڑنے سے (بھی ڈرو) بلاشبہ اللہ تمہارے اوپر نگہبان ہے۔"

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور بات سیدھی (سچی) کہا کرو۔(ایسا کرو گے تو) اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی، اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔"

حمد وصلوٰۃ کے بعد: یقیناً تمام باتوں سے بہتر اللہ کی کتاب ہے۔تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد (رسول اللہ ﷺ) کا ہے۔اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (دین اسلام میں) اپنی طرف سے وضع کیے جائیں۔دین میں ہر نیا کام بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے۔گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

اس پر آشوب و پرفتن زمانے اور شکوک وشبہات سے لبریز خطرناک دور میں خاص طور سے اس وقت کہ جب دین اسلام سے دوری اور بیزاری عام ہو چکی ہے، جادۂ حق کی معرفت اور اس کی طرف رہنمائی کے لیے بہترین وسائل میں سے اہم ترین وسیلہ علماء ربانیین اور ائمہ سلف صالحین کی سیرت وسوانح کا تاریخی تجزیہ اور مطالعہ ہے۔ کیونکہ ائمہ سلف صالحین اور علماء ربانیین ہی ہمارے لیے انبیاء علیہم السلام کے وارثین کی صورت میں جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔ وہ عمل کے پیکر میں اسوہ اور قدوہ ہیں۔ اللہ کے نبیوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام (صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین) کے بعد وہی انبیاء علیہم السلام کے حقیقی جانشین ہیں، جن کی اقتداء واتباع کی جاتی اور جن کے عمل کو نمونہ گردانا جاتا ہے۔

یہ چند اوراق جو قلمبند کرنے جا رہا ہوں، یہ آئمہ سلف میں سے ایک امام کی حیات گرامی سے متعلق ہیں۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ ائمہ سلف رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے ایک ایسے امام کی سیرت بیان کرنے جا رہا ہوں جس کو اکابر آئمہ میں ایک عظیم ترین امام شمار کیا جاتا ہے۔ وہ ہے جناب امام جعفر صادق رحمہ اللہ ورضوانہ کی ذات محترم۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی شخصیت گوناگوں صفات عالیہ سے مزین تھی۔ ایسی صفات کسی ایک شخص میں شاذ ونادر ہی پائی جاتی ہیں۔ اس زاویہ سے اگر ہم ان کی شخصیت کا تاریخی جائزہ لیں تو ہمیں پتہ چل جائے گا کہ: آپؒ ذاتی عز وشرف میں اوج کمال پر پہنچے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ایک طرف اگر آپ رحمہ اللہ علم وعبادت، عادات واطوار اور اخلاق وصفات میں اپنی مثال آپ ہیں تو دوسری طرف حسب ونسب میں خاندان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے چشم وچراغ ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ رحمہ اللہ کو بنو ہاشم سے قرابت کا شرف حاصل ہے۔ نسب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت بذات خود ایک اعزاز وشرف ہے جس سے آپ رحمہ اللہ بہرہ ور ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح آپؒ کا دور بڑا عجیب وغریب دور ہے۔ اس کے گوناگوں اسباب وعوامل ہیں جن کی وجہ سے حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی سیرت پڑھنے پڑھانے کی اہمیت ہمارے لیے دوچند ہوجاتی ہے۔ ہم اس اختصار میں بھی ان اسباب وعوامل کی طرف اشارہ کریں گے اور بہت ہی ایجاز کے ساتھ اسے بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

امام ابو جعفر صادق رحمہ اللہ کی سیرت پر قلم اٹھانے کے اسباب وعوامل کا بیان:

(۱)...... آپ رحمہ اللہ کی بے مثال شخصیت:

آپؒ کی ذات والا صفات (علیہ رضوان اللہ تعالیٰ) کا بڑے اعلیٰ اور معزز ترین خاندان سے انتساب ہے۔ یہی نہیں بلکہ آپ علوم ومعرفت، عبادت وریاضت اور دین داری وشرافت میں اوج کمال پر فائز تھے۔ اس لیے جن جن صفات سے آپؒ متصف تھے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ان پر غور وخوض کریں اور آپ کی ہر ہر خوبی کو مفصل بیان کریں تاکہ اس سے مکمل طور پر مستفید ہوا جاسکے۔

(۲)......تمام گروہوں کا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف انتساب کرنا:

امام جعفر صادق رحمہ اللہ ایسی ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے کہ جس کی وجہ سے لوگ خود بخود کشاں کشاں ان کی طرف کھنچتے چلے آتے تھے۔ چاہے وہ کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے ہوں۔ جیسا کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وَكُلٌّ يَدَّعِيْ وَصْلًا بِلَيْلٰى

"مراد یہ کہ ہم میں سے ہر شخص لیلیٰ سے ملاقات کا خواہاں ہے [مگر لیلیٰ ہر ایک کے نصیب میں کہاں]"

اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر شخص امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے انتساب کا خواہاں ہے:
اگر اہل سنت والجماعت کو دیکھا جائے تو وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ ان کے امام ہیں اور یہ سلفی جماعت حقہ والے لوگ بھی اپنے آپ کو انہیں کی طرف منسوب کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ امام جعفر صادق کی طرف انتساب کرتے اور اس پر فخر محسوس کرتے تھے۔ بلکہ یہاں تک وارد ہوا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ اس بات پر اللہ کی حمد وثناء بیان کرتے تھے کہ امام جعفر رحمہ اللہ ان کے مداحوں میں ہیں۔ اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ان دو سالوں کے بارے میں اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے جن کو آپؒ نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی شاگردی میں گذارا تھا، کہ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ دو سال اِمام جعفر صادق رحمہ اللہ سے استفادہ کے لیے مہیا نہ کیے ہوتے تو نعمان کا وجود تک نہ ہوتا یا نعمان ہلاک و برباد ہو جاتا۔ ❶

اس مذکورہ صراحت سے پتہ یہ چلا کہ آپؒ حضرت امام جعفر رحمہ اللہ کی علمی جلالت شان کا اعتراف کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ آپؒ نے امام صاحب سے بھرپور علمی استفادہ کیا ہے۔ اگر آپؒ کی زندگی سے اس مدت کے کالم کو حذف کر دیا جائے کہ جس میں آپؒ نے حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا تھا یا حصول علم کی خاطر آپ کی صحبت اختیار کی تھی تو آپؒ کے وجود سے علمی بساط سمٹ جائے۔

اور اگر اس سلسلہ میں شیعوں کے فرقہ اثنا عشریہ کی تاریخی چھان بین کی جائے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف انتساب کرنے میں فخر کرتے اور اسے اپنے لیے باعث اعزاز سمجھتے ہیں۔ اسی لیے وہ اپنے آپ کو جعفری کہنا باعث افتخار سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اگر ان کو اس لقب سے نوازا جائے تو ان کے لیے یہ اعزاز واکرام کی اوج کمال ہے۔ اسی طرح اگر ہم فرقۂ زیدیہ کا تحقیقی جائزہ لیں تو ہمیں یہ بات ان کے نزدیک بھی عیاں نظر آئے گی کہ وہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو ائمہ ہدیٰ کی فہرست میں شہ سرخی پر جگہ دیتے ہیں۔ بلکہ ابن عقدہ زیدی رحمہ اللہ نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی سیرت وسوانح پر بڑی تفصیلی بحث کی ہے اور اس سلسلہ میں اپنے سے سابقہ تجزیوں اور روایات، نیز اس سلسلہ میں تمام سابقہ علمی بحث وتحقیق کی فہرست کو انہوں نے اس میں یکجا اور اکٹھا کر دیا ہے۔

❶ ملاحظہ فرمائیں: الخلاف للطوسی (۱/۴۹)۔ جامع المقاصد للکرکی (۱/۲۱)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح باطنی فرقہ میں سے اگر فرقہ اسماعیلیہ کو دیکھا جائے تو وہ بشمول تمام فرق اسماعیلیہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اسی نسبت کے پیش نظر اپنا لقب اسماعیلیہ رکھا ہے۔ مراد یہ کہ وہ اپنے آپ کو حضرت اسماعیل بن جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے اور اسماعیلی کہلاتے ہیں۔ اسماعیل بن جعفر صادق رحمہ اللہ، حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کے بڑے بیٹے تھے۔ فرقہ اسماعیلیہ حضرت اسماعیل بن جعفر رحمہ اللہ سے اوپر حضرت جعفر رحمہ اللہ کے باپ، دادا میں امامت کے معترف ہیں جب کہ اسماعیل بن جعفر رحمہ اللہ سے نیچے کی اولادوں کے اندر امامت میں اختلاف کرتے ہیں۔ مراد یہ کہ اثنا عشریہ اور اسماعیلیہ حضرت جعفر رحمہ اللہ تک تو مسلسل امامت کے قائل ہیں۔ پھر اسماعیل بن جعفر رحمہ اللہ کے بعد امامت کے سلسلہ میں ان لوگوں کے مابین باہمی اختلاف ہے۔

اثنا عشریوں نے وصی یعنی خلافت کا حق دار حضرت جعفر رحمہ اللہ کے چھوٹے لڑکے موسیٰ کاظم کو مانا ہے اور اسماعیلیوں نے وصی حضرت جعفر رحمہ اللہ کے بڑے لڑکے اسماعیل بن جعفر رحمہ اللہ کو قرار دیا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اسماعیل بن جعفر رحمہ اللہ اٹھا لیے گئے ہیں اور عنقریب وہ آسمان سے اتارے جائیں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو [رجعت] کے عقیدہ کے قائل ہیں۔ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ ان کے امام کا دوبارہ ظہور ہوگا اور وہ دوبارہ واپس لوٹ کر آئیں گے۔ اسماعیلیوں کا خیال ہے کہ ان کے امام جناب اسماعیل بن جعفر اپنے والد حضرت جعفر رحمہ اللہ کے علمی وارث ہیں۔ اس لیے فرقہ اسماعیلیہ اپنے آپ کو حضرت جعفر رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے [جعفری] کہلاتا ہے۔

اس سے بھی عجیب وغریب بات سے مجھے سابقہ پڑا۔ وہ یہ کہ بعض ملحد قسم کے فلسفیوں کا کلام میری نگاہوں سے گذرا تو میں نے خود ملاحظہ کیا ہے کہ وہ بھی اپنے آپ کو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے دکھائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق ہی میرے امام ہیں۔ (سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاشبہ یہ حقیقت بھی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا فن فلسفہ میں بھی ایک منفرد مقام ہے۔ ہم نے اس فن میں بھی ان کے بہت سے اقوال یاد کیے ہیں۔ ان کو فلاسفہ اور حکماء کی کتابوں پر دسترس حاصل تھی۔ لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود ان کا شمار ائمہ دین میں سے موحدین کی صف میں ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ کا مشن نبی کریم ﷺ کے نقش قدم کی اتباع کرتے ہوئے رب العالمین کی توحید کی دعوت دینا تھا۔ اس میں کسی کی دو آراء نہیں بلکہ آپ اس مشن کے پکے داعی اور مبلغ تھے۔

اسی طرح فن کیمیاء اور علوم نباتیہ میں دسترس اور مہارت رکھنے والے لوگوں نے یہ شوشہ چھوڑا ہے کہ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ ان کے امام ہیں۔ درحقیقت آپ کو اس فن میں بھی دسترس حاصل تھی اور آپ کا علوم کیمیاء کے ماہرین میں شمار بھی ہوتا تھا۔ لیکن جیسا کہ ہم آپؒ کے سامنے صراحتاً عرض کر چکے ہیں کہ آپ کا شمار آئمہ ھدیٰ والنور میں ہوتا ہے۔ آپؒ لوگوں کو ہدایت اور نور کی طرف بلانے والے تھے۔

(۳)......اس کتابچہ کی تالیف کی تیسری وجہ: امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی امامت اور آپؒ سے ائمہ کرام کی ایک بہت بڑی تعداد کا مستفید ہونا بھی ہے:

اس کتاب کی تالیف کا تیسرا سبب یہ ہے کہ آپ کے سامنے بڑے بڑے ائمہ کرام اور علماء عظام نے بغرض استفادہ زانوئے تلمذ تہ کیا تھا، سو اس پہلو کو بھی بیان کرنا ضروری ہے۔ علماء کرام کی سیرت وسوانح پر نظر رکھنے والے لوگوں کے علم میں یہ بات ضرور ہوگی کہ علماء اہل سنت والجماعت کی ایک بہت بڑی تعداد کا عراق اور حجاز سے تعلق تھا۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ جن کا ہم اس کتابچہ میں تذکرہ کرنے جارہے ہیں اپنے زمانے میں اہل مدینہ کے متفق علیہ امام تھے۔ آپؒ نے مکہ مکرمہ کی بارہا زیارت کی اور آپ کئی مرتبہ عراق آئے گئے تھے۔ وہاں کے علماء اور طلباء سے ملاقاتیں بھی کی ہیں۔ خصوصاً جناب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان جیسے ذی علم وفہم ائمہ کرام جو کہ منارۂ علم ومعرفت اور مشعل رشد وہدایت ہیں۔ خود انہوں نے اور ان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مثل وہاں کے بڑے بڑے اکابر علماء نے آپؒ سے اکتساب فیض کیا تھا اور آپ رحمہ اللہ کی خدمت میں بغرض استفادہ حاضری دی تھی۔

اگرچہ اہل سنت والجماعت کے علماء کی ایک بہت بڑی تعداد نے حصول علم کی غرض سے آپ کی صحبت اختیار کی اور آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہونے کی سعادت حاصل کی تھی مگر اہل سنت والجماعت کے بالمقابل بعض فرقوں کا دعویٰ یہ ہے کہ انہیں کو آپ کی ملازمت اور مصاحبت کا شرف حاصل ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور کو اس کے دعویٰ کا حق حاصل نہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپؒ سے اکتساب فیض کیا، ان کے علاوہ کسی اور کو آپ سے علمی فیضیابی حاصل نہیں ہے۔

بعض اہل علم نے ان لوگوں کی تعداد جنہوں نے حضرت جعفر رحمہ اللہ سے علم حاصل کیا ۴۰۰۰/ بتلائی ہے۔ بعض نے تو اس سے بھی زیادہ اس کا تخمینہ لگایا ہے۔ حقیقت میں جن لوگوں نے آپؒ سے اکتساب فیض کیا ہے ان کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ وہ اس وجہ سے کہ آپؒ نے تعلیم و تعلم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا تھا اور سیاسی معاملات میں دخل اندازی سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں کہیں بھی آپؒ سیاست کے میدان میں حصہ لیتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ آگے اس موضوع پر گفتگو ہوگی، ان شاء اللہ۔

(۴)......آپؒ کے زمانے کی سیاسی اور اندرونی حالت کا بیان:

امام جعفر صادق رحمہ اللہ علمی مشاغل میں انہماک کی وجہ سے سیاسی میدان سے کنارہ کش رہے۔ اسی لیے ہم کو آپ کی زندگی سیاسی ہنگامہ آرائیوں سے تہی دامن نظر آتی ہے۔ اگرچہ آپؒ کے دور میں بہت سے فسادات اور فتنوں نے سر اٹھایا اور اس کی سرکوبی کے لیے اس وقت کی سیاسی تاریخ میں بڑا عروج وزوال آیا مگر آپؒ اس سے لاتعلق نظر آتے ہیں۔ یہی وہ راز ہے جس کی وجہ سے ہمارے قلم کو جرات ہوئی کہ ہم اس امام زمانہ کی زندگی کو عوام کے سامنے پیش کریں۔ یہی ہماری اس کتاب کی تالیف کا چوتھا سبب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وجہ سے کہ ہم بھی دور شرور وفتن کی موجوں میں تھپیڑے کھا رہے ہیں۔ ہر طرف سے ابتلاء اور آزمائش کا دور دورہ ہے۔ اسی طرح امام جعفر رحمہ اللہ کا دور بھی شرور وفتن سے لبریز تھا۔ آپؒ نے بڑے ہی پر آشوب دور میں آنکھیں کھولی تھیں۔ آپؒ نے تقلبات زمانہ کو قریب سے دیکھا تھا اور اس سے نبرد آزمائی بھی کی تھی۔ آپؒ کے جد امجد سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما جو جنتی نوجونوں کے سردار ہیں، ان کی شہادت کا سانحہ آپؒ کی آنکھوں کے سامنے گھومتا رہتا تھا حالانکہ آپؒ نے اس کا عینی مشاہدہ نہیں کیا تھا۔ آپ اپنے دادا سیّدنا علی زین العابدین رضی اللہ عنہ کی دیکھ ریکھ میں پروان چڑھے تھے جو اپنے بچپنے میں معرکہ کربلاء کے عینی شاہد تھے۔ اسی بنا پر حضرت زین العابدینؒ اپنے شریف الاصل پوتے جناب جعفر صادق رحمہ اللہ کو معرکہ کربلاء کے عینی واقعات اور المناک خبروں سے کبھی کبھی مطلع فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت جعفر صادق کی سعادت مندی کا اس بات سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے دادا کی علمی میراث سے بھرپور فائدہ اٹھایا تھا۔ انہوں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے ان سے بڑا ہی اکتساب علم کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ساری احادیث اپنے آباء واجداد سادا تنا حسنین کہ جو جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے بابا جان علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہم کے واسطہ سے روایت کیں۔

پھر جب آپ سن بلوغ کو پہنچے تو اپنے اردگرد شرور وفتن کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجزن پایا۔ یہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ کے دور خلافت کی بات ہے۔ ھشام بن عبدالملک کا دور ختم ہوا اور اس کے بعد عمر بن ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ نے زمام حکومت سنبھالی۔ ان کے دور میں سیاست نے رنگ بدلا اور سیاسی حالات دگرگوں ہوتے نظر آتے رہے۔ ان کا دور ختم ہوا اور علویوں کو تسلط حاصل ہو گیا۔ ان کی حالت مستحکم نظر آنے لگی۔ لیکن اس کے بعد کوفہ والا المناک واقعہ رونما ہوا اور حالات مزید دگرگوں ہوتے چلے گئے۔ کوفہ کا سانحہ بڑا دردناک سانحہ ہے جو ہشام بن عبدالملک کے خلاف زید بن علی رضی اللہ عنہما

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کھڑے ہونے وجہ سے علوی خاندان پر رونما ہوا۔ اس کے بعد شر ورفتن اور لڑائی جھگڑوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا۔ ہم میں سے ہر ایک اس بات سے بخوبی واقف ہوگا کہ زید بن علی جناب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کے چچا اور بچپن کے بے تکلف دوست ہونے کے ساتھ ساتھ ہم درس بھی تھے۔ اس لیے امام زید بن علی رحمہم اللہ کو جن مصائب و آلام سے دو چار ہونا پڑا، اس کا اثر جناب امام جعفر رحمہ اللہ اور بنی ہاشم کے عام لوگوں کے دلوں پر بھی پڑا۔

اس کے بعد خاندان ہاشمی کی میٹنگیں شروع ہو گئیں۔ خاندان ہاشمی سے مراد بنو عباس، امام علی کی ذریت اور جعفر طیار رضی اللہ عنہم کی آل واولاد ہے۔ یہ لوگ آپس میں مجتمع ہونا شروع ہوگئے اور بنو ہاشم اس طرح سر جوڑ کر حکومت امویہ کا تختہ پلٹنے کی پلاننگ کرنے لگے۔ اس پلاننگ سے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کسی طور پیچھے نہیں رہ سکتے تھے۔ حتیٰ کہ ان سیاسی میٹنگوں میں سے بعض میٹنگوں اور اجتماعات میں آپ بنفس نفیس شریک ہوئے لیکن آپؒ نے محمد بن عبداللہ (جو نفس زکیہ کے لقب سے جانے جاتے ہیں) اور ان کے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے صاف انکار کردیا۔ پورا واقعہ ذکر کرنے کا یہ محل اور مقام نہیں ہے۔ اگر ہم یہاں پوری تفصیل میں جائیں تو ہمارا کتابچہ طوالت کی نظر ہو جائے گا۔ [1] اس کے بعد خلافت عباسیہ قائم ہوئی اور لڑائی جھگڑے، مارکاٹ، شر ورفتن نے سر اٹھانا شروع کردیا۔ خوں ریزی اور قتل وغارت گری عام ہوگئی۔ بنو حسن، بنو عباس کے خلاف انقلاب برپا کرنے کے درپے ہوگئے۔ محمد بن عبداللہ (نفس زکیہ) خود اپنے بھائی ابراہیم کے خلاف برسرِ پیکار ہوگئے اور لڑائی جھگڑے کا بازار گرم ہوگیا۔ پھر اس کی پاداش میں خونریزی اور قتل وغارتگری جو ہونی تھی وہ ہوئی۔ (العیاذ باللہ)

ان تمام شر ورفتن کا جناب امام جعفر صادق بن محمد الباقر رحمہما اللہ نے بہت قریب سے مشاہدہ کیا۔ بلکہ اسی زمانے میں آپؒ پروان چڑھے۔ مگر آپؒ نے کبھی ان معاملات میں دلچسپی

---

[1] ملاحظہ ہو: امام ابوزہرہ رحمہ اللہ کی "امام جعفر صادق" نامی کتاب (ص: ۳۹۔۴۰)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں لی۔ آپؒ نے تعلیم و تعلم، عبادت و ریاضت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔

ہمیں اپنے اس شرور و فتن والے دور میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم ان ائمہ اعلام کی زندگی کا موضوعی مطالعہ کریں جنہوں نے بڑی بیباکی کے ساتھ اپنی زندگیاں شرور و فتن کے گرداب میں گذاری تھیں۔ اپنے دامن کو ان کی آلودگی سے بچا کر قوم و ملت کی بھرپور آبیاری میں اپنا وقت صرف کیا تھا۔ حکومتوں پر حکومتیں بدلتی رہیں ایک گئی اور دوسری آئی۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوتا رہا۔ مگر انہوں نے اپنے علمی مشن کو جاری رکھا۔ اس میں ایک لمحہ کے لیے غفلت کا شکار نہیں ہوئے۔ لہٰذا ہمارے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم مذکورہ ائمہ اعلام کی سیرت و سوانح کا مطالعہ کریں تا کہ ہمیں پتہ چل سکے کہ ان لوگوں نے حد سے زیادہ پر آشوب اور پر فتن دور میں کیا موقف اپنایا اور اپنے دین اسلام کی کیسے آبیاری کرتے رہے؟

ہمیں اس بحث میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم پتہ لگائیں: امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا اس موقع پر کیا موقف تھا اور ان کے ان اکابر طلبہ کا بھی کہ جنہوں نے حکومت عباسیہ کو قائم ہوتے اور خلافت امویہ کو اجڑتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ دور عباسی کے اوائل میں جو انقلابات اور ادھیڑ بن ہوئی تھی اس کا انہوں نے قریب سے مشاہدہ بھی کیا تھا، تو ان کا اس سلسلہ میں کیا رویہ تھا؟

(۵)...... امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے زمانے میں جو فکری اور سیاسی عروج و زوال ہوا، اس کا جائزہ لینا:

پانچواں سبب جس کی وجہ سے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی سیرت کے مطالعہ کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، یہ ہے کہ آپ کا دور ایسا دور ہے جس میں غور و فکر کے انداز بدل گئے اور گروہ بندی ہونے لگی۔ نیز مختلف قسم کے مکاتب فکر میں اختلافات شروع ہو گئے۔ نئے نئے فرقوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا اور سیاسی انداز میں پیچیدگیاں آنا شروع ہو گئیں۔ کبھی کسی نقطۂ نظر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے اہل علم میں سے کوئی شخص سامنے آتا اور وہ عقدہ حل ہو جاتا۔ کبھی حل ہونے کی بجائے اور پیچیدہ ہو جاتا۔ مراد یہ کہ کبھی ایک علمی قضیہ کی بنیاد پڑتی اور اسی کو سیاسی ارباب حل وعقد اپنے سیاسی نظریات کی بنیاد سمجھ لیتے۔

چنانچہ اس دور میں بہت سے سیاسی اور فکری احکامات کو علمی طور پر قانونی شکل دی گئی جس کی وجہ سے افکار وآراء میں بھونچال آ گیا۔ سیاسی دنیا میں اختلاف رونما ہوتا چلا گیا جس کی وجہ سے امت مسلمہ انتشار وافتراق کا شکار ہوگئی۔ لہٰذا امت میں اختلافات وافتراق کے اسباب تلاش کرنے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ اس مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے جن کی طرف ان اقوال وآراء کو منسوب کیا جا رہا ہے تاکہ کھرا اور کھوٹا نکھر کر سامنے آجائے۔

(۶)...... چھٹا سبب: امام جعفر رحمہ اللہ سے بکثرت روایات کا منقول ہونا:

چنانچہ اس نابغہ روزگار شخصیت کی سیرت وسوانح لکھنے کے اسباب میں سے ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ: ان کی طرف کثرت سے روایات منسوب ہیں۔ آپؒ کے سیرت نگاروں میں سے بعض لوگوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے ان کے شاگردوں نے تیس ہزار سے زیادہ روایات نقل کی ہیں۔ ایک دوسری روایت کے مطابق ان سے پندرہ ہزار روایات منقول ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ان سے اتنی اتنی روایات منقول ہیں۔ غرضیکہ اگر ہم ان میں سے بعض مصادر ومراجع کا جائزہ لیں کہ جن میں امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب اقوال وآراء کو جمع کر دیا گیا ہے تو ہمیں بخوبی پتہ چل جائے گا کہ امام موصوف رحمہ اللہ کی طرف ہزاروں حدیثوں کو منسوب کر دیا گیا ہے۔ بلکہ اگر ان ائمہ کرام کی فہرست بنائی جائے کہ جن کی طرف احادیث نبویہ کو منسوب کیا گیا ہے اور امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب احادیث کی فہرست الگ بنائی جائے تو امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب روایات ان تمام ائمہ کی روایات سے کہیں زیادہ ہوں گی جن کی طرف لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے احادیث کا انتساب کیا ہے۔

لہٰذا امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف بکثرت روایات کا انتساب ہم کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ ہم اس بے مثال شخصیت کی سیرت کا مطالعہ کریں اور پھر اس پر غور وفکر کریں۔

بہر حال وہ تمام عوامل واسباب کہ جن کی وجہ سے اس امام جلیل کی سیرت وسوانح نگاری ہماری لیے ضروری بن جاتی ہے مذکورہ اسباب میں سے بعض اسباب کا میں تفصیلی تذکرہ ضرور کروں گا کیونکہ سیرت نگاری قلمبند کرتے وقت واقعات کا تسلسل ہوتا ہے کہ جس کی لڑی ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہوتی ہے اور گفتگو کا تسلسل توڑا نہیں جا سکتا۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی سیرت پر خامہ فرسا لوگ:

اس سلسلہ میں عالم اسلام کے معروف ومشہور مؤرخ وناقد پروفیسر ابو زہرہ رحمہ اللہ نے جہاں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی سیرت پر تاریخی بحث کی ہے وہیں اس عظیم شخصیت کے بارے میں بھی منفرد انداز میں خامہ فرسائی کی ہے۔انہوں نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو ان کے چچا زید بن علیؒ کے ساتھ کہ جن کو قابل اتباع ائمہ کرام کی صف میں گردانا جاتا ہے، بڑے بہترین اور اچھوتے انداز میں بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے خصوصاً امام زید بن علی زین العابدین رحمہم اللہ پر بھی ایک منفرد مقالہ لکھا ہے۔ اس میں ان کے اقوال وآراء اور ان کے زمانے کا علمی جائزہ لیا ہے۔جس نے اس مقالہ کی قیمت کو دوبالا کر دیا ہے۔

مزید برآں ابو زہرہ رحمہ اللہ نے ہمارے موصوف امام جناب ابو عبداللہ جعفر صادق رحمہ اللہ پر الگ سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں بھی مصنف نے امام موصوف رحمہ اللہ کی سیرت مطہرہ کا احاطہ کرتے ہوئے آپ کی آراء اور آپ کے اقوال کو بیان کیا ہے۔اس کی وجہ سے ان کی اس علمی کاوش کو پڑھے لکھے طبقہ میں سراہا گیا ہے۔

اسی طرح شیعوں نے بھی امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے ترجمہ پر خوب دل کھول کر خامہ فرسائی کی ہے اور دفتر کے دفتر سیاہ کر دیئے ہیں۔ بلکہ ان کی حیات پر کئی شیعہ مصنّفین نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے عبدالعزیز سید الاھل کی ''جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام'' ایک مشہور تصنیف ہے۔

جہاں تک اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھنے والے ان علماء کرام کا تعلق ہے جنہوں نے ائمہ مسلمین اور علمائے دین، نیز محدثین عظام کی سیرت وسوانح کے سلسلہ میں قلم اٹھایا ہے۔ تو ان کی تصانیف میں سے ہر تصنیف میں اس امام جلیل کا تذکرہ ضرور ملتا ہے۔ ❶

اسی طرح ''مناظرہ للامام الحجة جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ عنھما'' نامی کتاب کے محقق نے اس کتاب کے ضمن میں امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے بارے میں بڑا مفصل بیان لکھا اور موضوع کا پورا پورا حق ادا کر دیا ہے۔ اس کتاب پر ان کی تحقیق بہت سے فوائد وعلمی اضافات پر مشتمل ہے۔ ایک طالب علم کے لیے اس کا مطالعہ بڑا سود مند اور نفع بخش ہے۔ ❷

صالح بن عبداللہ الدرویش
جسٹس القطیف ہائی کورٹ
مملکت سعودی عربیہ

❶ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بطور مثال ہم ان لوگوں کی کتابوں کا یہاں تذکرہ کرتے چلیں جنہوں نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے تراجم پر قلم اٹھایا ہے۔ مثال کے طور پر: (۱) سیر اعلام النبلاء (۶/۲۵۵۔ ۲۷۰)۔ (۲) وفیات الاعیان لابن خلکان (۱/۳۲۷۔ ۳۲۸)۔ (۳) مشاهیر علماء امصار لابن خلکان (ص: ۱۲۷)۔ (٤) الکامل فی التاریخ لابن اثیر، حوادث سنة (۱٤۵ھ)۔ (۵) شذرات الذھب لابن عماد الحنبلی (۱/۲۰)۔ (٦) صفة الصفوة لابن الجوزی (۲/۹٤)۔ (۷) تاریخ الاسلام للذهبی (٦/٤۵)۔ (۸) تاریخ ابن کثیر، البدایه والنهایه (۱۰/۱۰۸)۔ (۹) تاریخ ابن جریر طبری فی حوادث سنة (۱٤۵ھ)۔

❷ ملاحظہ فرمائیں: ''مناظرة للامام جعفر بن محمد الصادق رحمہ اللہ'' (ص: ۱۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوعبداللہ جعفر الصادق رحمہ اللہ کا تعارف

یہ بات ہم میں سے کسی شخص پر ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ہمارے معزز و مشرف امام موصوف کا نام نامی جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما تھا۔ آپ کو صادق کے لقب سے موسوم کیا جاتا ہے۔ آپ کو اپنے زمانے کی علمی قیادت وسیادت حاصل تھی۔ آپؒ کے والد محترم سیّدنا محمد الباقر بن علی زین العابدین رضی اللہ عنہم بھی علوم وفنون، علم وادب، دین واخلاق میں اپنے زمانے کے امام تھے۔ آپؒ کے والد ماجد کا نام محمدؒ تھے۔ ان کو باقر کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ محمد الباقر رحمہ اللہ اپنے زمانے میں تابعین کرام رحمہم اللہ جمیعاً کے امام سیّدنا زین العابدین علی بن الحسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فرزند ارجمند تھے۔

پھر جناب زین العابدین علی رحمہ اللہ کے والد ماجد سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جو جنت کے نوجوانوں کے سردار اور شہید کربلاء ہیں۔ آپ کو ظلم وزیادتی کے ساتھ قتل کیا گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔ اور آپؒ کے والد ماجد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "سیر اعلام النبلاء" میں امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو تابعین کے پانچویں طبقہ میں سرفہرست شمار کیا ہے۔ [1] بایں طور کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی ولادت زیادہ سے زیادہ ۸۰ ہجری میں ہوئی ہے۔ اس بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے ان صحابہ کرام کو پایا ہے جن کی وفات سن

---

[1] دیکھیے: سیر اعلام النبلاء میں امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا تذکرہ۔ (۶/۲۵۵۔۲۷۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۰ ہجری کے بعد ہوئی ہے۔ بعض اہل علم نے پورے وثوق کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ آپؒ نے اپنے بچپن میں حضرت امام انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اس لیے آپؒ تابعین کی صف میں شمار کیے جاتے ہیں۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا ننھیالی حسب ونسب:

آپؒ کی والدہ ماجدہ ام فروہ بنت للقاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ آپؒ کے نانا جناب قاسم بن محمد اپنے وقت میں مدینہ منورہ کے اکابرین علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ان کو مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ میں گردانا جاتا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کے دادا یعنی امام جعفر رحمہ اللہ کے پرنانا محمد بن ابوبکرؓ تھے جو حضرت علی ابی طالبؓ کے سوتیلے بیٹے اور ان کی کفالت میں پروان چڑھے تھے۔

کیونکہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی بیوہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہما سے شادی کر لی تھی۔ اس وقت ان کے صاحبزادے محمد بن ابوبکرؓ اپنی والدہ کی گود میں تھے۔ اس لیے ان کو بھی حضرت علیؓ کی تربیت کا شرف حاصل ہوا۔ یہی محمد بن ابوبکرؓ جناب جعفر صادق رحمہ اللہ کے پرنانا ہیں۔

جہاں تک ام فروہ رحمہا اللہ کی نانی کا تعلق ہے تو وہ اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ام فروہ کے ننھیال اور ددھیال دونوں بکری یعنی صدیقی الاصل ہیں۔ اسی لیے جب امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے سائل کو یہ جواب دیا: کیا کوئی شخص اپنے نانا کو گالی دے سکتا ہے؟ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے نانا بزرگوار ہیں۔ [1] اور فرمایا:

((وَلَدَنِي أَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ مَرَّتَيْنِ .)) [2]

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تو میرا دُہرا رشتہ ہے۔''

---

[1]، [2]: ملاحظہ ہو: سیر اعلام النبلاء جلد نمبر: ۶، ص: ۲۵۸، ۲۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے یہ قول تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ آپؒ نے اس کو بار بار کئی مجلسوں میں دہرایا۔ اہل علم نے اس مقولہ کو تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اسی لیے امام جعفر رحمہ اللہ کے اس قول کو تاریخی حیثیت حاصل ہے۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے علمی کارناموں کا بیان:

جناب امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی نشوونما خالص علمی گھرانے میں ہوئی۔ آپ علم وادب کے گہوارے میں پروان چڑھے اور آپ رحمہ اللہ نے نہایت معزز ومکرم گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آپؒ نے اپنے ماموؤں کے گھر میں اپنے نانا جناب قاسم بن محمد رحمہما اللہ کے گھر میں پرورش پائی۔ جیسا کہ بعض مؤرخین کی مضبوط رائے ہے۔ مؤرخین وسیرت نگاروں میں سے بعض لوگوں کے نزدیک آپ کی ساخت وپرداخت اپنے والد محترم جناب امام محمد باقر رحمہ اللہ کی نگرانی میں ہوئی۔ بہر حال دونوں صورتوں میں آپ کو علمی ماحول ملا۔ کیونکہ دونوں گھرانے علم وادب، حسب ونسب، قدر ومنزلت میں اپنی مثال آپؒ تھے۔ اس لیے چاہے یہ گھرانہ ہو یا وہ گھرانہ، دونوں ہی آپؒ کے لیے باعث اعزاز و صد افتخار ہیں۔ اس کے علاوہ آپؒ کی مدینۃ الرسول ﷺ کی روحانی فضاء میں ذہن سازی ہوئی۔ اس وقت مدینہ منورہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام رحمہم اللہ میں سے اکابر علماء وفضلاء سے بھرا پڑا تھا۔ چنانچہ آپؒ نے اس وقت کے علمی سرچشمہ سے فیضیاب ہونے کی تگ ودو کی۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ آپؒ نے اپنے والد ماجد اور دادا بزرگوار زین العابدین رحمہ اللہ (متوفی ۹۴ ہجری) سے اکتساب فیض کیا۔ اس وقت آپؒ کی عمر صرف ۱۴/ سال کی تھی۔

اسی طرح آپؒ نے اپنے نانا قاسم بن محمدؒ سے بھی اکتساب فیض کیا۔ کیونکہ حضرت قاسم بن محمد کا مدینہ منورہ کے اکابرین علماء اور فقہاء میں شمار ہوتا تھا۔ زیادہ تر آپؒ نے اپنے والد امام محمد باقر سے استفادہ کیا ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "سیر اعلام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النبلاء" میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ نے اہل علم کی ایک بہت بڑی جماعت سے فیض حاصل کیا تھا۔ چنانچہ امام ذھبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ "امام جعفر صادق رحمہ اللہ ۸۰ ھ میں پیدا ہوئے اور آپؒ نے بعض صحابہ کرام کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ بھی کیا تھا۔ میرے خیال میں آپؒ نے حضرت انس بن مالک اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہما کو دیکھا تھا۔"

آپؒ نے اپنے والد محترم امام باقر، عبیداللہ بن ابی رافع، عروہ بن زبیر، عطاء بن ابی رباح (کہ جن سے آپ رحمہ اللہ کی روایت صحیح مسلم میں بھی ہے) آپؒ نے اپنے نانا قاسم بن محمد، نافع العمری، محمد بن المنکدر، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری اور مسلم بن ابو مریم سے روایت کی ہے۔ مگر آپؒ کی اکثر و بیشتر روایتیں آپؒ کے والد کے واسطے سے ہیں۔ مذکور بالا تمام کے تمام رواۃ کا شمار اکابر علماءِ مدینہ میں ہوتا ہے اور آپ کے والد محترم امام محمد الباقر رحمہ اللہ بھی مدینہ منورہ کے اجل علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ❶

امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے ایک بہت بڑی خلق خدا مستفید ہوئی اور آپؒ سے روایت کرنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ امام ذھبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "سیر اعلام النبلاء" میں ان میں سے معروف و مشہور لوگوں کا تذکرہ کیا ہے۔ امام ذھبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپؒ سے آپؒ کے صاحبزادے موسیٰ کاظم، یحییٰ بن سعید انصاری، یزید بن عبداللہ بن الھاد (یہ دونوں راوی عمر میں آپؒ سے بڑے تھے)، امام ابوحنیفہ، ابان بن تغلب، ابن جریج، معاویہ بن عمار الدھنی، ابن اسحاق .... نے اپنے ہم عصروں کے ساتھ، سفیان ثوری، شعبہ، مالک بن انس، اسماعیل بن جعفر رحمہ اللہ، وھب بن خالد، حاتم بن اسماعیل، سلیمان بن بلال، سفیان بن عیینہ اور حسن بن صالح رحمہم اللہ اجمعین نے روایت کی ہے۔ ❷

(۲) ......اس کے علاوہ امام ذھبی رحمہ اللہ نے ان اکابرین علماء کی ایک فہرست نقل کی ہے

---

❶ ملاحظہ ہو: سیر اعلام النبلاء (۲۵۸/۶).

❷ ملاحظہ ہو: المرجع السابق نفسه (۲۵۵/۶).

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے آپؒ کے واسطہ سے محدثین روایت کی ہیں۔

غرضیکہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے سرزمین مدینۃ الرسول ﷺ کی اس ایمانی اور علمی فضا میں نشوونما پائی تھی جہاں علم وعرفان، تقویٰ وایمان اور معرفت الٰہی کا فیضان تھا۔ جہاں علم ومعرفت کی نورانی بارش ہورہی تھی جو علماء کرام اور صالحین عظام کا گنجینہ تھا۔ ایسے مبارک شہر میں آپؒ نے اپنے گھر اور مسجد نبوی ﷺ کی آغوش میں اپنی زندگی کے سنہرے ایام گزارے اور اس کی روحانی، علمی فضا سے بھرپور فیضیاب بھی ہوئے۔

امام ذھبی رحمہ اللہ نے جہاں آپؒ کے علم وفضل کا اعتراف کیا اور آپؒ کے تبحر علمی کا تذکرہ کیا ہے، وہیں انہوں نے ایک عجیب وغریب اور انوکھے قصہ کا بھی کا ذکر کیا ہے۔ اصلاً اس قصہ کا تعلق اس مناظرہ سے ہے جو آپؒ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے درمیان پیش آیا تھا۔ ہوا یہ کہ خلیفہ ابوجعفر منصور نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ وہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے لیے چند دشوار اور سخت ترین مسائل کا انتخاب کریں۔ تاکہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ جب عراق تشریف لائیں تو ان سے ان مسائل کے بارے میں استفسار کیا جائے۔ دراصل لوگوں میں امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ لوگ ان پر جان نچھاور کرنے کے لیے تیار ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: خلیفہ ابوجعفر منصور نے مجھے بلوا بھیجا اور کہا: اے ابوحنیفہ! لوگ جعفر صادق رحمہ اللہ کے بڑے گرویدہ نظر آتے ہیں۔ اس لیے آپؒ ان کے لیے ایسے چند سخت قسم کے مسائل کا انتخاب فرمائیں جو درحقیقت آپؒ کی نظر میں بھی پیچیدہ اور گنجلک ہوں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ مجھے حکم دیا گیا تھا۔ میں نے [۴۰] مسائل کا انتخاب کیا اور اسے لے کر ابوجعفر منصور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ اس وقت خلیفہ ابوجعفر منصور کی دائیں طرف جلوہ افروز تھے۔ چنانچہ جیسے ہی میری ان دونوں شخصیتوں پر نگاہ پڑی۔ امام جعفر صادق کی ہیبت اور جلالت شان کی وجہ سے مجھ پر جو رعب کی کیفیت طاری ہوئی، اس نے جلال سلطانی کی ہیبت کو ماند کردیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسب معمول داخل ہوتے ہی میں نے سلام کیا اور مجھے داخل ہونے کی اجازت مرحمت ہوئی۔ مجلس میں جا کر بیٹھ گیا۔ پھر خلیفہ ابوجعفر منصور، امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے مخاطب ہوا اور ان سے سوال کیا: اے ابوعبداللہ! کیا آپؒ ان کو جانتے ہیں؟ امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے جواب دیا: ہاں. میں ان کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ ابوحنیفہ ہیں۔ یہ مدینہ منورہ میں ہماری مصاحبت میں رہ چکے ہیں۔ دراصل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس زمانے میں مدینہ منورہ جا کر پناہ گزیں ہوئے تھے۔ جن دنوں انہیں چیف جسٹس کا عہدہ قبول کرنے کے لیے مجبور کیا گیا تھا۔ اس موقع پر ایک محدود وقت کے لیے وہ مدینہ منورہ جا کر روپوش ہو گئے تھے اور وہیں آپؒ نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی مصاحبت اختیار کی اور ان سے اکتساب علم کے لیے ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا تھا۔

اس کے بعد خلیفہ ابوجعفر منصور نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مخاطب ہو کر کہا: کہاں ہیں وہ مسائل جن کو آپؒ نے مرتب کیا ہے۔ لایئے ان کے بارے میں ابوعبداللہ سے پوچھ تاچھ کریں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے بعض مسائل کے بارے میں دریافت کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا مسائل کے استنباط پر عبور دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ آپؒ ہر مسئلہ کے جواب میں فرماتے جاتے تھے: اے اہل عراق! تم اس مسئلہ کے بارے میں یہ یہ رائے رکھتے ہو اور اہل مدینہ کے اس مسئلہ میں یہ یہ اقوال ہیں۔ ہم اس مسئلہ کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں۔ پھر اپنی رائے اور ترجیح کا ذکر فرماتے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس سلسلہ میں مزید فرماتے ہیں کہ: آپؒ کبھی کسی مسئلہ میں ہم سے اتفاق کرتے اور کبھی اہل مدینہ کی رائے کو ترجیح دیتے۔ کبھی خود اس سلسلہ میں اپنی رائے کا ترجیحاً اظہار فرماتے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ آپؒ رحمہ اللہ نہ تو اہل عراق کے مشائخ کی رائے سے اتفاق کرتے اور نہ اہل مدینہ کے مشائخ کی رائے کو سراہتے، بلکہ ہم میں سے تمام لوگوں کی رائے کے خلاف فیصلہ صادر فرماتے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک کہ میں نے اپنے تیار کردہ ۴۰/ مسائل میں سے ہر مسئلہ کو فرداً فرداً پوچھ ڈالا اور ان میں سے ایک مسئلہ سے بھی چشم پوشی نہیں کی۔ آپؒ کی اس تبحر علمی کو دیکھ کر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یوں فرمایا: کیا میں نے آپ حضرات کو اس بات سے آگاہ نہیں کر دیا تھا کہ لوگوں میں ذی علم شخص وہ ہے جو مسائل میں علماء کے اختلافات سے باخبر ہو۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس قصہ کو اس موقعہ پر بیان کیا ہے جب ان سے سوال کیا گیا تھا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ فقہ کی درایت رکھنے والا کون ہے؟ تو انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا تھا کہ میں نے جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ (فرضی اللہ عنہ وارضاہ)۔ ❶

آپؒ کی عبادت، زہد وقناعت اور تقویٰ کا بیان:

جہاں تک آپ کی عبادت وریاضت اور اس سلسلہ کی باتوں کا تعلق ہے تو آپؒ اس میدان میں نابغہ روزگار تھے۔ اس بارے میں بھی امام جعفر صادق رحمہ اللہ اپنی مثال آپؒ تھے۔ بلکہ عابدوں اور زاہدوں کے امام تھے۔ اگر بلا کسی تردد کے آپ کو اس میدان کا شہسوار کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ جہاں بھی عابدوں اور زاہدوں کا تذکرہ آتا ہے وہاں زمام کار آپؒ ہی کے ہاتھ میں نظر آتی ہے۔ جب ذاکرین وشاکرین کا تذکرہ ہوتا ہے تب بھی آپ آگے آگے نظر آتے ہیں۔ غرضیکہ دینی لحاظ سے ہر میدان میں آپ کو سبقت حاصل ہے۔ عبادت و ریاضت، زہد وقناعت اور ورع وتقویٰ میں سے کوئی میدان ایسا نہیں ہے جس میں منصب امامت پر آپؒ فائز نظر نہ آتے ہوں؟

آپؒ کی عبادات ومناجات، کے بارے میں بہت سے واقعات نقل کیے گئے ہیں۔ ائمہ ثقات نے اس سلسلہ میں بہت سی روایات بیان کی ہیں کہ جن سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اگر یہاں پر موقع ہوتا تو میں ان میں سے بہت سے قصوں اور روایتوں کو جمع کر دیتا۔ مگر اس خدشہ سے کہ یہ کتابچہ کہیں تطویل محض کا شکار نہ ہو جائے۔ ہم نے ان روایات کی

---

❶ ملاحظہ ہو: سیر اعلام النبلاء (۶/۲۵۸).

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف اشارہ کر دینے پر اکتفا کیا ہے۔ کیونکہ کتابچہ کی تنگ دامانی کا یہی تقاضہ ہے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں امام جعفر صادقؒ کے پاس جب بھی حاضری دیتا تھا، وہ میرے اعزاز میں تکیہ پیش کرتے اور میری بڑی آؤ بھگت کرتے تھے۔ مجھے مخاطب کر کے ازراہ شفقت ارشاد فرماتے: اے مالک! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ مجھے آپؒ کے اس قول سے بڑی خوشی ہوتی اور میں فوراً اللہ کی حمد وثناء بجا لاتا۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ ہر وقت تین صفات میں سے کسی ایک صفت سے ضرور متصف نظر آتے تھے۔ (۱)...... یا تو روزے کی حالت میں ملتے تھے۔ (۲)...... یا اللہ کی بارگاہ میں کھڑے مناجات اور سرگوشی کرتے ہوئے ملتے۔ (۳)...... یا ذکر واذکار میں مصروف نظر آتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ کا شمار ان اکابر عباد وزہاد میں ہوتا ہے جو تقویٰ وخشیت الٰہی سے سرشار رہنا اپنا شعار بنائے رہتے ہیں۔ نیز آپؒ حدیث کے رواۃ مکثرین میں سے ایک تھے۔ اپنی ہم نشینی کے اعتبار سے آپؒ بڑے خوش اخلاق تھے۔ فوائد ومنافع کا خزینہ علم وحکمت کا گنجینہ تھے۔ جب حدیث بیان کرتے ہوئے قال رسول اللہ ﷺ فرماتے تو مارے خوف وخشیت اور ادب واحترام کے آپؒ کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ کبھی آپؒ کا رنگ ہرا پڑ جاتا تو کبھی زردی مائل ہو جاتا۔ یہاں تک کہ کوئی شخص اگر اچھی طرح سے آپؒ سے واقف نہ ہوتا تو اس کا آپ کو پہچاننا مشکل ہو جاتا تھا۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سال امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی معیت میں حج کیا۔ جب احرام کی نیت کرتے ہوئے آپؒ اپنی سواری پر سیدھے بیٹھ گئے اور تلبیہ پڑھنے کا وقت آیا تو آپؒ کی آواز حلق میں اٹک کر رہ گئی۔ اس کا نکلنا مشکل ہو گیا۔ مراد یہ کہ آپ کی آواز بیٹھ گئی۔ جوں جوں آپ تلبیہ پڑھنے کی کوشش کریں آواز بیٹھتی چلی جائے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں لگ رہا تھا کہ آپؒ سواری پر سے اب گرے تب گرے۔ میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول ﷺ! ضروری ہے کہ تلبیہ پڑھیں۔ امام موصوف نے مجھے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دیا: اے ابن ابی عامر! میں کیسے! لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہنے کی جسارت کرسکتا ہوں۔ مجھے خدشہ ہے کہ میرا تلبیہ قبول نہ ہو اور اللہ فرمائیں: لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ...... اس خوف سے میری آواز حلق سے باہر نہیں نکل رہی۔ ❶

امام مالک رحمہ اللہ سے ہی روایت ہے کہ علم وفضل عبادت مجاہدت اور ورع وتقویٰ میں کسی آنکھ نے جناب جعفر صادق رحمہ اللہ سے بہتر شخص نہ دیکھا ہوگا اور کسی کان نے اس معاملہ میں ان سے افضل کسی شخص کے بارے میں کبھی سنا ہوگا اور نہ کسی دل پر ان سے بہتر کسی شخص کے بارے میں خیال ہی گذرا ہوگا۔ ❷

امام مالک رحمہ اللہ ایک اور مقام پر یوں بھی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک زمانے تک امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے پاس آتا جاتا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ لوگوں نے میری طرف انگلیاں اٹھانا شروع کردیں اور کہنے لگے آخر کیا بات ہے کہ مالک رحمہ اللہ کی حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے یہاں اتنی زیادہ آمد ورفت شروع ہوگئی ہے۔ میں اس مدت میں جب بھی آپؒ کے یہاں گیا، آپ کو تین حالتوں میں سے کسی ایک ہیئت میں ضرور پایا۔ یا تو آپؒ نماز پڑھتے ہوئے ملتے۔ یا روزے کی حالت میں ملتے۔ یا قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے پائے جاتے۔ ہمیشہ حالت طہارت میں آپؒ حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ ❸

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ آپؒ ریشم اور اون سے بنا ہوا سیاہی مائل رنگ کا جبہ پہنے ہوئے ہیں۔ اس کے اوپر ریشم کی ایرانی چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ میری نگاہ جو آپؒ کے اوپر پڑی تو میں آپ کو از راہ تعجب ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا: اے ثوری! تم اتنی تعجب کی نگاہ سے کیوں دیکھ رہے ہو؟ تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تو امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے

---

❶ ملاحظہ ہو: الخصال (١/٧٧). ❷ المناقب لابن شهر آشوب (٤/٢٤٨)

❸ تهذيب التهذيب لابن حجر (٢/٨٨)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواباً عرض کیا: اے فرزند رسول ﷺ! یہ لباس آپ کو زیب نہیں دیتا۔ یہ نہ تو آپ جیسے شرفاء کا لباس ہے اور نہ ہی آپؒ کے آباء واجداد کا لباس ہے۔ تو امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے جواب دیا: ہمارے آباء واجداد کا زمانہ تنگ حالی کا زمانہ تھا۔ وہ اپنی بساط کے مطابق اس زمانے میں کام چلا لیا کرتے تھے۔ اور یہ دور ایسا دور ہے کہ اب ہر چیز کی فراوانی ہے۔ پھر اس کے بعد امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے اپنے جبہ کا پلو اٹھایا تو دیکھتے کیا ہیں کہ اس کے نیچے سفید اون کا کام چلاؤ جبہ زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ جس کی بناوٹ بھی ڈھنگ کی نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر آپؒ نے ارشاد فرمایا: ہم نے یہ جبہ اللہ کے لیے زیب تن کیا ہے۔ ظاہری لباس تم لوگوں کی خاطر پہنا ہے اور جو لباس اللہ کے لیے ہم نے اختیار کیا ہے اس کو تو ہم نے پوشیدہ رکھا ہے۔ جو لباس تم لوگوں کی خاطر ہم نے زیب تن کیا اس کو ظاہر کر رکھا ہے۔ [1]

مراد یہ ہے کہ جب ہم لوگوں کے روبرو ہوتے ہیں تو اللہ کی نعمت کے اظہار کی خاطر اس طرح کا لباس زیب تن کرتے ہیں جس کا آپؒ نے مشاہدہ فرمایا۔ جب ہم اپنے گھروں میں اللہ کے روبرو ہوتے اور خلوت میں اللہ سے مناجات کر رہے ہوتے ہیں تو ہم زہد وورع کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ تاکہ ہمارے زہد وتقویٰ کا اللہ ہی کو علم ہو۔ اس کے علاوہ کسی اور کو کانوں کان اس کی خبر تک نہ ہو۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے سامنے اس بات کی صراحت ایک تو آپس میں بے تکلفی کی وجہ سے کی اور ان سے گہرے تعلق کی بنا پر۔ دوسرے یہ کہ ان کے دل میں موجود تردد کو دور کرنے کی وجہ سے فرمائی۔ تاکہ کسی کوئی تکلف کی گنجائش باقی نہ رہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قول وفعل کے پکے اور گفت وشنید میں سچے لوگوں پر آخری عمر میں سٹھیا پن سوار نہیں ہوتا اور وہ کبر سنی کی وجہ سے سٹھیاتے نہیں ہیں۔ نزع کے عالم میں ان کے اوسان خطا نہیں ہوتے۔ یہاں پر ہم ڈنکے کی چوٹ یہ بات کہہ سکتے اور

---

[1] سیر اعلام النبلاء للذھبی (٢٦٢/٤)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورے وثوق واعتماد کے ساتھ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں: کیا اس شخص سے بھی زیادہ سچا اور پاک باز کوئی ہو سکتا ہے کہ جس کو اس کے دوستوں اور مخالفوں میں سے ہر ایک نے اور تاریخ عالم نے بیک زبان ''صادق'' کا خطاب دیا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اس بارے میں پروفیسر ابوزہرہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الامام الصادق'' میں امام مالک رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت پر تعلیق چڑھاتے ہوئے یہ بات کہی ہے۔ ❶

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے اخلاق کریمہ اور جود وسخا کا بیان:

جہاں تک آپ رحمہ اللہ کے اخلاق وعادات کریمہ، کردار واطوار، جود وکرم، تواضع وانکساری، حلم وبردباری، صدق وصفاء، سچائی وراست گوئی، خوف وہیبت اور آپ رحمہ اللہ کے بارے میں علماء ومؤرخین کی مدح وثناء کا معاملہ ہے تو اس سلسلہ میں آپ رحمہ اللہ ایک اعلیٰ پیمانہ رکھتے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ کو اپنے ہم عصروں پر اس معاملہ میں سبقت حاصل ہے۔ نیز آپ رحمہ اللہ اس میدان میں بھی ایک انفرادی حیثیت کے حامل ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ رحمہ اللہ کے بارے میں روایات کی بہتات ہے جن کا تذکرہ محال اور دشوار ہے۔ یہ وہ روایات ہیں جن کی شہرت حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔ اگر ان تمام روایات کو یکجا کیا جائے تو صفحات کے صفحات تحریر ہو جائیں اور ان کا تذکرہ ختم نہ ہو۔ اس لیے مختصراً اس کی طرف اشارہ ہی یہاں کافی ہے اور عقل مند کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''سیر اعلام النبلاء'' میں نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ: احمد بن ابی بکیر، ھیاج بن سطام سے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی نسبت روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: سیّدنا جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو کھانا کھلاتے چلے جاتے حتیٰ کہ آپ رحمہ اللہ کے بچوں کے لیے کچھ بھی نہ بچتا۔ ❷

❶ ملاحظہ ہو: الامام الصادق: (ص: ٥١).

❷ ملاحظہ ہو: سیر اعلام النبلاء (٢٦٢/٦).

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اس شخص کی سخاوت اور دریا دلی کے بات ہے جو فقر و فاقہ کے خدشہ سے بے نیاز تھا۔
آپ رحمہ اللہ کا یہ تعامل اپنے جدامجد نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور پیروی میں تھا۔

امام ذھبی رحمہ اللہ نے "سیر اعلام النبلاء" میں سیّدنا جعفر صادق رحمہ اللہ کے بعض ہم عصروں سے روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ حضرت جعفر بن محمد الصادق رحمہ اللہ سے جب پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے سود کی حرمت کا حکم کیوں نازل فرمایا ہے؟ تو آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا: تاکہ لوگ کہیں نیکی اور بھلائی سے پہلو تہی نہ کر بیٹھیں اور حسن سلوک کرنا نہ چھوڑ دیں۔ اس لیے سود کی حرمت کا حکم نازل ہوا ہے۔ یہ مقولہ آپ رحمہ اللہ کی جود وسخا، بذل وعطاء، سخاوت ودریا دلی کی عملی تصویر تھا۔

اس سے بھی بڑھ کر آپ رحمہ اللہ کی فیاضی اور دریا دلی کی مثال یہ ہے کہ آپ رحمہ اللہ کے بارے میں بعض اہل سیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ: لوگوں کے درمیان صلح وصفائی کی غرض سے آپ رحمہ اللہ لوگوں کے مابین جو خسارہ اور نقصان یا تاوان ہوتا اس کی ادائیگی کو اپنے ذمہ لے لیتے اور متخاصمین کے درمیان صلح کروا کر ہی چین لیتے تھے۔

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ اخلاق کریمانہ کے حامل تھے رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اور کیوں نہ ہوتے؟ آپ رحمہ اللہ تو شجرۂ نسب کے اعتبار سے سید البشر صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے مبارک خاندان کے افراد میں سے ایک فرد ہیں۔ آپ رحمہ اللہ کے خون میں ہاشمی اور صدیقی دونوں خونوں کا امتزاج تھا۔ کیونکہ آپ رحمہ اللہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے خاندان سے نسبت ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کے خلیفہ، آپ کے یارِ غار اور ہر وقت آپ ﷺ کے ساتھ رہنے والے ساتھی سیّدنا ابوبکرؓ کے خاندان سے انتساب کا بھی شرف حاصل ہے۔ گویا آپ رحمہ اللہ اللہ عزوجل کے اس فرمان کا مصداق ٹھہرے۔ فرمایا:

﴿ تُؤْتِىٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ﴾ (ابراهيم: ٢٥)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ پاکیزہ درخت (کہ جس کی مثال بیان کی جارہی ہے) اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت برگ وبار لاتا رہتا ہے۔''

امام رحمہ اللہ کے اقوال وفرمودات اور ان کی وصیتوں، نصیحتوں کا بیان:

آپ رحمہ اللہ کے فرمودات میں سے یہ قول ہے کہ: فقہاء رسولوں کے راز داں اور ان کے محافظ ہوتے ہیں۔ اگر تم فقہاء کو امراء وسلاطین کی حاشیہ برداری کرتے دیکھو تو ان کو اس سلسلہ میں موردِ الزام ٹھہراؤ۔ ❶

ایک دن امام جعفر صادق رحمہ اللہ خلیفہ منصور کے پاس اس کے دربار میں جلوہ افروز تھے (اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ خلیفہ منصور اپنی سختی میں مشہور ومعروف تھا) ہوا یہ کہ ایک مکھی نے خلیفۂ وقت کو پریشان کر ڈالا بایں طور کہ وہ آئی اور آکر خلیفہ منصور کی ناک پر بیٹھ گئی۔ بادشاہ سلامت اس کو اڑا دیتے مگر وہ اڑکر پھر اپنی جگہ واپس آکر بیٹھ جاتی۔ خلیفہ وقت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے طرف مخاطب ہوئے اور امام صاحب سے کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے مکھی کو کیوں پیدا کیا ہے؟ آپ رحمہ اللہ نے برجستہ جواب دیا: تاکہ اللہ تعالیٰ ظالموں اور جابروں کا گھمنڈ چکنا چور کردے۔ ❷ (مراد یہ کہ آپ جیسے سخت اور ترش رو لوگوں کو اپنی قدرت کی صناعی کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردے۔) ❸

آپ رحمہ اللہ اپنے بیٹے موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: میرے بیٹے! جو شخص مقدر شدہ اپنے نصیب پر قانع ہوجائے تو اللہ تعالیٰ غیب سے اس کو استغناء کی توفیق عطاء فرمادیتا ہے۔ اور جو شخص غیروں کی ملکیت پر لالچ بھری نگاہیں دوڑائے تو فقر وفاقہ اس کا مقدر بن جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اسی حال میں اس کو موت آتی ہے۔ اور جو شخص اللہ کی طرف

---

❶ ملاحظہ ہو: سیر اعلام النبلاء (٦/٢٦٢).

❷ المصدر السابق نفسہ: (٦/٢٦٤)۔

❸ یہ چیز ہی حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی ذات سے تقیہ کی نفی کے لیے کافی ہے۔ شیعہ کا گروہ آپ رحمہ اللہ کی طرف تقیہ کی نسبت کرتا ہے مگر آپ رحمہ اللہ کا یہ قول تقیہ کی نفی کے لیے واضح ثبوت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مقدر قضاء وقدر پر اپنی رضامندی کا اظہار نہ کرے گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو اس کی قضاء وقدر کے بارے میں اتہام لگانے کی جرات کی اور جو شخص دوسرے کی لغزش کو معمولی گردانے اس کو اپنی غلطی اور لغزش بڑی نظر آنے لگتی ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی پردہ پوشی نہ کرے تو وہ خود اپنی نظر میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔ اس کے عیوب خود بخود منظر عام پر آتے چلے جاتے ہیں اور معاشرے میں وہ ننگا گردانا جانے لگتا ہے۔ جو شخص تلوار سونت کر بغاوت کی غرض سے میدان کارزار میں اترتا ہے وہ گویا خود اپنی موت کو دعوت مبارزت دیتا اور اپنی تلوار سے خود قتل کر دیا جاتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودتا ہے سب سے پہلے خود ہی اس میں گرتا ہے۔ جو شخص آوارہ گردوں کی ہم نشینی اختیار کرتا ہے لوگوں کی نظروں میں اس کی وقعت ختم ہو جاتی ہے۔ جو شخص علماء کرام کی مصاحبت اختیار کرتا ہے لوگوں کی نظروں میں اس کی وقعت بڑھ جاتی ہے۔ جو شخص برائی کی شاہراہ کو اپنی گذرگاہ بنائے تو گویا کہ وہ اپنے آپ کو تہمتوں کے بازار میں نیلامی کے لیے پیش کر رہا ہے۔

اور فرمایا: اے میرے عزیز بیٹے! خبردار! جو تم نے لوگوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ تمہارے ساتھ بھی یہی معاملہ روا رکھیں گے۔ ہرگز ہرگز لایعنی اور فالتو باتوں کے چکر میں نہ پھنسنا۔ کیونکہ ان چیزوں کے چنگل میں پھنسنا اپنے آپ کو ذلیل وخوار کرنا ہے۔ خوامخواہ ان کی غلامی کے لیے اپنے آپ کو دعوت دینا ہے۔

اور فرمایا: اے میرے عزیز! میری تم کو نصیحت ہے کہ حق بات کہو۔ کیونکہ حق گوئی کی وجہ سے اعزہ واقرباء اور سماج وسوسائٹی میں تمہاری عزت وشان میں اضافہ ہوگا۔ مزید فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت اپنا مشغلہ بنالو۔ دعوت اسلام کی تبلیغ اپنا مشن بنالو۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالو۔ جو تم سے قطع تعلق کرے اس سے تم صلہ رحمی کرو۔ جو شخص تم سے بول چال بند کر دے اس سے بات چیت کرنے میں پہل کرو۔ اگر کوئی سائل تم سے کچھ مانگے تو اس کو ضرور اپنی بخشش سے نوازو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا: اے میرے عزیز بیٹے! خبردار خبردار! کبھی چغل خوری نہ کرنا کیونکہ چغل خوری دلوں میں کینہ وکدورت اور بغض وعداوت پیدا کر دیتی ہے۔ لوگوں کے عیوب ٹٹولنے سے بچو۔ ان کی عیب جوئی سے پرہیز کرو۔ جو شخص لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کے درپے رہتا ہے وہ گویا کہ اپنے آپ کو معاشرے اور سماج میں تیر بہدف بننے کے لیے پیش کر رہا ہے۔

اگر تم جود وسخاء، فیاضی ودریا دلی کے طالب ہو تو اس کو اس کے سرچشمہ سے تلاش کر کے حاصل کرو۔ کیونکہ فیاضی وسخاوت کے معادن وسرچشمے ہیں اور ہر سرچشمے کے چند اصول وقواعد ہوتے ہیں اور یہ بات عیاں ہے کہ ہر اصول کی چند شاخیں بھی ہوتی ہیں۔ ہر شاخ پھلوں سے لدی ہوا کرتی ہے۔ پھل شاخ ہی پر تیار ہوتے ہیں اور ہر شاخ اپنے تنے اور اصل پر کھڑی ہوتی ہے۔ ہر اصل کی ایک جڑ اور بنیاد ہوتی ہے۔ اصل تو وہی بہتر ہوتی ہے جس کی بنیاد بہتر اور اچھی ہو۔ اچھے اور شریف لوگوں کے پاس آیا جایا کرو۔ فاسق وفاجر لوگوں سے آمد ورفت نہ رکھو۔ کیونکہ فاسق وفاجر لوگوں کی مثال پتھر کی چٹان جیسی ہے۔ چٹان سے کبھی پانی کا چشمہ ابلنے کی امید نہیں کی جا سکتی۔ فاسق کی مثال اس پیڑ جیسی ہے جو کبھی برگ وبار نہیں لاتا۔ اسی طرح فاسق وفاجر اس اوسر زمین کی طرح ہے جس میں سبزہ اگانے کی سکت نہ ہو۔ [1]

پند ونصائح اور علوم وحکم کے سلسلہ میں آپ رحمہ اللہ کا یہ قول نہایت معروف ومشہور ہے کہ: دین میں کٹ حجتی، بلاوجہ کی جدال اور بحث وتکرار کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ بہت زیادہ کٹ حجتی اور بحث وتکرار دلوں میں بغض وعداوت اور آپس میں کینہ وکدورت کا بیج بونے کا ذریعہ بنتی ہے۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی وفات کا بیان:

امام جعفر صادق علیہ رحمۃ اللہ ورضوانہ نے علم وفضل میں سنجیدگی ومتانت، فکر واخلاص میں اخلاق وتقویٰ عبادت وریاضت میں خشیت وطاعت، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

---

[1] ملاحظہ ہو: سیر اعلام النبلاء (٦/٢٦٣)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دامن تھامے ہوئے نمایاں طور پر کارہائے نمایاں انجام دیتے ہوئے بحیثیت داعی اور معلم کے اپنی زندگی کے سنہرے ایام گذارے اور قرآن وسنت کی نشرواشاعت میں تن من دھن کی بازی لگادی۔

اس سلسلہ میں آپ رحمہ اللہ نے پوری چاق وچوبندی اور مستعدی کے ساتھ اپنی خدمات پیش کیں۔ پوری زندگی نہج نبوت اور دعوت وعزیمت کو اپنا شعار بنایا۔ اسی لیے آپ رحمہ اللہ اہل زیغ وضلال، فرق ضالہ کے لیے حلق کا کانٹا اور اہل سنت والجماعت کے لیے معین ومددگار کے طور پر علمی حلقہ میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔

اتنی لائق ستائش اور قابل تعریف زندگی گذارنے، ایسے بیمثال کارنامے انجام دینے اور اپنے پیچھے ایسے تابندہ نقوش چھوڑنے کے بعد آپ رحمہ اللہ کے پاس بھی اللہ کا وہ امر برحق آپہنچا جس کو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لیے مقدر کر رکھا ہے اور آپ رحمہ اللہ نے اس دار فانی سے شوال سن ۱۴۸ھ میں رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اس کے بعد آپ رحمہ اللہ کو مدینہ منورہ کے معروف قبرستان البقیع میں آپ رحمہ اللہ کے والد ماجد امام باقر رحمہ اللہ کے پہلو میں سپرد خاک کردیا گیا۔ آپ رحمہ اللہ کے جدامجد کی بنائی ہوئی مسجد نبوی ﷺ میں مسلمانوں کے جم غفیر نے آپ رحمہ اللہ کی نماز جنازہ ادا کی۔

آپ رحمہ اللہ کی وفات کے بارے میں بہت سے لوگوں نے طبع آزمائی کی ہے۔ چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

اَقُوْلُ وَقَدْ رَاحُوْا بِهٖ یَحْمِلُوْنَهٗ　　عَلٰی کَاهِلٍ مِنْ حَامِلِیْهِ وَعَاتِقٖ

اَتَدْرُوْنَ مَاذَا تَحْمِلُوْنَ اِلَی الثَّرٰی　　ثَبِیْرًا ثَوٰی مِنْ رَأْسِ علیاء شَاهِق

"میں ان لوگوں سے برجستہ کہہ رہا تھا جو آپ رحمہ اللہ کی نعش کاندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ یا جو اس کو شانہ دے رہے تھے: تم کو کچھ پتہ بھی ہے کہ تم کس شخصیت کو سپرد خاک کرنے جارہے ہو؟ یہ وہ شخصیت ہے جو عزم واستقلال کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہاڑ تھا۔ جس نے اپنا نشیمن دعوت وعزیمت کی چوٹی پر بنایا تھا۔"

اسی طرح آپ رحمہ اللہ کے بارے میں ایک دوسرے شاعر نے یوں کہا ہے:

فَيَا لَيْتَنِي ثُمَّ يَا لَيْتَنِي شَهِدْتُ وَاِنْ كُنْتُ لَمْ اَشْهَدُ
فَآسَيْتُ فِي بَثِّهِ جَعْفَرًا وَسَاهَمْتُ فِي لُطْفِ الْعُوَّدِ
وَمِنْ قَبْلِ نَفْسِكَ قُلْتُ الْفِدَاءَ وَكَفَّ الْمَنِيَّةِ بِالْمَرْصَدِ
عَشِيَّةَ يُدْفَنُ فِيْهِ النَّدٰى وَغُرَّةِ زَهْرِ بَنِي اَحْمَدِ

"یہ حسرت دل ہی دل میں دفن ہوگئی کہ اے کاش! میں آپ رحمہ اللہ کے جنازے میں شریک ہوتا مگر نہ شریک ہوتے ہوئے بھی گویا کہ میں شریک تھا۔ میں نے سیّدنا جعفر صادق رحمہ اللہ کی موت کی خبر سن کر اپنے آپ کو دلاسہ دینے کی کوشش کی اور عیادت کرنے والوں کے ساتھ مل کر میں نے بھی مراسم عیادت ادا کیے۔ اس سے قبل میں نے اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا: تو حضرت امام جعفر رحمہ اللہ پر فدا ہو جا اور موت کو ان کی گھات میں لگنے سے روک دے۔ جس رات کو جود وسخا، بذل وعطاء کے اس پہاڑ کو دفن کر دیا گیا، اس رات کو میں نے کہا: آج آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کے پھولوں میں سے ایک پھول ہمیشہ کے لیے سپردِ خاک ہوگیا۔"

سب لوگ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف انتساب کیوں کرتے ہیں:

اس مبحث میں اہم ترین معاملوں سے ایک ایسے معاملہ کی طرف مختصراً اشارہ کروں گا جس کی طرف توجہ دینا ازحد ضروری ہے اور ہمیں اس کی طرف ضرور توجہ دینی چاہیے۔ کیونکہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی عبادت ومجاہدت، ان کے زہد وتوکل، تقویٰ وخشیت اور دعوت حق کی آواز کے کھلم کھلا اعلان کرنے، ان کی اجابتِ دعاء کے قصے اور اللہ کی بارگاہ میں ان کے پناہ لینے کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن اہم قضیہ یہاں پر یہ ہے کہ جس کا ہم علمی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تحقیقی جائزہ لینا چاہتے ہیں: ''ہر مکتبہ فکر کے لوگ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف انتساب کے درپے کیوں ہیں؟

تو اس بنا پر کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی شخصیت بڑی پایہ کی شخصیت ہے۔ اپنے زمانے کی آپ مایہ ناز ہستی بھی تھے۔ نیز ذاتی طور پر بھی آپ رحمہ اللہ کی ایک قدر و منزلت ہے۔ اس کے ساتھ حسب ونسب میں بھی آپ رحمہ اللہ کا ایک نہایت بلند مقام ہے۔ علم وفضل میں بھی آپ رحمہ اللہ بے مثال ہیں اور آپ رحمہ اللہ زہد وتوکل میں بھی بڑے عظیم مرتبہ کے حامل تھے۔ ان جیسی اور بہت سی صفات ہیں جن میں آپ رحمہ اللہ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس لیے لوگوں نے اس عظیم شخصیت کی طرف نسبت کرنے کو اپنے لیے باعث فخر سمجھتے ہوئے ان کی طرف انتساب کرنا شروع کر دیا۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ لوگوں نے اپنی عظمت اور شان وشوکت کے لیے آپ رحمہ اللہ کی طرف انتساب کو بطور وسیلہ اختیار کرنا اپنے لیے باعث فخر سمجھا ہو، تاکہ ان کو بھی قدر ومنزلت کی نگاہوں سے دیکھا جانے لگے۔ اس لیے وہ اپنے اس مقصد کے لیے انتساب میں ایک طریقہ سے کامیاب بھی ہیں۔ لیکن یہاں پر سوال پیدا یہ ہوتا ہے کہ: آخر کون لوگ اپنے اس انتساب میں سچے اور پکے ہیں؟ اور کون لوگ اپنے اس انتساب میں جھوٹے اور غلط ہیں؟

ہم نے گذشتہ صفحات میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جو اہل عراق کے امام ہیں، کا قول نقل کیا تھا، انہوں نے فرمایا ہے کہ: اگر میری زندگی میں وہ دو سال نہ ہوتے جو میں نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی مصاحبت میں گذارے ہیں تو ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کا وجود تک نہ ہوتا۔ آپ رحمہ اللہ اپنے اس قول سے اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ آپ رحمہ اللہ نے امام جعفر صادق رحمہما اللہ سے بہت ہی استفادہ کیا تھا جس کی وجہ سے آپکی شخصیت میں نکھار اور وزن پیدا ہوا۔ ❶

❶ مثال کے طور پر: قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کی ''کتاب الآثار'' اور محمد بن حسن رحمہ اللہ کی کتاب الآثار کا مطالعہ کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے وہ شاگرد جو فقہ حنفی کی بنیاد ہیں، جیسے کہ امام محمد بن حسن، امام زفر اور قاضی اور یوسف رحمہم اللہ جمیعاً، اگر ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے [۱] تو ان میں بارہا ان لوگوں نے امام ابوحنیفہ کے واسطہ سے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے اقوال نقل کیے ہیں اور بہت سی جگہ بغیر واسطہ کے ان لوگوں نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا حوالہ دیا ہے۔ بہر حال احناف کی کتابوں میں اکثر و بیشتر امام ابو عبد اللہ جعفر صادق رحمہ اللہ کے حوالے موجود ہیں۔

جہاں تک امام دارالہجرہ مالک بن انس رحمہ اللہ کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں معاملہ واضح اور دوٹوک ہے۔ گذشتہ صفحات میں امام مالک رحمہ اللہ کا امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے بارے میں مفصل کلام گذر چکا ہے۔ جس سے ان کے اور امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے درمیان مضبوط اور قوی تعلق کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ذرا امام جعفر صادق اور امام سفیان ثوری رحمہما اللہ کے درمیان تعلق کی گہرائی اور گیرائی کا اس بات سے اندازہ لگائیے کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ بلا جھجک آپ رحمہ اللہ کی خدمت میں برابر حاضری دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ دونوں کے درمیان بے تکلفی ہوگئی تھی۔ اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ ان سے ایسی رازداری کی باتیں بھی کرلیا کرتے تھے جس کو عوام کے سامنے کرنا آپ رحمہ اللہ ناپسند فرماتے تھے۔

ان ائمہ کرام کا جن کا تذکرہ ابھی ابھی گذرا امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے بڑا واضح اور گہرا تعلق تھا۔ ان لوگوں کے درمیان جو تعلق اور رابطہ تھا اس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس کی حیثیت اظہر من الشمس ہے۔ اس لیے کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کے اکثر و بیشتر ایام سرزمین مدینہ منورہ پر گذارے تھے اور مدینہ منورہ اس وقت علم و علماء کا گہوارہ تھا، اب بھی ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک رہے گا۔ آپ رحمہ اللہ کے زمانے میں مدینہ منورہ طلاب علم کے لیے علمی مرکز اور ایمانی ملجأ و ماویٰ کی حیثیت رکھتا تھا۔ چنانچہ امام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جعفر صادق رحمہ اللہ نے اس علمی اور روحانی فضا سے استفادہ وافادہ کیا۔ بلکہ اس دور میں طلاب علم کے ساتھ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی خاص میٹنگیں بھی ہوا کرتی تھیں۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ ان کے ساتھ علمی مجلسوں میں بنفس نفیس حاضری بھی دیا کرتے تھے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ جب امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں شکایات پہونچیں تو انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بلوا بھیجا۔ ان سے فتاوی اور معاملات میں قیاس آرائی و رائے دہندگی کے بارے میں پوچھ گچھ فرمائی اور ان کو قیاس کے بارے میں توسع سے کام لینے سے منع فرمایا۔ یہ قصہ ایک طویل وعریض مناظرہ کی شکل میں جو کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے شیخ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے درمیان پیش آیا تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ استاذ ابوزہرہ رحمہ اللہ نے اپنی: الامام جعفر صادق رحمہ اللہ'' نامی کتاب میں اس کا مفصل تذکرہ کیا ہے۔

جب ہم اس مناظرہ پر کہ جو امام جعفر صادق رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے درمیان ہوا، محاسبانہ جائزہ لیں تو ہمارے سامنے یہ بات واضح ہو کر آجاتی ہے کہ: امام جعفر صادق رحمہ اللہ طلباء اور علماء کی غلطیوں پر بھی نکیر کرنے میں کوئی دریغ نہیں فرماتے تھے اور ان کی غلطیوں کی نشاندہی میں بخل سے کام نہیں لیتے تھے۔ بلکہ سختی سے اس کی تردید فرماتے اور ان کا کھل کر محاسبہ بھی کرتے تھے۔ مختلف معاملات میں ان سے مناقشہ بھی کرتے رہتے تھے۔

اس سے پتہ یہ چلا کہ اگر کوئی شخص نبوی نہج سے ہٹ کر دین کی اشاعت اور ترویج کی کوشش کرتا تھا تو امام جعفر صادق رحمہ اللہ اس معاملہ میں اس سے اپنی رضامندی کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ اس سلسلہ میں ان کا دوٹوک اور فیصلہ کن موقف ہوتا تھا۔ اس کا سختی سے انکار فرماتے اور اس میں موجود خلل کو واضح کر کے چین لیتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ نہج رسالت کی مخالفت کو واضح کر کے بیان کرنے میں کسی قسم کی مجاملت سے کام نہیں لیتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ جب امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے دیکھا کہ: مدرسہ کوفہ سے تعلق رکھنے والے قیاس کے سلسلہ میں توسع برتتے چلے جا رہے ہیں تو انہوں نے اس کا سختی سے نوٹس لیا۔ اسی لیے عراق کے بعض فقہاء کو بلوایا۔ ان میں مدرسۂ کوفہ کے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بھی حاضری کی دعوت دی اور ان سے قیاس کے بارے میں مناقشہ ومباحثہ بھی ہوا۔ اس مناقشہ میں یہ طے پایا کہ کس مقدار میں قیاس روا رکھا جائے۔ اس لیے ہم یہاں پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو پتہ چلتا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قیاس کے سلسلہ میں شریعت کی حدود سے تجاوز کر گئے ہیں تو آپ رحمہ اللہ اس پر ضرور نکیر فرماتے اور کیوں نکیر نہ فرماتے جب آپ رحمہ اللہ بنی امیہ اور بنو عباس کے خلفاء کے سامنے حق بات کہنے سے نہ چوکتے تھے، اپنے ابناء اعمام کی مخالفت کی اور ان سے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ دین اسلام کی آبیاری کے لیے سیاست کے میدان سے کنارہ کشی اختیار کر لی، تو ایسا شخص کیسے حق کا آوازہ بلند کرنے میں کوتاہی سے کام لے سکتا تھا۔ یہ غیر ممکن بات ہے اور عقل ونقل کے سراسر خلاف بھی۔

اس لیے یہاں پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جب امام مالک، امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ اور ان کے علاوہ دوسرے علماء قرآن وسنت کے خلاف اپنی دعوت کا نہج اپناتے تو امام جعفر صادق رحمہ اللہ اس پر ضرور نکیر فرماتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ ہرگز ہرگز چپ نہیں بیٹھتے تھے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں جہاں آپ رحمہ اللہ نے ان لوگوں کی نہج دعوت پر نکیر نہیں فرمائی تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان لوگوں کا وہ نہج دعوت درست اور صحیح تھا۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے ان لوگوں کے اکثر علم کی موافقت فرمائی اور ان کے دعوتی مشن کی تائید کی ہے۔ اس کی نشر واشاعت کے لیے ان لوگوں کی ہمت افزائی کا رویہ اختیار فرمایا۔ تو اس بات سے ان لوگوں کا جھوٹ بھی واضح ہو کر سامنے جاتا ہے جو تقیہ کو امامنا وسیّدنا جعفر صادق رحمہ اللہ کے سر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کی نسبت ان کی طرف کرنے کے لیے زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ چند عقلی اور نقلی دلیلوں کا ذکر تھا جو اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ: ''امام جعفر صادق رحمہ اللہ ائمہ اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھنے والے اماموں میں سے اکابر ائمہ میں شمار ہوتے ہیں۔ جن کی اتباع اور پیروی سکہ رائج الوقت ہے۔

جہاں تک اہل سنت والجماعت کے علاوہ دیگر فرقوں کا اس معاملے سے تعلق ہے تو وہ تمام کے تمام عجیب وغریب مخمصہ کا شکار ہیں۔ مثال کے طور پر فرقۂ اسماعیلیہ کو ہی لے لیا جائے، ان کا عجیب وغریب حال ہے۔ ان لوگوں سے اگر امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے ان کے انتساب کی صرف دلیل ہی طلب کر لی جائے تو ان کے نزدیک اس کا بھرپور جواب ملنا مشکل ہو جائے اور وہ بغلیں جھانکنے پر مجبور ہو جائیں۔

اور جہاں تک فرقہ جعفریہ اثنا عشریہ کا تعلق ہے تو انہوں نے بطور غلوان کے لیے عصمت کا عقیدہ گڑھ رکھا ہے۔ انہوں نے دسیوں ہزار روایات گھڑ کر امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دی ہیں اور ان کو نص معصوم کا خطاب دے دیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس میں صحیح اور سقیم، ضعیف اور قوی کی تمیز کر کے انہیں منظر عام پر لایا جاتا۔

یہاں پر ایک الزامی سوال پیدا ہوتا ہے۔ یا تو وہ اس کا جواب دیں یا اپنی غلطی تسلیم کر لیں۔ ان دو صورتوں کے علاوہ ان کے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ: ان سے کہا جائے: ہمیں پتہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب لوگوں نے جھوٹ گھڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے پر جھوٹ گھڑنا بدرجۂ اولیٰ آسان اور سہل ہے۔ خاص طور سے امام جعفر صادق رحمہ اللہ پر جھوٹ گھڑنا ان کے لیے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اس لیے اس موقع سے ہم فرقہ اثنا عشریہ سے یہ بات کہنے کے مجاز ہیں کہ: کہاں ہیں صحیح اور جھوٹی روایات کی چھان بین کر کے اُنھیں (اہل السنہ والجماعۃ کے رجال الحدیث اور محدثین کی طرح) لوگوں کے سامنے بیان شدہ حقیقت کو واضح طور پر منظر عام پر لانے والے؟ جیسا کہ ہمارے علماء کرام اور ائمہ حدیث نے کر کے دکھلا دیا۔ انہوں نے ضعیف وسقیم کو چھان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھان کر مستند روایات سے الگ کر دیا۔ اس سلسلہ میں فرقہ اثنا عشریہ کے پاس کوئی جواب ہے؟ اگر ہے تو اسے پیش کریں؟ ہم دعوے کے ساتھ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ کیوں کہ جھوٹی روایات کے گھڑنے والے تو یہ خود ہیں۔

معزز قارئین کرام! یہاں پر ہم ایک اہم قضیہ کی طرف اشارہ کر دیں تو مناسب ہوگا۔ وہ یہ کہ: امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے منقول روایات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ وہ تین حالتیں یا قسمیں یہ ہیں:

(۱)...... آپ رحمہ اللہ کی طرف منسوب روایات کی پہلی قسم تو وہ ہے جو کتاب وسنت کے موافق ہے۔ اس قسم کی روایات میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ اس نوعیت کی روایات ہمارے سر آنکھوں پر ہیں۔ اہل سنت والجماعت اس کو بسر وچشم قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ پس وپیش سے کام نہیں لیتے۔

(۲)...... آپ رحمہ اللہ کی طرف منسوب روایات کی دوسری قسم وہ ہے جو کتاب وسنت کے معارض نہیں ہے۔ یعنی: ان کا حدیث وقرآن سے کسی قسم کا ٹکراؤ نہیں ہے۔ چاہے وہ علماء اہل سنت والجماعت سے مروی روایات کے موافق ہوں، چاہے شیعوں کی اصطلاح میں ان کی نوعیت روایات عامہ کی ہو۔ یا احادیث افراد کی شکل میں ہوں۔ تو اس قسم کی روایات بھی مقبول ہیں۔ کتاب وسنت سے عدم تعارض کی وجہ سے اس کو آپ رحمہ اللہ کے اجتہاد پر محمول سمجھا جائے گا۔ اس طرح کی روایات بھی قابل قبول ہوں گی۔

(۳)...... اس کے علاوہ آپ رحمہ اللہ کی طرف منسوب روایات کی تیسری قسم وہ ہے جو کتاب وسنت یا نصوص شرعیہ سے متعارض ہو اور کسی صورت میں عقل سلیم ان کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہو۔ تو ایسی تمام روایات گھڑ، بنا کر امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں۔ اس قسم کی مرویات عقل ونقل کی مخالفت کی وجہ سے امام صاحب کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پر سراسر بہتان طرازی کا مظہر ہیں اور یہ حرکت کھلی ہوئی دروغ گوئی و اتہام بازی ہے۔ ہم اس قسم کی تمام روایات کو مردود سمجھتے ہیں۔

یہ اور اس قسم کی گھڑی ہوئی وہ تمام روایات کہ جن کو امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کردیا گیا ہے، مختلف فرقوں کے درمیان اختلاف کی جڑ ہیں۔ اس مسئلہ کی وضاحت سے ہوسکتا ہے کہ تمام فرقوں کے درمیان اتحاد باہمی کی کوئی صورت نکل آئے۔ یا کم از کم اہل سنت والجماعت اور دیگر فرق کے درمیان حائل خلیج ختم ہونے کی کوئی شکل پیدا ہوجائے۔ لہٰذا ہمیں اس سلسلہ میں دیگر فرق کو منہج صحیح سے روشناس کرانے کی تگ ودو ضرور کرنی چاہیے۔ اسی لیے ہم علماء کرام کو اس بات کی دعوت دے چکے ہیں اور دے رہے ہیں کہ ائمہ کرام سے منسوب روایات کو جرح وتعدیل کی کسوٹی پر رکھ کر پرکھا جائے اور ان کی تصحیح کی کوشش کی جائے۔ تاکہ اس مرحلہ کے بعد ہم ان میں منتخب روایات پر غور وفکر کرتے ہوئے ان کے بارے میں اظہار خیال کرسکیں۔

اگر ایسا نہیں کیا گیا تو ہم کس طرح کسی ایسی کتاب پر اعتماد کرسکتے ہیں کہ جس میں [۱۶۰۰۰] روایات جمع کردی گئیں ہوں یا کسی ایسی کتاب کو ہم کیسے قبول کرسکتے ہیں جو ہزاروں روایات کا مجموعہ ہے۔ یا کسی ایسی کتاب کو ہم کیسے مرجع بنا سکتے ہیں جس کی سیکڑوں جلدیں ہیں اور ساری کی ساری روایات کو امام جعفر صادق رحمہ اللہ علیہ السلام کی طرف منسوب کردیا گیا ہے۔ نہ تو صحیح اور ضعیف کی اس میں تمیز ہے اور نہ ہی اس کی تصحیح اور تنقیح کا کام کیا گیا ہے۔ اس قسم کی روایات کو کیسے مرجع بنایا جاسکتا ہے؟ یا ان پر کیسے غور وفکر کیا جاسکتا ہے؟ یا ان کے بارے میں کیسے اظہار خیال کیا جاسکتا ہے؟

معاصرین شیعہ ملاؤں میں سے بعض کٹر قسم کے شیعوں نے صحابی جلیل سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مہتم بالشان شخصیت کو تیر بہدف بنایا ہوا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مکثرین حدیث میں سے ہیں۔ ان سے ہزاروں احادیث مروی ہیں اور تعلیمات اسلامیہ کا ایک بہت بڑا ذخیرہ انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی احادیث سے متعلق ہے۔ ان کی ذات پر نکتہ چینی کا مقصد یہ ہے کہ تعلیمات اسلامیہ کی فلک بوس عمارت پر نقب زنی کر کے اسے زمیں بوس کر دیا جائے۔

شیعوں کا اشکال ہے کہ: یہ بات کیسے ممکن ہے: جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا اتنا بڑا ذخیرہ مروی ہو؟ ہمارا ان کو یہی جواب ہے: یہ کیسے ممکن ہے کہ: امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے ایک راوی ۳۰۰۰۰/ ہزار احادیث روایت کر رہا ہے اور انہیں سے وہی راوی ۱۵۰۰۰/ حدیثیں روایت کر رہا ہے؟ کیا یہ بات عقل میں سما سکتی ہے کہ ایک شخص تو تیس ہزار حدیثیں نقل کرتا ہے اور انہیں سے بیک وقت دوسری طرف وہ پندرہ ہزار حدیثیں روایت کرتا ہے؟

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف روایات کے انتساب کا مسئلہ بڑا غور طلب اور فکر انگیز ہے۔ اس سلسلہ میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ ہم امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف انتساب کا بھرپور احترام کرتے ہیں اور ہم اپنی زبان سے اس بات کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ: امام جعفر صادق رحمہ اللہ اور ان کے آباء واجداد اور ان کی آل واولاد ہمارے ائمہ کی صف میں داخل ہیں۔ ہم ان کا احترام اور بھرپور اکرام کرتے ہیں۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ جس میں ہم کسی قسم کی غلط بیانی اور کٹ حجتی سے گریز کرتے ہوئے یہ بات کہنے کے مجاز ہیں کہ امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ہمارے امام اور قدوہ ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں؟ آپ رحمہ اللہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں اور امیر المومنین سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ پانچویں خلیفہ راشد ہیں۔ حسن وحسین رضی اللہ عنہما نوجوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔ اسی طرح ہم امام زین العابدین رحمہ اللہ کی امامت کا سچے دل سے اقرار کرتے ہیں۔ ان کے صاحبزادے محمد بن باقر رحمہ اللہ کی قدر ومنزلت اور ان کی امامت کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔ اس کے بعد ہم امام جعفر صادق رحمہ اللہ اور ان کے صاحبزادے موسیٰ کاظم کی امامت اور ان کے فضل وکرم کے معترف ہیں۔ تو پتہ یہ چلا کہ ائمہ کرام کا فضل وکرم اور ان کی قدر ومنزلت اپنی جگہ پر ہے۔ اس میں کسی قسم کا اشکال نہیں ہے لیکن ہمیں جس معاملہ میں آپ لوگوں سے اختلاف ہے، وہ بغیر کسی جرح وتعدیل کے حد سے زیادہ جھوٹی روایات نقل کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا معاملہ ہے۔ چاہے وہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے منقول ہوں یا ان کے علاوہ کسی اور امام سے مروی ہوں۔ اس سلسلہ میں ہم آپ لوگوں سے اگر یہ کہیں تو حق بجانب ہوں گے کہ ان تمام روایات کی چھان بین کی جائے اور ان میں سے صحیح اور ضعیف کو چھان چھان کر الگ کیا جائے تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ ان میں سے کون سی روایات قابل قبول ہیں اور کون سی ناقابل قبول؟ تاکہ ہم سر جوڑ کر بیٹھ سکیں اور آپ لوگوں کے معاملات میں آپ سے بات چیت یا مناقشہ ومباحثہ کر سکیں۔

ابھی ابھی میں نے جو کچھ کہا ہے، چاہے اسے آپ میری درخواست سمجھ لیں یا اسے میرا اظہار سرزنش سمجھیں۔ بہر حال یہ میرے دل کی آواز ہے جو تمام لوگوں کی خدمت میں پیش ہے۔ اس زمرے میں علماء اہل سنت والجماعت اور علمی اداروں کے ذمہ داران بھی شامل ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ہم تو یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم ان تمام کی تمام روایات کا موضوعی مطالعہ کریں اور انہیں جرح وتعدیل کی کسوٹی پر رکھ کر پرکھیں۔ علمی زاویہ سے ان کی چھان بین کر کے ان کی تنقیح اور صفائی کا کام کریں۔ حتیٰ کہ کھرا اور کھوٹا الگ الگ ہو کر سامنے آ جائے۔ تو ہے کوئی جو ہماری اس دعوت پر لبیک کہے؟ [1]

ایک دلچسپ اور انوکھے علمی مناظرہ کا بیان!

معزز قارئین کرام! ہم اپنے اس کتابچہ کو ایک دلچسپ انٹرویو پر ختم کرنے کی اجازت چاہیں گے جو مذکورہ مسئلہ کے بارے میں ایک طالب علم کے ساتھ بطور مکالمہ محفوظ کر کے نشر کیا گیا ہے۔

---

[1] ماضی قریب میں اس سلسلہ میں بعض مؤلفات اور کتابیں نیز بعض جامعات میں تیار شدہ ایم۔اے، اور پی۔ایچ۔ڈی کے ایسے مقالہ جات منظر عام پر آئے ہیں جن میں اس قسم کی روایات کی بحث وتحقیق کا کام عمل میں آیا ہے۔ ان میں اہم ترین رسالہ: محمد امحزون صاحب کا: مواقف الصحابہ من الفتنة من روایات الطبری والمحدثین نامی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس مقالہ کو اس سلسلہ کی سنہری کڑی بنا دے، اس کام کے فروغ کا ذریعہ بنائے اور اس کی وجہ سے اس کام کے لیے راستے کھلتے چلے جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طالب علم نے مجھ سے سوال کیا: آپ ہی بتلایئے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اکابرین صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایمان لانے کے بعد اخیر میں دولت اسلام سے مشرف ہوئے تھے۔ یہ چیز کیسے باور کی جاسکتی ہے کہ اکابرین صحابہؓ سے زیادہ ان کی مرویات موجود ہیں اور آپ لوگ ان کی روایات کو بسر وچشم قبول کرتے ہیں.........الخ

تو میں نے اس طالب علم سے دریافت کیا: ابو ہریرہؓ کی مرویات کی تعداد کتنی ہے؟ یا انہوں نے کتنی احادیث نقل کی ہیں؟ اور مذہب شیعہ سے تعلق رکھنے والے قدیم علماء کا حضرت ابو ہریرہؓ کے بارے میں کیا موقف ہے؟

اس طالب علم نے برجستہ جواب دیا کہ: ہمیں ان کی مرویات کی تعداد سے مطلب نہیں ہے اور نہ ہی علماء شیعہ کے موقف سے ہمیں کوئی سروکار ہے..... میں نے کہا سبحان اللہ! تو پھر تم کیا چاہتے ہو؟

میں نے اس کی اس بات کی طرف توجہ مبذول کرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا: اچھا پھر غور سے سنو! صحیح بخاری رحمہ اللہ کی غیر مکرر مرویات کی تعداد بشمول احادیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ [۵۰۰۰] احادیث تک نہیں پہونچتی۔ اس طالب علم کو میری یہ بات سن کر تعجب ہوا اور اس نے حیران کن لہجے میں کہا: بس پانچ ہزار فقط۔ گویا کہ اس نے کوئی نئی بات سنی ہو جسے سن کر اس کو تعجب ہو رہا تھا۔ میری بات کی تصدیق کے لیے اس کا ذہن تیار نہیں ہو رہا تھا۔

میں سمجھ گیا: اس شخص کو پتہ نہیں ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی الجامع الصحیح میں مستند احادیث کو کس طرح چھان چھان کر جگہ دی ہے۔ کتنی سخت شروط کے ساتھ انہوں نے اپنی جامع کے لیے صحیح احادیث کا انتخاب کیا اور اس سلسلہ میں ان کی شرطیں کیا ہیں؟ ان کو ان احادیث کی تصحیح و تنقیح میں کتنا عرصہ لگا اور اس کے جمع کرنے اور اس کو آخری شکل دینے میں انہوں نے کتنا وقت صرف کیا تھا؟ ان کی اس عظیم کتاب جس کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے، کی کیا خصوصیات ہیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے خود ہی اس سے عرض کیا: اس کتاب کی اہمیت کا اس بات سے اندازہ لگائیے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب کو آخری شکل دینے میں ۱۶/سال کا عرصہ صرف کیا تھا۔ احادیث کی اسانید میں موجود تمام رواۃ کے لیے اولین شرط یہ ہے کہ وہ حفاظ حدیث میں سے ہوں۔ مراد یہ کہ حفظ تام اور ضبط تام سے متصف ہوں، ان سے عمداً جھوٹ سرزد نہ ہوتا ہو اور وہ رواۃ اس حدیث کی براہ راست اپنے شیخ سے اسناد کریں۔ مراد یہ کہ انہوں نے اس حدیث کو اپنے شیخ سے سن کر روایت کیا ہو۔ بالفاظ دیگر سند کے اتصال کا ثبوت موجود ہو۔ ان کے یہاں مزید ایک شرط یہ بھی ہے کہ راوی کی اپنی شیخ سے ملاقات بھی ہو۔ اس سے اس کی مجلس میں سماعت کا بھی ثبوت موجود ہو۔ حدیث شاذ نہ ہو اور ایسی علتوں سے خالی ہو جن کو اصطلاح عرف میں علل قادحہ کہتے ہیں۔

اس شخص نے کہا: میں صراحتاً یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ: صحیح بخاری میں بعض احادیث ایسی ہیں جو باعث نقد واعتراض ہیں۔ پھر اس آدمی نے اس سلسلہ میں اس مشہور حدیث کا ذکر کیا جو مکھی کے کسی مشروب یا طعام میں گر جانے کے بارے میں ہے۔ تو میں نے اس سے سوال کیا: کیا اس کے پاس صحیح بخاری کے بارے میں کچھ معلومات ہیں یا وہ اس سلسلہ میں کوئی گرانقدر اطلاع رکھتا ہے یا اس نے صحیح بخاری کا مطالعہ کیا ہے؟ یا کسی شیخ کے پاس اس کو پڑھا ہے؟ تو اس کا جواب نفی میں تھا۔ دراصل اس نے سنی سنائی باتوں پر تکیہ کر کے ایسی بات کہی ورنہ اس کو اس کا بذات خود کوئی علم نہیں ہے۔

پھر اس نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ہم لوگ شیعہ مذہب سے منسلک ہونے کے باوجود اہل سنت والجماعت کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان کو درساً درساً پڑھتے ہیں۔ خاص طور سے ہمارے مشائخ ان کی کتابوں کا بغور مطالعہ کرتے ہیں جن کا ردعمل ان کی شخصیات پر نظر آتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ان کے کچھ اشکالات بھی ہیں...... الخ

میں نے اس شخص کو جواب دیتے ہوئے کہا: جس وقت سے اس جامع صحیح کے مصنف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کتاب کی تصنیف کی ہے اوران مستند احادیث کو کتابی شکل دی ہے، اس وقت سے اب تک لاکھوں اور کروڑوں لوگ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کی خدمت میں اس کتاب کے مصنف کے لیے ان کی اس مایہ ناز اور بے مثال خدمت پر دعائیں دیتے چلے آرہے ہیں۔ زمانہ گذر جانے کے باوجود آج تک ان کی اس کتاب کی مقبولیت جوں کی توں قائم ہے۔ دراصل احادیث رسول ﷺ کے سلسلہ میں ان کے اخلاص اوران کی بے لوث خدمت کا یہ ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو مقبول خاص وعام بنایا ہے۔اس کی مقبولیت میں روزافزوں ترقی ہوتی جارہی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اہل سنت والجماعت کا اس کی صحت پر اتفاق رائے ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا ہم لوگوں پر انعام واکرام ہے۔

لیکن میرا سوال یہ ہے: کیا آپ لوگوں نے بھی احادیث رسول اللہ ﷺ کی تنقیح، چھان بین اوران ضعیف وموضوع احادیث کی نشاندہی کے سلسلہ میں کوئی قابل ذکر کام کیا ہے جس سے اللہ کے رسول ﷺ پر دروغ گوئی کرنے والوں کی دروغ گوئی کا بھانڈا پھوٹ جائے؟ ان کی اتہام بازی اورجھوٹ کا راز کھل کر منظرعام پرآ جائے؟ اگر اس میدان میں آپ لوگوں کی کوئی خدمت ہوتو اس کا ہم لوگوں کے سامنے تحدیث نعمت کے طور پر کھل کر تذکرہ کیجیے۔ اس سلسلہ میں ہچکچانے کی بات نہیں ہے ہم بھی آپ جیسے انسان ہیں۔آپ ذرا اپنی کوششوں کو منظرعام پرلا کر اپنی خدمات کی وضاحت تو کریں۔

اسی طرح آپ کے نزدیک ائمہ کرام کی قدرومنزلت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔آپ کے عقیدے کے مطابق ائمہ کرام معصوم ہیں اوران کا کلام آپ کے نزدیک حجت ہے۔ اگر ایسا ہے تو آپ لوگوں نے اس سلسلہ میں کوئی خدمات انجام دی ہیں تاکہ ان کی روایات کی صحیح صحیح تشخیص ہوسکے اوران کے اقوال کی صحیح طور پر نشاندہی ہوسکے؟

اس شخص نے جواب دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ میں نے اس کو روک کر یہ بات کہی: جلد بازی سے کام نہ لو.... ذرا میری بات غور سے سنو! اور صبر سے کام لیتے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھنڈے دل سے سوچو! یہ دور پڑھے لکھے لوگوں کا دور ہے۔ ہم میں سے ہر ایک یا دیگر لوگ پڑھے لکھے اور عالم دین بھی ہیں۔ بلکہ ہم میں سے بعض لوگ بڑی بڑی ڈگری ہولڈر بھی ہیں۔ تو ہم تمام پڑھے لکھے لوگوں کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ: فرض کرلو، ہم روایات کے اس مجموعہ کو جسے آپ کے نزدیک مشہورترین کتاب ہونے کا شرف حاصل ہے یا جس کو آپ کے یہاں سند کا درجہ دیا جاتا ہے "کتاب الکافی" کو ہی لے لیں! تو اس سلسلہ میں ہمارا سوال یہ ہے کہ ہم یا آپ یا حجۃ الاسلام صاحب اس کتاب میں صحیح اور ضعیف کا کیسے پتہ لگائیں گے؟ کیا اس سلسلہ میں آپ کے پاس کوئی ضابطہ اور اصول ہے؟ اگر ہے تو اسے لاکر پیش کریں۔ بلاشبہ اس سلسلہ میں فکر ونظر اور بحث وتنقیح کی ضرورت درپیش ہوگی۔ اسانید کے پرکھنے اور ان کو میزانِ جرح وتعدیل پر تولنے کی ضرورت ہوگی۔ یہ ضابطہ اور اصول آپ کے پاس ہے ہی نہیں۔ جرح وتعدیل نام کی کوئی چیز آپ کے یہاں دور دور تک نظر نہیں آتی تو آپ روایات کو کس بنیاد پر پرکھیں گے؟

اس نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہا: کیوں نہیں! ہم روایات کو پڑھتے ہیں ان پر غور کرتے ہیں۔ نیز میں بھی ایک اصولی شخص ہوں۔ اس لیے اگر کوئی حدیث سمجھ سے باہر ہو تو ہم اس کو رد بھی کرسکتے ہیں۔ ہم یہاں پر اس بات کی بھی وضاحت کردیں کہ ہمارے یہاں کوئی صحیح اور موثوق کتاب پائی نہیں جاتی۔ بلکہ ہماری تمام کتابیں فکر ونظر، بحث وتنقیح اور غور وخوض کی طالب ہیں۔

میں نے کہا: اب ذرا میری بات بھی سن لو اور مجھے یہ سوال پوچھنے کی مہلت دو کہ تم کس طرح روایات پر غور وخوض کرتے ہو؟ کیا ایک روایت کی چھان بین کرتے ہو؟ یا آٹھ دس صفحات پڑھنے کے بعد یا پانچ دس روایات یا اس سے بھی زیادہ روایات پڑھنے کے بعد اس پر غائرانہ نظر ڈالتے ہو؟ یا روایات پر غور وخوض کے سلسلہ میں تمہارا کوئی اور منہج ہے؟ ذرا اس کی وضاحت تو کرو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس نے جواب دیا کہ موقع محل کے اعتبار سے ہم کام کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک روایات کی تصحیح اور تضعیف کے کچھ اصول و مبادی ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک معاصر شخصیت نے کتاب بھی لکھی ہے۔ اس میں تصحیح روایات اور اس کی تضعیف کے بارے میں بیان کیا ہے۔ وہ ''صحیح الکافی للبہبودی'' کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ ہمارے یہاں مجتہدین بھی پائے جاتے ہیں اور اس فن میں بڑے بڑے علماء موجود ہیں۔ ان میں ہر عالم اپنا نقطۂ نظر رکھتا ہے اور اجتہاد بھی کرتا ہے۔ وہ اپنے اجتہاد کے مطابق جو چاہتا ہے حکم صادر کر دیتا ہے۔

شیخ حفظہ اللہ فرماتے ہیں؛ میں نے اس سے کہا: ذرا ٹھہرو! ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ اس قیاس آرائی میں ان کو کتنا وقت درکار ہوتا ہے؟ اور کیا تمہارے مذہبی ادارہ (الحوزہ) کے طلباء یہ کام کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں؟ بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ تمہارے اکابرین علماء اس کام کے اہل ہیں؟ اور ان کے بس میں ہے کہ وہ روایات کی بحث و تنقیح کا کام کر سکیں؟ اگر ایسا ہے تو وہ اس کام کو انجام دینے کے لیے میدان میں کیوں نہیں اترتے؟

اس کے بعد میں نے کہا کہ! ابھی ایک بڑا مسئلہ اور بھی وضاحت کے لیے باقی ہے۔ وہ یہ کہ فرض کر لیا جائے؛ تمہارے نزدیک فلاں روایت درست ہے، تو اس کی کیا گارنٹی ہے کہ: امام نے اس کو بطور تقیہ روایت کیا ہے؟ یا بطور حقیقت اس کی روایت کی ہے؟

مراد یہ ہے کہ: آپ کے نزدیک تقیہ اور غیر تقیہ میں فرق کے کیا قواعد و ضوابط ہیں؟ ہم تقیہ اور حقیقت میں کیسے فرق کر سکتے ہیں! کیا ان قواعد کا علم آپ کے تمام علماء کو ہے؟ یا وہ قواعد و ضوابط کیا کتابوں میں تحریری طور پر موجود ہیں؟ یا ہر عالم اس میں اجتہاد کا مجاز ہے جو چاہے اور جب چاہے تقیہ کر لے؟

یہ بات سنتے ہی اس شخص نے مجلس چھوڑ کر جانے کی اجازت چاہی اور میرے ساتھ مزید بحث و مباحثہ کر کے بات کو مکمل کیے بغیر مجلس چھوڑ کر چلے جانے کا بہانہ تلاش کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اس شخص سے کہا: جلد بازی سے کام نہ لو! اس مجلس کے اختتام سے پہلے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات کے سلسلہ میں تم سے استفسار کرنا چاہوں گا کہ: بہبودی کے بارے میں تمہارے علماء کا موقف اور ردِ فعل کیا ہے؟ بہبودی نے کس چیز کو اپنے اصول وقواعد کی بنیاد بنایا ہے؟

مثال کے طور پر اگر آپ کے پاس شہد ہو اور اس میں زہر ملا دیا جائے......تو اس وقت آپ کیا کریں گے؟ کیا زہر ملے ہوئے شہد کو آنکھ بند کر کے پی جائیں گے یا یہ کہ آپ اس شہد میں سے خالص شہد کو پہچاننے کی کوشش کریں گے؟ پھر اصلی شہد کو زہر ملے ہوئے شہد سے الگ کر کے زہریلے شہد کو نکال کر پھینک دیں گے اور خالص شہد کو استعمال میں لائیں گے؟ بہرحال عقلمند کے لیے اشارہ ہی کافی ہے۔

اس کے بعد مجلس کے اختتام سے پہلے میں نے اس شخص سے یہ بات بھی کہی کہ: ان کے پڑھے لکھے لوگ اس کتاب کی تلاوت کرتے ہیں جس میں ان کے ائمہ کے اقوال درج ہیں۔ وہ ان اقوال کو حجت بھی سمجھتے ہیں اور ان تمام اقوال کی صحت کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس پر ان کو انشراح صدر ہونے کا دعویٰ بھی ہے۔ نیز اس چیز کو وہ اپنے لیے باعثِ سعادت گردانتے ہیں اور ہر جمعہ کی رات کو اپنے امام بارے یا مجلس یا کسی جگہ جمع ہو کر کمیل نامی کتابچہ کی تلاوت کرتے ہیں۔ شیعہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ رسالہ: صحیح اور درست ہے۔ یہ بڑا پر لطف اور دلچسپ رسالہ ہے۔ میں نے اس کو ایک نظر دیکھا بھی ہے۔

ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس قضیہ کے سلسلہ میں ہوش کے ناخن لیں اور عقل وفکر کے دروازے وا کر کے سوچیں: کیا ایسا کرنا ہمارے لیے شرعاً درست ہے؟ ہمیں یہ بات کسی طرح زیب دیتی ہے کہ ہم اپنے اور قرآن کریم کی تلاوت کے درمیان رسالہ کمیل کو حاجز بنائیں؟ اور کلام سید المرسلین ﷺ کو بھی پس پشت ڈال دیں؟ قرآن وسنت کے درمیان ائمہ کرام کے کلام کو بطور واسطہ استعمال کریں۔ بلکہ ہونا یہ تو چاہیئے کہ ہم ان کے کلام کو علیحدہ بنفس نفیس پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔

ہمارے اس مباحثہ کے بعد اس شخص نے قطع کلامی کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ: شیعوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بڑی بڑی انجمنوں، خیراتی اداروں اور رفاہی مؤسسات نے بڑی مہتم بالشان علمی اکیڈمیاں اس عمل کے لیے کھول رکھی ہیں۔ ان شاء اللہ ان کی ضیاء پاش کرنیں عنقریب پورے عالم کو جگمگا دیں گی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے کام بھی شروع کر دیا ہے: ان کی کاوش کا ثمرہ ہے جو ہمارے سامنے ''انسائیکلو پیڈیا آف ''امام حسین'' کے نام سے منظر عام پر آنے والا ہے، جو ۵۰۰/سو جلدوں سے بھی زیادہ پر مشتمل ہوگا۔

اس نے وعدہ کیا کہ اس میں ان شاء اللہ امام حسینؓ کے اقوال وافعال کی تحقیق وتنقیح کا کام کیا جائے گا اور اس میں صحیح وسقیم کی تمیز روا رکھی جائے گی۔ اس کے بعد اس کے مثل دوسرا پروجکٹ شروع کیا جائے گا۔

شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا: اگر ایسا ہے تو اس کے نتائج سودمند ثابت ہوں گے۔

ایک عظیم الشان خوشخبری کا بیان:

میں اپنے اس کتابچہ کو اس خوشخبری پر ختم کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اللہ کے فضل وکرم سے اس قحط الرجال کے دور میں بھی بعض نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں نے کئی ایک اسلامی یونیورسٹیوں سے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی سیرت وسوانح کا موضوعی مطالعہ کرنے اور ان کی طرف منسوب روایات کی تنقیح وتحقیق کی پیش کش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ان میں سے جن لوگوں کے مقالے یا تحقیقی رسالے پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے ہیں، ان کی یا کم از کم اس کی تلخیص کی نشر واشاعت کے لیے اللہ تعالیٰ غیب سے کوئی معقول صورت نکال دے۔ تاکہ وہ عوام کے لیے سودمند ثابت ہوں اور اس کے فوائد سے خواص وعوام دونوں مستفید ہوں۔

ہم یہاں پر قراء کرام کی سہولت کے لیے بعض ان مقالہ جات کی فہرست لکھنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں جو اس موضوع پر تیار شدہ ہیں اور الحمدللہ ان کا مناقشہ بھی ہو چکا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

(۱)......پہلی کتاب "الإمامُ جَعفرُ الصّادِق وآراؤہ فی الْإِمامَةِ" ہے: یہ دراصل ان تمام دروغ گوئیوں اور امامِ موصوف رحمہ اللہ کی طرف منسوب روایتوں کا موضوعی اور تحقیقی وتنقیدی مطالعہ ہے۔ یہ محمد بن محفوظ ابوعکاظ کا جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کے کلیہ الشریعہ واصول الدین میں ایم، اے کا مقالہ ہے۔

(۲)......دوسری کتاب "الإمام جعفرُ الصادقُ وَمَنْهَجُه فِي الدَّعْوةِ إِلَى اللّٰهِ" ہے۔ یہ دراصل جامعہ ازہر میں عزت محمد السروجی کا پیش کردہ P.H.D کا مقالہ ہے۔

(۳)......تیسری کتاب "الإمام جعفرُ الصادق رحمہ اللہ وَمَنْهَجُهُ وَمَدْرَسَتُهُ وَأَثَرُهُ" ہے۔ یہ دراصل جامعہ اسکندریہ میں پیش کیا گیا عبدالقادر محمود الدسوقی کی طرف سے ایم، اے کا مقالہ ہے۔

(۴)......چوتھی کتاب "مرویات الامام جعفرُ الصادق رحمہ اللہ فِی السُّنّة النبوِیّةِ وَأَحْوَالُ الرُّواةِ عَنْهُ وَنَمَاذِجُ مِمّا نُسِبَ إِلَيْهِ" یہ جامعہ ام القریٰ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لیے پیش کیا گیا لطیفہ ابراہیم الھادی کا مقالہ ہے۔

(۵)......پانچویں کتاب "مرویاتُ الإمام جعفرُ الصادق رحمہ اللہ فِی الکُتُبِ التسعة" ہے۔ یہ دراصل جامعہ آل البیت میں ایم، اے کے لیے پیش کیا گیا محمد اسعد دناوی کا مقالہ ہے۔

اخیر میں آل بیت علیہم السلام کے سلسلہ میں دراسات علیاء کے طلباء کی توجہ مبذول کراتے ہوئے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم طلاب علم کے لیے ضروری ہے: "ہم اپنے سلف صالحین کی علمی میراث کی بحث وتحقیق کا کام کرنا اپنا شیوۂ زندگی بنالیں۔ ان میں بالخصوص آل بیت علیہم السلام کے علمی ذخیرہ کی بحث وتحقیق کا کام کریں۔ مثال کے طور پر امام جعفر صادق رحمہ اللہ، ان کے چچا حضرت زید بن علیؒ، ان کے والد محترم امام محمد باقر رحمہ اللہ اور آل بیت علیہم السلام سے تعلق رکھنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے دوسرے ائمہ کرام رحمہم اللہ کی علمی میراث کا تحقیقی مطالعہ کریں۔
اس کام کی بحث وتحقیق کا فریضہ سرانجام دے کر اہل سنت والجماعت کے موقف کو واضح طور پر عوام کے سامنے بیان کریں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا
مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آلِ بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے حقوق شریعت کے آئینہ میں

تالیف

فضیلۃ الشیخ صالح بن عبداللہ الدرویش حفظہ اللہ
القاضی بالمحکمۃ العامۃ بالقطیف

ترجمہ و تلخیص

فضل الرحمٰن رحمانی ندوی مدنی
المدرس بالجمعیۃ الخیریۃ لتحفیظ القرآن الکریم بمحافظۃ جدۃ
المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ کتاب

اِنَّ الحمدَ لِلّٰہِ نَحمدُہ ونستعینہُ ونستغفرہ، ونعوذُ باللّٰہ من شُرور اَنفسنا ومن سَیّئاتِ أعمالِنا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فلا مُضل لہ ومَن یُضلل فلا ھادی لہ، واشھد ان لا إلہ إلا اللّٰہُ واشھد ان محمداً عبدُہُ ورسولُہ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہ وَعَلی آلِہ وصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔ اَمَّا بعد:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے آل بیت کے چند حقوق واجب کر رکھے ہیں جن کی بجا آوری ضروری ہے۔ انہیں بعض خصائص سے بہرہ ور کیا ہے جن کا لحاظ رکھنا ایک مؤمن کامل کا شیوہ ہے۔ انہیں حقوق اور فضائل کی بجا آوری سے اہل سنت والجماعت اور ان کے مخالفین کے درمیان فرق واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ اسی ادائیگی حقوق سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی آشکارا ہو کر منظر عام پر آجاتا ہے۔ چنانچہ یہ بدیہی امر ہے کہ اہل سنت والجماعت رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کے حقوق کا لحاظ رکھتے ہیں، ان کے حقوق کی بجا آوری میں بغیر کسی مبالغہ آرائی وغلو بازی اور افراط وتفریط کے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور وہ اس سلسلہ میں کسی پس وپیش سے کام نہیں لیتے۔ جبکہ اس کے برعکس اہل سنت والجماعت کے مخالفین کا حال یہ ہے کہ وہ ان کی مخالفت میں ہاتھ دھو کر پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور اس ضمن میں سینہ تان کر اکھاڑے میں کود پڑے ہیں۔ اہل سنت والجماعت اور ان کے مخالفین میں مابہ الامتیاز تو یہ ہے کہ ان کے مخالفین نے آل بیت نبی ﷺ کے حقوق کے بارے میں مبالغہ آرائی اور غلو بازی کی حد کر دی ہے، حتی کہ انہوں نے ان کو رب العالمین کے مرتبہ پر فائز کر دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے (العیاذ باللہ)۔اس پر مستزاد یہ کہ جس نے ان کی نہ مانی اس سے انہوں نے بائیکاٹ کیا، جنگ وجدال پر آمادہ ہو گئے اور ان سے کھلم کھلا عداوت کا اعلان کر دیا، حتیٰ کہ ان کو ظالمین کی صف میں شامل کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مختصر رسالہ کے ذریعہ سے امت مسلمہ کو آل بیت نبی ﷺ سے متعارف کروانے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے اور کسی مبالغہ آرائی اور غلط بیانی کے بغیر ان شرعی حقوق سے آگاہ کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔آمین

دعاؤں کا طالب
صالح بن عبداللہ الدرویش
جسٹس قطیف ہائی کورٹ
المملكة العربية السعودية

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آلِ بیت کی لغوی تعریف!

اہلِ زبان کہتے ہیں: اھل الرجل سے مراد کسی شخص کی اہلیہ اور عربی زبان میں: تأهّل...... سے مراد خانہ آبادی ہوتی ہے۔ لغت کے امام خلیل نحوی کا اسی طرف رجحان ہے۔ ❶ علمائے لغت کے نزدیک اہلِ بیت سے مراد گھر والے، خاندانی رشتے دار، کنبے اور برادری والے ہوتے ہیں۔ اور اہلِ اسلام سے مراد مسلمان ہوا کرتے ہیں جو کلمہ گو اور دین اسلام کو ماننے والے ہوں۔ ❷

المقاييس في اللغة" میں ہے کہ جب عربی زبان میں آل کہا جائے تو اس سے مراد: اہل بیت ہوا کرتے ہیں۔ یعنی گھر والے، کنبے اور برادری والے، خاندانی رشتے دار وغیرہ۔ ❸

ابن منظور لغوی تحریر فرماتے ہیں: وآل الرجل اهله ، وآل الله وآل رسوله اولياؤه ، اصلها (اهل) ثم ابدلت الهاء همزة ، فصار في التقدير (أأل) فلما توالت الهمزتان ابدلوا الثانية الفاً): "❹ یعنی آدمی کے آل سے مراد اہل وعیال، خاندانی رشتے دار ہوتے ہیں اور آل اللّٰہ وآل رسول اللّٰه سے مراد اللّٰہ والے اور رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ (آل) اصلاً (أهل) تھا۔ کثرتِ استعمال کی وجہ سے (ھاء) کو ہمزہ سے بدل دیا گیا تو (أأل) ہو گیا۔ چونکہ اکٹھے

---

❶ ملاحظہ ہو: كتاب العين (٤/٨٩)۔

❷ ملاحظہ ہو: الصحاح (٤/١٦٢٨) ولسان العرب (١١/٢٨)۔

❸ ملاحظہ ہو: المقاييس في اللغة (١/١٦١)۔

❹ ملاحظہ ہو: لسان العرب (١١/٣١) ونحوه عن الاصفهاني في المفردات في غريب القرآن(ص : ٣٠)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو ہمزہ باعث ثقل تھے اس لئے دوسرے ہمزہ کو الف مدہ سے بدل دیا تو (آل) ہو گیا۔

آل: کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کو صرف اور صرف مقام عزت و شرف کی طرف منسوب کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی گھٹیا پیشے اور کم تر شعبے کی طرف نسبت کر کے اس کلمہ کو استعمال نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا: آل حائك کہنا لغوی طور پر درست نہ ہوگا، لیکن اس کے برخلاف اھل ہر شخص کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اھل حائك کہنا درست ہوگا۔

بیت الرجل: سے مراد آدمی کا گھر، اس کا محل اور مکان وغیرہ ہوتا ہے۔ [1] لیکن مطلقاً البیت کہا جائے تو فوراً یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ اس سے مراد بیت اللّٰہ یا کعبة اللّٰہ ہے، کیونکہ مؤمنین کے دل مارے شوق کے بیت اللہ کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ کے گھر میں ہی دلوں کے لئے راحت و سکون کا سامان مہیا ہے اور وہیں دلوں کو قرار آتا ہے۔ کیونکہ بیت اللہ ہی مسلمانوں کا قبلہ و کعبہ ہے۔ اگرچہ زمانۂ جاہلیت میں اھل بیت سے سُکان بیت اللہ مراد لئے جاتے تھے اور اس سے مراد قریش کا قبیلہ تھا۔ لیکن اسلام کے آجانے کے بعد اھل بیت سے آل رسول ﷺ مراد لیا جانے لگا۔ چنانچہ اب اھل بیت سے مراد آل رسول ﷺ ہی ہوں گے۔ [2]

---

[1] ملاحظہ ہو: النہایة لابن الاثیر (۱/۱۷۰)۔

[2] ملاحظہ ہو: المفردات فی غریب القرآن (ص: ۲۹) شیخ الاسلام علامہ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب جلاء الافهام فی فضل الصلاة والسلام علیٰ خیر الانام میں اس موضوع پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ طلاب علم کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ خاص طور سے جس نے اس کی تحقیق کی ہے ان کے لکھے ہوئے مقدمہ کی طرف ضرور رجوع کرنا چاہیے۔ کیونکہ انہوں نے اس میں اس موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں کے ناموں کی فہرست بھی تحریر فرما دی ہے۔ اس موضوع پر یہ خدمت علماء اہل سنت والجماعت کی بھرپور اہتمام کی غماز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصطلاح میں آل بیت کون لوگ ہیں؟

نبی کریم ﷺ کے آل بیت کی تعریف کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ اس سلسلہ میں علمائے امت کے مختلف اقوال ہیں۔ جن میں سے چند مشہور اقوال درج ذیل ہیں:

۱...... نبی کریم ﷺ کے آل بیت سے وہ لوگ مراد ہیں جن پر صدقہ وخیرات حرام قرار دے دیا گیا ہے اور یہی جمہور کا قول ہے۔

۲...... نبی کریم ﷺ کی آل واولاد اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو بطور خاص آل نبی ﷺ میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ موقف ابن عربی نے اختیار کیا ہے [1] اور اسی کو راجح قرار دیا ہے۔ اس قول کی طرف بعض ان لوگوں کا بھی میلان ہے جو ازواج مطہرات کو آل رسول ﷺ سے خارج قرار دیتے ہیں۔

۳...... قیامت تک آپ ﷺ کی امت میں سے ہر وہ شخص جو آپ ﷺ کی اتباع کرے گا وہ بھی آپ ﷺ کی آل میں شامل ہے [2] اس قول کو شافعیہ میں سے امام نووی رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے [3] اور حنابلہ میں سے مرداوی نے اس کو اپنایا ہے۔ [4]

---

[1] ملاحظہ ہو: احکام القرآن (٦٢٣/٣)۔

[2] لغت کے امام نشوان حمیری جو زبان وادب کے ثقہ عالم تھے، انہوں نے اس قول کی تائید میں یہ اشعار کہے ہیں:

آل النبی هم اتباع ملته ... من الأعاجم والسودان والعرب

لو لم یکن آله الا قرابته ... صل المصلی علی الطاغی ابی لهب

ترجمہ: بلاشبہ آل نبی ﷺ تو عرب وعجم اور سوڈان میں سے آپ ﷺ کے متبعین لوگ ہیں۔ اگر آپ ﷺ کے قرابت داروں کو ہی آل نبی ﷺ گردانا جاتا تو نمازی لوگ سرکش وباغی ابولہب کو درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے۔ (جو کہ آپ ﷺ کا قریبی رشتہ دار تھا۔)

[3] ملاحظہ ہو: شرح صحیح مسلم (٣٦٨/٤)۔

[4] ملاحظہ ہو: الانصاف (٧٩/٢)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴......امت محمدیہ میں سے متقی اور پرہیزگار لوگ ہی اہل بیت کے زمرے میں شامل ہیں۔

مذکورہ تمام اقوال میں سے راجح پہلا قول ہے اور جمہور کا بھی یہی متفقہ فیصلہ ہے۔ لہٰذا ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کون لوگ ہیں جن پر شرعاً صدقہ و خیرات کو حرام قرار دیا گیا ہے؟

اس سلسلہ میں علمائے امت کے راجح قول کے مطابق اس سے مراد بنو ہاشم اور بنوعبدالمطلب ہیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: إِنَّما بنو هاشِم وَبنُو المطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ...... بنو ہاشم اور بنوعبدالمطلب خاندانی اعتبار سے ایک ہی ہیں گویا کہ چنے کے دو دیول ہیں۔ ❶ مگر بعض علماء نے اس حکم کو بنی ہاشم کے ساتھ خاص کر رکھا ہے اور بنی عبدالمطلب کو اس حکم سے خارج قرار دیا ہے۔

اہل تشیع کے نزدیک آل بیت کا مفہوم

(۱)......جمہور شیعہ کی رائے میں آل بیت سے مراد وہ پانچ لوگ ہیں جن کو آپ ﷺ نے اپنی ردائے مبارک میں داخل کیا اور جن کے بارے میں آیت تطہیر نازل ہوئی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝﴾ (الاحزاب:۳۳)

''اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمھیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔''

اس سے مراد نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ سادا تنا علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا، حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ شیعہ اثنا عشریہ نے اصحاب رداء کے زمرے میں اپنے بارہ اماموں کو بھی شمار کیا ہے حالانکہ رداء والی حدیث میں ان کا ذکر تک نہیں ہے اور وہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت

---

❶ صحیح البخاری، کتاب المغازی، حدیث: ٤٢٢٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کو باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر کالی اون سے بنی ہوئی ریشمی چادر تھی۔ اسی اثناء میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی چادر میں داخل فرمالیا۔ اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اپنی چادر میں داخل فرمالیا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اپنی چادر میں داخل فرمایا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اپنی ردائے مبارک میں جگہ عطا فرمائی اور فرمایا:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الاحزاب:۳۳) ❶

''اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمھیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔''

شیعہ اثناعشریہ امہات المؤمنین کو آل بیت (رضی اللہ عنہم) کے زمرے سے خارج سمجھتے ہیں۔ ❷ وہ اپنے اس زعم باطل میں مذکورہ آیت تطہیر کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں۔ ہم ان کے اس عقیدۂ باطل کا یوں جواب دیتے ہیں کہ آیت کریمہ میں سرے سے حصر ہے ہی نہیں، جس کی بنیاد پر شیعہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ازواج مطہرات اہل بیت کے زمرے سے خارج ہیں۔

اس کا جواب یہ بھی ہے کہ مذکورہ آیت کریمہ۔ کے سیاق وسباق پر غور وخوض سے یہ بات عیاں ہو کر سامنے آ جاتی ہے کہ آیت کریمہ میں اھل بیت سے مراد ازواج مطہرات ہیں، جن کو امہات المؤمنین کے پاکیزہ خطاب سے بھی نوازا گیا ہے اور آیت کریمہ کا سیاق وسباق متقاضی بھی اسی کا ہے۔ کیونکہ آیت تطہیر سے قبل اور بعد والی آیت میں امہات المؤمنین ہی

---

❶ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أهل بيت النبيّ ﷺ، ح: ۲٤۲٤

❷ ملاحظہ ہو: شرح الزيارة الجامعة لعبدالله شبر (ص: ۱۲۷۔ ۱۲۸)۔ والامام جعفر الصادق (ع) لعبد الحليم الجندى (ص: ۷۳)۔ مودة اهل البيت عليهم السلام۔ مركز الرسالة (ص: ۲۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خطاب کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ (الاحزاب : ٣٤)

''اور پڑھی جاتی ہیں تمھارے گھروں میں۔''

فریق مخالف کا دعویٰ ہے کہ مذکورہ آیات میں ضمیر مخاطب مذکر کا ورود اس بات کی دلیل ہے کہ امہات المؤمنین اہل بیت میں شامل نہیں ہیں، لہٰذا آیات مذکورہ میں ''عنکم'' اور ''یطھرکم'' جیسی ضمائر مذکر کا استعمال ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ امہات المؤمنین ''اھل بیت'' کے زمرے سے خارج ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب ایک ہی جملہ میں مذکر و مؤنث کا اجتماع ہو جائے تو وہاں ''تغلیباً'' ضمیر مذکر کی استعمال ہوگی۔ اس موقع پر صیغۂ مذکر ہی کا ذکر کر کے مؤنث کو اس کے تابع سمجھا جائے گا، لہٰذا اس قاعدہ کے اعتبار سے آیت مذکورہ اپنے عموم پر برقرار ہے۔ اس میں تمام ''آل بیت'' داخل ہیں مگر ''تغلیبا'' صیغہ مذکر لایا گیا ہے۔ [1]

اس کے باوجود بھی اگر شیعوں میں فرقہ اثنا عشریہ اس آیت کو مقید ماننے پر مصر ہے اور مذکر مخاطب کی وجہ سے امہات المؤمنین، ازواج مطہرات کو ''آل بیت'' کے زمرے سے

---

[1] عربی زبان میں اس طرح کی ترکیب کا جواز موجود ہے اور قرآن کریم بھی اس پر شاہد ہے۔ چنانچہ سورۂ ھود میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا﴾ (ھود: ٧٢) پھر اسی سیاق میں اگلی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ﴾ (ھود: ٧٤) آیت مذکورہ میں مؤنث سے مذکر کی طرف خطاب کا رخ بدلتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ وہ اس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام کی رعایت کرتے ہوئے ''علیکم'' ضمیر مخاطب کی استعمال کی گئی ہے اور اس خطاب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی تغلیبا داخل ہیں۔ مذکورہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں اگرچہ خطاب مذکر ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ شیعوں نے صرف حضرت فاطمہ کو اس عموم میں داخل کیا ہے، تو ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ تم نے خطاب مذکر کے تحت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تو اس عموم میں داخل کر لیا اور ان کے علاوہ دوسروں کو خارج کر دیا۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ سے تمہارا دعویٰ خود بخود ختم ہو گیا اور خود تم اپنے دعوے سے روگردانی کا شکار ہو گئے!

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خارج کرنے پر تلا ہوا ہے تو ہم الزامی طور پر ان سے یہ کہیں گے کہ:

۱...... انہوں نے اپنے بیان کردہ استدلال کی مخالفت کر کے اپنے منہج سے روگردانی کی ہے، بایں طور کہ وہ خود اس آیت کریمہ میں اپنے قول کے مطابق عدم حصر کی تطبیق کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اصحاب رداء کے ساتھ اور لوگوں کو بھی اس ضمن میں شمار کیا ہے۔ جیسا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ بارہ امام بھی اس زمرے میں شامل ہیں۔ یہاں ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ انہوں نے نص کے بغیر کیسے ائمہ اثنا عشریہ کو اس زمرے میں شمار کر لیا ہے؟ کیا ان کے پاس اس کا کوئی ثبوت موجود ہے؟

۲......ہم ان سے یہ بھی کہنے کے مجاز ہیں کہ انہوں نے سادا تنا علی رضی اللہ عنہ، حسن و حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ۹ بیٹوں تک آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محصور کر دیا ہے۔ یہاں پر ہمارا ان سے سوال یہ ہے کہ کیا صرف یہی لوگ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہلانے کے مستحق ہیں؟

اگر ایسا ہی ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤں کو کس زمرے میں شمار کیا جائے گا؟ حیرت کی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ چچا جن کو اسد اللہ اور اسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب ملا، جو شہدائے احد میں سے ایک ہیں، جن کو غزوۂ بدر کے جانباز سپاہی ہونے کا شرف حاصل ہے، جن کی شہادت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے گہرے رنج و غم کا اظہار فرمایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا: ''حمزہ رضی اللہ عنہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو شہیدوں کی سرداری کی خلعت سے نوازے جائیں گے۔''[1] ان کو کس زمرے میں شمار کیا جائے گا؟

اسی طرح حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو کس زمرے میں شمار کیا جائے گا؟ یہ وہی عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں جو فتح مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور غزوۂ حنین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے، جن کے بارے میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

[1] الحاكم في المستدرك (۲/۱۳۰)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ: ''عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں'' ❶ اور مزید فرمایا ہے ''اے لوگو! جس شخص نے میرے چچا کو اذیت اور تکلیف پہنچائی گویا اس نے مجھ کو اذیت اور تکلیف پہنچائی۔ کیونکہ چچا باپ جیسا ہوتا ہے یا باپ کے ہم پلہ ہوتا ہے''۔ ❷

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائیوں کو کس زمرے میں شمار کیا جائے گا؟ کیا جعفر طیار رضی اللہ عنہ جو بڑے فضائل ومحاسن اور کارناموں کے حامل ہیں، جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جعفر رضی اللہ عنہ اخلاق وکردار اور شکل وصورت میں میرے مشابہ ہیں۔'' ❸ سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے ایک ہیں اور آپ کا شمار حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں سرفہرست ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حبشہ ہی میں رہے جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت نہ کرلی۔ اس کے بعد فتح خیبر کے موقع پر آپ بھی ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ آپ کی آمد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی خوشی اور مسرت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسرت وشادمانی کا اس موقع پر اظہار بھی فرمایا تھا، اُن کے استقبال کے لئے والہانہ طور پر کھڑے ہوگئے تھے اور ان کو گلے لگایا اور ان کی پیشانی کو بوسہ بھی دیا تھا۔

یہ وہی جعفر ہیں رضی اللہ عنہ کہ جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نائب سپہ سالار بنا کر روانہ فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اپنی ذمہ داری کو بخوبی نبھایا اور بڑی پامردی کے ساتھ اس جنگ میں اپنی جنگی قوت کا مظاہرہ کیا تھا۔ آپ میدان جنگ میں پوری مستعدی کے ساتھ اسلام کا دفاع کرتے رہے حتی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کٹ کر گر گئے مگر آپ رضی اللہ عنہ کے پائے استقلال میں ذرّہ برابر بھی لغزش نہیں آئی تھی جب تک کہ جام شہادت نوش نہ فرمالیا۔ اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنتی بازوؤں سے نوازا، اسی لئے شہادت

---

❶ الترمذی (۳۷۵۹) النسائی (۸/۳۳)۔ ❷ الترمذی (۳۷۵۸)، احمد (۴/۱۶۵)۔

❸ صحیح البخاری (ح: ۲۵۵۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد آپ کو طیار کے لقب سے موسوم کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ کو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جب خبر پہنچی تو آپ ﷺ کو بڑا صدمہ پہنچا اور فرطِ غم سے آپ ﷺ نڈھال ہو گئے اور فرمایا: ''کل رات میں نے جنت کی سیر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ جعفر (رضی اللہ عنہ) ملائکہ کے ساتھ جنت میں اُڑ رہے ہیں۔'' ❶

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ''آج رات جعفر (رضی اللہ عنہ) کا میرے پاس سے گذر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جعفر (رضی اللہ عنہ) کے دونوں پَر خون سے رنگین ہیں اور ان کا دل سفیدی مائل ہے۔ ❷

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں سے چند مناقب کا یہ تذکرہ تھا جو ان کی جلالت شان کی بین دلیل ہیں اور آپ کی علو مرتبت کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔

اور کیا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی جلالت شان کا انکار کیا جا سکتا ہے؟ آپ نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کے لئے علم وفضل کے اعتبار سے مستند عالم دین اور ترجمان قرآن ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو علم وفضل میں باکمال ہونے کی وجہ سے علم کا بحرِ ناپید کنار کہا جاتا ہے۔ اور دین کی فہم وفراست میں بے مثال ہونے کی وجہ سے بحرامت کے لقب سے نوازا جاتا ہے۔ آپ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں ایک طویل عرصہ رہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے آپ کے لئے '' تَفَقَّه فِي الدِّين '' کی دعا فرمائی کہ ''اے اللہ علم تفسیر میں ان کو دسترس عطا فرما۔'' علاوہ ازیں آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمل اور جنگ صفین میں شرکت کی سعادت بھی حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت کا بڑے بڑے صحابۂ کرام اور تابعین عظام رحمہم اللہ اجمعین نے اعتراف کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائیوں میں سے ابوسفیان بن الحارث بھی ہیں جن کو غزوہ حنین میں شاہسواری کا شرف حاصل ہوا تھا۔ کیا ان کو شیعان اثنا عشریہ بھول گئے ہیں؟ یہی نہیں

---

❶ الحاكم في المستدرك (٣/٢١٧)، والطبراني في الكبير (٢/١٠٧)۔

❷ الحاكم في المستدرك (٣/٢٣٤)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ کے دیگر چچا زاد بھائیوں کا ان کے ہاں کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔

پھر یہ کہ اہل تشیع کے اس فرقہ نے نبی کریم ﷺ کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی آل اولاد کی بھی پرواہ نہیں کی اور انہیں بھی درخور اعتنا سمجھا۔ مثال کے طور پر شہید کوفہ حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی آل اولاد کا بھی تذکرہ کرنا انہوں نے گوارہ نہ کیا۔

اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی آل و اولاد کہاں ہے؟ کیا ان کے حقوق کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا؟ اور کیا اس فرقہ شیعہ کے نزدیک مذکورہ لوگ آل بیت کے زمرے میں شامل نہیں ہیں؟ ان کے نزدیک یہ لوگ آل بیت کے زمرے میں شامل نہیں ہیں تو ان کو کس بنیاد پر آل بیت کے دائرے سے خارج کیا گیا ہے؟ اس کے علاوہ اسی قسم کے بہت سے سوالات ہیں جو اثنا عشریہ فرقہ سے جواب کے متقاضی ہیں۔ اگر ان کے پاس اس کا کوئی معقول جواب ہے تو وہ اس میں سستی یا کنجوسی کی خطا نہ کریں۔

بعض اثنا عشریہ فرقہ میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ''آل بیت رسول ﷺ'' کو ۱۲ تک محصور کرنا بیجا بات ہے، کیونکہ یہ لوگ تو ائمہ معصومین ہیں اور جہاں تک آل بیت کے مفہوم کا تعلق ہے تو وہ اس سے زیادہ کا جامع ہے، لیکن انہوں نے آل بیت کے مفہوم کو بہت سی قیود سے مقید کر دیا ہے۔ (1) جو شخص بھی ان صفات سے متصف ہو وہ ان کے بقول آل بیت کے دائرے میں داخل سمجھا جائے گا۔ یہ بات ان کی بعض کتابوں تک ہی محدود ہے۔ بلاشبہ حقیقت تو وہی ہے جو روزمرہ کے مشاہدہ میں ہے، جس کا ہم روزانہ چشم بینا سے مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جہاں تک ان کی قیود وحصر کی بات ہے تو وہ صرف کتابوں کے اوراق تک محدود ہے، اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آلِ بیتِ رسول ﷺ کے سلسلہ میں اہل سنت والجماعت اور ان کے مخالفین کے درمیان بہت زیادہ تضاد پایا جاتا ہے۔ فرق کے تناسب کا اندازہ لگانا ایک دشوار کن مسئلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی سمجھ عطاء فرمائے۔ (آمین)

(1) ملاحظہ ہو: اهل البيت في الكتاب والسنة، لمحمد الريشهري۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن وحدیث میں
آلِ بیت کے فضائل ومناقب

قرآن حکیم کی روشنی میں فضائل ومناقب

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اہل بیت کی شان، قدر ومنزلت اور رفعت درجات کے متعلق اور اسی طرح ان کو گندگی وآلودگی سے پاک کرنے کے بارے میں بھی قرآن میں متعدد جگہ واضح بیان موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کی فضیلت، شان، ان کی عظیم الشان قدر ومنزلت اور ان کے عز وشرف کے شرک وخرافات اور بدکرداریوں والی گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک وصاف ہونے کے سلسلہ میں متعدد جگہ پر قرآن کریم میں آیات کا ورود اور جابجا نصوص کا نزول ہوا ہے۔ نیز ان کی قدر ومنزلت کو قرآن میں وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (الاحزاب:۳۳)

''اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو، قدیم جاہلیت کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو، نماز قائم کرتی رہو، زکوۃ ادا کرتی رہو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری میں لگی رہو، اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے وہ ہر قسم کی گندگی کو دور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردے اور تمہیں پاک باز بنادے۔''

آیت مذکورہ آلِ بیتِ رسول ﷺ کے مناقب وفضائل میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ''اہل بیت رسول کو'' عزوشرف کی اوج ثریا پر فائز فرمایا ہے اور (شرک، خرافات اور بدکرداری جیسی) ہر طرح کی گندگی اور آلودگی سے پاک کردیا اور ان سے ہر قسم کی غلاظت کو کھرچ کر پھینک دیا ہے چاہے وہ گندگی کسی قبیل سے ہی کیوں نہ ہو۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آلِ بیتِ رسول ﷺ کو ہر قسم کے افعالِ خبیثہ اور اخلاق ذمیمہ سے پاک وصاف رکھا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم [1] میں اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

''نبی کریم ﷺ ایک دن صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے جسدِ اطہر پر کالے اون سے بنی ہوئی ریشمی چادر تھی۔ اسی اثناء میں سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کو اس چادر میں داخل فرمالیا، اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی چادر میں جگہ مرحمت فرمائی، اس کے بعد سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی ردائے مبارک میں جگہ عنایت فرمائی اور پھر ان کے بعد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے ان کو بھی چادر میں داخل کرلیا اور فرمایا:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الاحزاب:٣٣)

''اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو! تم سے وہ ہر قسم کی گندگی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے''

(٢) ......رسول اللہ ﷺ کے آلِ بیت کی فضیلت پر دلالت کرنے والی نصوص میں سے ایک آیت مباہلہ بھی ہے۔

---

[1] صحیح مسلم (ح: ٢٤٢٤)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَٰذِبِينَ﴾ (آل عمران:٦١)

''جو شخص آپ کے پاس اس علم کے آجانے کے بعد بھی آپ سے اس بارے میں کٹ حجتی کرے اور جھگڑے پر آمادہ ہو تو آپ اس سے کہہ دیں کہ آؤ ہم تم اپنے اپنے فرزندوں کو اپنی اپنی عورتوں کو اور خاص اپنی اپنی ذوات کو بلا لیں، پھر عاجزی کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کی بددعا کریں۔''

مذکورہ آیت کریمہ میں اصحاب رداء کی عظیم الشان فضیلت اور کمال درجہ منزلت کا بیان ہے۔

اسے امام مسلمؒ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: جب آیت مذکور بالا ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سادا تنا علی و فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلا کر فرمایا: ''اے اللہ تو گواہ رہ! یہ میرے اہل بیت ہیں'' ❶

احادیث کی روشنی میں فضائل و مناقب

احادیث نبویہ میں بھی آلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب و فضائل کثرت سے بیان ہوئے ہیں، جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱)......حدیث غدیر:

صحیح مسلم میں یزید بن حیان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم رحمہم اللہ کے ہمراہ جناب زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضری کا عزم کیا۔ جب ہم ان کے روبرو بیٹھ گئے تو جناب حصین رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

❶ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، حديث: ٦٢١٧/٢٤٠٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جناب زید رضی اللہ عنہ آپ نے خیرات و برکات کی برکھا برستے دیکھی ہے۔ آپ اس سے بخوبی محظوظ بھی ہوئے ہیں۔ آپ کی آنکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پرانوار سے بھی مشرف ہوئی ہیں۔ اور آپ نے زبان نبوی سے احادیث مبارکہ کی سماعت بھی فرمائی ہے۔ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں غزوات میں شرکت کا موقع بھی ملا ہے۔ اور آپ تو ان خوش نصیبوں میں بھی ہیں کہ جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کرنے کا شرف حاصل ہے۔ اس لئے بلاشبہ اے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ آپ نے خیرات و برکات سے بخوبی اکتساب فیض کیا ہے تو ہماری آپ سے یہی التجا ہے کہ آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیں جس کو براہ راست آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو۔ یہ سن کر سیّدنا زید رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: میرے عزیز میں کبرسنی کا شکار ہو چکا ہوں، بڑھاپا مجھ پر سایہ فگن ہے، جس کی وجہ سے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سن کر یاد کیا تھا وہ میری یادداشت سے مضمحل ہوتا نظر آتا ہے۔ پھر بھی جو کچھ میں تم سے بیان کروں اس کو غنیمت جانو اور جو میرے بس سے باہر ہے اس کے لئے مجھے تکلیف نہ دینا۔ پھر ارشاد فرمایا:

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خم نامی چشمہ پر تشریف لائے جو کہ (براستہ بدر پرانے روڈ پر جحفہ کے قریب) مکہ مدینہ کے درمیان ہے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور وعظ وتلقین کے بعد ارشاد فرمایا:

> ''لوگو! میں بھی تمہارے جیسا ہی ایک انسان ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ میرے رب کا فرشتہ میری رخصتی کا پروانہ لے کر آجائے اور میں اپنے رب کے بلاوے پر اس سے ملاقات کی غرض سے چلتا بنوں، لیکن میں تمہارے درمیان دو بھاری بھرکم چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، ان میں سے ایک کتاب اللہ ہے، جس میں نور ہی نور ہے، لہٰذا کتاب اللہ کو لے لو اور اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔''

آپ نے کتاب اللہ پر عمل کی طرف توجہ دلائی اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترغیب دی اس کے بعد فرمایا:

''میں تمہارے درمیان اپنے اہل بیت کو چھوڑے جا رہا ہوں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔''......الخ ❶

حدیث مذکور میں اہل بیت رسول ﷺ کی فضیلت واہمیت کا واضح طور پر بیان موجود ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اہل بیت کو دو نفیس اور قیمتی چیزوں کے ضمن میں شمار کر کے ان کی اہمیت اور فضیلت کی طرف اشارہ فرما دیا ہے۔ قرآن کریم پر مضبوطی سے جمے رہنے اور اس پر عمل کرنے میں کوتاہی نہ کرنے کی وصیت کے ساتھ ضم کر کے بیان فرمایا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کی قدر ومنزلت کی وضاحت کرتی ہے، ان کے حقوق کی عظمت کی طرف اشارہ کرتی ہے، ان کے عز وشرف کی بھرپور غماز ہے اور ان کے مقام ومرتبہ کی بلندی کو بیان کرتی ہے۔

(۲)......حدیث اصطفاء:

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح جامع میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

''اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے بنو کنانہ کو چنا۔ بنو کنانہ میں سے قریش کو منتخب فرمایا۔ قبیلہ قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب فرمایا اور قبیلہ بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا ہے۔'' ❷

یہ حدیث بنو ہاشم کی فضیلت کی بین دلیل ہے اور خصوصاً بنو ہاشم میں سے نبی کریم ﷺ کی عظمت شان اور اس سلسلہ میں آپ ﷺ کی منفرد حیثیت ہونے کی بھرپور غمازی کرتی ہے۔

---

❶ صحیح مسلم (ح: ۶۲۲۵/۲۴۰۸)

❷ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ...... (ح: ۵۹۳۸/۲۲۷۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)......احادیث درود:

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں ایک قوی سند کے ساتھ کسی صحابی کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ وہ اس طرح درود بھیجا کرتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ، وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ۔ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ، وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ."

''اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے اہل بیت، ان کی ازواج مطہرات اور ان کی ذریت پر رحمت نازل فرما، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر رحمت نازل فرمائی تھی۔ بلاشبہ تیری ذات حمد سے متصف ہے اور تو ہی مجد وشرف والا ہے۔ اے اللہ! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، ان کے اہل بیت پر، ان کی ازواج مطہرات پر اور ان کی آل اولاد پر اپنی خیر وبرکت کی برکھا برسا جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر رحمت کی برکھا برسائی تھی، بلاشبہ تیری ہی ذات حمد وستائش کی مستحق ہے اور تو ہی بڑائی وبزرگی والا ہے۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''اس دعا میں اس صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، اپنی اولاد اور اپنے اہل بیت کو جمع کر دیا ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آل بیت کا اس مخصوص انداز میں تذکرہ کیا ہے کہ ان کے آل بیت ہونے کی تعیین کا جو مسئلہ چلتا ہے اس کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے کہ حقیقت میں یہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت ہیں اور ان کو کسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت کے زمرے سے خارج نہیں سمجھا جاسکتا۔ بلکہ درحقیقت یہی لوگ آل بیت رسول کہلانے کے مستحق ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کو اس شرف سے نوازا گیا ہے۔ بلاشبہ ان کو اس بات کا بھرپور حق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کہا جائے، جس کی طرف حدیث مذکور میں خاص طور پر "حکم عام عطف" کر کے ان کی خصوصیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو آل رسول ﷺ کی قدر و منزلت کی غماز ہے۔ درود مذکور میں عام کا ذکر کرنے کے بعد تخصیص سے اس بات کا بھی بخوبی پتہ چل جاتا ہے کہ وہ تمام کے تمام افراد جن کی اس میں تخصیص کی گئی ہے وہ اس عموم کی وجہ سے خصوصی طور پر رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کہلانے کے مستحق ہیں۔ ❶

اقوال سلف کی روشنی میں فضائل اہل بیت کا بیان

رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے وارد آثار واقوال حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اس مختصر سے کتابچہ میں تمام اقوال وآثار کو جمع کرنا ممکن نہیں ہے تاہم ان میں سے چند اقوال وآثار کو ذکر کرنے پر اکتفا کیا جا رہا ہے کیونکہ عقل مند کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "محمد رسول اللہ ﷺ کو اہل بیت کے آئینہ میں دیکھو" ❷

جناب علی سے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "قسم اس ذات اقدس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے؛ مجھے رسول اللہ ﷺ کی قرابت داری اور رشتہ داری کا پاس ولحاظ رکھنا اپنے قرابت داروں اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔" ❸

سیّدنا عمر فاروق نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا: اللہ کی قسم جس دن تم نے اسلام قبول کیا اس دن میرے نزدیک تمہارے اسلام لانے سے بڑھ کر کوئی چیز باعث مسرت نہ تھی۔ چاہے وہ میرے باپ خطاب ہی کا اسلام کیوں نہ ہوتا اگر وہ اسلام قبول کر لیتے، کیونکہ خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ نبی کریم ﷺ تمہارے اسلام کے خواہاں تھے۔ ❹

---

❶ دیکھئے: جلاء الافہام (ص: ۲۳۸)۔

❷ دیکھئے: صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، حدیث: ۳۷۱۳۔

❸ صحیح البخاری حدیث: ۳۷۱۲۔ صحیح مسلم کتاب الجهاد والسیر حدیث: ۴۵۸۰۔

❹ اس بات کو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر میں نقل کیا ہے (۶/۱۹۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: ''حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کسی سواری پر سوار ہوئے تو سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی مہار تھامنا چاہی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی! براہ کرم آپ ایسا نہ کریں۔ جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواباً فرمایا: ہم کو اپنے علماء کرام اور فضلاء عظام کے ساتھ اسی طرح ادب واحترام سے پیش آنے کی تربیت دی گئی ہے۔ جناب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے درخواست کی: ذرا اپنا ہاتھ بڑھائیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ ہم کو اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح ادب واحترام روا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ❶

امام حاکم رحمہ اللہ نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ اُن کی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی۔ ابو ہریرہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بطن مبارک کو بوسہ دیا تھا۔ میں آپ رضی اللہ عنہ سے درخواست کرتا ہوں کہ براہ کرم آپ اپنے بطن مبارک کا وہ حصہ کھول دیں جس حصہ پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا تاکہ میں بھی اس حصہ کو چومنے کی سعادت حاصل کرسکوں۔ راوی فرماتے ہیں کہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنا بطن مبارک کھول دیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو بوسہ دیا۔ ❷

آپ کے سامنے چند آیات واحادیث اور آثار واقوال سلف کا نمونہ پیش کیا گیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت کے مناقب وفضائل کے نقوش سامنے آتے ہیں اور آگے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آلِ بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے حقوق کے عنوان کے تحت مزید نصوص واقوال پیش کریں گے جس سے یہ مسئلہ اچھی طرح واضح ہو کر سامنے آجائے گا۔

---

❶ البدایہ والنہایہ (۸/۳۰۱)۔ ❷ دیکھئے: مسند احمد: ۲/۲۵۵، ۴۹۳۔ سنن البیهقي: ۲/۲۳۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں ہم اس بات کی بھی وضاحت کر دیں کہ ہم نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کے بارے میں علماء اہل سنت والجماعت اور ائمۂ کرام رحمہم اللہ اجمعین کی تمام آراء اور اقوال کا قصداً تذکرہ نہیں کیا۔ اس لیے کہ اس باب میں علماء کرام اور آئمہ عظام کے بیش بہا آثار و اقوال ہیں۔ اگر ان کو جمع کیا جائے تو ''سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے'' ❶

اس مختصر سی کاوش کے بعد ہم قارئین کرام سے عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ براہ کرم اتنا کام ضرور کر لیں کہ صحیح بخاری و مسلم اور اس کے ساتھ ساتھ اہل سنت والجماعت سے منقول مراجع و مصادر پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالیں تاکہ آپ کے احاطۂ علم اور گوشۂ دماغ میں ان احادیث کا خاکہ آ جائے جن کو ائمہ اہل سنت والجماعت نے اپنی کتابوں میں مناقب و فضائل اہل بیت رسول ﷺ کے بارے میں روایت کیا ہے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ان روایتوں میں سے بعض تو عام روایات ہیں اور بعض خصوصی حیثیت کی حامل ہیں۔

❁❁❁❁❁❁

❶ آئمہ کرام کے بارے میں بطور مثال صرف ایک کتاب کا حوالہ دینا چاہتا ہوں اگر اس سلسلہ میں موضوعی مطالعہ کیا جائے تو اس کے لئے کسی قسم کی تحدید کرنا محال اور دشوار ہے۔ ہم بطور مثال آپ کو صرف سیر اعلام النبلاء میں ان مواقع کی ورق گردانی کی زحمت دیں گے۔ آپ ان مواقع کا بغور مطالعہ کیجئے اور اندازہ لگائیے۔
(جلد۳، صفحہ: ۲۴۵ـ ۲۷۹، ۲۸۰ـ۳۲۱) (جلد۴، صفحہ: ۲۸۶ـ ۴۰۱، ۴۰۱، ۴۰۹) (جلد۶، صفحہ ۲۵۵ـ ۲۷۰ـ۲۷۴) (جلد ۹، صفحہ ۳۸۷، ۳۹۳) (جلد ۱۳، صفحہ ۱۱۹ـ۱۲۲)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آلِ بیتِ رسول ﷺ کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ایک نظر میں!

شیعوں کا اثنا عشریہ نامی فرقہ اہل سنت والجماعت پر تہمت بازی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اہل سنت والجماعت سے منسلک حضرات رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین سے بغض وعداوت رکھتے ہیں، اس لیے اثنا عشریہ ان کو نواصب اور خوارج کے القاب سے یاد کرتے ہیں ۔لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ اہل سنت والجماعت ایک مستقل مذہب ہے۔ جب کہ نواصب اور خوارج کی اپنی الگ سے ایک مستقل پہچان ہے۔ ان کے اپنے اصول ومبادی ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ ان کو ایک دوسرا مذہب گردانا جاتا ہے۔

تمام مذاہب وادیان میں سے اہل سنت والجماعت ہی واحد جماعت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے آل بیت سے محبت وچاہت کے معاملہ میں میانہ روی اور اعتدال پسندی کا موقف اپنانے میں اپنی مثال آپ ہے۔ جب کہ اس کے برعکس فرقہ اثنا عشریہ رسول اللہ ﷺ کے آل بیت سے محبت کے بارے میں افراط وتفریط کا شکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں سے بعض تو قبروں اور مزاروں کا طواف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، بعض دوسرے غیر اللہ سے نقصان سے چھٹکارا اور نفع اندوزی کی دعائیں کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ وہ ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ آل بیت رسول ﷺ غیب کی خبروں کا علم رکھتے تھے۔ (علاوہ ازیں اور ان کے بہت سارے عقائد قرآن وسنت کے بالصراحت خلاف ہیں۔)

دوسری طرف فرقہ نواصب آلِ بیتِ رسول ﷺ سے بغض وعداوت رکھنا اپنا شیوہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھتا ہے۔ ان کی شان میں بہتان طرازی اس فرقہ کا طرۂ امتیاز ہے۔ اسی طرح فرقہ خوارج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے اپنی خارجیت کا ثبوت پیش کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ پر بہتان طرازی اور طعنہ زنی کر کے اپنی دلی بھڑاس نکالنے میں ذرہ برابر کوتاہی نہ ہونے دی اور امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو اپنی طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔

مگر اہل سنت والجماعت ہی وہ فرقہ ناجیہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی محبت کا متفقہ طور پر قائل و معترف ہے اوران کے شرعی حقوق، باہمی ہمدردی اور تعلق خاطر کی رعایت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ان کو ایذا رسانی یا ان کی شان میں قولی و فعلی گستاخی کی حرمت کا قائل ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اہل سنت والجماعت ان کی شان میں غلو بازی سے بھی بھرپور پرہیز کرتے ہیں۔ ان کی قبروں کا طواف نہیں کرتے۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے بیت اللہ کے علاوہ کسی اور چیز کے طواف کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ طواف عبادت ہے اور عبادت صرف اور صرف ایک اللہ ہی کی ہونی چاہئے۔ چنانچہ وہ اللہ کے علاوہ کسی غیر کی عبادت نہیں کرتے۔ اسی طرح اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب کے دعوے دار نہیں تھے۔ بلکہ وہ اہل بیت کے بارے میں علم غیب کے دعوے کو باطل قرار دیتے ہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل: ٦٥)

''کہہ دے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے غیب نہیں جانتا۔''

علماء تو کیا، عام مسلمانوں کو بھی بدیہی طور پر اس حقیقت کا علم ہے کہ انسان کے لئے کسی صورت میں اس بات کا جواز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت کے کنویں میں جھونک دے یا بلا وجہ اپنی جان گنوا بیٹھے۔ اگر ان کے امام کو علم غیب پر دسترس حاصل تھی تو ان کے امام نے جان بوجھ کر زہر کیسے کھا لیا؟ جس کی اثر انگیزی سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝﴾ (النساء: ٢٩)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''اور اپنے آپ کو قتل مت کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے۔'' اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''جس نے زہر پی کر خودکشی کی تو وہ (قیامت والے دن) اپنے ہاتھ میں زہر کا پیالہ لئے ہوگا اور جہنم کی آگ میں اس کو کھڑے ہو کر پیئے گا۔ اس کے اندر ہمیشہ کھڑا زہر پیتا نظر آئے گا۔'' ❶ اگر امام کو علم غیب ہوتا تو کیا ان کو یہ بات زیب دیتی تھی کہ وہ جان بوجھ کر اپنے چھوٹے بچوں کو لے کر میدان کارزار میں کود پڑیں اور انہیں بلاوجہ موت کے منہ میں دھکیل دیں؟ جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ﴾ (الاسراء: ۳۱) اگر امام حسین رضی اللہ عنہ کو علم غیب تھا تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے شیر خوار بچوں کے ساتھ میدان کارزار میں کیوں پہنچتے؟ اور بلاوجہ اپنے شیر خوار بچوں کی جانیں کیوں گنواتے؟ حادثہ کربلا کے المناک واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھی علم غیب حاصل نہ تھا بلکہ وہ بھی اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے اور بشر تھے۔ یہی نہیں بلکہ ہمارے نبی محترم ﷺ جو کہ مخلوق میں سب سے معزز و مکرم اور افضل و اشرف ہیں ان کو بھی علم غیب نہیں تھا۔ اسی لئے آپ ﷺ نے رب کریم کے حکم کے بموجب ارشاد فرمایا:

﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾ (الاعراف ۱۸۸)

''آپ فرما دیجئے کہ اگر میں علم غیب جانتا ہوتا تو خیر ہی خیر اکٹھی کرتا اور کسی قسم کے نقصان سے مجھ کو سابقہ نہ پڑتا۔''

اس مختصر سی بحث سے بخوبی پتہ چل گیا کہ اثنا عشریہ فرقہ کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ ائمہ کرام علم غیب جانتے تھے، کیونکہ اس قسم کے عقیدہ کی وجہ سے بہت سے اشکالات رونما ہوتے ہیں۔ بلکہ اس طرح کا عقیدہ بذات خود ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذوات پر انگلی اٹھانے کے مترادف ہے جب کہ ائمہ علیہم السلام اس قسم کے بہتان سے بری ہیں۔

❶ صحیح بخاری ۔ کتاب الطب حدیث : ۵۷۷۸، وصحیح مسلم ۔ کتاب الایمان : حدیث نمبر: ۱۰۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ واضح اور دو ٹوک ہے جس کی وضاحت کتب حدیث، کتب عقائد اور فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ اس کو مختلف مصنفین اور مؤلفین نے اپنی اپنی کتابوں میں شایان شان مقام پر ذکر کیا ہے۔ چنانچہ احادیث شریفہ کی بیشتر کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے مناقب وفضائل میں مستقل ابواب کا ذکر ملتا ہے۔ کتب عقائد میں اکثر و بیشتر رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کے بارے میں صحیح اعتقاد رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ ان کے بارے میں غلط عقائد کی بیخ کنی کی گئی ہے اور کتب فقہ میں رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت سے متعلق احکامات کی وضاحت کی غرض سے خاص ابواب کا انعقاد کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کے بارے میں صدقہ وخیرات کا حکم اور جو شخص ان کو برا بھلا کہے۔ ان پر لعن طعن کرے یا ان پر کیچڑ اچھالے اور ان کو ایذاء رسانی کے در پے ہو وغیرہ اس کے بارے میں تفصیلی بیان موجود ہے۔

اہل سنت والجماعت کا آلِ بیت رسول ﷺ کے بارے میں مختصراً وہی عقیدہ ہے جس پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''عقیدۃ الواسطیہ'' (1) میں یہ بیان جاری فرما کر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔ بلاشبہ آپ رحمہ اللہ کی عقیدۂ واسطیہ نامی کتاب بڑی مختصر اور جامع کتاب ہے۔ اس میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ اس مسئلہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''اہل سنت والجماعت رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت سے محبت کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ہمدردی وتعلق بحال رکھنے کے قائل ہیں اور ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی وصیت کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں۔ یہی وہ وصیت ہے جو آپ ﷺ نے خم ؛ می چشمہ پر کھڑے ہو کر فرمائی تھی کہ میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور تاکیداً اس جملہ کو دو مرتبہ دہرایا تھا۔ (2)

---

(1) یہی وہ عقیدہ جسے اہل سنت والجماعت نے اپنی کتابوں میں اختیار کیا ہے۔ اس سلسلہ میں امام باقلانی کی کتاب الانصاف: ص ۱۱۲۔ الفرق بین الفرق: ص ۳۶۰ اورالتبصیر فی الدین (ص: ۱۹۶) شرح العقیدۃ الطحاویہ (ص: ۷۳۷) منہاج السنۃ (۲/۷۱) جواب اہل السنۃ النبویہ (ص: ۱۵۱)۔

(2) صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ: (۲/۹۱۸) باب فضائل علی (ح: ۲۴۰۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس وقت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ سے قریش کے بعض افراد کی قبیلۂ بنو ہاشم کے ساتھ بدسلوکی وترش روئی روا رکھنے کی شکایت کی تھی تو آپ ﷺ نے اس موقع پر تاریخی کلمات ارشاد فرما کر بنو ہاشم کی اہمیت اور شان کو رہتی دنیا تک زندہ جاوید بنا دیا تھا۔ فرمایا ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قریش کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اللہ کی خاطر وہ تم سے اور میرے رشتہ داروں سے محبت نہ کرنے لگیں۔ ❶

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے بنو کنانہ کو منتخب فرمایا، بنو کنانہ سے قبیلۂ قریش کو منتخب فرمایا، قبیلۂ قریش سے بنو ہاشم کو منتخب فرمایا اور بنو ہاشم سے مجھے منتخب فرمایا ہے۔'') ❷

اہل سنت والجماعت کے عقائد کی خشت اول رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت سے محبت اور تعلق ہے۔ ان کے اس تعلق اور لگاؤ کی بنیاد دو چیزیں ہیں ''ایک ان کا ایمان ہے اور دوسری چیز قرابتِ رسول ﷺ ہے۔'' اگر آل بیت میں یہ دونوں چیزیں پائی گئیں تو پھر ان سے بغض کرنا یا ان پر طعن کرنا حرام اور ایمان کے منافی عمل ہے اور اگر وہ دولت ایمان سے عاری ہیں اور اسلام کی سعادت سے محروم ہیں تو ہم ان سے محبت کرنے کے ہرگز مجاز نہیں۔ چاہے وہ رسول اللہ ﷺ کے سب سے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ ابولہب اگرچہ نبی کریم ﷺ کا چچا ہے، اس کے باوجود ہمارے لئے کسی صورت میں جائز نہیں کہ ہم اس سے محبت کریں اور اس کے لئے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھیں۔ بلکہ ہمارے لئے ضروری کہ ہم اس کے کفر اور نبی کریم کے ساتھ اس کی بدتمیزی اور بدسلوکی کی وجہ سے اس کی ذات سے ناپسندیدگی کا اظہار کریں۔ ❸

---

❶ رواہ احمد فی فضائل الصحابہ۔ اس کتاب کے محقق نے اس موضوع پر اس کتاب میں بڑی تفصیلی بحث کی ہے اور بڑی پرمغز اور موقع ومحل کے اعتبار سے برمحل بحث کی ہے۔ وہاں اس پر بڑا موزوں اور طویل وعریض حاشیہ ہے۔

❷ رواہ مسلم، کتاب الفضائل، فضل نسب النبی ﷺ (ح: ۲۲۷٦)۔

❸ مجموع الفتاوی: ۳/۱۵٤۔ ملاحظہ ہو: شرح العقیدۃ الواسطیہ لابن عثیمین ۲/۲۷٤۔۲۷۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام طحاوی رحمہ اللہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''عقیدۂ طحاویہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''ہم بحیثیت اہل سنت والجماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ تسلیم کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر یکے بعد دیگرے جناب عثمان رضی اللہ عنہ اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو بسر و چشم تسلیم کرتے ہیں۔'' ❶

امام ابوالعز حنفی رحمہ اللہ امام طحاوی رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہم جنابِ علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ثبوت کا اعتراف کرتے ہیں اور اس کو برحق قرار دیتے ہیں۔'' جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جانکاہ واقعہ پیش آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو ناحق قتل کر دیا گیا تو لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر متفقہ طور پر ان سے بیعت کی، جس کی وجہ سے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ باجماع امت خلیفہ قرار دیئے گئے اور امیر المؤمنین کی مسند پر جلوہ افروز ہو کر امام حق کہلانے کے مستحق قرار پائے۔ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ امام حق ہیں، آپ کی اطاعت واجب ہے اور آپ اپنے زمانے میں خلافت نبویہ کے پاسبان اور امین تھے۔ حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ میں اس موضوع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دلالت کرتا ہے۔ جناب سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ۳۰ سال تک خلافت نبویہ قائم ودائم رہے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو مناسب سمجھے گا بصورت ملوکیت زمام حکومت سونپ دے گا۔'' ❷

اگر تاریخ اسلامی پر طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت میں خلافت نبویہ کا تابناک دور ۳۰ سالوں پر ہی محیط ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو

---

❶ امام طحاوی رحمہ اللہ کا اکابرین علماء احناف میں شمار ہوتا ہے اور عقیدۂ طحاویہ نامی کتاب اہل سنت والجماعت کے عقائد کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کی یونیورسٹیوں اور اسلامی قانون کے کالجوں میں بطور کورس شامل ہے۔ سعودی عرب کی مشہور یونیورسٹی امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی اور جامعۃ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں درساً درساً پڑھائی جاتی ہے۔

❷ ملاحظہ ہو: سنن ابو داؤد: ح: ٤٦٤٦ مسند احمد (٥/ ٢٢٠۔٢٢١)۔ ابن حبان (ح: ٦٦٥٧)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال اور تین ماہ خلافت کے فرائض انجام دیئے۔ پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ساڑھے دس سال بڑی شان کے ساتھ خلافت کے فرائض انجام دیئے، ان کے بعد جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں زمام خلافت آئی اور انہوں نے بھی چار سال ۹ ماہ اس امانت کو احسن انداز سے انجام دیا۔ اخیر میں ان کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بھی چھ ماہ تک اس فریضہ کو نبھایا۔ مذکورہ تجزیہ سے پتہ چلتا ہے کہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ پانچویں خلیفہ راشد ہیں اگرچہ ان کی خلافت کی مدت بہت ہی کم ہے، مگر پھر بھی انہوں نے اس بھاری بھرکم بوجھ کو اپنے ناتواں کاندھوں پر اٹھائے اس فریضہ کو چھ ماہ تک بحسن وخوبی انجام دیا۔ ❶

اس کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہو گیا اور اس دور ملوکیت کا آغاز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور سے ہوا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسلم بادشاہوں میں معزز ومکرم بادشاہ کہلانے کے مستحق ہیں۔ بلاشبہ آپ کا مرتبہ تمام بادشاہوں میں سے بہتر ہے۔ چنانچہ جب سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ آپ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے اور خلعت خلافت آپ کو عطا فرمادی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حقیقت میں امیر المؤمنین بن گئے اور آپ کو مسند خلافت پر بیٹھنے کی وجہ سے ائمہ مسلمین کی صف میں شامل سمجھا جانے لگا۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اسلامی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں تھام لی تو اس کو بحسن وخوبی انجام دینا اپنا فریضہ سمجھا۔ ❷

یہاں یہ بات واضح ہو گئی کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ خلافت وملوکیت کے بارے میں صاف اور دوٹوک ہے۔ لہٰذا وہ خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست برداری اور ان کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کے وقت تک کے وقفہ کو خلافت کا وقفہ تسلیم کرتے ہیں۔ وہ اس خلافت

---

❶ امام حسن رضی اللہ عنہ کی سیرت کے بارے میں ڈاکٹر علی الصلابی نے اپنی کتاب "خامس الخلفاء الراشدین امیر المؤمنین الحسن بن علی بن ابی طالب ،شخصیته وعصره" میں بڑا ہی انوکھا اور منفرد انداز اختیار کیا ہے۔

❷ اس ترجمہ شدہ اصل عبارت اور اس کے سیاق وسباق پر غور وفکر کے لیے دیکھئے: شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص: ۷۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلافتِ رسول اللہ ﷺ ہونے کے قائل ہیں۔ اس کے بعد ۴۰ ہجری میں جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں زمام حکومت آتے ہی ملوکیت کا دور شروع ہوگیا۔ (اس اوّل دورِ ملوکیت کو صحیح احادیث کی روشنی میں عدل وانصاف اور اشاعت اسلام والا زمانہ کہنا چاہیے۔)

اس کے بعد ابن ابی العز رحمہ اللہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف کے سیاق میں فرماتے ہیں: ''دراصل امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے اور آپ رضی اللہ عنہ ہی اس معاملہ میں حق بجانب تھے۔ کیونکہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو اس موقع پر جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمنوں نے دروغ گوئی اور کذب بیانی کو ہوا دے کر فساد برپا کر دیا تھا۔ اہل مدینہ میں موجود صحابہ پر تہمت درازی اور بہتان بازی کا بازار گرم کر کے تمام اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شخصیات کو بدنام کرنے کی کوشش کی، جس کی وجہ سے عوام شک وشبہ اور تذبذب کا شکار ہو کر رہ گئی۔ وہ لوگ جو حقیقت حال سے ناواقف تھے شکوک وشبہات کے جال میں جا پھنسے، اہل شام اور ایران جیسے دور دراز علاقوں کے ہوس پرستوں کے دلوں پر شکوک وشبہات نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چاہنے والوں کے دلوں میں اکابر صحابہ کرام کی طرف سے بدظنی نے کروٹیں لینا شروع کر دیں۔ نیز امیر المومنین سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے وابستگان کو ایسی خبریں پہنچائی گئیں جن میں سے بعض کا نہ تو سر تھا اور نہ ہی پیر۔ اس پر مستزاد یہ کہ ان میں سے بعض باتوں کو لگا بجھا کر پیش کیا گیا۔ ان میں بعض باتیں وہ بھی تھیں جن کی سرے سے کوئی اصل ہی نہ تھی۔'' ❶

مذکورہ پیراگراف پر غور وفکر سے ہمیں اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اہل سنت والجماعت کا اس مسئلہ میں موقف یہ ہے کہ امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے کیونکہ اہل سنت والجماعت سے منسلک لوگ ہمیشہ حق گوئی سے کام لیا کرتے ہیں، چاپلوسی اور چمچہ گیری ان کا شیوہ نہیں ہوتا۔

اور یہ بھی پتہ چلا کہ اہل سنت والجماعت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس معاملہ میں

---

❶ مصدر سابق ملاحظہ ہو: (ص: ۷۲۳) وانظر: مجموع فتاویٰ (۳/۴۰۶)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معذور سمجھتے ہیں اور ان کے لئے عذر تلاش کر کے ان کو اس تہمت سے بری الذمہ قرار دیتے ہیں۔
اسی طرح وہ سادا تنا علی، امیر معاویہ اور ان دونوں کے علاوہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس بارے میں بے گناہ ثابت کرتے ہوئے اس تہمت سے پاک وصاف سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد اہل سنت والجماعت کا اس سلسلہ میں یہ بھی کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف جن باتوں کو منسوب کیا جاتا ہے ان کا درج ذیل چار نقاط میں سے کسی ایک سے تعلق ضرور ہے۔

۱...... وہ باتیں یا تو سراسر جھوٹ اور بہتان ہیں جن کو صحابہ کرام کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔

۲......حقیقت کو مسخ کر کے بیان کیا گیا ہے یا حقیقت کو بیان ہی نہیں کیا گیا ہے بلکہ دروغ گوئی سے کام لیا گیا ہے اور بنیادی اصول ومبادی کو بدل دیا گیا ہے۔

۳...... جو بات ان کی طرف منسوب کی گئی ہے اس کا سبب غیر معروف ہے اور اس کی حقیقت کا اللہ ہی کو علم ہے۔

۴...... وہ لوگ اپنے اجتہاد کی بنیاد پر خدانخواستہ اگر غلطی پر تھے تو ہم اس سلسلہ میں یہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا محاسبہ کرے گا، ہم ان اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محاسبہ کرنے والے کون ہوتے ہیں؟ ہمیں اس سلسلہ میں اپنی زبانیں بند رکھنی چاہئیں۔

آخر میں علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ ان فتن کے بارے میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں رونما ہوئے، تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جن فتنوں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سر اٹھایا، جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی آلودگی سے ہمارے اعضا وجوارح کو محفوظ ومامون رکھا ہے محض اپنے فضل وکرم اور عنایات وبرکات کے طفیل ہماری زبانوں کو بھی اس کی آلودگی سے محفوظ ومامون رکھے۔'' ❶

❁❁❁❁❁❁

❶ ملاحظہ ہو: شرح عقیدہ طحاویہ (ص : ۷۲۴۔۷۲۵)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک گمبھیر لمحہ فکریہ!!

یہاں ایک مغالطہ ہے جس کو بہت بڑے پروپیگنڈہ کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ بلاشبہ اس کو اثنا عشریہ فرقہ نے شہ دے کر عام کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ درحقیقت ان کے ذہنوں میں بغیر کسی دلیل کے یہ بات راسخ ہو چکی ہے کہ اہل سنت والجماعت فرقہ نواصب سے تعلق رکھتے ہیں۔

علاوہ بریں شیعوں نے اہل سنت والجماعت کو خوارج کے ساتھ ضم کر رکھا ہے۔ ان میں اور خوارج میں وجہ امتیاز کو ختم کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اہل سنت والجماعت بھی خوارج کی قبیل سے ہیں۔ حالانکہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس سلسلہ میں میری بعض تعلیم یافتہ شیعوں سے گفتگو بھی ہوئی ہے۔ بلکہ ان کے علمی مرکز ''حوزہ'' کے بعض مدرسین سے اس بارے میں میرا بحث ومباحثہ بھی ہوا ہے جس سے پتہ یہ چلا کہ انکو حقیقت کا علم نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس بات کی معرفت رکھتے ہیں کہ دراصل اباضی کون لوگ ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اندھیرے میں تیر چلا کر اہل سنت والجماعت کو اس فرقہ سے جوڑ دیا ہے اور لاشعوری طور پر اپنی پرانی عادت کا اظہار کر بیٹھے ہے۔ [1]

جس شخص کو بھی اہل سنت والجماعت کی کتابوں اور ان کے اہم مراجع ومصادر سے ادنیٰ سی بھی واقفیت ہے اس کو پتہ ہوگا کہ ان میں کتنے صریح اور واضح انداز میں ناصبیوں پر نقد کیا گیا اور ان کی دروغ گوئی کا کھلم کھلا جواب دیا گیا ہے۔ بلکہ خوارج کو مبتدعین کی صف میں شمار

---

[1] فرقۂ خوارج کی چار بڑی شاخوں میں سے ایک شاخ فرقہ اباضیہ کی بھی ہے جو اپنے عقیدہ کے اکثر اصول ومبادی میں خوارج سے مشابہت رکھتے ہیں اور ان کی اندھی تقلید کرتے ہیں۔ ان کا مذہب اس وقت سلطنت عمان کا سرکاری مذہب ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے: دکتور غالب العواجی کی "فرق معاصرہ" (۱/۱۰۶۔۱۶۰) اور الموسوعہ المیسرہ (۱/۶۲۔۶۸) اور: الخوارج اول الفرق فی الاسلام: د. ناصر العقل (ص: ۶۱۔۱۰۹)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے گمراہوں کا شر چشمہ قرار دیا گیا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مجموع فتاویٰ کا وہ اقتباس نقل کیا جائے جس میں انہوں نے اس فرقہ کے بارے میں صراحت سے بیان فرمایا ہے:

''جس نے بھی سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا ان کے قتل کے سلسلہ میں مدد کی یا اس گھناؤنے کام کی تائید کرتے ہوئے اپنی رضامندی کا اظہار کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور دنیا کے تمام لوگوں کی لعنت ہو۔'' ❶

افسوس صد افسوس یہ لوگ انہی پر ناصبی ہونے کی تہمت لگاتے ہیں جنہوں نے آل بیت کی دفاع میں تن من دھن کی بازی لگا دی اور اپنی تمام تر صلاحتیں ان کی خدمت کے لئے صرف کر دیں۔ مذکورہ عبارت کو بار بار پڑھیے، شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے بارے میں اپنا عقیدہ درست کیجئے، اللہ تعالیٰ سے ڈر کر سچی توبہ کیجئے اور دائرۂ اسلام میں پورے طور پر داخل ہو جایئے، اسی میں دین و دنیا کی فلاح کا راز مضمر ہے۔

امام آلوسی رحمہ اللہ ان ناصبیوں کے بارے میں جو امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرتے ہیں، اظہار خیال کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''فریقین ❷ میں سے ہر ایک کی طرف سے ان ناصبیوں کے عقائد کے بطلان میں جو کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرتے ہیں دلائل وارد ہوئے ہیں۔ اللہ ان کو ان کے مکر و فریب کا اتنا بدلہ دے جتنے کے وہ مستحق ہیں۔ ❸

نواب محمد صدیق حسن خاں قنوجی رحمہ اللہ صحابہ کرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آلِ بیت کے بارے میں اہل سنت والجماعت کے عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

---

❶ دیکھئے: مجموع الفتاوی (٤/٤٨٧)

❷ فریقین سے مراد اہل سنت والجماعت اور شیعہ ہیں۔

❸ روح المعانی (١٨/٢٠٥)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اہل سنت والجماعت رافضیوں اور شیعیوں سے برات کا اظہار کرتے ہیں جن کا عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بغض و عداوت رکھنا اور ان کو گالیاں دینا ہے۔ اسی طرح اہل سنت والجماعت نواصب اور خوارج سے براءت کا اظہار کرتے ہیں جو اہل بیت کو قولی و فعلی دونوں طریقوں سے تکلیف پہنچاتے ہیں۔'' ❶

❶ ملاحظہ ہو: قطف الثمر فی بیان عقیدۃ اھل الاثر (۱/۹۷)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت مسلمہ پر
رسول اللہ ﷺ کے آل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے شرعی حقوق

بلاشبہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کی رو سے امت مسلمہ پر رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت کے بہت سے شرعی حقوق عائد ہوتے ہیں۔ قارئین کرام کے استفادہ کی غرض سے ہم یہاں ان میں سے چند حقوق کو ذکر کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں:

۱......امت مسلمہ پر رسول اللہ ﷺ کے آل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ ان سے ان کے ایمان، رسول اللہ ﷺ سے قرابت اور رشتہ داری کی وجہ سے دوستی اور محبت کی جائے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے امت مسلمہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: میں تم کو اپنے اہل کا پاس ولحاظ رکھنے کے سلسلہ میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ (1) اور فرمایا ہے کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت تک وہ لوگ کامل مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ تم سے میری قرابت اور رشتہ داری کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے محض اللہ کے واسطے محبت نہ کریں۔ (2) اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ (الشوریٰ: ۲۳)

''اے نبی ﷺ آپ فرما دیجئے کہ میں تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر محبت اور رشتہ داری کا لحاظ رکھو۔''

آیت مذکورہ کا ایک تو ظاہری مطلب ہے جیسا کہ ذکر کیا جا چکا۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے

(1) اس حدیث کی تخریج پیچھے ہو چکی ہے۔
(2) اس حدیث کی بھی تخریج پیچھے ہو چکی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میں وعظ ونصیحت اور تبلیغ ودعوت کی تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، البتہ ایک چیز کا سوال ضرور ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ اور تعلق ہے اس کا پاس ولحاظ ضرور رکھو۔ تم میری دعوت کو نہیں مانتے تو نہ مانو تمہاری مرضی لیکن مجھے نقصان پہنچانے سے تو باز رہو۔ تم میرے دست وبازو نہیں بن سکتے تو رشتہ داری وقرابت کے ناطے مجھے ایذا تو نہ پہنچاؤ اور میرے راستے کی رکاوٹ تو نہ بنو کہ میں بحسن وخوبی فریضہ رسالت ادا کرسکوں۔ گویا یہاں مخاطب بنو ہاشم اور بنو قریش ہیں۔

۲......امت مسلمہ پر رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ ان کی عزت وآبرو کا دفاع کرے۔ اگر کوئی ان کی ہرزہ سرائی کرنے کے درپے ہو تو اس کو اس عمل سے روکا جائے اور اگر کوئی آل بیت رسول ﷺ کے راستے میں روڑا بن کر آتا ہے تو امت مسلمہ پر حق بنتا ہے کہ اس کو ان کے راستے سے طاقت کے ذریعہ دور کرے۔

الغرض جیسا کہ پیچھے اہل السنہ والجماعۃ کے عقیدہ کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے؛ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت کو ایذاء رسانی کے درپے ہو تو آل رسول ﷺ کا دفاع کیا جائے اور ان کی عزت وآبرو کو پامالی سے بچایا جائے۔ اہل سنت والجماعت کے معتقدات میں سے یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کے افراد میں سے کسی فرد کو ایذاء اور تکلیف دینا حرام ہے۔ بلکہ اپنے قول اور فعل کے ذریعہ ان کی شان میں گستاخی کرنے کی بھی ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ امام مسلم رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات باری تعالیٰ کی جو دانے کو پھاڑنے والا ہے یعنی جس نے زمین میں دبے ہوئے دانے کو پھاڑ کر اس سے انواع واقسام کے درخت پیدا فرمائے ہیں اور جس نے ہر جاندار کے جسم میں روح پھونک کر اس کو وجود بخشا ہے؛ نبی امی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے وصیت کرتے ہوئے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اگر مجھ (علی بن ابو طالب) سے کسی کو محبت ہوسکتی ہے تو وہ مؤمن کے علاوہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور اگر مجھ سے کسی کو بغض اور دشمنی ہوسکتی ہے تو وہ منافق کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔'' ❶ مراد یہ ہے کہ سیّدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کی علامت ہے اور آپ رضی اللہ عنہ سے دشمنی نفاق کی نشانی ہے۔

سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر شکایت کی کہ قریش کے بعض افراد بنو ہاشم کے ساتھ زیادتی اور ناانصافی کا معاملہ روا رکھتے ہیں تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ان سے یوں ارشاد فرمایا: ''ان لوگوں کا اس وقت تک ایمان کامل نہیں ہوسکتا جب تک اللہ کے واسطے اور میری قرابت و رشتہ داری کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے وہ تم لوگوں سے محبت نہ کرنے لگیں۔ ❷

۳...... امّت مُسلمہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آلِ بیت کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ ان کی طرف منسوب جھوٹے الزامات، دروغ گوئی کے ذریعہ ان پر تھوپی گئی تہمتوں اور ان کی عزت وآبرو کو داغ دار کرنے کے لئے ان پر الزام تراشیوں کا ازالہ کیا جائے اور ان کی ذات کو مزکی ومصفّی بنا کر لوگوں کے سامنے حقیقت کے آئینہ میں پیش کیا جائے۔ یہی عزیمت کا بلند ترین مقام ہے۔ اس طرح کے کاموں میں دلچسپی لینا خصوصاً اس دورِ قحط الرجال میں ہم لوگوں کی ذمہ داری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آلِ بیت کی طرف سے دفاع کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ جو ان کو گالی دے، ان کی شان میں گستاخی کرے، ان کی جناب میں ہرزہ سرائی کرے یا ان کی عزت وآبرو کو داغ دار کرنے کی کوشش کرے، اس کو سزا دی جائے اور سرزنش کی جائے، بلکہ ہم پر یہ بھی حق بنتا ہے کہ جو ان کی شان میں غلو بازی کرے، ان کے بارے میں افراط وتفریط کا شکار ہو تو اس کا دنداں شکن جواب دیا جائے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آلِ بیت کے

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن حبّ الانصار وعليّ رضي الله عنهم من الإيمان وعلاماته وبغضهم من علامات النفاق / ح: ۲۴۰/۱۳۱.

❷ اس حدیث کی تخریج پیچھے ہوچکی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی فرد کو اس کے مقام ومرتبہ سے بڑھا چڑھا کر پیش کرنا آل بیت رسول ﷺ کے لئے باعث ایذاء اور ان کی روح کو تکلیف پہنچانے کے مترادف ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے آلِ بیت سے متعلق ان کے بارے میں ان کے مقام ومرتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے حق گوئی سے کام لینا چاہیے۔

جن شیعہ نے رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کے بارے میں انتہا پسندی کی وجہ سے افراط وتفریط سے کام لیا ہے، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "منهاج السُّنّة النبوّية" کے نام سے ایک جامع کتاب تصنیف فرمائی ہے جو روافض کے خلاف بہت بڑی دلیل ہے۔ اس سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو بہتر ہوگا۔

شیعوں کے ایک بہت بڑے عالم ابوعمرو "محمد بن عمر الکشی" نے اپنی اہم ترین کتاب "رجال الکشی" ❶ میں امام "زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما" کا بیان نقل کیا ہے کہ: جناب زین العابدین سیّدنا علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم نے فرمایا:

"یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کیا اور ان کے بارے میں ان کو جو کچھ کہنا تھا انہوں نے کہا۔ (یعنی یہود نے جناب عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا ڈالا) تو نہ عزیر علیہ السلام ان سے ہیں اور نہ ہی ان لوگوں کا حضرت عزیر علیہ السلام سے کوئی تعلق ہے۔ یعنی حضرت عزیر علیہ السلام ان کی غلو بازی سے بری الذمہ ہیں۔ اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ انہوں نے ان کے بارے میں غلو بازی سے کام لیا اور ان کے بارے میں جو کہنا تھا وہ کہا۔ تو نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ان سے کوئی رشتہ ہے اور نہ ہی ان لوگوں کا ان سے کوئی تعلق ہے اور ہم لوگ بھی ان کے نقش قدم پر قائم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیروکار اور ماننے والے بھی ہم سے محبت کا دعویٰ کریں گے۔ اس کے بعد وہ غلو بازی کا شکار ہو جائیں گے

❶ شیعوں کے نزدیک یہ اہم اور قدیم ترین کتاب ہے جس کو ابوعمر کشی نے چوتھی صدی ہجری میں اپنے شیوخ سے نقل کر کے لکھا تھا۔ شیخ زمانہ ابوجعفر الطوسی نے اس کی تہذیب اور تنقیح کر کے اس کو "اختیار معرفة الرجال" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ یہ کتاب اس وقت متداول اور رائج ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہمارے بارے میں وہی کہیں گے جو یہودیوں نے حضرت عزیر کے بارے میں کہا تھا اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ اور ابن مریم علیہ السلام کے بارے میں بطور غلو کہا تھا۔ اس لیے ہم اعلان کر کے صاف طور پر کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ نہ تو وہ ہم سے ہیں اور نہ ہم ان سے ہیں۔" ❶، ❷

علماء شیعہ کی ایک بہت بڑی تعداد نے شیعوں میں سے غلو باز شیعوں کا بائیکاٹ بھی کیا ہے اور ان کی غلو بازی کا پردہ فاش کرتے ہوئے ان کے بیان کردہ بہت سے عقائد کو منظر عام پر لا کر اس کی تردید بھی کی ہے، لیکن مرورِ ایام کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت کے بارے میں غلو بازی مذہب اثنا عشریہ کے عقائد کا جزء لاینفک بن کر ان کی ضرورت ناگزیر بن گئی۔ چنانچہ شیعوں کے کبار علماء میں سے ایک عالم "عبداللہ محمد المامقانی" ہیں، جن کو موجودہ زمانہ میں شیعی علماء کے درمیان علم رجال کے سلسلہ میں مرجع گردانا جاتا ہے۔ وہ اپنے قلم سے تحریر کرتے ہیں:

"زمانہ قدیم کے شیعہ لوگ ان باتوں کو، جن کو ہم اس زمانہ میں ضروریات دین شیعی سمجھ بیٹھے ہیں غلو بازی اور افراط التفریط کی قبیل میں شمار کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے ثقہ اور عادل لوگوں کی ثقاہت اور ضبط میں جرح کرنے سے بھی وہ گریز نہیں کرتے تھے۔ اس علم سے واقف لوگوں کو ان کے اصطلاحی کلمات سے بخوبی اندازہ ہوگا کیونکہ جرح و تعدیل کے انداز بیان سے یہ حقیقت واشگاف ہو جاتی ہے۔" ❸

۴...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت کا چوتھا حق یہ ہے کہ مختلف اوقات میں ان پر درود و سلام

---

❶ ملاحظہ فرمائیں: (رجال الکشی، ص: ۱۱۱)۔

❷ ہماری اسی کتاب میں ان روایات کا بھی مطالعہ فرمائیں جو آگے آ رہی ہیں اور یہ روایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت کے لئے باعث اذیت ہیں۔ کیونکہ ان میں ان کے لئے غلو بازی سے کام لیا گیا ہے۔

❸ ملاحظہ فرمائیں: تنقیح المقال (۲۳/۳) جو فن علوم رجال میں ہے اور اس کے مصنف کی اس کے علاوہ اور کئی مؤلفات بھی ہیں ان کی ولادت: ۱۲۹۰ھ میں اور وفات ۱۳۵۱ھ میں ہوئی۔ ملاحظہ فرمائیں: الاعلام للزرکلی (۷۹/۴)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیجنا مشروع قرار دیا گیا ہے۔ اس بارے میں متعدد نصوص وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب:٥٦)

''اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا کرو اور ان پر خوب خوب سلام کا نذرانہ بھی پیش کیا کرو۔''

اسی طرح حدیث نبوی ﷺ میں اس موقع پر، جبکہ آپ سے نماز کی حالت میں آپ ﷺ پر درود بھیجنے کی کیفیت کے بارے میں پوچھا گیا تھا، تو آپ ﷺ نے اس سائل سے فرمایا کہ تم لوگ نماز کی حالت میں یہ کہا کرو:

((اللّٰهم صل علىٰ محمّد وعلىٰ آلِ محمّد كما صلّيتَ علىٰ ابراهيم۔ وبارِكْ علىٰ محمّد وعلى آلِ محمّدٍ كما باركتَ علىٰ ابراهيمَ في العالَمِينَ انّكَ حميدٌ مجيدٌ))

''اے اللہ، محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت کاملہ نازل فرما، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر نازل فرمائی تھی۔ محمد ﷺ اور ان کی آل پر اپنی خیر و برکت کی برکھا برسادے، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بالخصوص رحمت برسائی تھی۔ بلاشبہ تیری ذات حمد و ستائش کی مستحق ہے اور تو ہی بڑائی و بزرگی والا ہے۔''[1]

اس سے پتہ یہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ کے آل بیت پر درود بھیجے بغیر نماز پوری نہیں ہوتی۔ گویا کہ رسول اللہ ﷺ کے آل بیت پر درود بھیجنا نماز کے لئے تتمہ اور اس کے لازمہ

[1] صحیح مسلم: کتاب الصلاة علی النبی ﷺ بعدالتشھد ١/٣٠٥ رقم (٤٠٥) درود ابراہیمی کے ثبوت میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں اور تھوڑے بہت اختلاف کے ساتھ تمام کی تمام روایات کا محور ایک ہی ہے (اگلے مرجع کا مطالعہ فرمائیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حیثیت رکھتا ہے کہ آل محمد ﷺ کا درود میں ذکر کرنا درود کے بال و پر ہیں۔ چونکہ درود، دعاء ہے اور رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کے لئے دعا کرنا آپ ﷺ کی روح کو تسکین کا سامان مہیا کر کے آپ ﷺ کے دل کو ٹھنڈک پہنچانا ہے، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عزت و شرف، بزرگی و برتری سے مزید نوازتا چلا جاتا ہے۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَعلىٰ آلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَعَلَى اَزْوَاجِهِ وَبَارَكْ وَسلّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً۔

نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کے فضائل میں امام ابن قیم رحمہ اللہ نے مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ اس کا نام انہوں نے ''جلاء الافهام في فضل الصلاة والسلام على محمد ﷺ خير الانام'' رکھا ہے۔ اس میں درود و سلام کے فضائل کے ضمن میں یہ بھی تحریر فرما دیا ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا متفقہ فیصلہ ہے: رسول اللہ ﷺ کے آلِ بیت پر درود سلام ضرور بھیجا جائے۔ [1]

لیکن بعض علماء کرام یہاں دو مسائل بیان کرتے ہیں؛

(۱)...... اہل سنت والجماعت میں سے بہت سے لوگ آل رسول ﷺ کا ذکر کیے بغیر نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ چنانچہ ان کے درود کے الفاظ یوں ہوتے ہیں: ''صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ''.

(۲)...... اہل سنت والجماعت میں سے بہت سے لوگوں کی عادت ہے کہ جب درود و سلام پڑھتے ہیں تو آل رسول ﷺ کے ساتھ اصحاب رسول ﷺ کا بھی تذکرہ کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں: صَلّى اللّٰهُ عليه وَعَلىٰ آلِه وَصَحبهِ وَسَلّمَ.''

پہلے مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے علماء کرام نے یہ صراحت فرمائی ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں اس بات کی گنجائش ہے کہ صرف صلی اللہ علیہ وسلم پر اکتفا کیا جائے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا جہاں حکم دیا ہے وہاں ''آل'' کا ذکر نہیں فرمایا۔ جس

[1] دیکھئے: جلاء الافهام (۱/ ۲۲٤)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آل کا ذکر کر دیا جائے تو بہتر اور اولیٰ ہے اور اگر آل کا ذکر نہیں کیا گیا تو اصولاً اس کی گنجائش ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (سورۃ الاحزاب) یہ آیت کریمہ اس معاملہ میں نہایت صریح اور واضح ہے جس کی وجہ سے اشکال کا خود بخود ازالہ ہو جاتا ہے۔

دوسرے مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے علماء کرام فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اپنے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ (التوبۃ ۱۰۳) اے نبی ﷺ آپ صحابہ کرام پر درود بھیجا کریں۔ بلاشبہ آپ کا ان کے لئے دعا کرنا موجب اطمینان ہے۔ ہمیں نبی کریم ﷺ کی اقتدا کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اثناء درود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا نام لینے کی اصولاً گنجائش ہے، بلکہ ایسا کرنا نبی کریم ﷺ کے عمل کے عین مطابق ہے جو شرعاً مطلوب بھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

۵......امت مسلمہ پر رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا پانچواں حق یہ ہے کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ان کو دیا جائے ❶ اہل سنت والجماعت کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کے منجملہ حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے۔

---

❶ مال غنیمت سے مراد وہ مال ہے جو کافروں سے لڑائی میں فتح اور غلبہ حاصل ہونے کے بعد ہاتھ لگے۔ چنانچہ سارے مال غنیمت کے پانچ حصے کیے جائیں گے اور ان میں سے چار حصے ان مجاہدین میں تقسیم کردیئے جائیں گے جو اس میں شریک تھے۔ اس میں سے جو پانچواں حصہ ہے اس کو عربی زبان میں خمس کہتے ہیں۔ جبکہ مال فے وہ مال ہے جو دشمن بغیر لڑے بھڑے دیدے یا صلح کے ذریعہ حاصل ہو یا جزیہ اور خراج کے طور پر ہاتھ آئے۔ اور جو مال باقاعدہ لڑائی اور غلبہ حاصل کرنے کے بعد ملے وہ مال غنیمت ہے اور کبھی مال غنیمت کو بھی مال سے تعبیر کرلیا جاتا ہے۔ اسی لئے مؤلف حفظہ اللہ حاشیہ میں تصریح فرماتے ہیں کہ ایسے مال کا اس مال میں شمار نہیں ہوگا جس کو مسلمانوں نے غنیمت اور فے کے علاوہ کسی دوسرے طریقہ سے حاصل کیا ہے اور ابن منظور نے لسان العرب میں (۱۲/۴۴۶) میں اس کی یوں تصریح فرمائی ہے کہ! احادیث میں مال غنیمت کا بار بار تذکرہ آیا ہے۔ مال غنیمت سے مراد وہ مال ہے جو مسلمانوں کو اہل حرب سے ملے اور وہ مال بغیر کسی جانفشانی کے ہاتھ نہ آیا ہو بلکہ اس کا حصول لڑائی اور قتال کے بعد عمل میں آیا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ﴾ (الانفال:٤١)

"تم کو جان لینا چاہیے کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔"

چنانچہ جب آیت مذکورہ کا نزول ہوا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مال غنیمت میں سے اپنا حصہ لینے میں احتیاط برتنا شروع کر دی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کے تردد کا ازالہ فرما دیا:

﴿فَکُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَیِّبًا﴾ (الانفال:٦٩)

"حلال اور پاکیزہ مال غنیمت میں سے جو تم بطور غنیمت حاصل کرو اس میں سے بے چون وچرا کھاؤ پیو!"

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۝﴾ (الحشر:٧)

"اور بستیوں والوں کا مال اگر اللہ تعالیٰ لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول ﷺ کے ہاتھ لگائے تو وہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ کے قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔"

ایک حدیث میں جناب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے؛ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو خمس کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے: "مجھے رسول اللہ ﷺ نے مال خمس پر مامور فرمایا تو میں اس کو نبی کریم ﷺ کی زندگی میں اس کے مصرف میں صرف کرتا رہا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی حسب ضرورت اسے اس کے مصرف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں صرف کرتا رہا۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی اپنی ذمہ داری نبھاتا رہا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ مال غنیمت آیا تو مجھے امیر المومنین جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بلا بھیجا اور مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: اس مال کو تم لے لو۔ میں نے جواب دیا کہ میں اسے لینا نہیں چاہتا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے دوبارہ اصرار کیا۔ مجھ کو اس مال کے لینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم اس مال کے زیادہ حق دار ہو۔ (کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں) آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جواباً عرض کیا: ہم لوگ اب اس مال سے مستغنی ہو چکے ہیں۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بالآخر اس مال کو بیت المال کے خزانے میں ڈال دیا۔ ❶

اس سے معلوم ہوتا ہے مال غنیمت کے پانچویں حصہ میں رشتہ داروں اور قرابت داروں کا بھی مخصوص حصہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بطور ثبوت اس رشتہ اور اس حصہ کا وجود موجود ہے۔ یہی جمہور علماء امت کا قول ہے اور یہی قول راجح اور درست ہے۔ ❷

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ؒ نے اس مسئلہ میں تحریر فرمایا ہے کہ امت مسلمہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت کے چند شرعی حقوق ہیں جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ انہیں حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مال غنیمت اور مال فے میں سے پانچواں حصہ خاص کر دیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کے ضمن میں آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ ❸

مگر اہل سنت والجماعت شیعوں کے برعکس یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت رضی اللہ عنہم کو مال غنیمت کا پانچواں حصہ دیا جائے گا نہ کہ آپ کی ذاتی جائیداد کا۔ اسی طرح

---

❶ دیکھئے: ابو داؤد (۲۹۸۳) اور الحاکم (۲/ ۱۴۰)۔

❷ ملاحظہ ہو: المغنی لابن قدامہ (۹/ ۲۸۸) حقوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک بڑا ہی جامع رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ ابو تراب الظاہری نے اس کی تحقیق اور تنقیح کی ہے۔

❸ مجموع الفتاوی (۳/ ۴۰۷)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میراث میں خمس نہیں نکالا جائے گا۔ کیونکہ میراث تو میت کے ورثہ کا ذاتی حق ہے اس میں خمس نکالنے کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مکانوں، گاڑیوں وغیرھا میں خمس نہیں ہے، کیونکہ یہ تو ان کے مالکوں کی ذاتی ملکیت ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ﴾ (انفال: ٤١) آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کی شرط لگا کر واضح کر دیا ہے کہ خمس مال غنیمت سے ہی نکالا جائے گا، اسی لئے "اَنَّمَا غَنِمْتُمْ" کہا گیا ہے۔ اگر یہ حکم عام ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ "اَمْوَالَكُمْ" فرماتے مگر ایسا نہیں فرمایا، بلکہ محض امت مسلمہ پر رحمت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کی قید لگائی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

شیعوں کے اثنا عشریہ فرقہ میں ہیجانی کیفیت طاری ہو چکی ہے بالخصوص ان کے بارہویں امام کے روپوش ہونے کے بعد۔ وہ خمس یعنی پانچواں حصہ نکالنے کے بارے میں مضطرب ہیں۔ اور اس وقت ان کی مشکلات اور بھی دو چند جاتی ہیں جب یہ مسئلہ درپیش ہو کہ خمس کا مال کسے دیا جائے؟ یا اسے کس مصرف میں لایا جائے؟

شیعوں کے بڑے مشائخ میں سے ایک ملا جن کو "شیخ المفید" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے [1] وہ اس سلسلہ میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں: "ہمارے فرقہ کے بہت سے لوگ امام غائب کے روپوش ہو جانے کے بعد مال خمس کے بارے میں اختلاف رائے کا شکار ہو چکے ہیں اور ان میں سے ہر فریق کی اپنی اپنی مستقل رائے ہے۔

(۱)......ان میں سے بعض تو امام غائب کے چلے جانے کے بعد اس حکم کے ساقط ہونے کے قائل ہیں۔ چنانچہ رخصت کے بارے میں مفصل بیان ان کی کتاب میں موجود ہے۔

(۲)...... جب کہ بعض کی رائے یہ ہے کہ اب مال خمس کو نکال کر دفن کر دینا واجب ہے۔ یہ لوگ دلیل میں اس حدیث کو پیش کرتے ہیں جس میں ہے کہ: امام کے ظہور کے وقت

---

[1] شیخ مفید اپنے زمانے کے شیعہ امام تھے۔ ان کا پورا نام ہے: محمد بن محمد بن النعمان۔ ان کی تقریباً ۲۰۰ کتابیں ہیں۔ ان کی وفات ۴۱۳ھ میں ہوئی۔ ملاحظہ ہو! الاعلام للزرکلی (٧/ ٢١) اور سیر اعلام النبلاء (١٧/ ٣٤٤)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین اپنے دفینے اگل دے گی۔ اور امام جس وقت آئیں گے اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دفن، تمام خزانوں کے بارے میں بتلا دے گا۔ چنانچہ وہ زمین میں موجود سارے خزانے نکال لیں گے۔

(۳)...... جب کہ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ مال خمس کو قرابت داری مستحکم کرنے یا فقراء شیعہ کی دل جوئی کے لیے صرف کیا جائے گا۔

(۴)...... ان میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ اس کو ولی امر کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے گا۔ اگر اس کو امام کے ظہور سے پہلے موت آ جائے تو ولی امر دیانت داری اور ہوشمندی میں جس کو قابل اعتماد سمجھتا ہو، وصیت کر کے اس دنیا سے رخصت ہوگا تا کہ موصی اگر امام کا زمانہ پالے تو وہ امانت اس کے حوالہ کر دے ورنہ اپنی موت کے وقت موصی بھی کسی دیانت دار اور ہوشمند شخص کو بعینہ وہی وصیت کر کے اس دنیا سے رخصت ہو جائے جو اس کے وصی نے کی تھی۔ اس کے بعد یہ معاملہ پشت در پشت اسی انداز سے چلتا رہے گا حتیٰ کہ اس امام منتظر کا ظہور ہو جائے جس کو ان کے نزدیک ''امام آخر الزمان'' کے خطاب سے موسوم کیا جائے گا۔

ملا مفید مزید فرماتے ہیں کہ ہمارے شیعہ حضرات کے پاس کوئی صریح دلیل موجود نہیں جس کا وہ سہارا لے سکیں اور نہ ہی ان کو اس کی کوئی علت معلوم ہے جس کے ذریعہ وہ اس کی تاویل کر سکیں۔ ❶ یہی وجہ ہے کہ وہ اس بارے میں اختلاف کا شکار ہو گئے ہیں۔

ان اقوال میں سے مستند ترین پہلا قول ہی معلوم ہوتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ امام غائب کے روپوش ہو جانے کی صورت میں ''خمس'' ساقط ہو جاتا ہے۔ اس قول کی تائید میں شیعوں کی کتابوں اور ان کے مستند مصادر و مراجع میں بے حد روایات پائی جاتی ہیں۔ ❷

۶...... امت مسلمہ پر ایک حق یہ بھی ہے کہ انہیں اہل بیت کے حسب و نسب کے بارے میں پورا یقین ہو کہ خاندانی اعتبار سے پورے قبائل عرب میں یہ لوگ معزز و مکرم اور افضل

---

❶ دیکھئے: المقنعه: للشيخ المفيد (ص: ٤٦)۔

❷ مزید تفصیل کے لیے: اصول الکافی جلد۱، ص ٤٠٨ اور ''من لا يحضره الفقيه'' جلد۲، ص ۲۲ کا مطالعہ کر لیجیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واشرف ہیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل علیہ السلام کو (میرے لیے) منتخب فرمایا۔ بنی اسماعیل میں سے بنو کنانہ کا انتخاب فرمایا، بنو کنانہ میں سے قبیلۂ قریش کو منتخب فرمایا۔ پھر قبیلہ قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب فرمایا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرما کر نبوت عطاء فرمائی۔'' (حوالہ پیچھے گزر چکا ہے۔)

۷...... امت مسلمہ پر رسول اللہ ﷺ کے آل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ ان پر زکاۃ اور صدقہ کو حرام قرار دیے دیا گیا ہے۔ لہٰذا ان کو صدقہ وخیرات دینا یا ان کا خود صدقہ وخیرات لینا کسی صورت میں جائز نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کے ذاتی تقدس کو زکوٰۃ وخیرات کی آلودگی سے منزہ کیا جاسکے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''بلاشبہ صدقہ وخیرات لوگوں کا میل کچیل ہے۔ اس لئے محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے اس کا لینا ناجائز ہے۔ ❶

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ''جہاں تک صدقہ وخیرات کا معاملہ ہے تو اس کو نبی کریم ﷺ نے اپنے اوپر اور اپنے اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین پر، ان کے تقدس کو آلودگی سے پاک رکھنے کے لئے، حرام قرار دیا ہے تا کہ ان کی ذات پر بطور تہمت انگلیاں نہ اٹھ سکیں۔ جس طرح کوئی شخص ترکہ نہ چھوڑے تو یہ طبعی امر ہے کہ اس کے ورثاء درہم ودینار سے محروم رہیں گے۔ ❷

یہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے اہم ترین حقوق کا بیان تھا جو امت مسلمہ پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے عائد ہوتے ہیں۔ ہم نے ان میں سے مشہور قسم کے چند حقوق کو مختصر طور پر بیان کر دیا ہے۔ یہ وہ حقوق شرعیہ ہیں جو زباں زد خاص وعام ہیں اور ہم نے اس کے بیان میں اختصار کا پہلو اختیار کیا ہے تا کہ طوالت کی وجہ سے لوگ اکتاہٹ محسوس نہ کرنے لگیں۔ لہٰذا ہم پر ضروری ہے کہ ہم ان کے حقوق کا لحاظ رکھیں، انہیں معلوم کرنے کی

---

❶ صحیح مسلم (ح: ۱۰۷۲)۔

❷ مجموع الفتاوی (۱۹/۳۰)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر پور کوشش کریں اور نبی کریم ﷺ نے آل بیت کے بارے میں جو احکامات صادر فرمائے ہیں ان کی اتباع و پیروی کریں۔ یہ نہ ہو کہ ہم صرف ان کی توقیر و تعظیم کا زبانی دعویٰ کرتے رہیں۔

آل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے لیے مذکورہ حقوق اس وقت ثابت ہوں گے جب دو شرطیں پائی جائیں گی:

(۱)...... پہلی شرط دین اسلام ہے۔ یعنی مسلمان ہو۔ کیونکہ کافر کو مذکورہ حقوق کے مستحقین میں نہیں گردانا جاسکتا۔ اگرچہ وہ نسبت کے اعتبار سے آل رسول ﷺ کا ہی ایک فرد کیوں نہ ہو۔ دین اسلام میں عز و شرف کا معیار تقویٰ ہے، حسب و نسب تو ثانوی چیز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات:۱۳) ”بلاشبہ تم میں معزز وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہو۔“ نبی اکرم ﷺ نے حسب و نسب پر اعتماد کر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہنے والوں کو بہت ڈرایا دھمکایا ہے اور اس پر فخر و مباہات کرنے والوں کو انجام کار سے آگاہ فرمادیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

> ”اے فرزندان قریش! اللہ سے اپنے نفس کا سودا کر لو اور اپنے آپ کو اللہ سے خرید کر آزاد کرالو۔ میں اللہ کے روبرو اس کے مقابلہ میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتا۔ اے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ میں اللہ کے مقابلہ میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتا! اے صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا (اللہ کے رسول ﷺ کی پھوپھی) مجھ پر تکیہ کر کے ہرگز نہ بیٹھنا کیونکہ میں آپ کے کام کچھ نہیں آسکتا۔ اے فاطمہ بنت محمد ﷺ: مجھ سے میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو مگر یہ بات یاد رکھو کہ میں اللہ کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔“ [1]

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! کان کھول کر سن لو! تمہارا ایک ہی رب ہے اور تمہارا ایک ہی باپ ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور نہ ہی کسی سرخ کو سیاہ پر اور نہ کسی سیاہ کو سفید پر فوقیت ہے۔ اگر برتری کا کوئی معیار ہے تو وہ

---

[1] صحيح البخاري (ح: ٢٦٠٢)۔ صحيح مسلم (ح: ٢٠٦)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقویٰ ہی ہے۔'' ❶ آپ کو بخوبی معلوم ہونا چاہیے کہ ابولہب پر اس کے کفر اور پھر کسی کی وجہ سے عتاب وعید نازل ہوئی تھی۔

(۲)...... حسب ونسب کا رسول اللہ ﷺ کے آل بیت رضی اللہ عنہم سے منسلک ہونا حقیقت میں بھی ثابت ہو۔ کیونکہ اس شخص کے لئے جو اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ، کسی دوسرے کی طرف منسوب کرتا ہے یا اپنے آپ کو کسی ایسی جماعت یا قبیلہ کی طرف منسوب کرے، حالانکہ حقیقت میں اس قوم یا قبیلہ سے اس کا دور کا بھی رشتہ نہ ہو، تو ایسے شخص کے بارے میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہر وہ شخص جو جان بوجھ کر اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسری شخصیت سے نسبت کا دعویٰ کرے تو اس نے بلاشبہ کفر کا ارتکاب کیا۔ اور اگر کوئی شخص کسی قبیلہ یا قوم میں اپنے آپ کو شمار کرے حالانکہ حقیقت میں اس کا اس قوم، جماعت یا قبیلہ سے کوئی تعلق نہ ہو تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔'' ❷

ان لوگوں سے میری درخواست ہے جو اپنے آپ کو نبی مکرم ﷺ کے اہلِ بیت کی طرف منسوب کرتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ تقویٰ، طہارت اور خشوع وخضوع میں لوگوں کے لئے نمونہ بنیں۔ اس میدان میں ان کا مقام ومرتبہ بلند ہو، قول وفعل میں تضاد نہ ہو اور ظاہر باطن میں وہ سنت رسول اللہ ﷺ کے شیدائی ہوں۔ اس طرح ان میں دو قسم کے فضائل ومحاسن جمع ہو جائیں گے۔ ان میں سے ایک ایمان وتقویٰ ہے اور دوسرا اشرف بیت نبوی ﷺ سے انتساب ہے۔

آل بیت کے جن حقوق کو اہل سنت والجماعت شمار کرتے ہیں ان کا اجمالی خاکہ یہ ہے:

۱۔ ان سے محبت ومودت کا برتاؤ کیا جائے۔

۲۔ ان کا دفاع اور حفاظت کی جائے۔

---

❶ رواہ احمد (٥/٤١١) وقال شعیب الارناؤط؛ اسنادہ صحیح۔

❷ صحیح البخاری (ح: ٣٣١٧)۔ صحیح مسلم (ح: ٦١)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ان پر عائد ہونے والے جھوٹے الزامات کی تردید کی جائے۔

۴۔ ان پر درود وسلام بھیجا جائے۔

۵۔ ان کو مال غنیمت میں سے خمس دیا جائے۔

٦۔ ان کے خاندان کو بالیقین دنیا کے تمام خاندانوں سے زیادہ معزز و مکرم سمجھا جائے۔اس لیے کہ ان کا نسب سیّد الاوّلین والآخرین محمد رسول اللہ ﷺ سے اور آپ ﷺ کی ذریت سے جاملتا ہے۔

۸۔ ان پر زکوۃ اور صدقہ حرام سمجھا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت رضی اللہ عنہم بھی بشر ہیں

حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں یہود کے غلو سے قارئین کرام بخوبی واقف ہوں گے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کے غلو فی الدین کا پردہ چاک فرمایا ہے کہ:

﴿وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ﴾ (التوبۃ: ۳۰)

''اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔''

یہود نے حضرت عزیر کو بشریت کے مرتبہ سے اٹھا کر الوہیت کے مقام پر بٹھادیا اور ان کو پروردگار کے اوصاف وخصائص میں سے غیب، تصرف، تخلیق وغیرہ کا پرتو قرار دینا شروع کردیا۔ ان کی کتابوں میں مشہور ومتداول ہے کہ اس عقیدہ الوہیت میں کسی ایسی علت کا وجود تک نہیں کہ جس کی بنیاد پر وہ اپنے اس عقیدۂ باطل کی تاویل کرسکیں۔

اور جن لوگوں کے باطل عقیدہ الوہیت میں علت کے وجود کا شبہ پایا جاتا ہے وہ اس شبہ کو بطور حجت پیش نہیں کرسکتے۔ وہ نصاریٰ کا گروہ ہے کہ جن کو دنیا آج کل عیسائیوں کے نام سے یاد کرتی ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حمل رحم مادر میں وجود پذیر ہونا اور آپ علیہ السلام کی ولادت باسعادت بذات خود اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور آپ علیہ السلام اللہ کی روح ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ○ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَیَّ هَیِّنٌ وَ لِنَجْعَلَهٗ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا﴾

(مریم:۱۷تا۲۱)

''تو اس (مریم علیہا السلام) نے اُن کی طرف سے آڑ کرلی۔ پھر ہم نے اس کے پاس اپنی روح ''یعنی جبریل علیہ السلام'' کو بھیجا۔ وہ ان کے سامنے پورا آدمی بن کر حاضر ہوئے تو حضرت مریم علیہا السلام برملا بول اٹھیں: میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تیرے دل میں اللہ کا خوف موجود ہے تو۔ اس نے جواب دیا کہ میں تیرے رب کریم کی طرف سے بھیجا ہوا قاصد ہوں، تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں۔ حضرت مریم علیہا السلام حیرت سے بولی: بھلا میرے یہاں بچہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مجھے تو کسی انسان کی ہوا تک نہیں لگی اور نہ میں بدکار عورت ہوں۔ فرشتے نے جواب دیا کہ بات تو یہی ہے لیکن تیرے پروردگار کا ارشاد ہے کہ وہ مجھ پر بہت آسان ہے۔ ہم اسے لوگوں کے لئے ایک نشانی اور خاص رحمت بنانا چاہتے ہیں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے۔''

یہ ایک شبہ ہے جس کو نصاریٰ بطور علت پیش کرکے الوہیت عیسیٰ کے جواز کی بھونڈی تاویل کرتے ہیں اور اسی کو حجت بنا کر حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کو ابن اللہ قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعض خصائص کا انہیں پرتو سمجھتے ہیں۔ مگر ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض معجزات کی وجہ سے ابن اللہ کہنا جہالت اور نادانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس کا تذکرہ فرما کر اس اشکال کا ازالہ فرمادیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿ (آل عمران : ٤٩)

''اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ (انہوں نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا) میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے نشانی لایا ہوں۔ میں تمہارے لئے پرندے کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم (اور اُس کی قدرت) سے اڑنے لگتا ہے۔ اسی طرح مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو بھلا چنگا کر دیتا ہوں اور مردے کو زندگی عطا کرتا ہوں، اللہ عزوجل کے حکم سے۔ اور تم جو کھا کر آتے ہو اور جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کر لیتے ہو وہ سب میں تم لوگوں کو (اللہ کے حکم سے) بتلا دیتا ہوں۔ اگر تم میں ایمان ہے تو یہ تمہارے لیے ایک بڑی (معجزانہ) نشانی ہے۔''

اس سے یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں غلو کرنا شروع کر دیا اور اس میں حد سے تجاوز کر گئے حتیٰ کہ ان کے زندہ آسمان پر اٹھا لینے سے ان کو مزید تقویت مل گئی اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝﴾ (النساء: ١٥٧، ١٥٨)

''اور ان کے یوں کہنے کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ نہ تو انہوں نے انہیں قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا۔ بلکہ ان کے لئے ان کا شبیہ بنا دیا گیا تھا۔ اور یقین جانو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کرنے والے ان کے بارے میں شک میں ہیں۔ حالانکہ انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ تو غالب ہے حکمت والا۔''

نبی کریم ﷺ نے اس بات کی پیشین گوئی فرمادی تھی کہ عنقریب اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو یہود ونصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنا شروع کردیں گے اور انہیں کے رنگ میں رنگے جائیں گے۔ بلاشبہ اس دور میں یہ پیشین گوئی برحق ثابت ہوچکی ہے۔ کیونکہ بعض لوگوں نے آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں غلو کرکے اُن پہلوؤں کو پایہ تکمیل تک پہنچادیا ہے۔

بلکہ بعض لوگوں نے اس قسم کی غلو بازی میں رسول اللہ ﷺ کی ذات تک کا خیال نہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ بھی غلو کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور انہیں اس بارے میں کچھ بھی علم نہیں سوائے وہم وگمان کے۔ اور آپ ﷺ کو بھی الوہیت کے مرتبہ پر فائز کردیا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیسیٰ علیہ السلام سے افضل واشرف ہیں اور بلاشبہ یہ حقیقت بھی ہے۔ مگر انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی تاویل کرتے ہوئے یہ کہہ بیٹھے: اگر ایسا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن خصائص اور اوصاف سے متصف ہیں انہیں اوصاف وخصائص سے نبی کریم ﷺ کو بھی متصف قرار دیا جائے گا۔ بلکہ آپ ﷺ کی ذات اس سے بڑھ کر مزید خصائص واوصاف سے متصف ہونے کا حق رکھتی ہے۔ تعالی اللہ عما یقولون علوًا کبیرًا۔

وہ لوگ جو اس قسم کی غلو بازی کا شکار ہیں کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان برحق کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جس میں اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کی عبدیت کا ذکر کرکے ان دونوں کی بشریت پر مہر ثبت فرمادی اور سارے چور دروازے بند کردیے ہیں۔ تاکہ تعلیمات اسلامیہ اور عقائد دینیہ کے انمول خزانے پر نقب زنی کی گنجائش باقی نہ رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد ﷺ کے متعلق قرآن کریم میں خود آپ ﷺ کی زبانی ارشاد فرماتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (الکھف:۱۱۰)

''اے نبی ﷺ آپ فرمادیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں۔فرق صرف اتنا ہے کہ میری جانب وحی کی جاتی ہے۔ بلاشبہ تم سب کا صرف ایک ہی معبود ہے۔ جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے نیک اعمال کرنا چاہیں اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا چاہیے۔''

ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ﴾ (الکھف:۱)

''تمام تعریفات اس ذات کے لیے ہیں کہ جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا۔''

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا﴾

(الفرقان:۱)

''وہ ذات نہایت بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تاکہ وہ سارے جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو۔''

یہاں قرآن کو ''الفرقان'' فرمایا ہے۔یعنی اپنے احکام کے ذریعے حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا۔ یہ عزت وشرف والا مقام پھر محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہوا اس وحی قرآن کے ذریعے، حالانکہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور بشر ہیں۔ یہاں اللہ عزوجل کا آپ ﷺ کو اس عظیم تر مرتبہ ومقام کے لیے منتخب کر لینا آپ کے بلند ترین مقامات میں سے ایک مقام ہے۔

علاوہ ازیں معراج جیسے اہم ترین موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کی بشریت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اثبات کا اعلان فرمایا ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُo﴾ (الاسراء:۱)

''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے کر گئی کہ جس کے اردگرد ہم نے برکت ہی برکت رکھی ہے تا کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے خشوع وخضوع اور طاعت وفرمانبرداری کے سیاق میں بھی آپ ﷺ کی بشریت کا اثبات فرمایا ہے:

﴿وَّاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًاo﴾

(الجن:۱۹)

''اور جب اللہ کا بندہ کھڑے ہو کر اس سے دعا کرنے لگا تھا، (محمد رسول اللہ ﷺ) تو جنات اسے حلقہ جات کی صورت میں گھیرنے کو ہی تھے۔'' (یعنی قرآن سننے کے شوق میں ایک دوسرے کو ہٹا کر آپ کے زیادہ سے زیادہ قریب ہونا چاہتے تھے۔)

آیت مذکورہ بھی آپ ﷺ کی بشریت کی بین دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان جس باہمی گفتگو کی قرآن کریم نے تصویر کشی کی ہے اس سے بھی یہ مسئلہ پورے طور پر واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ مزید وضاحت کے ساتھ بھی بیان موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَ لَآ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝﴾ (المائدہ:۱۱۶تا۱۱۸)

''اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جس وقت اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو مخاطب کر کے ارشاد فرمائے گا: اے عیسیٰ کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی اللہ کے علاوہ معبود بناؤ؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے: اے اللہ تیری ذات مقدس ہے اور میں تجھ کو منزہ و مبرا سمجھتا ہوں۔ مجھ کو کیونکر زیب دے سکتا تھا کہ میں ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں؟ اگر میں نے ایسی بات کہی ہے تو تجھے اس کا علم ہوگا۔ تُو میرے دل کی بات بھی جانتا ہے۔ اور تیرے نفس میں جو کچھ ہے میں اس کو نہیں جانتا۔ تو ہر قسم کے غیبوں کو جاننے والا ہے۔''

﴿مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝﴾

(المائدہ: ۱۱۷تا۱۱۸)

''میں نے انھیں اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو، جو میرا رب اور تمھارا رب ہے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک ان میں رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان پر نگران تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر تو انھیں عذاب دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو بے شک تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر جناب عیسیٰ علیہ السلام کا وہ خطاب ہے جس میں انہوں نے اپنی قوم کو مخاطب کیا تھا۔ اس میں بھی بشریت کا اثبات ہے۔ چنانچہ رب کریم کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ﴾

(آل عمران:۵۱)

''اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا رب ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو یہی سیدھی راہ ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا﴾ (مریم:۳۰)

''فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھ کو کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔''

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی عبدیت کا اعلان فرمایا ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ (المائدہ:۷۵)

''حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم علیہما السلام بجز رسول ہونے کے اور کچھ بھی نہیں۔ اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر گذر چکے ہیں۔ ان کی والدہ ایک راست باز عورت تھیں۔ دونوں ماں بیٹے بتقاضائے بشریت کھانا کھایا کرتے تھے (اے ہمارے محبوب نبی!) دیکھ! ہم کس طرح ان سے دلائل بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھ! (ایسی روشن دلیلیں سننے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر بھی) وہ کیسے پھرے جاتے ہیں۔"

بشریت عیسیٰ علیہ السلام کے اثبات میں ایک جگہ اور بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ الْمَسِيحُ يَٰبَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾ (المائدہ:۷۲)

"خود مسیح علیہ السلام نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو بھی اللہ کے ساتھ شریک بنائے سو یقیناً اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں۔"

ہماری قارئین کرام سے گزارش ہے کہ سورۂ مائدہ کی آخری آیات کا غور و تدبر سے مطالعہ کریں تا کہ حقیقت حال کھل کر سامنے آ جائے۔

مذکور بالا چند وہ آیات تھیں جو نبی مکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی بشریت کے بارے میں قرآن میں نازل ہوئیں۔ تو جن لوگوں نے آئمہ کرام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ اجمعین کے سلسلہ میں غلو بازی اپنا شیوہ بنا رکھا ہے ان لوگوں پر بڑی حیرت ہوتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ کا کھلم کھلا تعارض کرتے ہوئے اپنی مذہبی کتابوں میں قصے کہانیاں اور اوہام وخرافات گڑھ کر لکھنا شروع کر دیئے اور اپنے ائمہ واولیاء کو انبیاء ورسل پر بھی فوقیت دی ڈالی ہے۔

اہم نوٹ:...... علمی مرکز حوزہ سے تعلق رکھنے والے شیعہ طلبہ اور اساتذہ میں سے بعض کے ساتھ میرے مباحثہ جات بھی ہوئے مگر ان کا عجیب وغریب دعویٰ ہے کہ جس کی نہ تو اصل ہے اور نہ کوئی بنیاد۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اماموں کو علم غیب میں سے بعض حصہ پر مطلع فرما دیا ہے۔ یا ان کو اس پر تصرف عطا فرما دیا ہے۔ مذکورہ لوگوں نے اوہام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وخرافات کو اپنا عقیدہ بنالیا ہے۔ نیز ان کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو امام منتظر کے زمانہ غیبو بیت میں آسمان کی طرف اٹھایا گیا ہے۔

اگر چہ یہ مسئلہ ہمارے موضوع بحث سے خارج ہے تاہم موقع کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر بحث کرنا اوراس کا جواب دینا وقت کی ضرورت ہے۔ لہٰذا ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ قرآن کریم میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے وہ جس وقت جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔ جیسا کہ متعدد جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ (یٰس:۸۲)

''وہ جب کبھی کسی چیز کے کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے تو اسے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ہو جا۔ سو، وہ اسی وقت ہو جاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں واضح طور بیان فرما دیا ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو چیزیں بطور خرق عادت عطا فرمائی تھیں ان کا تعلق معجزات الٰہیہ سے ہے۔ انبیاء کرام کے ہاتھوں خرق عادت چیزوں کا ظہور، معجزہ کہلاتا ہے۔ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی تائید کرتا ہے۔ قرآن وسنت کی رو سے کہیں بھی اس بات کا اشارہ نہیں ملتا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے علاوہ کسی اور کو بھی معجزہ سے نوازا ہو۔ لہٰذا پورے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ معجزہ انبیاء کرام کا خاصہ ہے اور یہ معاملہ انہیں کے ساتھ مختص رہے گا۔ گویا انبیاء کرام کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے اس کو ثابت کرنا عقل ونقل دونوں کی بنا پر واضح خلاف ورزی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جن معجزات کو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص کر دیا ہے وہ ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ ہمیشہ کے لئے خاص رہیں گے۔ ان میں کسی دوسرے کی شرکت کا جواز نہ ہے اور نہ ہوگا۔ یہاں یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں جن خرق عادت چیزوں کا بطور معجزہ ظہور فرمایا ہے انہیں کو ائمہ کرام یا اولیاء عظام کے لئے ثابت کرنا عقل ونقل کے خلاف ہے۔ کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور جس چیز کا کتاب وسنت سے کوئی ثبوت نہ ہو وہ مردود ہے۔
اگر فرض کر لیا جائے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان معجزات میں سے بعض معجزے غیر رسل علیہم السلام کو بھی بطورِ تائید عطا فرما دیے ہیں تو وہ معجزہ معجزہ کہاں رہا کیونکہ اس سے انبیاء کا اعجاز ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ شیعوں کے عقیدۂ باطلہ کے اثبات میں نہ تو کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ ہی نقلی دلیل۔

اگر کہا جائے کہ ہم ائمہ کرام واولیاء عظام کے حق میں اس کو معجزہ نہیں سمجھتے بلکہ ہم تو ان کے حق میں اس کو کرامت گردانتے ہیں۔ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم کرامات کو برحق سمجھتے ہیں۔ لیکن کرامت اور معجزے میں فرق ہے۔ کرامات اور معجزات کو ایک ہی شمار کرنا خلاف واقع ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی اپنی مستقل حیثیت ہے۔ دونوں کو ایک سمجھنا عقل ونقل دونوں کے خلاف ہے۔ ہم یہاں اپنے موضوع سے ہٹ کر دوسرے موضوع میں الجھنا نہیں چاہتے۔ اگر آپ مزید تفصیلات کے خواہاں ہیں تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی معرکۃ الآراء کتاب "الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان" کا مطالعہ ضرور کریں۔

ہم اکثر ریسرچ سکالرز اور اعلیٰ درجہ کے رائٹرز کی معیت میں شیعہ حضرات کے بارے میں اپنی گفتگو کا محور صرف ایک متفق علیہ مسئلہ کو بناتے ہیں اور وہ مسئلہ اللہ کی قدرت کا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ شیعہ حضرات کے عقائد کی مختلف کڑیوں میں سے ایک کڑی یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے ائمہ کرام اور اولیاء عظام کے بارے میں یہ عقیدۂ فاسدہ گھڑ رکھا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نعوذ باللہ ان حضرات کو اپنی قدرت وتصرف میں شریک کر رکھا ہے اور ان کو ان مقامات عالیہ اور ان خصائص الٰہیہ میں تصرف کا حق دے رکھا ہے جو اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔ اس ضمن میں ہم ان سے مندرجہ ذیل سوالات کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

1...... تمہارے عقیدہ کے مطابق ائمہ کرام علم غیب جانتے تھے۔ ہمارا تم سے پہلا سوال یہ ہے کہ ذرا اپنے اس قول کو نصوص شرعیہ سے ثابت کر کے تو دکھاؤ! تم کس دلیل کی بنیاد پر ان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو علم غیب کا حامل قرار دیتے ہو؟ اس پر کہاں ہیں تمہارے دلائل اور براہین؟ اگر ہیں تو انہیں علماء دین کے سامنے لاکر پیش کرو!

۲.....تمہارے عقیدہ کے مطابق ائمہ اور اولیاء اس عالم رنگ و بو میں تصرف کے حق دار ہیں تو نصوص شرعیہ کی رو سے کیا تمہارے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل بھی موجود ہے؟ اگر ہے تو اسے پیش کرو!

۳.....تمہارے اس عقیدہ کا کیا ثبوت ہے کہ جن ائمہ کرام کو آپ لوگوں نے اماموں کا خطاب دیا یہی لوگ شفاعت کبریٰ کے حق دار ہیں؟ ان کے علاوہ دوسرے ائمہ آپ کے نزدیک شفاعت کا حق نہیں رکھتے۔ آپ کس دلیل کا سہارا لے کر یہ عقیدہ رکھتے ہیں؟ اگر آپ کے پاس دلائل و براہین ہیں تو بلا دریغ انہیں لاکر پیش کریں!

۴.....تمہارے عقیدہ کی رو سے شہداء کرام کی شفاعت کا بطلان لازم آتا ہے۔ حالانکہ یہ شفاعت نص صریح کے ذریعہ سے ثابت ہے۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک شفاعت کی کئی قسمیں ہیں۔ انمیں سے ایک قسم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے جس کا نام شفاعت کبریٰ ہے۔ شفاعت کی دوسری قسم کا نام ''شفاعت عامہ'' ہے۔ لیکن آپ نے اپنے اعتقاد کے مطابق شفاعت کی ثابت شدہ تمام اقسام کو کسی دلیل و حجت کے بغیر باطل قرار دے دیا جو اہل سنت والجماعت کے عقیدہ پر شب خوں مارنے کے مترادف ہے۔ ❶

۵.....آپ کے اس عقیدہ کا کیا ثبوت ہے کہ ائمہ کرام اور اولیاء عظام مردوں کو زندہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کیا آپ کے پاس اس بات کی کوئی دلیل موجود ہے؟ اگر ہے تو براہ کرم اسے پیش کرنے کی زحمت گوارا کریں گے۔

۶.....اس قسم کے بہت سے شیعی عقائد ہیں جو مذہب میں غلو بازی کا کرشمہ ہیں۔ جس کی وجہ

---

❶ ملاحظہ فرمائیں: شرح العقيدة الطحاويه (ص: ۲۹۰۔۲۹۴) اور الشفاعة۔ تاليف فضيلة الشيخ مقبل الوادعی (ص: ۱۳۰۔۱۵۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شیعہ حضرات بے شمار عقائد باطلہ کا شکار ہو چکے ہیں جس کے اثبات میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ اگر تمہارے پاس دلائل ہیں تو ان کو پیش کرو۔ ﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ٥﴾ (البقرہ:۱۱۱)

''اے نبی ﷺ! آپ ان سے فرمادیجئے کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔''

اگر یہ کہا جائے کہ ان کے یہاں بعض ایسی روایات کا وجود پایا جاتا ہے جو ان کے ہاں سند کا درجہ رکھتی ہیں تو ہماری ان سے گزارش ہے کہ ان روایات کو لا کر علماء کرام کے سامنے پیش کریں اور اس کی صحت کو بھی ثابت کریں۔ اگر واقعی وہ سچے ہیں تو ہم کہیں گے کہ وہ حق بجانب ہیں۔ حقیقت میں وہ ایسا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

شیعہ کی کتاب ''کافی'' کی صحت پر آج بھی ان کے جمہور متفق نہیں ہیں۔ حتی کہ ان کے ہاں صحت وضعف کا کوئی معیار ہی نہیں ہے جس کی بنیاد پر صحیح احادیث کو ختیار کیا جا سکے۔ کسی صحیح ترین کتاب کا وجود تو بہت دور کی بات ہے جس پر ان کے علماء کا اتفاق ہو۔ یہ شیعہ کے چند بڑے اور اہم عقائد ہیں جن کا قران وحدیث میں کہیں بھی ذکر تک نہیں ملتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحث کا ماحصل اور لب لباب

اس بات میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اہل بیت رسول ﷺ کے بارے میں صحیح موقف اختیار کرنے میں اہل السنہ والجماعۃ سلفی جماعتِ حقہ کو توفیق الٰہی شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے موقف میں صائب الرائے ہیں۔ کیونکہ وہ اہل بیت رسول ﷺ کے بارے میں اعتدال کی روش اختیار کرتے ہیں۔ وہ ان سے تعلق اور حقیقی محبت رکھتے ہیں اور بذات خود ان کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ وہ ان کی عظمت شان سے بخوبی آشنا ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے آل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین بشر ہیں۔ تاہم ان میں سے بعض نے عبادت وریاضت میں بڑی شہرت حاصل کی۔ جب کہ بعض نے علم ومعرفت کی دنیا میں نام کمایا۔ اور ان میں سے بعض لوگ وہ ہیں جنہوں نے شجاعت وبہادری کے جوہر دکھلائے۔ اور ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے ورع وتقویٰ کو اپنا شعار بنایا۔ غرض یہ کہ خیر ورشد کے حصول میں پہلوتہی اختیار کرنا انہوں نے اپنے لئے باعث عار سمجھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا دامن خیرات وبرکات سے بھرا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور ان میں سے بعض لوگ وہ بھی ہیں جن کی اس مرتبہ تک رسائی نہ ہوسکی۔

اہل سنت والجماعت رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم سے طبعی محبت کرتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسی محبت ہے جو بشریت کا تقاضا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے آل بیت رحمہم اللہ بھی چونکہ بشر ہیں لہٰذا ان سے بھی نادانستہ طور پر کبھی غلطی سرزد ہو جاتی ہے۔ کیونکہ غلطی بشریت کا خاصہ ہے۔ ان کو فرشتہ نہ سمجھا جائے بلکہ بشر ہی گردانا جائے۔ وہ بھی اللہ کے بندے ہیں۔ مگر رسول اللہ کو ان میں شامل نہ کیا جائے کیونکہ آپ ﷺ کی ذات معصوم عن الخطا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل سنت والجماعت کے علاوہ دوسرے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے آل بیت ؓ سے محبت ان کے بعض عظیم الشان خصائص واوصاف حمیدہ کی وجہ سے کی ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں متصف کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی عقل ودانش سے یہ بات ماوراء ہے، جسے ان کا ذہن ماننے کو تیار نہیں ہے کہ آل بیت رسول ﷺ سے کسی غلو کے بغیر طبعی اور بشری تقاضا کے مطابق بھی محبت ہوسکتی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ذہن سازی ہی ایک ایسے ماحول میں ہوئی ہے جہاں آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں مبالغہ آرائی اور غلو بازی کا دوردورہ ہوتا ہے۔ لہٰذا بعید از قیاس ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں طبعی اور بشری محبت کو تسلیم کریں۔

ہم سے بہت سے لوگوں نے یہ کہا، خصوصاً وہ لوگ جن سے میرا بحث ومباحثہ ہو چکا ہے کہ آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں آپ ہم سے کس قسم کی محبت کے خواہاں ہیں؟ کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام انسانوں کی طرح کے انسان ہیں۔ آپ کے نزدیک نہ تو وہ صاحب معجزہ ہیں اور نہ ہی معصوم عن الخطا۔ تو کیا فقط رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی وجہ سے ان سے محبت روا رکھی جائے؟

ان کی خدمت میں ہمارا یہی جواب ہے کہ: ہاں! ہم ان سے خالص محبت روا رکھتے ہیں۔ اس لیے کہ بلا شبہ سادا تنا حسن، حسین ابناء علی جعفر، عقیل اور عباس کی اولاد رضی اللہ عنہم اجمعین نبی کریم ﷺ کے ساتھ رشتہ اور قرابت میں برابر ہیں۔ لہٰذا مرتبہ میں بھی سب کے سب برابر ہی گردانے جائیں گے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ ان کی اولادوں میں صرف سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد ہی کو کیوں فوقیت دیتے ہیں؟ حالانکہ سادا تنا حسن وحسین رضی اللہ عنہ نسب اور قرابت دونوں میں ہم پلہ ہیں۔ یہاں اہل سنت والجماعت اور غیر اہل سنت والجماعت کے درمیان اہل بیت کی محبت میں فرق واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے اور معلوم ہوجاتا ہے کہ دونوں محبتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے جن کی غرض وغایت الگ الگ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ غیر اہل سنت والجماعت کی محبت غلو بازی اور مبالغہ آرائی کی وجہ سے ہے جو انہوں نے اپنے ائمہ اور اولیاء کے بارے میں اختیار کر رکھی ہے۔ اور جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے خصائص کی خلعت پہنا رکھی ہے۔ یاد رہے کہ ان کی ائمہ اور اولیاء کرام سے محبت خالص اور حقیقی نہیں ہے بلکہ ان کے ساتھ جو خصائص واوصاف وابستہ کر دیئے گئے ہیں یہ محبت ان کی وجہ سے ہے۔

اب فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔ ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ: اس حقیقت بیانی کے بعد آپ ہی بتلائیں! ہم دونوں میں محبت کے اعتبار سے کون سچا ہے؟ جس نے حقیت میں محبت کی ہے یا جس نے اوہام وخیالات میں؟ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کرام کے سامنے شیعہ حضرات کے غلو کی حقیقت کو کھول کر بیان کرنے کے لیے ان کے ایک بڑے عالم ''الکلینی'' کی معتبر ترین کتاب ''الکافی'' کے چند اقتباسات نقل کر دیے جائیں۔

کتاب مذکور کے چند ابواب کہ جو اس میں قائم کیے گئے ہیں بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

(۱)...... ایک باب میں صاحب کتاب نے اپنے ائمہ کرام کے بارے میں غلو بازی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''ائمہ کرام علیہم السلام کے علم میں یہ بات ہوتی ہے کہ ان کو کب موت آئے گی اور وہ اپنے اختیار سے ہی موت کے آغوش میں جاتے ہیں۔'' (۱/ ۲۵۸)۔

(۲)...... ایک اور باب میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ: ''ائمہ کرام علیہم السلام ماضی، حال، مستقبل کے احوال کی خوب خبر رکھتے ہیں۔ ان کو پتہ ہے کہ: کیا ہو چکا، کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے۔ گویا ان پر کائنات کی کوئی چیز مخفی نہیں۔ نعوذ باللہ من ذلك۔ (۱/ ۲۶۰)

(۳)...... ایک باب میں قلم بند فرمایا ہے کہ: ائمہ علیہم السلام ان تمام علوم سے باخبر ہیں جن کو ملائکہ، انبیاء اور رسل علیہم السلام پر اتارا گیا۔ مراد یہ کہ ائمہ کرام کا مرتبہ ملائکہ، انبیاء اور رسل علیہم السلام سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور وہ ان کو دی گئی تمام خبروں اور ان پر اتارے گئے تمام پیغاموں سے مطلع ہیں۔ (۱/ ۲۵۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)...... ایک اور باب میں صاحب کتاب نے انکشاف کیا ہے کہ اگر لوگوں پر کسی معاملہ کی حقیقت نہیں کھل پاتی تو ائمہ کرام ان کو اس کے بارے میں مطلع فرما دیتے ہیں۔ وہ یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ آئندہ ان کے حق میں خوشحالی اور فراخی ہے یا وہ مصیبت اور ناگہانی سے دوچار ہونے والے ہیں؟ مراد یہ کہ ان کا علم اتنا وسیع ہے کہ وہ غیب کی ہر خبر رکھتے ہیں۔ نعوذباللہ (۱/۲۶۴)

(۵)...... ایک باب میں انہوں نے یہ خبر دی ہے کہ: آئمہ کرام علیہم السلام کے پاس تمام آسمانی کتابیں من وعن محفوظ ومامون ہیں۔ مختلف زبانوں میں ہونے کے باوجود، وہ ان تمام کتابوں کا علم رکھتے ہیں۔ یعنی ان کا علم محیط اور وسیع ہے۔ گویا انہوں نے ائمہ کرام کو الوہیت کے مقام پر فائز کر دیا ہے۔ نعوذبالله من ذلك۔ (۱/ ۲۲۷)

(۶)...... ایک باب کا عنوان یوں ہے: باب ہے اس بارے میں کہ: آئمہ کرام علیہم السلام اللہ عزوجل کی زمین پر اس کے نائب ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وہ دروازے ہیں کہ جن کے ذریعے سب کچھ عطا کیا جاتا ہے۔ (دیکھئے: جلد ا، ص ۱۹۳)

(۷)...... ایک باب یوں قائم کیا گیا ہے: باب ہے اس بارے میں کہ: اگر آئمہ کرام علیہم السلام کے راز کو پوشیدہ رکھا جائے تو وہ ہر آدمی کو وہ سب کچھ بتلا دیں جو اس کے لیے تقدیر میں لکھا گیا ہے اور جو اس کے خلاف فیصلہ ہونے والا ہے۔ (۱/۲۶۴)

شیعہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے امام کی تعیین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اہم قرار دیا ہے۔ آیت اللہ مرزا خراسانی لکھتا ہے: ''امام کی تعیین انبیاء اور رسل کی بعثت سے بھی اہم ہے۔ امام کی تعیین سے روگردانی مقاصد کا گلا گھوٹ دینے اور مذہب کا قلع قمع کر دینے کے مترادف ہے۔ [1]

---

[1] مزید تفصیل کے لئے: معجزہ اور اسلام نامی کتابچہ ملاحظہ فرمائیں (ص:۱۰۷)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بھی ایک قدم آگے، ملا خمینی نے بڑی جرأت کا اظہار کر کے ائمہ کرام کو نبیوں، رسولوں اور فرشتوں سے بھی بلند و بالا قرار دیا ہے۔ اس کا قول ہے کہ امام کے لئے مقام محمود میں بلند و بالا مرتبہ اور خلافت تکوینی ہے۔ کائنات کی تمام چیزیں اس کی مطیع ہوتی ہیں۔ ہمارے مذہب کی ضروریات یہ ہیں کہ ہمارا امام اس مقام پر فائز ہو جہاں نہ تو کسی مقرب فرشتہ کی رسائی ہو اور نہ کسی نبی مرسل کی پہنچ۔ ❶

ائمہ کرام کے بارے میں یہ شیعہ کتب سے ماخوذ غلو بازی کے بعض تعجب خیز نمونے تھے۔

آل بیت علیہم السلام سے تواتر کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے ہم نشینوں سے کہا کرتے تھے: ''اے لوگو! ہماری ذات سے اسلامی اخوت اور بھائی چارگی روا رکھو۔ اگر یہ محبت اپنی حدود سے تجاوز کر گئی تو یہ ہمارے لئے باعث عار ہوگی۔ ❷

ملا مجلسی نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمارے بارے میں غلو بازی سے کام نہ لو۔ اگر تم ہمیں القاب و آداب سے نوازنا چاہتے ہو تو ہمارے لئے یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ ہم اللہ کے بندے اور اس کے غلام ہیں۔ ❸

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا آپ نبی ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''میں کیونکر نبی ہو سکتا ہوں؟ میں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔'' ❹

ایک بڑے شیعہ عالم الکشی نے ابو بصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ بیان کیا: میں نے ابو عبداللہ جعفر صادق رحمہ اللہ سے کہا لوگوں کا آپ کے بارے میں کہنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ بارش کے قطرات کا علم رکھتے، ستاروں کی تعداد کی واقفیت رکھتے ہیں، درختوں کے پتوں کے عدد جانتے ہیں، سمندروں میں جو کچھ ہے اس کا اندازہ آپ کے علم میں ہے اور ریت کے ایک ایک ذرے کا حساب آپ رضی اللہ عنہ کے احاطۂ قدرت میں ہے۔ یہ بات سن کر

---

❶ ملاحظہ ہو: خمینی کی الحکومة الاسلامیہ نامی کتاب (ص: ۵۲)۔ ❷ ملاحظہ ہو: البدایہ والنہایہ۔ (۹/ ۱۱۰)۔

❸ ملاحظہ ہو: بحار الانوار (۲۵/ ۲۷۰) ❹ دیکھئے: بحار الانوار (۸/ ۳۸۳)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور بڑے تعجب خیز انداز میں فرمایا: ’’ان چیزوں کا علم اللہ کے علاوہ کسی اور کو نہیں ہے۔‘‘ ❶

جناب ابو عبداللہ جعفر صادق رحمہ اللہ کا ایک اور فرمان ہے: ’’اہل کوفہ میرے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں اگر میں اس کو قبول کرلوں تو زمین مجھے نگل جائے گی۔ میں تو اللہ کا پابند بندہ ہوں جو اپنے نفع اور نقصان کی صلاحیت بھی نہیں رکھتا۔‘‘ ❷

یہ تھے آئمہ اہل البیت رضی اللہ عنہم کے بعض اقوال کہ جنہیں شیعہ کی کتابوں میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس طرح کے اقوال نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آلِ بیت رضی اللہ عنہم سے متعلق شیعہ لوگ جو عقائد رکھتے ہیں ان کی حقیقت کو واضح کر رہے ہیں۔ اسی لیے ممکن ہی نہیں ہے کہ: جسے اللہ رب العالمین نے عقلِ سلیم اور فطرتِ مستقیمہ سے نواز رکھا ہو وہ اس دھوکے، فریب میں آ جائے۔

❶ ملاحظہ ہو: رجال الکشی (ص: ۱۹۳)

❷ ملاحظہ ہو: تنقیح المقال (۳/ ۳۲۰)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آل بیت کی محبت کا دعویٰ حقیقت کے تناظر میں

محترم بھائیو! یہ مختصر سا مضمون ہماری کتاب کا خلاصہ ہے۔ میری قارئین کرام سے گزارش ہے کہ تدبر و تفکر کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں اور اس کی ورق گردانی میں حاضر دماغی سے کام لیں۔ میں نے آپ ہی کو قاضی بنا دیا ہے۔ اب آپ کی صوابدید پر ہے کہ آپ اس دعویٰ کی صحت پر حکم لگائیں یا اس کے بطلان پر مہر ثبت کریں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اگر لوگوں کو ان کے دعووں کے بنیاد پر دیا جانے لگے تو لوگ بے دھڑک لوگوں سے خوں بہا اور مال و دولت کا مطالبہ کرنے لگیں۔ لیکن مدعی کو دعویٰ کا ثبوت پیش کرنا لازمی ہے۔'' [1]

لہٰذا پورے وثوق کے ساتھ یہ کہنے کا مجاز ہوں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے آلِ بیت رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت کے دعویٰ میں قطعی دلائل موجود ہیں۔ لہٰذا ہم ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم اپنے اس دعویٰ میں حق بجانب ہیں یا دعویٰ صرف دعویٰ کی حد تک ہے۔

چنانچہ تمہارا یہ کہنا کہ میں شیعہ ہوں۔ آل بیت رسول ﷺ سے نسبت رکھتا ہوں۔ ان سے محبت کرتا ہوں اور اُن کا پیروکار ہوں۔ تو یہ محض تمہارا زبانی دعویٰ ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں۔ ہم آپ سے سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ آپ کے دعوے کی دلیل کیا ہے؟ آپ اس کا ثبوت پیش کر کے اپنی بات کو ثابت کریں۔ کہاں ہیں آپ کے دلائل؟ ذرا اپنے دلائل علماء کرام کے سامنے پیش کر کے ہمارے اشکالات کا ازالہ تو کریں۔

[1] صحیح مسلم (ح:۱۷۱۱)، مسند احمد (۲۴۲/۱)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے نزدیک آل بیت رسول ﷺ سے انتساب باعث اعزاز وافتخار ہے۔حتیٰ کہ عز وشرف کے جتنے مراتب ہوسکتے ہیں وہ سارے کے سارے رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم اجمعین سے انتساب کی وجہ سے میسر ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس خاندان کی طرف نسبت کرنے والا شخص بہت سے دینی ودنیاوی فوائد ومنافع کا حق دار بن جاتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جو نصوص شرعیہ سے ثابت ہے۔ ہم بخوبی واقف ہیں کہ یہی وجہ ہے؛ ہر شخص رسول ﷺ کے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت ومودت کا دم بھرتا اوران کی تعظیم وتوقیر کا دعویٰ کرتا ہے۔

مثال کے طور پر شیعہ کے فرقہ زیدیہ کو پیش کیا جاسکتا ہے۔فرقہ زیدیہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو سیّدنا زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کا متبع کہتے ہیں۔ بلکہ یہ فرقہ جناب زید بن زین العابدین علی بن حسین کے بھائی محمد الباقر بن زین العابدین رضی اللہ عنہم کے بعدان کی امامت کے بھی قائل ہیں۔ یہ لوگ اس وقت ملک یمن میں رہائش پذیر ہیں۔اس کے علاوہ عمومی طور پر دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی پائے جاتے ہیں۔ان کا دعویٰ ہے کہ حق ان کے ساتھ ہے اور انہیں آل بیت رسول ﷺ سے محبت کا شرف وراثت میں ملا ہے۔ وہی آل محمد ﷺ کے حقیقی پیروکار ہیں۔

فرقہ اسماعیلیہ: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو جعفر صادق کے بڑے بیٹے اسماعیل بن جعفر کی امامت کے قائل ہیں اوران کی وفات کے بعد بھی انہیں کی امامت پر قائم ہیں۔ وہ اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ امامت ان کے بھائی موسیٰ کی طرف منتقل ہوگئی تھی۔ جناب موسی کاظم رحمہ اللہ کی امامت اور بیعت سے یہ لوگ اپنے مابین اختلاف کے باوجود اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہی شیعہ ائمہ علیہم السلام کی اتباع کرنے والے ہیں۔ان کے علاوہ نہ تو کوئی شیعہ ہے اور نہ ائمہ کرام کا پیروکار۔ یہ فرقہ ہندوستان اور یمن کے علاوہ دنیا کے مختلف حصوں میں آباد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اثنا عشریہ: یہ شیعوں کا وہ فرقہ ہے جس نے امامت کو بارہ اماموں میں محدود کردیا ہے۔ انہیں بارہ اماموں کی نسبت سے اثنا عشریہ کہا جانے لگا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ یہی لوگ ائمہ آلِ بیتِ رسول اللہ ﷺ کے پکے اور سچے متبع ہیں۔ وہ اپنے علاوہ تمام لوگوں کو نواصب کے لقب سے موسوم کرتے ہیں۔

یہ شیعہ کے بعض فرقے ہیں جن کا الگ الگ دعوی ہے۔ تو ہم میں سے کون ہے جو ان کے اوہام اور خرافات کی تصدیق کرے؟ کیا ان سب کے مذکورہ بالا دعاوی وعقائد کے سلسلہ میں ان کے پاس کوئی ثبوت ہے؟ اگر ہے تو کہاں ہے؟

جہاں تک اہل سنت والجماعت کا تعلق ہے تو وہ اپنے مسلکی اختلاف کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے آلِ بیت رضی اللہ عنہم کو عموم پر محمول کرتے ہیں۔ انہوں نے اس ضمن میں یکسر حق بات کو بیان کیا ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے آلِ بیت کو چند افراد کے مجموعہ پر منحصر نہیں سمجھتے۔ بلکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے آلِ بیت کے عموم میں سادا تنا حمزہ وعباس ابناء عبدالمطلب اور جعفر طیار رضی اللہ عنہم اجمعین بھی داخل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت حسین اور جناب حسن رضی اللہ عنہما کی سب اولاد کو بھی رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم میں شامل سمجھتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے پاس اپنے اس دعوے کے دلائل بھی موجود ہیں جن میں سے چند درج ذیل یوں ہیں:

۱...... بشری ونبوی کمال صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں پایا جاتا ہے۔

۲...... اہل بیت کی محبت نبی کریم ﷺ اسی کمال وبرکت کی مرہونِ منت ہے۔

۳...... صحابہ کرام کا شرف بھی آپ کی صحبت کا فیضان ہے۔

پس ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت کرتے ہیں اور ان کا دفاع بھی کرتے ہیں۔ ان کے فضائل بیان کرتے ہیں اور ان کا جہد وجہاد بھی ذکر کرتے ہیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدد میں ان کی کاوش اور صبر کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔

ایسا ہم قرآن حکیم اور سنت رسول اللہ ﷺ میں ان کے متعلق کثرت سے دلائل پائے جانے کی بنا پر کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ہیں، اس لیے مصاحبت رسول اللہ ﷺ بذات خود ایک بہت بڑا شرف ہے۔ اس کا ایک خاص مقام ہے۔ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے سروں پر یہی تو چمکتا تاج ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل سنت والجماعت کے نزدیک امامت کی برہان

اہل سنت والجماعت کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے آل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی قدر و منزلت نبی کریم ﷺ کی ذات سے ان کی قرابت اور تعلق کی وجہ سے ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ انہیں دین اسلام میں سبقت حاصل ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والی سعادت بھی۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی ذات حجت اور سند ہے جو کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے امام اور قائد ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے نزدیک انسانوں کے سردار اور اللہ کے رسول محمد بن عبد اللہ ﷺ کی اتباع ہی حقیقی اتباع ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک آپ ﷺ کی ذات اطہر ہی بہترین نمونہ وقدوہ ہے۔ اہل السنہ والجماعۃ سلفی جماعت حقہ کے نزدیک:

١...... اگر کوئی سید البشر کہلانے کا مستحق ہے، تو وہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی ذات ہے۔

٢...... محشر کے دن اگر کوئی شفاعت کا حق رکھتا ہے تو وہ بھی صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

٣...... قیامت والے دن رسول اللہ ﷺ ہی کو حمد کا جھنڈا دیا جائے گا۔

٤...... آپ ﷺ ہی مقام محمود سے نوازے جائیں گے۔

٥...... آپ ﷺ ہی کو حوض کوثر عطاء فرمایا جائے گا۔ آپ ﷺ صاحبِ حوضِ کوثر کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔

٦...... آپ ﷺ جنت میں نہایت بلند تر مقام پر فائز ہوں گے۔

٧...... اہل السنہ سلفی جماعت حقہ نے اس بات کا تعین کر رکھا ہے کہ اللہ کی ذات کی معرفت رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ نہایت کھول کر بیان نہ کرتے تو ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی معرفت ناممکن ہوتی۔ لہٰذا اگر ہم معرفت الٰہی سے بہرہ ور ہیں تو اس میں بھی نبی کریم ﷺ کی ذات ذریعہ اور واسطہ ہے۔

اہل سنت والجماعت اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ہم تک پہنچایا ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ کی عبادت رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ پر ہی کی جائے۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا قول وعمل ساری انسانیت کے لئے حجت اور دلیل ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی معرفت کا ذریعہ بھی نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات ہی ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ کا ذریعہ نہ ہوتا تو ہم اللہ کے اسماء وصفات کی معرفت سے کورے رہ جاتے۔ اللہ کی قربت اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس وقت تک پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتی جب تک اسے رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ پر ادا نہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اہل سنت والجماعت بحیثیت مجموعی اللہ کی عبادت، رسول اللہ ﷺ کے طریقہ عبادت کے مطابق کرتے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے بہترین اسوہ ونمونہ ہیں۔ ہم عبادت کے معاملہ میں آپ ﷺ کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ ہم اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے طریقہ سے ہٹ کر کسی بھی نئی راہ سے گریز کرتے ہیں کیونکہ ہر وہ عبادت کہ جسے کرنے کی نبی کریم ﷺ نے اجازت نہیں دی، وہ مردود ہے۔ اسی کو اصطلاحِ عرف میں بدعت کہا جاتا ہے۔

آپ ان تین آدمیوں کے واقعہ کا بغور مطالعہ فرمائیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی عبادت کے بارے میں دریافت کیا اور کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو بخش دیا ہے، لیکن ہم گناہ گار ہیں۔ لہٰذا ہمیں زیادہ سے زیادہ عبادت وریاضت کرنی چاہیے۔ پھر انہوں نے شرعی عبادات کا جائزہ لیا۔ چنانچہ انہوں نے اس عبادت کے التزام کے ساتھ ساتھ مزید عبادات کا تعین کیا۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے نذر مانی کہ وہ ساری رات قیام کیا کرے گا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرے شخص نے کہا کہ وہ بلا ناغہ روزے رکھے گا اور تیسرے نے عہد کیا کہ وہ عبادت کی غرض سے شادی بیاہ سے کنارہ کشی اختیار کرے گا۔ تو اگرچہ مذکورہ بالا اشخاص نے عبادت کرنے کا ہی ارادہ وعہد کیا تھا لیکن مسنون طریقہ نہ ہونیکی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے سختی سے منع کرتے ہوئے فرمایا: فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّي . ❶ بلاشبہ جس نے میری سنت سے اور میرے طریقہ سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں۔'' مراد یہ کہ جو عبادت سنت رسول ﷺ کے مخالف ہو وہ مردود ہے۔ چونکہ مذکور بالا طریقہ سنت نبوی ﷺ کے مخالف تھا لہذا اس کے ادا کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

اہل سنت سلفی جماعتِ حقہ کے لوگ اس بات کا تعین بھی کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے قلبی محبت اور لگاؤ ہر مومن کے لئے واجب ہے۔ آپ ﷺ کی ذات اطہر ہمارے لیے ہماری جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

خود ہمارے نفوس اور ہماری جانوں سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ کی ذات اطہر اور آپ کی سنن سے محبت ہو کیونکہ محبتِ رسول ﷺ ہمارے عقیدہ کا جزء ہے۔ جی ہاں! اگر آپ ﷺ ہماری اپنی جانوں اور ذوات سے بھی زیادہ ہمیں محبوب ہیں تو پھر دنیا جہان کے سب لوگوں سے زیادہ آپ ﷺ ہمیں محبوب کیوں نہ ہوں گے؟ جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سادا تنا انس بن مالک اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ .''...... ''اُس ذاتِ اقدس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔'' ❷

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے۔

---

❶ صحيح البخاري (ح: ٤٧٧٦)، صحيح مسلم (ح: ١٤٠١)۔

❷ صحيح البخاري (ح: ١٤ـ١٥)، صحيح مسلم (ح: ٤٤)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہمیں یہ علم ہونا چاہیے کہ نماز میں ہم نبی کریم ﷺ پر جو درود بھیجتے ہیں اس کو درود ابراہیمی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اہل سنت والجماعت ہر دعا میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کو مشروع قرار دیتے ہیں۔ اس بارے میں ان کا کہنا یہ ہے کہ دعا میں درود پڑھنا قبول دعاء کا قوی ترین سبب ہے۔ اہل سنت والجماعت اذان سے اس کی فراغت کے بعد بھی نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے قائل ہیں اس کے بعد اس دعا کے پڑھنے کا حکم دیتے ہیں جو دعائے اذان کے نام سے مشہور ہے۔ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدِ ...... الــــخ)) ❶ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کی اتباع واجب ہے اور آپ ﷺ ہی اللہ کے آخری رسول ہیں۔ اس میں کسی اہل السنہ مومن کا کسی بھی دوسرے اہل السنہ سے اختلاف نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے اقوال وافعال کی وجہ سے حجت اور سند کا درجہ رکھتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کا بطور تعین واقرار یہ کہنا بھی ہے کہ آل بیت رسول ﷺ میں اگر کسی نے کوئی مقام حاصل کیا تو وہ بھی آپ ﷺ کی اتباع اور قرابت کی وجہ سے۔ تو پتہ یہ چلا کہ اتباع کے لائق اصل اور صرف نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی ذات ہے۔ اہل سنت والجماعت کا کہنا ہے کہ آل بیت میں سے اگر کوئی امامت کے درجہ پر فائز ہو تو اس لیے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی مکمل اتباع کی تھی، مزید برآں ایسے کسی امام کی قرابت داری آپ ﷺ سے اس طور پر تھیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ائمہ اہل بیت میں سے اگر کوئی ذات کمال وجیت کا درجہ رکھتی ہے تو وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

کیا اس کے بعد بھی یہ کہنے کا جواز باقی رہ جاتا ہے کہ اہل سنت والجماعت سلفی جماعت حقہ رسول اللہ ﷺ کے آلِ بیت رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت نہیں کرتے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی

---

❶ صحيح البخاري (ح: ٥٨٩)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذات سے اہل سنت والجماعت کا بڑا گہرا اور بہت ہی مضبوط تعلق ہے۔

اہل سنت والجماعت اس بات کا صدق دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی رسالت کی تصدیق کے بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں۔ بلکہ اس کے بغیر ایمان کا وجود بھی ناممکن ہے۔ لہٰذا اللہ کے رسول ﷺ نے جن چیزوں کی خبر دی ہے اس کی تصدیق ضروری ہے۔ ایمان کی تکمیل میں اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت بھی ضروری ہے، جن چیزوں کے کرنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے یا جن کے ارتکاب کے بارے میں ڈرایا دھمکایا ہے ان کو نہ کرنا بھی ایمان کا تقاضا ہے۔ اللہ کی عبادت اس ڈھنگ سے کرنا کہ جس طریقہ پر اللہ کے رسول ﷺ نے کر کے بتلا دی ہے۔ مراد یہ کہ مشروع طریقہ پر عبادت بھی ایمان کے اجزائے ترکیبی میں سے ایک اہم عنصر ہے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اولاد آپ کے مقام کو نہیں پہنچ سکتی، خواہ وہ آپ ﷺ کے اعزہ واقارب ہی کیوں نہ ہوں یا آپ ﷺ کے رفقاء واصحاب میں سے ہی کیوں نہ ہوں۔ چاہے وہ قدر و منزلت یا عز و شرف کی اوج ثریا پر ہی کیوں نہ پہنچ جائیں۔ رسول اللہ کی ہر بات واجب الاتباع ہے۔ البتہ اجتہادی مسائل میں ان کا قول لیا بھی جا سکتا ہے اور اگر اجماع کے خلاف ہو تو رد بھی کیا جا سکتا ہے۔

کیا اہل سنت سلفی جماعتِ حقہ کے لوگ صرف اور صرف اس لئے نشانہ تنقید بنے ہوئے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے متبع اور پیروکار ہیں؟ انہوں نے اتباع سنت رسول ﷺ کو اپنا شعار بنا رکھا ہے؟ اور اس کے علاوہ سے انہوں نے بے نیازی کا مظاہرہ کیا ہے؟

آخر میں ہم قارئین کرام سے اتنا ضرور عرض کریں گے کہ وہ قرآن وسنت والے دینِ حنیف پر قائم سلفی جماعتِ حقہ، اہل السنہ اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے کر ان کے ہم رکاب ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنا اسوہ اور نمونہ قرار دے کر ان کے علاوہ کسی اور کے بن کر نہ رہیں۔ کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ اپنے خاندان اور اولاد کے بھی امام ہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی تمام اہل ایمان مسلمانوں کے بھی۔ آپ ﷺ کی سنت مطہرہ کو مضبوطی سے تھامے رکھنے میں ہی نجات ہے۔ آپ لوگ نبی کریم ﷺ کی سنت پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو جائیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کی سنت کی پیروی میں ہی نجات وکامیابی کا راز پنہاں ہے۔ اس اختلاف کے بارے میں بحث ومباحثہ سے کچھ حاصل نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد امامت کن لوگوں کو ملی اور ان میں سے کون امام اعظم تھا کہ جس کی اتباع کی جائے؟ آپ ﷺ کے بعد کون کون لوگ امام ہو کر اس دنیا میں آئے؟ اس قسم کی بیجا باتیں ختم کرو اور امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کے افعال واقوال کی اتباع اور پیروی کو اپنا شعار بناؤ۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اور ہمیں سیّد البشر محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی توفیق دے۔ قیامت کے دن اللہ رب العرش الکریم ہمیں اور آپ کو سیّد المتقین والامام المرسلین ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آپ متقیوں کے سردار اور رسولوں کے امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ عنقریب قیامت کو ہم سے سوال کرے گا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی تھی؟ اس وقت ہمارے پاس کیا جواب ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل سنت کی نگاہ میں قرآن حکیم کا مقام

یہ تھا سلفی جماعت حقہ اہل السنہ والقرآن کا تمام اماموں کے امام، سیّد الکونین محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اطہر کے بارے میں بیان وکلام۔ اب ہم قرآن حکیم کے بارے میں اہل سنت سلفی جماعت حقہ کا اعتقاد مختصر طورر پر بیان کرتے ہیں تا کہ قرآن کریم کے بارے میں ان کے خیالات وافکار معلوم ہو سکیں۔

- قرآن کرم اللہ عز وجل کا کلام مبارک ہے۔
- قرآن کریم وہ کتاب ہے جس کو کبھی جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ باطل نہ اس کے سامنے سے آ سکتا ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے سے۔
- قرآن کریم کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔
- قرآن کریم شفاء ہے۔
- قرآن کریم مواعظ وعبرت، ذکر وفکر، حکمت ومعرفت کا گنجینہ ہے۔
- قرآن کریم علم وہدایت کا سرچشمہ ہے۔
- قرآن کریم مخزن رحمت ہے۔
- قرآن کریم سراپا نور ہے۔
- قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی سیدھی راہ ہے۔
- قرآن کریم کو تمام جہانوں کے لیے حجت بنایا گیا ہے۔
- قرآن کریم نبی رحمت ﷺ کا معجزۂ کبریٰ ہے۔
- قرآن کریم کی تلاوت وقراءت عبادت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ قرآن کریم کی آیات میں تدبر و تفکر قربِ الٰہی کا موجب ہے۔

❀ قرآن کریم میں کمی بیشی کا مرتکب کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔

❀ قرآنِ عظیم ہی عقائد و احکام اور مسلمانوں کے تمام امور میں فیصلہ کرنے والے کی حیثیت سے اصلِ اوّل کا درجہ رکھتا ہے۔ (سنت اصل ثانی کا درجہ رکھتی ہے۔)

❀ قرآن سے اہل سنت کے لگاؤ کو بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے بڑے اور چھوٹے، بچے اور بوڑھے اس کو زبانی یاد کرتے یا کم از کم اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ بلکہ وہ اس پر عمل کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ ان میں اس پر عمل پیرا ہونے کا داعیہ ہمیشہ پایا جاتا ہے اور ان کے یہاں تفسیرِ قرآن کے اصول میں سے یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے قرآن کی قرآن سے تفسیر کی جائے گی۔ اس کے بعد سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ آخر میں کلام عرب اور ان کی لغت کو دیکھیں گے۔

ہماری آپ سے اتنی گزارش ضرور ہے کہ آپ قرآن کریم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں۔ کیونکہ قرآن کریم وعظ و ارشاد اور فصاحت و بلاغت کی اوج کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ اگر اس میں تدبر اور تفکر سے کام لیا جائے، عقل سلیم کے دروازے وا کر کے اس کی تلاوت کی جائے تو اس کے اُوامر و نواہی کی صراحت اور اس کے اسلوب بیان کی وضاحت سے ضرور محظوظ ہوا جا سکتا ہے۔ آپ اس بات کو بھی جان لیجیے کہ: سلفی جماعت اہل السنہ والقرآن کا دستور العمل صرف قرآن کریم ہے جبکہ اقتداء وہ صرف سیّد آل البیت وسیّد الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی کرتے ہیں۔

ہماری آپ کی خدمت میں مخلصانہ عرض ہے کہ آپ بھی رسول اللہ ﷺ کے قافلہ میں شامل ہو کر ان کے ہمرکاب ہو جائیں تا کہ آخرت میں نجات و فلاح کے حق دار بن کر آپ سرخرو ہو سکیں۔

اس لیے کہ قیامت کے دن اگر اس بارے میں تم سے سوال کیا گیا تو تمہارے سامنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی ذات اطہر بطور حجت اور دلیل موجود ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات ہی تمہارے لئے نمونہ اور قدوہ ہے۔ آپ ہی امام و پیشوا ہیں۔ اگر نبی کریم ﷺ کی اقتداء اور اتباع کا التزام کریں گے تو نجات پائیں گے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ اَنْ تَجْمَعنا بِالْحَبِیبِ الْمُصْطَفٰی ﷺ فِی جَنَّاتِ النَّعِیْمِ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری گزارش

قارئین کرام! اہل بیت رسول ﷺ کے مناقب اور فضائل کے بارے میں یہ مختصری تحریر اختتام پذیر ہوئی۔ درحقیقت اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی اچھائیوں، خوبیوں، کارناموں، بھلائیوں اور تعریفوں کا سلسلہ نہ ختم ہوا ہے اور نہ کبھی ختم ہوگا۔ علاوہ ازیں اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان تعلقات کے بارے میں دفتر کے دفتر سیاہ ہوجائیں پھر بھی حق ادا نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا میرا سفر تمام ہوا مگر کام ابھی باقی ہے۔

قلم وقرطاس کی اس جولانی سے اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ میں نے اہل سنت والجماعت کے نزدیک آل بیت رسول ﷺ کے حقوق کے بارے میں آپ کے سامنے ایک مختصر سا خاکہ پیش کردیا ہے۔ کیونکہ بہترین کلام وہ ہوتا ہے جو مختصر اور جامع ہو۔

محترم قارئین کرام! بلاشبہ آج امت اسلامیہ وحدت واتحاد کی نہایت شدت سے ضرورت مند ہے اور اختلاف وتفرقہ بندی کے اسباب کو بہت پیچھے پھینک دینے کی۔ مگر یہ بات سو فیصد حقیقت ہے کہ: اثنا عشری ملاؤں کی طرف سے اہل السنہ سلفی جماعتِ حقہ پر رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم سے بغض والی تہمت بازی، ان اثنا عشری رافضی شیعوں کے مصادر میں جھوٹے قصے کہانیوں اور روایتوں کا بھرا ہوا ہونا اور صد افسوس عامۃ الناس کی طرف سے ان جھوٹی کہانیوں کو مانتے چلے جانا، امت میں فرقہ بندی اور اس کا گروہوں میں بٹ جانے والے اسباب میں سے اہم ترین اسباب ہیں۔ علاوہ ازیں عامۃ الناس کا اپنے اُن ملاؤں، مولویوں کی تقلید وتصدیق کرتے چلے جانا بھی ایک مصیبت ہے کہ جو آل بیت رضی اللہ عنہم کے نام پر لوگوں سے مال بٹورتے اور عیش کی زندگی گزارتے ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ اس طرح کے حرام راستے سے وہ آل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت رضی اللہ عنہم کی وراثت علمی و عملی کی کوئی خدمت سرانجام نہیں دے رہے۔ ہم پڑھے لکھے لوگوں سے پوچھتے ہیں: آل بیت کے آئمہ اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف منسوب جھوٹی روایات کی کثرت پر ریسرچ و تحقیق کے لیے کوششیں کیا ہوئیں؟

اور ہاں! صورتِ حال یہ ہے کہ: دنیا بھر میں آل البیت علیہم السلام کے نام پر بے شمار جمعیتیں اور پارٹیاں پائی جاتی ہیں جو علمی اور دعوتی ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں جبکہ یہ سب کے سب گروہ آل بیت رضی اللہ عنہم کے لیے نہیں بلکہ اپنی اپنی مصلحتوں اور اپنے اپنے مفادات کی خاطر ایک فرقہ بندی کی شکل اختیار کیے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس کروڑوں ڈالرز کے فنڈز بھی ہوتے ہیں۔

قارئین کرام! ہم سب پر لازم ہے کہ ہم حقائق کو ان کے مصادر سے نکالیں اور پھر ان کو معارضین کے سامنے مدلل طور پر پیش کرنا چاہئے تاکہ حق اور باطل میں فرق کیا جاسکے۔ ہمیں ملت کے اتحاد و اتفاق کی غرض سے علمی انداز میں پوری تحقیق کے ساتھ باطل کا دندان شکن جواب دینا چاہئے۔ فرقہ وارانہ فسادات کی جڑ کاٹ کر امن و آشتی کی فضا ہموار کرنی چاہئے اور مثبت کردار سے امت مسلمہ کو یہود و نصاریٰ کے مقابلہ کے لیے تیار کرنا ہمارا مذہبی فریضہ ہونا چاہیے۔

ہماری قارئین کرام سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ ہم اختلاف کی بجائے دعوت الی اللہ کو چاردانگ عالم تک پہنچانے کے لئے متحد ہو جائیں۔ فرقہ بازی اور جماعت سازی جو امت اسلامیہ کے اقدام کو ڈگمگانے کے لیے، آپس میں اختلاف و انتشار کی چنگاری بھڑکا کر ایک دوسرے کو بدظن کرنے کے درپے ہے، اسے دور پھینک دینا چاہیے۔ گروہ بندی کے لیے کام کرنے والوں کے خلاف ہمیں سیسہ پلائی دیوار بن جانا چاہیے۔ یہ گروہی بدطینت امت کی مضبوط دیواروں اور بنیادوں کو اکھیڑ پھینکنا چاہتے ہیں۔

آیئے! ہم آپ کو اہل بیت رسول اور اصحاب رسول رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت کی دعوت دیتے ہیں۔ جو غلو بازی اور انتہا پسندی سے پاک ہو۔ اسی سے دنیا و آخرت کی کامرانی وابستہ ہے۔"

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ مترجم

الْحَمدُ لِلّٰہِ الواحِدِ الْاَحدِ، الْفَردِ الصَّمَدِ، الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ، وَلَمْ یَکُنْ لَّہُ کُفُوًا أَحَدٌ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، المبعوث رحمۃً لِلعَالَمِین، سیّدنا مُحمَّد وعَلَی آلِہٖ وصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْن وبعد:

علامہ اقبال رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

یہ اللہ ہی کی ذات ہے جس نے ساری کائنات کو عدم سے وجود بخشا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا۝﴾

(الانسان: ۱)

بلاشبہ انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی گزرا ہے جبکہ وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مخلوق کو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے وجود بخشا ہے تاکہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے اور اسی کے سامنے انکساری اور خاکساری کا مظاہرہ کیا جائے۔ کسی بندہ کی سعادت کا بلند ترین مقام یہ ہے کہ اسے اللہ کی صحیح معرفت نصیب ہو جائے اور اللہ کی ذات پر کامل ایمان کی توفیق مل جائے۔ بلاشبہ بندے کا رب کریم کی معرفت کے حصول کی تگ ودو کرتے رہنا، اس کی زندگی کی معراج ہے اور اس کے وجود کا نقطۂ ارتکاز ہے کیونکہ قبر میں سب سے پہلے معرفت الٰہی کے بارے میں سوال ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو عدم سے وجود بخشا اور اس میں اپنی نعمتوں کی بارش فرمادی ہے۔ اس نے ہر جاندار کے رزق کی کفالت اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (ھود:٦) مراد یہ ہے کہ زمین پر چلنے والی ہر مخلوق خواہ انسان ہو یا جن، چرند ہو یا پرند، چھوٹی ہو یا بڑی، بحری ہو یا بری، ہر ایک کو اس کی نوعی یا جنسی ضروریات کے مطابق اللہ تعالیٰ خوراک مہیا کرتا ہے۔ ہمارا رب کریم خلق، تدبیر، اور رزق جیسی صفات میں منفرد ہے۔ وہ عدم سے وجود بخشنے والا، معاملات کی منصوبہ بندی کرنے والا اور ہمہ قسم کی خوراک بہم پہنچانے والا ہے ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الاعراف:٥٤) ''خالق اور حاکم ہونا اللہ ہی کو لائق ہے جو برکت والا، جہانوں کا رب ہے''۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وحدانیت میں منفرد ہے اس کا کوئی شریک یا شبیہ اور مثیل نہیں اور کائنات کے تمام امور کی زمام اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی ذات قوی اور غالب ہے اور تمام گردنیں اس کے سامنے جھکی ہوئی ہیں کیونکہ اللہ کی ذات اپنی مخلوق پر غالب اور برتر ہے۔ بڑے سے بڑے جابر اور سفاک اس کے سامنے بے بس ہیں وہ ہر چیز پر غالب ہے ہم تمام کے تمام اور کائنات کی ساری مخلوق اس کی مطیع اور فرمانبردار ہے۔ اللہ کی ذات اپنے ہر کام میں حکیم ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔ لہٰذا اس کو یہ بات ناگوار ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ﴾ (الزمر:٧) اگر تم ناشکری کرو گے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تم سب سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں ہوتا اور گر تم شکر کرو گے تو وہ، اسے تمہارے لئے پسند کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں اپنی وحدانیت پر دلالت کرنے والی کوئی نہ کوئی نشانی ضرور رکھی ہے تاکہ بندے کا اللہ تعالیٰ سے قلبی تعلق استوار رہے۔ اللہ کی کھلی نشانیوں میں سے دو نشانیاں رات اور دن کی آمد و رفت ہے جو ایک دوسرے کے تعاقب میں رواں دواں ہیں۔ رات آتی ہے اور دن رخصت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا ہے اور دن کے آتے ہی رات کی بساط سمٹ جاتی ہے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے آگے پیچھے رواں دواں ہیں اور دونوں تیزی سے ایک دوسرے کا پیچھا کر رہے ہیں۔ یہی چیز ہمیں اللہ کی وحدانیت کا درس دیتی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثًا﴾ (الاعراف:٥٤)

''اللہ تعالیٰ رات سے دن کو ایسے طور پر چھپا دیتا ہے کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے۔''

ذرا زمین کو دیکھو کیسے ہمارا بوجھ اٹھائے پھرتی ہے اور ذرا آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھو کیسے ہم پر سایہ فگن ہے۔ گویا یہ چیزیں قدرت کی بے مثال کاریگری اور صناعی کا مظہر ہیں اور اس کی تدبیر کی عجیب منہ بولتی تصویریں ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ﴾ (لقمان : ١١)

''یہ ہے اللہ کی پیدا کردہ چیزیں، اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کی مخلوق تو دکھاؤ۔''

ہماری علماء امت سے دردمندانہ اپیل ہے کہ آج اشد ضرورت ہے: امت مسلمہ کو دین کے اصول ومبادی سے آشنا کرانے کی اس میں عقیدۂ توحید کو پہلے نمبر پر پیش کیا جائے کیونکہ اسی عقیدہ کی درستگی میں انسان کی سعادت مندی اور کامرانی کا راز مضمر ہے۔ اسی پر دین اسلام کی بنیاد قائم ہے اور یہی سارے اعمال کی اساس ہے حتیٰ کہ تمام عبادات کی قبولیت کا دارومدار توحید پر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد: ١٩)

''اے نبی ﷺ آپ یقین کے ساتھ علم حاصل کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

انسان کو اسی عقیدۂ توحید پر قائم رہنا چاہیے کیونکہ توحید الٰہی اور اطاعت الٰہی ہی مدار خیر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس سے انحراف شر ہے۔ توحید خالص ہی اللہ کے دین حنیف کی بنیاد اور روح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (آل عمران:۸۵)

''جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرتا ہے اس کا دین قبول نہیں کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔''

اس پر آشوب دور میں آئے روز نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ امت اسلامیہ پر باطل کی یلغار ہے۔ فتنہ و فساد کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ کفر و شرک کے فتنہ والے گھٹا ٹوپ اندھیرے نے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ جو ان فتنوں کی جانب متوجہ ہوا وہ عقیدے و اخلاق اور معاشرت و سلوک کے اعتبار سے پچھلی صف میں چلا گیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فتنے اندھیری رات کی طرح وجود پذیر ہوں گے۔ آدمی ایمان کی حالت میں صبح کرے گا اور شام کو کافر ہوگا۔ یا شام تو ایمان کی حالت میں کرے گا لیکن صبح کو کافر ہوگا۔ اور اپنے دین کو حقیر دنیاوی متاع کے بدلے فروخت کر ڈالے گا۔''

فرزندان اسلام! لائق صد ستائش ہیں وہ لوگ جو دین ایمان پر قائم ہیں اور باعث سعادت ہیں وہ لوگ جو سنن نبوی اور احکام الٰہی پر کاربند ہیں۔ اسلام کے قائم کردہ تابندہ نقوش کو اجاگر کرنا جن کا شیوۂ زندگی ہے عادات و اطوار، رسوم و رواج کی رو میں وہ حق سے بالشت بھر منحرف ہونا گوارا نہیں کرتے اور نہ ہی بدعات و خرافات کے بھنور میں پھنس کر جادۂ حق سے پیچھے ہٹنے کو پسند کرتے ہیں۔ ابو ثعلبہ خشنیؓ سے یہ فرمان رسول مروی ہے۔

''ایک ایسا دور آنے والا ہے جس میں دین پر عمل پیرا ہونا سلگتے ہوئے انگاروں کو ہتھیلی پر رکھنے کے مترادف ہوگا۔ چنانچہ اس عہد میں ایمان پر ثابت قدم رہ کر عمل پیرا ہونے کا ثواب ۵۰ آدمیوں کے عمل کے برابر ہوگا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا واقعی اس عمل کا ثواب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۰/آدمیوں کے عمل کے برابر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اجر ۵۰ آدمیوں کے عمل کے برابر ہوگا۔(أخرجه ابو داؤد)

محترم بھائیو! میں اس گروہ کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں جس نے لا پرواہی کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور برائی کا چوغا زیب تن کر رکھا ہے۔ رذائل پر عمل کرنا ان کی فطرت ثانیہ اور ذلت ورسوائی ان کا مقدر بن چکی ہیں۔ میں ان سے کہنا چاہتا ہوں: تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم گمراہی، بے راہ روی، اور برائی پر مصر ہو۔ نافرمانیوں اور گناہوں پر ڈٹے اللہ تعالیٰ کو چیلنج کرنے پر آمادہ ہو! کیا تم کو موت کا خوف نہیں؟ اس ذات باری کا لحاظ رکھو جس نے ڈرایا بھی ہے اور دھمکی بھی دی ہے۔ بارہا شدت کا لہجہ اختیار کر کے قہریت کا ثبوت بھی پیش کیا ہے۔ میرے بھائیو! نبی اکرم ﷺ کے سامنے حوض کوثر پر سے دھتکارے جانے اور جام کوثر کی سیرابی سے محروم رہ جانے کا بھی خیال کرو۔

سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''میں حوض کوثر پر کھڑا تم لوگوں کا انتظار کر رہا ہوں گا۔ کچھ لوگوں کو میرے سامنے سے ہٹایا جا رہا ہوگا اور ان کو حوض کوثر پر آنے سے روکا جا رہا ہوگا میں کہوں گا الٰہی یہ میرے امتی ہیں۔ کہا جائے گا آپ ﷺ کو کیا معلوم ان لوگوں نے آپ ﷺ کے بعد کیا کیا گل کھلائے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے بعد روگردانی اختیار کی اور یہ اسلام سے دور ہوتے گئے اور میں کہوں گا ان کو میری نظروں سے دور کرو! جنہوں نے میرے بعد دین اسلام بگاڑ ڈالا تھا۔ (متفق علیه)

محترم بھائیو! قابل تعجب ہے وہ دل جس پر تذکرۂ حق کے وقت خشیت طاری نہ ہو۔ لائق حیرت ہے وہ آنکھ جو ندامت وحسرت سے بہہ نہ پڑے! لائق افسوس ہے وہ نفس جو خوف الٰہی سے لرزہ براندام ہو کر حق کی طرف راغب نہ ہو۔ لہٰذا میرا تمام مسلمان بھائیوں کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ ہم مولائے کریم کے روبرو گڑگڑا کر اس کے رحم وکرم کی استدعا کریں۔ سیاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاریوں پر نادم اور پشیماں ہو کر فوراً توبہ کریں۔ ہر حال میں اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اور ہر وقت اللہ کے سامنے دست سوال دراز کرتے رہا کریں۔ خواہ خوف و ہیبت کا عالم ہو یا خوشی و مسرت کا کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے وہ مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

آخر میں اپنے بھائی عبدالجلیل ابو ساریہ کا ازحد ممنون ہوں کہ جن کی ذات اس عمل کی اصل محرک ہے۔ اس کتاب کو اردو قالب میں ڈھالنا انہیں کی خواہش تھی۔ ہم ان کا اور دارالعلوم الندیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے اس عمل کو اپنی رضا اور خوشنودی کے لئے قبول فرمائے۔ بھائی عبدالجلیل ابو ساریہ کو کارخیر میں مزید حصہ لینے کی توفیق عطاء فرمائے۔ دارالعلوم الندیہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطاء فرمائے اور ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ اس عمل کو امت مسلمہ کے لئے عموماً اور میرے والدین، اساتذہ اور اولاد کے لیے خصوصاً صدقہ جاریہ بنا دے۔ (آمین)

تامل في الوجود بعين فكر
ترى الدنيا الدنية كالخيال
ومن فيها جميعا سوف يفنى
ويبقىٰ وجه ربك ذوالجلال

اسال الله سبحانه وتعالىٰ ان يزيدنا نوراً ويشرح به صدورنا بما فيهامن الحجج والبراهين الساطعه، لنعلم أننا على المحجة البيضاء ليلها كنهارها، لايزيغ عنها الاهالك ﴿قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ﴾ (الانعام: ١٠٤) واساله سبحانه وتعالىٰ ان ينفع به، وان يجعل اعمالنا خالصة لوجهه الكريم لنفوز بسعادة الدارين وهو حسبنا وولينا وهو نعم المولىٰ ونعم النصير وصلى الله وسلم علىٰ نبينا محمد وعلىٰ آله واصحابه وسلم تسلمياً كثيرًا.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آلِ بیت اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کا انتخاب

تالیف

ابو خلیفہ علی بن محمد القضیبی رحمہ اللہ

ترجمہ

فضل الرحمٰن رحمانی الندوی

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانِ علی رضی اللہ عنہ

''میں نے محمد ﷺ کے صحابہ کو قریب سے دیکھا ہے۔ میری نگاہ میں ان سا کوئی نہیں ہے۔ وہ صبح کو پراگندہ حال اٹھتے تھے۔ ان کی راتیں بارگاہ الٰہی میں قیام وقعود اور رکوع وسجود کرتے گزرتی تھیں۔ وہ تمام رات بارگاہ ایزدی میں پیشانیوں کو رگڑ رگڑ کر اپنی عاجزی کا اللہ کے سامنے اظہار کیا کرتے تھے۔ مناجات سے ان کی راتیں آباد ہوا کرتی تھیں۔ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان کثرتِ سجود کی وجہ سے نشان بن گئے تھے۔ اللہ کے عذاب کے خوف اور اس کے ثواب کی امید میں قیام کی وجہ سے ان کی کمریں ایسے خمیدہ ہوگئی تھیں، جیسے شدید ہوا کے وقت پیڑ جھک جاتا ہے۔'' (نہج البلاغۃ، خطبہ نمبر ۹۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِين ، وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلَى الْمَبْعُوْثِ الْاَمِيْنِ ، سَيِّدِنا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِيْنَ الطَّيِّبِيْنَ ، وَعَلٰى صَحَابَتِهِ الْغُرِّ الْمَيَامِين ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ، أَمَّابَعْدُ!

یہ قارئین کرام کے لیے ایک عظیم خوشخبری ہے کہ اس وقت ان کے ہاتھوں میں ایک مفید کتاب ہے جس نے عقیدہ اہل سنت کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے۔اس کو پڑھ کر بے شمار لوگ اہل بیت کے بارے میں صحیح اعتقاد سے روشناس ہوئے ہیں کہ شاید اس کے مفید ہونے کی وجہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے جو رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرتا ہے۔

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دشمنوں کے مقابلہ میں آپ کو بلندی عطا فرمائی اور آپ ﷺ کے ذکر کو دوام بخش دیا ہے۔لہٰذا جو شخص بھی ناموس رسالت کا دفاع کرے گا اور صحابہ کرام اور آل بیت رسول ﷺ کی عزت وآبرو کے لیے تگ ودو کرے گا تو اس کے مقدر میں بھی رفعت لکھ دی جائے گی۔

یہ ایک مختصر اور جامع کتاب ہے جس کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے جو اس کے قبول عام ہونے کی بین دلیل ہے۔یہ محض اللہ کا فضل واحسان ہے کہ جسے چاہتا ہے وہ عطا فرما دیتا ہے۔

یہ کتاب اس وجہ سے بھی دلچسپ ہے کہ اس میں مؤلف کے قبول اسلام کی کہانی بڑے خوبصورت اور اچھوتے انداز میں خود مولف نے بیان کی ہے جس نے اس کتاب کی مقبولیت میں اضافہ کر دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حدیث وسنت کے شیر، میرے پیارے بھائی ابوخلیفہ کو وہ فردوس اعلیٰ میں فروکش فرمائے اور قیامت کے دن انہیں نبی مکرم ﷺ، آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور آپ ﷺ کے آل بیت رضی اللہ عنہم کے زمرے میں شامل فرمائے۔ (آمین)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

آپ کا بھائی
سید ناصر ہاشمی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ کتاب

الحمدُ لِلّٰهِ حَمْداً كثيراً طيّباً مُباركاً فِيهِ، مِلْءَ السمٰواتِ وَالْارض، وَمِلْءَ ماشَاء رَبُّنا مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، وَصَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُه عَلىٰ صفوةِ خَلقِه وَخَاتِم رُسُلِه مُحمّدٍ وعَلىٰ آلِه وَاَصْحَابِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلىٰ يَومِ الدِّيْنِ، امّا بَعد!

یہ کتاب چند اوراق کا مجموعہ ہے جو درحقیقت میری زندگی کی کہانی ہے۔ اس میں میری زندگی کے گزشتہ لمحات کی داستان رقم ہے گویا میری حیات گم گشتہ کے یہ چند اوراق پارینہ ہیں جنہیں میں نے افکار وخیالات کے ضمن میں لکھا تھا۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ حق وباطل کے درمیان رسہ کشی تھی کہ جو موروثی اور حقیقی کشمکش تھی۔ ایسی کش مکش انسانی زندگی میں بڑی آزمائش کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ صرف میرا ہی تجربہ نہیں بلکہ بہت سے ان لوگوں کا تجربہ بھی ہے جو عجیب وغریب عقائد والے معاشرے میں پیدا ہوئے اور اپنے سماج کے لئے انہوں نے قربانیاں بھی پیش کیں اور اس کے دفاع میں جان توڑ کوششیں بھی کیں۔ لیکن جب حقائق ان کے سامنے اجاگر ہوئے تو انہیں پتہ چلا کہ حق اس کے خلاف ہے۔ جس اعتقاد سے وہ وابستہ ہیں وہ بالکل غلط ہے اور انہیں بخوبی علم ہوگیا کہ خاندان اور سماج کے رسوم ورواج کے نام باطل رسومات کا رواج اختیار کرنا گویا بہترین چیز کے بدلے کم تر چیز طلب کرنے کے مترادف ہے۔ حالانکہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والی چیز ہے۔ وما عند اللّٰه خير وابقىٰ

ابو خلیفہ القضیبی
۲۷/۳/۲۰۰۵ء

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ یادیں کچھ باتیں

میری پرورش و پرداخت ایک ایسے مذہبی شیعی گھرانے میں ہوئی جس نے مذہب کی خدمت کو اپنا شیوہ بنایا ہوا تھا۔ میرا گھرانہ علمی وفکری ہر دو میدانوں میں شیعہ مذہب کی خدمت انجام دے کر قرب الٰہی کا خواہاں تھا۔ صغرسنی ہی میں میرے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ چنانچہ میری اور میری بہنوں کی کفالت میرے ماموں نے اپنے ذمہ لے لی تھی۔ میرے ماموں مذہبی طور پر صاحب جبہ و دستار تھے۔ انہوں نے بحرین میں شیعوں کے ایک مذہبی ادارہ ''جد حفص'' میں تعلیم حاصل کی۔ بعد میں ایران کے مشہور شہر قم میں اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کی تھی۔ ماموں ہماری دیکھ بھال میں بڑے چاق و چوبند رہا کرتے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ کہیں ہم کسی بری سوسائٹی میں پڑ کر بے راہ روی کا شکار نہ ہو جائیں اور اس راہ پر نہ چل پڑیں جو ہماری خاندانی نیک نامی پر دھبہ ہو، ہمارے دین واخلاق کو غارت کر ڈالے اور ہمارے رب کریم کی ناراضگی کا سبب بن جائے۔ جس کی وجہ سے آپ بڑی سختی سے ہم لوگوں پر نگاہیں رکھتے تھے۔ ہمارے ماموں کی ہم لوگوں کے بارے میں سختی کا یہ عالم تھا کہ جب ان کو پتہ چلا: میں موسیقی کے کالج میں داخلہ لینا چاہتا ہوں اور میری خواہش بھی تھی کہ میں موسیقی ماسٹر بنوں گا تو اس موقع پر میرے ماموں نے اس کا سختی سے نوٹس لیا۔ انہوں نے شدت کے ساتھ منع کیا اور اس بات کو ذہن سے کھرچ کر نکال دینے کے لئے بھرپور کوشش کی۔ کہنے لگے: بچپن میں میرا کوئی ایسا سرپرست نہ تھا جو میری رہنمائی کرتا اور برے کاموں سے مجھے روکتا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے بڑی تنگ دستی اور زبوں حالی کی زندگی گزاری ہے۔ لہٰذا میرے بچے برا نہ مانو! میری نصیحت قبول کرو۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ موسیقی کے جنون کو ذہن سے نکالنے میں،

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے ماموں کا سب سے بڑا ہاتھ تھا۔ اگر ان کی عنایت وشفقت نہ ہوتی تو خدا جانے میں کس حال میں ہوتا۔ اس کے علاوہ اور بھی دوسرے اسباب ہیں جو میرے اس جنون کی راہ میں روکاٹ بن گئے اور میں اس شیطانی دام میں پھنسنے سے محفوظ رہا۔

جہاں تک میری والدہ کا تعلق ہے تو وہ دینی محافل میں شرکت کی عادی تھیں اور اس کا بڑا اہتمام کرتی تھیں۔ وہ ان مجالس میں اجر وثواب کی نیت سے شرکت کرتی تھیں۔ ان کا واحد نقطہ نظر یہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے امام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خوشنودی حاصل کر کے اپنے اعتقاد کی خدمت کر رہی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کو مرض تک کی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔ امراض واسقام بھی ان مجالس میں شرکت سے انہیں روک نہیں سکتے تھے۔ میری ماں کا پکا عقیدہ تھا کہ مجالس عزا میں شرکت نہ کرنا معصیت اور گناہ ہے اور اس میں شرکت کرنا امراض واسقام کے لئے باعث شفاء ہے۔ اس کی وجہ سے مصائب وآلام دور اور غم واندوہ ختم ہو جاتے ہیں۔

میرے نانا مرحوم کا اپنی زندگی میں ڈھول وغیرہ بنانے کا پیشہ تھا۔ وہ ڈھول تاشوں کی مرمت کیا کرتے تھے جو ڈھول تاشے جلوس حسین رضی اللہ عنہ میں خراب ہو جایا کرتے وہ ان کی اصلاح اور مرمت کیا کرتے تھے۔ اور جو ڈھول تاشے رمضان کے آخری عشرے کی راتوں (جس کو الوداع کی رات سے موسوم کیا جاتا ہے) میں استعمال ہوتے تھے آپ کے یہاں ان کی مرمت کی جاتی جس میں بڑھ چڑھ کر ہمارے نانا حصہ لیا کرتے تھے۔

میں یہاں پر یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ: میرے سمیت میرے تمام گھر والے اُس وقت ایک جاہل پیر سیّد ''خوئی'' کے مرید ومقلد تھے۔

چونکہ میں مذکورہ معاشرے کا پروردہ تھا، لہٰذا مجھے بچپن ہی سے بحرین کے محلّہ حمام میں ''حاجی عباس'' کے نام سے موسوم ماتم میں حاضری محبوب تھی۔

میں اپنی صغرسنی سے ہی تمام مجالس ماتم میں شریک ہونے میں آگے آگے رہا کرتا تھا تاکہ مجھے اپنے ہاتھوں سے اٹھانے کے لئے وہ علم مل جائے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھانکی کی شکل میں نکالا جاتا ہے۔

جب میں تھوڑا اور بڑا ہوا تو ان ماتمی جلوسوں میں شرکت شروع کردی جن میں اثنائے ماتم پیٹھ پر لوہے کی زنجیریں چلائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے بدن خون آلود ہو جایا کرتے ہیں۔

اسکول میں، مجھے اور میرے ساتھیوں کو دینی پروگراموں میں شرکت کا شوق بڑا تھا۔ کوئی شیعی پروگرام یا مجلس ایسی نہ ہوتی جس میں ہم بڑھ چڑھ کر حصہ نہ لیتے۔ گویا پروگرام تعلیمی مشاغل سے آزادی کا بہانہ تھے۔ ہمیں اس دن آزاد رہنے کا موقع مل جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مجالس اور محافل والے دن اسکول میں بکثرت غیر حاضری ہوا کرتی تھی اور ایک معقول عذر ہمارے ہاتھ آجاتا تھا۔ اس دن ہماری غیر حاضری پر حوصلہ شکنی کی بجائے دلجوئی کی جاتی تھی اور ہم حوصلہ افزائی کے مستحق قرار دیے جاتے تھے۔ بڑے افسوس کے ساتھ مجھے اس حقیقت کا انکشاف کرنا پڑ رہا ہے کہ ہم میں اکثر نوجوان اس لیے مجالس عزا و ماتم کا شدت سے انتظار کیا کرتے تھے کہ ان جیسی مجلسوں اور محفلوں میں لڑکیوں سے چھیڑ خانی کا موقع مل جاتا تھا اور محفلوں میں مرد وزن کے اختلاط کا راستہ ہموار ہو جایا کرتا تھا۔ ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ.

جہاں تک میرے خاندان کا تعلق ہے تو ان کو نذر و نیاز کے اہتمام سے بڑا لگاؤ تھا۔ وہ نذر و نیاز زیادہ کیا کرتے تھے۔ میری سگی پھوپھی کو ہمیشہ اسقاط حمل کی شکایت رہا کرتی تھی۔ یا تو بچہ ولادت سے قبل ہی اسقاط ہو جایا کرتا تھا۔ یا ولادت کے فوراً بعد فوت ہو جاتا تھا۔ کئی مرتبہ ان کو یہ عارضہ لاحق ہوا حتیٰ کہ ان کے یہاں لوگوں اور ہمارے اہل وعیال کو یقین ہو گیا کہ اب ان کی اولاد بچنا مشکل ہے۔ چنانچہ ان پر اولاد کی طرف سے مایوسی چھا گئی۔ پھر ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نذر مانی کہ اگر ان کے یہاں ہر طرح کے عیوب سے منزہ اولاد پیدا ہوئی اور اس کو زندگی بھی ملی تو وہ اپنے مولود کو ہر سال عاشورا کی صبح [1] ماتمی جلوس میں

---

[1] کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ نذر ماننے والے کی مانگ پوری ہو جاتی ہے۔ گویا اندھیرے میں اندھے کے ہاتھ بٹیر آجاتی ہے اور وہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ غیر اللہ میں سے جس سے اس نے استغاثہ کیا ہے اس نے اس کی سن لی ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ نذر کا تکہ لگ جانا اس بات کا شرعی جواز فراہم نہیں کرتا کہ غیر اللہ سے نذر مانی جائے۔ ⇦⇦⇦

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے جا کر شامل کیا کریں گے اور اس کو کفن پوش کر کے اس میں شریک کیا جائے گا۔ چھریوں سے

⇦⇦ کیونکہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ کتنے لوگ ایسے ہیں جو غیر اللہ سے استغاثہ کرتے ہیں اور ان کی نذریں پوری ہو جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر نصرانی لوگ گرجا گھر جاتے ہیں اور اپنے عقیدہ کے مطابق حضرت مریم علیہا السلام سے شفاء اور مال و دولت میں فراوانی کی دعا کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ابتلاء و آزمائش ہوتی ہے اور انہیں رزق وغیرہ مل جاتا ہے۔ اسی طرح تمام مذہب و افکار سے متعلق لوگوں کا معاملہ ہے۔ اس زمرہ میں ہندو، سکھ، عیسائی، یہود اور وہ تمام کے تمام لوگ شامل ہیں جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ اپنے اپنے باطل معبودوں سے اپنی اپنی منتوں اور حاجتوں کا سوال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حاجتوں اور منتوں کو پورا کر کے انہیں آزما رہا ہوتا ہے۔ گویا کہ اس میں بھی اللہ کی طرف سے ان کو بظاہر ڈھیل دی جا رہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (الاعراف: ۱۸۲) (اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا) ہم ان کو چپکے چپکے جہاں سے ان کو معلوم نہ ہو (عذاب یا ہلاکت کی طرف) کھینچ لے جائیں گے۔ (یعنی ہم ان کے شرک و جرائم کی وجہ سے ان پر دنیاوی عیش و فراخی کے دروازے کھول دیں گے اور خوب مالا مال کر دیں گے حتیٰ کہ وہ دنیا کی نعمتوں میں بدمست ہو کر آخرت کی جوابدہی کو فراموش کر بیٹھیں گے۔) اس بارے میں کتاب الکافی [الکلینی: ۲/ ۴۵۲] پر جناب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے صاحب کتاب رقمطراز ہے کہ ''آپ رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ بندہ ہے جو گناہ کرے اور اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اس پر نعمتوں کی بارش کرتا چلا جائے اور وہ ان بیش بہا نعمتوں میں ایسا محو اور مگن ہو جائے کہ اسے اپنے کئے گناہوں سے استغفار کی بھی توفیق نصیب نہ ہو۔ اسے عربی زبان میں استدراج کہا جاتا ہے کہ توبہ و استغفار کی توفیق سلب کر لی جائے۔''

اور غیر اللہ سے استغاثہ کرنا گناہ ہی نہیں بلکہ بالاتفاق عظیم ترین جرم بھی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا: کون سا گناہ، عظیم عظیم ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرو حالانکہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے۔

ایک مسلمان کا اس بات پر سو فیصد یقین ہوتا ہے کہ دعا عبادت ہے اور عبادت اللہ کے علاوہ کسی اور کی کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرما دیا ہے ﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن: ۱۸) ''اور مساجد اللہ ہی کے لئے خاص ہیں، لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔'' اسی طرح نذر بھی عبادت ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی اور کی نذر نہیں مانی جا سکتی۔ اسی لئے نوری طبرسی نے (المستدرک: ۸۲/۱۶) پر امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ روایت کی ہے کہ آپ نے غیر اللہ کی نذر ماننے سے منع فرمایا ہے۔ آیت اللہ العظمیٰ محمد امین زین الدین اپنی کتاب ''کلمة التقویٰ'' میں (۴۲۲/۶) پر [۶۳] نمبر مسئلہ کے تحت رقمطراز ہیں کہ غیر اللہ کی نذر ماننا جائز نہیں ہے خواہ وہ کسی رسول، نبی، ولی، فرشتہ یا نیک بندے کی ہی کیوں نہ ہو۔ اور نہ ہی کعبہ اللہ۔ مساجد و معابد یا مقدس مقامات کی نذر ماننے کی اسلام اجازت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو بتلا دیں ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی کو نفع و نقصان پہنچانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔'' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے تو پھر دوسرے انبیاء و ائمہ کا کس زمرے میں شمار ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے سورۂ جن میں ارشاد فرمایا ہے ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝ قُلْ ⇦⇦⇦

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماتم کرنے والوں کا خون اس کفن پر گرایا جائے گا۔ اس کے بعد اس بچے کو امام شہید کے گھوڑے سے مشابہ گھوڑے پر سوار کرایا کریں گے۔ چنانچہ جب میری پھوپھی کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس کے والد نے اس کا نام عقیل رکھا۔ اس کے گھر والوں نے بیٹے کے بارے میں جو نذر مانی تھی وہ اس کو چند سال اسی انداز میں پورا کرتے رہے مگر ابھی اس نذر کو مناتے ہوئے چند ہی سال کا عرصہ گذرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عقیل کی بصیرت کو کھول دیا اور اس کے دماغ نے یہ بات محسوس کی کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے علاوہ کسی اور کی نذر نہیں مانی جانی چاہئے۔ امام علی رضی اللہ عنہ کہ جن کی نذر مانی جارہی ہے وہ انسان ہی تھے اور کسی انسان کی ذات سے عبادت کو منسوب نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کی بارگاہ میں دعا کی جاسکتی ہے۔ نہ اس سے استغاثہ کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کی نذر مانی جاسکتی ہے۔ لہٰذا عقیل نے سب سے پہلے عقل مندی کا کام یہ کیا کہ اپنے والد (یعنی میرے پھوپھا، عبدالجلیل احمد) کو اس نذر کی حرمت کے بارے میں قائل کرلیا۔ اس کا پورا نام عقیل عبدالجلیل احمد ہے۔ عقیل کا یہ مسئلہ (شرک وخرافات سے نفرت والا) اس کے لیے ایک یادگار عمل بن گیا کہ اس طرح کے واقعات نوادرات میں شمار ہوتے ہیں۔

⇐⇐⇐ ﴿اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾ (الجن: ۲۰۔۲۱) ترجمہ: ''آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اور کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں۔''

لہٰذا کسی عقل مند کو شیطان کی چکر میں پھنس کر دھوکہ کا شکار نہ ہونا چاہئے۔ قارئین کو بخوبی معلوم ہونا چاہئے کہ اس قسم کے قصے کہانی نقل کرنے میں میرا یہ مقصد کارفرما ہے کہ میں لوگوں کو ان افکار وعقائد سے باخبر کردوں جو اللہ تعالیٰ سے تعلق کی کمزوری اور ایمان میں ضعف کی وجہ سے بعض سادہ لوح عوام کے ذہن میں سرایت کرگئے ہیں۔ ورنہ کون سی عقل سلیم اس قسم کے عقائد کو قبول کرسکتی ہے جس ذہن ودماغ میں یہ آیت گونج رہی ہو ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾ (الزمر: ۳٦) ''کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟'' مسلمان کے لئے ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت کافی وشافی ہے مگر بندے کی زبان حال سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں ضاحت فرمادی ہے ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (یوسف: ۱۰٦): ''ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ایک یادگار قصہ پیش آ چکا ہے جس کی حیثیت کسی لطیفہ سے کم نہیں۔ یہ داستان بھی عقیل بھائی جیسی ہی ہے۔ قصہ یہ ہے کہ بچپن میں میری گردن کا آپریشن ہوا تھا مگر زخم مندمل ہونے کے بجائے پک گیا جس کی وجہ سے دوبارہ آپریشن کرنا پڑا۔ میری والدہ کا کہنا ہے کہ آپریشن کی وجہ سے میری صحت بہت خراب ہوگئی تھی اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ میں موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہوگیا تھا۔

میری والدہ کو فکر دامن گیر ہوئی۔ چنانچہ کسی شیعہ ملا نے میری والدہ کو نصیحت کی کہ تم ''منامہ'' کے سقیہ نامی علاقہ میں واقع مزارات میں سے کسی ایک مزار پر جاؤ اور خصوصی طور پر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی دہائی لگا کر نذر مانو کہ وہ مرض سے مجھے نجات دلا دیں اور میں تندرست ہو جاؤں۔ آپ کا دیگر تمام شیعوں کی طرح یہ عقیدہ بھی ہونا چاہیے کہ: ان مزاروں میں مدفون اولیاء نفع رسائی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

غیر ارادی حالات کی بنا پر دن گزرتے گئے مگر میری والدہ اس مدت مدیدہ میں اس نذر کو عملی جامہ پہنا نہ سکیں یہاں تک کہ میں بڑا ہو گیا۔

چنانچہ محض اللہ کی ہدایت اور توفیق کی وجہ سے جب میں عقیدۂ اہل سنت والجماعت کے دائرے میں داخل ہو گیا تو میرے گھر والوں نے چاہا کہ مجھے یہ بات باور کرائیں: ''میرے اہل سنت والجماعت کا مذہب قبول کرنے میں اہل بیت علیہم السلام کے حق میں ظلم اور بے ادبی کا ارتکاب پنہاں ہے۔ انہوں نے میری والدہ کیمانی ہوئی نذر کا بھی تذکرہ کیا اور بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بات کہی کہ اگر آل بیت علیہم السلام کی نظر عنایت اور ان کا کرم خاص شامل حال نہ ہوتا تو تم کبھی شفایاب نہ ہوتے۔ بلکہ تمہارا نام ونشان اور وجود تک نہ ہوتا۔ یہ تو انہی کی دین ہے کہ تم صحت وعافیت سے بہرہ ور ہو کر زندہ ہو گئے۔ ساتھ ہی انہوں نے نذر پر مجھے ڈرایا دھمکایا اور مجھے ترغیب دینا شروع کر دی کہ میں ان کے ساتھ نذر ادا کرنے کی غرض سے مزار پر حاضری دوں تاکہ میں کسی اندوہ ناک واقعہ سے دوچار نہ ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے وقفے وقفے سے اپنے ساتھ مزار پر حاضری کے لئے مجھے قائل کرنے کی کوشش کی اور سنی مذہب سے مرتد ہو کر شیعی مذہب قبول کرنے کی تگ ودو کی۔ لیکن ان کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں اور وہ کسی صورت میں اپنی اس سازش میں کامیاب نہ ہو سکے۔ تاہم اس جدوجہد نے میرے اندر ایمان کی جڑیں مضبوط کر کے اس کو بال و پر عطا کر دیئے۔

مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ اس مزار میں دفن صاحب قبر سے استغاثہ اور اس نذر و نیاز کرتے ہوئے ابھی چند ہی سال کا وقفہ ہوا تھا کہ یہ حقیقت سامنے آ گئی: اس کے بارے میں جو باتیں پھیلائی گئی تھیں، ان کی حیثیت اوہام و خرافات سے زیادہ کچھ بھی نہیں [1] حقیقت واضح ہو جانے کے بعد مزار پر بلڈوزر چلا دیا گیا۔ پوری زمین کو ہموار کر کے استعمال کے قابل بنا دیا گیا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کا لطف و احسان ہے۔

---

[1] چنانچہ ۱۴۲۵ھ بمطابق مئی ۲۰۰۴ء کو بعض شیعی اشتہارات کے ذریعہ اعلان کیا گیا کہ اس جگہ مزار ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں یہ افواہ گردش کرنے لگی کہ اس جگہ مہدی منتظر کے قدموں کے نشانات پائے جاتے ہیں اور یہ جگہ بابرکت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام خوئی کا چاند میں ظہور

جب شیعہ کے مرجع اعلیٰ اور نجف میں شیعوں کے علمی مرکز حوزہ کے قائد امام خوئی وفات پا گیا اور اس کی موت کے جلوس، جس میں اس کی لاش کی شبیہ بھی اٹھائی گئی تھی، سے ہم لوگ فارغ ہو گئے تو جلوس میں شامل افراد کے پاس مخارفہ نامی محلّہ سے یہ خبر پہنچی کہ امام خوئی کا چاند پر ظہور ہوا ہے اور انہیں رات کے اندھیرے میں چاند پر جلوہ نما دیکھا گیا ہے۔ جب ہم نے چاند کا اسی وقت مشاہدہ کیا تو دور دور تک اس کا چاند پر نام ونشان تک نہ تھا۔ مگر منامہ (بحرین) کے کچھ لوگ اس خبر کی اندھی تصدیق پر مصر تھے اور اس کے وقوع کا زور وشور سے پروپیگنڈہ کرتے گھوم رہے تھے۔ یہ خبر پورے منامہ میں جنگل میں آگ کی مانند پھیل گئی۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس خبر کی تصدیق کر رہی تھی جب کہ زیادہ تر عورتیں اس کی تصدیق میں آگے آگے تھیں۔

جس دوران ہم لوگ جلوس میں شریک ہو کر چہل قدمی کر رہے تھے کہ ایک دم سے لوگ چاند کی طرف اشارہ کرنے لگے اور امام خوئی کے چاند میں وجود کی خبر کا دعویٰ کرنے لگے۔ اسی دوران میرے ایک دوست علی نے مجھے مخاطب کر کے کہا: کیا تم کو کچھ اس چاند پر نظر آ رہا ہے؟ میں نے اپنے دوست سے کہا کہ مجھے تو امام خوئی ووئی چاند پر نظر نہیں آ رہے۔ میرے دوست نے بھی مجھ سے یہی بات کہی کہ مجھے بھی چاند پر ایسی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی ہے۔ میں نے اپنے دوست سے کہا: تم ان لوگوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کیوں کہہ رہے ہو کہ امام خوئی کا عکس چاند میں نظر آ رہا ہے؟ حالانکہ حقیقت میں تم کو چاند صاف نظر آ رہا ہے اور اس میں کسی کا کوئی عکس نہیں ہے۔ میرے دوست نے مجھے جواب دیا: کیا تم لوگوں میں جوش وخروش نہیں دیکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے ہو؟ اگر میں نے ان کی مخالفت میں یہ کہا کہ چاند میں کوئی نظر نہیں آ رہا ہے تو ان کا سارا جوش جذبہ میرے خلاف ٹوٹ پڑے گا اور میں تختہ مشق بن جاؤں گا۔ مجھے اپنے دوست کی اس بات پر بڑی ہنسی آئی اور اس کے اس موقف سے درس عبرت حاصل ہوا جس کی اثر پذیری کا مجھے بعد میں احساس ہوا۔

منامہ کے ایک شخص نے اس عجیب وغریب جھوٹی خبر پر یہ تردید لکھ کر شائع کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جس دن وفات پائی تھی اس دن آپ ﷺ کا چاند پر ظہور تک نہ ہوا لیکن امام خوئی اپنی وفات کے پہلے دن ہی چاند پر جلوہ افروز ہو گئے ہیں؟

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

❁❁❁❁❁❁

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعیت سے نفرت کا سبب

سب سے پہلے میں اس بات کی وضاحت کردوں: مجھے کوئی یہ خیال نہیں کہ میں اخلاق کی اس بلندی، عادات کی اس پاکیزگی اور روح کی اس بالیدگی میں پہنچ گیا ہوں کہ جس پر انسان کو پہنچنا چاہیے۔ لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ انسان خواہ اپنی تہذیب وثقافت اور اپنے دین ومذہب پر قائم ہو، تاہم ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے جس سے تجاوز کرنے والے نے فطرت سلیمہ اور اخلاق کریمہ کی ساری حدود تجاوز کرکے انسانیت کا خون کر ڈالا ہے جس کو کوئی معاف نہیں کرسکتا۔

سب سے پہلے میرے درمیان اور اس مذہب کے درمیان، جس پر میں گامزن تھا، جو ٹکراؤ ہوا وہ مذہب شیعہ کا اخلاقی پہلو تھا۔ دراصل اس مذہب کا اخلاقی پہلو بڑا گھناؤنا اور اتنا گھٹیا ہے کہ عقل انسانی جس کے بارے میں تصور بھی نہیں کرسکتی۔

ابتداء میں، خود کو میں یہ کہہ کر مطمئن کرلیتا تھا کہ شیعوں کی غیر اخلاقی حرکات دراصل ذاتی افعال سے عبارت ہیں۔ اور جن چیزوں کا گاہے بگاہے میں ملاحظہ کرتا رہتا ہوں اس کا مذہب سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ حتیٰ کہ وہ دن آ گیا جب اللہ تعالیٰ نے میری بصیرت کھول دی اور میں حقیقت سے آشنا ہوگیا۔ دراصل مذہب شیعی میں جن چیزوں سے مجھے دلی کوفت ہوتی ہے وہ تین چیزیں ہیں۔

۱۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالی گلوچ کرنا اور تبرے بازی کرنا۔

۲۔ متعہ جیسے قبیح فعل کے جائز ہونے کا عقیدہ رکھنا۔

۳۔ غیر اللہ سے دعائیں کرنا اور مردہ مخلوق سے حاجت روائی کی امید رکھنا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وہ تین چیزیں ہیں جنہوں نے درحقیقت میری زندگی کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ میں نے اس باطل عقیدہ کو چھوڑ کر عقیدہ اہل سنت والجماعت کو اپنایا ہے۔ دراصل یہی وہ عقیدہ ہے جس کی عداوت ودشمنی میں میری زندگی کے سنہرے ایام گزر رہے تھے اور زمانہ جاہلیت میں جس کی طرف بغض کی نظر سے دیکھا کرتا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالی دینا اور ان پر تبرا بازی کرنا:

میرا حال یہ تھا کہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بغض رکھتا تھا۔ ان کے بارے میں میرا یہ خیال تھا کہ انہوں نے آل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین پر ظلم کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں نے کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالی دینے اور ان پر لعن ملامت کرنے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی اس خیال نے مجھ کو اس عملِ بد پر کبھی اکسایا تھا۔ اس وقت میرے نزدیک اس مسئلہ کی حیثیت محض اخلاقی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں اس وقت میری کیا رائے تھی؟

دراصل میں سمجھتا تھا کہ کوئی دین یا مذہب اپنے پیروکاروں کو اس طرح کا رویہ اختیار کرنے کی ترغیب نہیں دے سکتا۔ میں نے کبھی بھی ایسا نہیں سنا کہ کوئی مذہب اپنے پیروکاروں کو، مردہ لوگوں کو گالی دینے کی ترغیب دے اور ان پر لعن وطعن کو باعث لذت کام وذہن سمجھے۔ یہاں تک کہ قضائے حاجت کے دوران وقت گزارنے کا اس کو ذریعہ قرار دے (العیاذ باللہ)

شیعوں کا ایک بڑا ملا، جسے وہ عمدۃ المحققین کہتے ہیں، محمد التوسیرکانی اپنی کتاب "لآلی الاخبار" میں ۴/۹۲ پر رقم طراز ہے:

> "تم کو اس بات کا بخوبی علم ہونا چاہئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر لعن وملامت اور گالی گفتاری کے لئے سب سے بہتر وقت اور موزوں مقام وہ وقت قضائے حاجت کا وقت اور مقام ہے۔" چنانچہ استنجاء اور قضائے حاجت کے وقت ہر مرتبہ خوب ٹھنڈے دماغ کے ساتھ یہ کلمات ورد زبان رکھا کرو۔" (علیہم لعنۃ اللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اللّٰھم العن عمر ثم ابابکر وعمر ثم عثمان ثم معاویة وعمر...... اللّٰھم العن عائشة وحفصة وھنداً ام الحکم، والعن من رضی بافعالھم الٰی یوم القیامة))

''اے اللہ! عمر وابوبکر اس کے بعد عثمان اور پھر امیر معاویہ وعمر پر لعنت فرما۔ اے اللہ! عائشہ، حفصہ، ہندہ اور ام حکم پر اور جوان کے کارناموں سے رضامندی کا اظہار کرے ان پر قیامت تک لعنت نازل فرما۔''

میں انگشت بدنداں تھا اور جس وقت مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ ہمارے مذہب شیعی میں جو من گھڑت روایات ہیں اور جو قصے کہانیاں ہیں یہ اسی کی کرشمہ سازی ہے جس نے ہمیں بلاوجہ برانگیختہ کرنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر اور جوان سے ہمدردی اور تعلق رکھے، ان کو گالی دینے اور لعن طعن پر ابھارنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان روایات میں سب سے پہلے صحابہ کرام کی تکفیر اور ارتداد کی تہمت طرازی کر کے مذہب شیعی کے مشن کی ابتداء کی جاتی ہے۔ اس کے بعد مذکورہ روایات کے روبرو اصحاب رسول پر لعن طعن کرنے کا مرحلہ آتا ہے۔ آخر میں ان سے براءت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یہ تمام کی تمام چیزیں قدیم اور جدید کتابوں میں ترتیب کے ساتھ لکھی ہوئی ہیں اور تمام شیعہ اس کو جانتے ہیں۔

ان میں سے ایک روایت یہ ہے جس کو رجال الکشی میں نقل کیا گیا ہے:

''حضرت حنان بن سدیر اپنے والد سدیر سے روایت کرتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تین اشخاص کے علاوہ سارے کے سارے لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ میں نے کہا کہ وہ تین اشخاص کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت مقداد بن الاسود، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ بعد ازاں چند اور لوگوں کے ایمان کے بارے میں انکشاف ہو سکا اور فرمایا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی بیعت پر لوگوں کی نگاہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور بہ دل ناخواستہ امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بیعت کی۔'' ❶

بعض روایات میں ہے: ''ان تین صحابہ کرام کے ساتھ چار صحابہ اور بھی آ کر مل گئے تھے تاکہ صحابہ کے زمانے میں شیعوں کے اعتقاد کے مطابق مومنین کی تعداد سات تک ہو سکے۔ لیکن سات کے عدد سے زیادہ اس وقت مؤمنین کی تعداد نہیں تھی۔ مراد یہ کہ سات صحابہ ہی ایمان کے دائرے میں محفوظ رہ سکے تھے اور باقی نعوذ باللہ مرتد ہو گئے تھے (سبحانك هذا بهتان عظيم)۔

اس بارے میں شیعوں کی جو روایات شاہد عدل ہیں ان میں سے حضرت حارث بن مغیرہ سے روایت ہے کہ

''انہوں نے عبدالملک بن اعین کو ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کرتے ہوئے سنا ہے: ''رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد لوگ ہلاکت و بربادی کا شکار ہو گئے ❷ تو ابوعبداللہ علیہ السلام نے جواب دیا کہ خدا کی قسم ایسا ہی ہے اے ابن اعین! تمام کے تمام لوگ ہلاکت و بربادی کی وادی میں پڑے تھے۔ ابن اعین کہتا ہے، میں نے کہا کہ اس کے بعد اب مشرق و مغرب میں کون صحیح ایمان پر ثابت قدم بچا تھا؟ تو راوی کا کہنا ہے ابوعبداللہ علیہ السلام نے جواب دیا: گمراہی و بے راہ روی کے دہانے کھل گئے تھے۔ خدا کی قسم! تین افراد کے علاوہ تمام کے تمام ہلاک ہو گئے تھے۔'' ❸

---

❶ دیکھئے: ''الکافی: ۸/ ۲۴۵ اور کتاب ''الدرجات الرفیعہ'' ص: ۲۱۳۔

❷ اس سے شیعوں کی مراد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد لوگوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کے بعد یہ صورتحال درپیش ہوئی تھی۔

❸ اردبیلی کا قول ہے کہ ابوساسان کا نام الحصین بن المنذر ہے اور اس کو ابوسنان بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس نے یہی روایت رجال الکشی سے بھی نقل کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر میں نے شیعی مذہب سے رجوع کا ارادہ کیا اور تفسیر کے مطالعہ کی غرض سے میں نے اللہ کا یہ قول نہایت تدبر میں وتفکر سے پڑھا۔

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۝﴾ (التوبۃ:۱۰۰)

''اور جو مہاجرین وانصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوگیا اور وہ سب اس سے راضی ہوگئے۔ اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کرر کھے ہیں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ مہاجرین اور انصار میں سے سابقین اولین سے راضی ہوگیا ہے۔ سادا تنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کے حق میں یہ بالکل صریح ہے حالانکہ شیعہ ان کو ہدف مطاعن بناتے ہیں۔

چنانچہ میں نے اپنے آپ سے سوال کیا: کیا ایسا ممکن ہے؟ اور کیا یہ بات قرین قیاس ہے؟ اور کیا کوئی عقل مند یہ باور کرسکتا ہے کہ صحابہ کرام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ظلم روا رکھتے ہوئے غاصبانہ طور پر ان سے زبردستی خلافت چھین لی ہو؟ حالانکہ وہ صحابہ ہیں جن کے بارے میں قرآن کہہ رہا ہے کہ اللہ کریم ان سے راضی ہوگیا اور اس نے ان کے لئے جنت نعیم بطور مہمانی تیار کرر کھی ہے۔ اگر نعوذ باللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ظلم کیا ہوتا یا ان سے زبردستی خلافت غصب کی ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان سے رضامندی کا اعلان کیوں کرتا؟

چنانچہ صحابہ کرام میں سے ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم وہ حضرات ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ آپؐ ان سب سے راضی تھے اور ان کی مدح وثنا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آیات قرآنیہ کا نزول ہوا ہے۔ پھر کیسے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہی لوگ جن کی مدح سرائی قرآن نے کی ہے، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کفر کی گندگی میں جاگریں۔ حتی کہ شیعہ نے ان پر بہتان باندھا ہے کہ انہوں نے قرآن کریم میں تحریف کی ہے اور معاملہ دین کو تبدیل کر ڈالا ہے۔ احکام شرعیہ میں ترمیم کی ہے۔ اس اقدام کی وجہ سے شیعوں نے اپنے آپ کو مجرمین کے کٹہرے میں لے جا کر کھڑا کر لیا ہے۔ ہمارا شیعہ گروہ سے سوال ہے:
کیا اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ اس کے رسول ﷺ کی موت کے بعد صحابہ کرام مرتد ہو جائیں گے یا نہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے اور یقیناً ہاں میں ہے تو ہم کہیں گے کہ یہی اعتقاد تمام مسلمانوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ماضی حال مستقبل پر محیط ہے۔ اس صورت میں ان آیات کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے گی جن میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی تعریف کی ہے؟ کیونکہ شیعوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سارے کے سارے صحابہ یا تو منافق ہوگئے یا مرتد ہو گئے تھے؟ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے رسول ﷺ کی مدح وثناء کر کے اور اصحاب رسول سے رضامندی کا اظہار کر کے (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) اپنے رسول ﷺ کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔ اور کیا ان اصحاب ثلاثہ کی رسول اللہ ﷺ سے رشتہ داری محض تماشہ تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ کا ان صحابہ کرام پر اعتماد محض دکھلاوا تھا کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے۔ (سبحانك هذا بهتان عظيم)

اس قسم کی بیہودہ سوچ دین کے ساتھ مذاق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہرگز زیب نہیں دیتی بلکہ یہ سوچ صریح اور کھلا کفر ہے۔

فرض کریں اگر حقیقت یہی ہے جو شیعوں کا عقیدہ ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حقیقی صفات کا قرآن کریم میں تذکرہ کر کے اپنے نبی ﷺ کو اس بارے میں آگاہ کیوں نہ کیا؟ رسول اللہ ﷺ کی موت کے بعد عنقریب وہ اپنی دینی حالت سے منہ موڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر ارتداد کی راہ اختیار کرلیں گے اس چیز سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کی زندگی ہی میں آگاہ کیوں نہیں کیا۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ بالکل دروغ گوئی اور اتہام بازی ہے۔ یہ لوگ اپنے اس موقف کی وجہ سے ملت اسلامیہ کا جنازہ نکالنے پر تلے ہوئے ہیں اور دین ومذہب کے نام پر اسلام کا قلع قمع کردینا چاہتے ہیں۔

آخر میں ہم اس حتمی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ چونکہ فریق مخالف کے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور حق بات یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ صحابہ کرام سے راضی ہوگیا اور ان کو اپنے قرآن عظیم اور اپنے نبی کریم کی زبانی دنیا ہی میں جنت کی بشارت سے بھی نواز دیا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم اور اپنے نبی کی سنت پر گامزن رہے اور ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اتباع سنت کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا۝﴾

(الفتح: ١٨)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہوگیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کی باتیں جانتا ہے اور اس نے ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔''

ہمارا سوال یہ ہے: کیا اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ کوئی ذات باخبر ہوسکتی ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی اور ان کے دلوں کے بھیدوں سے مطلع ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان سے رضامندی اور خوشنودی کا اپنی کتاب عزیز میں اظہار فرمادیا ہے اور ان پر اطمینان کے نزول کو بھی اس میں بیان فرمادیا ہے۔ لہٰذا کسی کو بھی پس وپیش کی اجازت نہیں اور نہ کسی قسم کے شک کی کوئی گنجائش باقی ہے۔ [1]

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے: الفصل لابن حزم الأندلسی جلد ٤، صفحه : ٢٢٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدۂ متعہ کیا ہے؟

جہاں تک متعہ کا تعلق ہے۔ ہمارے نزدیک ایک شیعی فرد ہونے کی وجہ سے متعہ کے جواز کی آزادی موجود ہے۔ لیکن شروع ہی سے میرے گوشۂ دل میں کسک پائی جاتی تھی اور میں کسی صورت میں متعہ کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہو پاتا تھا۔ اگرچہ ابھی تک میں اس کے جواز اور عدم جواز کے دلائل سے ناواقف تھا اور میری آنکھوں کے سامنے اس کی عدم جواز کا بیان تک نہیں گزرا تھا۔ لیکن فطرتاً یہ نازیبا حرکت میرے نزدیک مردود تھی اور میں جب اس موضوع پر مناظرہ ہوتے سنتا، تو مجھے مباحثے میں شرکت سے شرم محسوس ہوتی تھی۔ کیونکہ اس کے جواز کے قائلین سے میرا صرف ایک ہی سوال ہوتا تھا: کیا تم اپنی بہن کیساتھ متعہ کے لئے راضی ہو؟ تو مدمقابل کا شرم وحیا سے فطری جواب نہیں میں ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ بعض لوگ اس کا جواب دیتے ہوئے آگ بگولہ ہو جاتے تھے مگر اس کے بغیر ان کے پاس کوئی چارہ کار نہیں ہوتا تھا۔

جہاں تک متعہ کی اباحت کا مسئلہ ہے؛ اسلام نے اس کو وقتی طور پر ازراہ ضرورت جائز قرار دیا تھا [1] بعد ازیں رسول اللہ ﷺ نے اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا۔ مستند روایات اس کی حرمت میں وارد ہوئی ہیں اور عجیب بات ہے کہ شیعہ میں یہ روایتیں پائی جاتی ہیں جن میں عقیدۂ متعہ کی حرمت اور اس کی قباحت کا تذکرہ موجود ہے۔ اس کے باوجود ہماری قوم ان روایات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ عبداللہ بن سنان سے مروی ہے میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے جواب دیا: "اپنے نفس کو گندگی سے آلودہ کرنے کی کوشش مت کرو۔"

۲۔ علی بن یقطین سے مروی ہے میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا: "تمہیں اس بحث سے کیا سروکار ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے بے نیاز فرمایا ہے۔"

---

[1] فتح خیبر کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے اس کو کافر عورتوں کے ساتھ ۳ دن کے لئے حلال کیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ہشام بن حکم حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ہمارے یہاں نکاح متعہ، بازاری افراد کیا کرتے ہیں۔ ❶

۴۔ طوسی نے امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگلی گدھے اور نکاح متعہ کو حرام قرار دیا ہے۔ ❷

ان روایات کی رو سے متعہ میں کسی قسم کا جواز تلاش کرنا ممکن نہیں ہے۔ مگر شیعہ ذاکرین اس موقع پر اپنا آخری حربہ استعمال کرتے ہوئے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ہم ان روایات کو تقیہ پر محمول کریں گے کیونکہ یہ عوام کے مذہب کے موافق ہیں۔

شیعہ گروہ ان مذکورہ روایات کو ان کے صحیح اور مستند ہونے کے باوجود ماننے سے انکار کرتے ہیں کیونکہ یہ اہل سنت والجماعت کے اعتقاد کے موافق ہیں۔

❶ دیکھئے: النوادر لأحمدبن عیسیٰ القمی، ص: ۸۷.

❷ دیکھئے: الاستبصار جلد ۳، صفحه ۱٤۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعہ مذہب تضادِ فکری پر مشتمل ہے

عاشوراء کی رات (شامِ غریباں) کو ابو عبد اللہ علیہ السلام کی مصیبت کی یاد اور ان کے غم میں شرکت کی غرض سے نوحہ و ماتم کرنا، گریباں چاک کرنا، خون و خرابہ کرنا، سینہ کوبی کرنا اور گالوں پر تماچے لگانا یہ چیزیں بچپن سے ہمیں وراثت میں ملی تھی۔ لیکن کسے توفیق تھی کہ ٹھنڈے دل سے سینے پر ہاتھ رکھ کر ایک لمحہ کے لئے غور و فکر کرے: کہیں ہم ڈھونگ تو نہیں رچا رہے ہیں۔ کیا اس میں قرآن وسنت سے کوئی مستند حجت موجود ہے اور جو ہم کر رہے ہیں کیا نصوص شرعیہ اس کے کرنے کی اجازت دیتی ہیں؟

خاندان میں کوئی شخص دور دور تک غور و فکر کرتا ہوا دکھائی نہ دیتا تھا۔ سال گزرتے گئے اور عمر رفتار سے اپنا سفر کرتی رہی۔ میں اسی خوابِ خرگوش میں مست زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کرتا رہا۔ لیکن یکایک میری زندگی کی کایا پلٹ گئی اور مجھے میرے ضمیر نے ملامت کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھ میں اچانک تبدیلی آنا شروع ہوگئی اور دیکھتے دیکھتے میری زندگی کی گاڑی سیدھی راہ پر گامزن ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ اہل سنت والجماعت والے دین حنیف میں شامل ہو کر میں نے سنت کی اتباع کو اپنا شیوۂ زندگی بنالیا۔

میں نے بے راہ روی کی زندگی گزاری لیکن ایسی زندگی گزارنا میرے وہم و خیال میں نہ تھا۔ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ میں اوہام و خرافات کے اندھیرے میں رہ کر اپنی زندگی کے ایام گزاروں گا۔

ایک دفعہ شیعی عالم تبریزی سے جب حسینی شعائر یا فرائض کے متعلق پوچھا گیا کہ ان کی مشروعیت کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ائمہ کرام کے دور میں شیعہ حضرات عقیدۂ تقیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر عمل پیرا ہو کر زندگی گزارنے کے عادی تھے۔ ان کے زمانے میں شعائر حسینیہ یا فرائض حسینیہ کے ناممکن ہونے کی وجہ سے اس کا وجود تک نہ تھا۔ لیکن اس کی عدم موجودگی کو عدم مشروعیت کی دلیل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ شیعہ حضرات کو اگر شعائر کے اظہار کے امکانات میسر ہوتے تو وہ ضرور ان شعائر پر عمل درآمد کرتے۔ ❶

شیعہ علماء کے مستحسن اور مستحب قرار دینے پر کتاب وسنت سے کوئی نص صریح موجود نہیں ہے اور نہ ہی ہمارے اسلاف کرام کا یہ شعار رہا ہے کہ وہ ان ایام میں کسی قسم کے رسم ورواج کی پابندی کریں۔

جو شخص بھی ائمہ آل بیت ﷩ اور قدیم علماء شیعہ کے اقوال وآثار کا مطالعہ کرے گا۔ اس پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ وہ اس قسم کے شعائر اور رسم ورواج کے خلاف تھے۔ چنانچہ ابن بابویہ قمی رقم طراز ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ بے نظیر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ نوحہ وماتم جاہلیت کے شعائر میں سے ایک شعار ہے۔ یعنی یہ جاہلانہ عمل ہے جس کا اسلامی تہذیب وثقافت سے کوئی واسطہ نہیں۔ ❷

نوری طبرسی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے: تین چیزوں کا شمار جاہلی اعمال میں ہوتا ہے اور قیامت قائم ہونے تک لوگ ان میں مبتلا رہیں گے۔ ستاروں سے بارش ہونے یا نہ ہونے کی امید کرنا، حسب ونسب پر فخر کرنا اور مردوں پر نوحہ ماتم کرنا۔'' ❸

محمد باقر مجلسی نے امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کی تجہیز وتکفین کروں اور غسل دلا کر خوشبوؤں میں معطر کر کے انہیں تیار کروں۔ جب ان کو

---

❶ ملاحظہ ہو: امام خوئی کی کتاب ''صراط النجاۃ'' ص ٥٦٢، دوسری جلد کا ضمیمہ

❷ دیکھئے: من لا یحضرہ الفقیہ : ٣٧٦/٤.

❸ دیکھئے: مستدرک الوسائل لطبرسی ١٤٣/١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غسل وغیرہ دلا کر تیار کر دیا گیا تو ارشاد فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ ان کو اپنے بازوؤں پر اٹھا کر لے چلو۔ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اٹھا لیا اور ان کو بقیع کے پاس لا کر نماز ادا کرنے کی غرض سے اپنے بازوؤں سے اتار کر رکھ دیا۔ ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو قبر میں اتارتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ رونے لگے۔ آپ ﷺ کا رونا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی رونا شروع کر دیا اور ایک کہرام مچ گیا۔ عورتوں اور مردوں کے رونے کی آوازیں بلند ہونا شروع ہوگئیں۔ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو شدت کے ساتھ رونے سے منع کیا اور فرمایا کہ آنکھیں اشکبار ہیں اور دل غمگین ہے۔ ہم ایسی بات منہ سے نہیں نکال سکتے جس سے رب کریم ناراض ہو جائے۔ ہم تمہاری موت سے شکستہ حال ہو چکے ہیں اور مارے غم کے نڈھال ہیں ❶

یہاں نوحہ و ماتم کی تردید میں نبی کریم ﷺ کے دوٹوک موقف اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے اہم ترین فیصلہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ اس موقع پر نوحہ کی حرمت کی تاکید کا بخوبی اندازہ لگائیں کہ آخر اس نوحہ کنانی اور گریہ زاری کو مستحب کس بنیاد پر کہا جا سکتا ہے۔

شیعوں کے معتبر عالم طوسی اور ابن حمزہ نے نوحہ و ماتم کی تحریم کی صراحت کی ہے۔ حتیٰ کہ امام طوسی نے تو اس کی تحریم پر اپنے زمانے کے شیعوں کے اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور بڑے جزم کے ساتھ اس کی حرمت کو ثابت کیا ہے۔ ❷

شیعہ کی کتابوں میں صریح نصوص موجود ہیں کہ چہرے پر تھپڑ مارنا اور سینہ کوبی کرنا بدعت ہے جس کی انجام دہی نہ تو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور نہ ہی اس سے رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی میسر ہوتی ہے اور نہ ہی ائمہ کرام میں سے کسی نے اس عمل پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہے۔

❶ دیکھئے: بحار الانوار: ۸۲/۱۰۰۔۱۰۱

❷ دیکھئے: الذکریٰ للشہید الاول، ص: ۷۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ امام باقر علیہ السلام کا فرمان ہے کہ بدترین بے صبری یہ ہے کہ انسان چیخ چیخ کر اور صف ماتم بچھا کر اور اپنے آپ کو علی الاعلان کوس کوس کر غم کا اظہار کرے۔ گالوں پر تماچے مارتے ہوئے سینہ کوبی کرے اور اپنی پیشانی کے بال نوچے۔ لہٰذا جس شخص نے محفل عزاء منعقد کر کے نوحہ خوانی اور ماتم بازی کا اہتمام کیا اس نے بے صبری کا مظاہرہ کیا اور اس نے راہ راست سے ہٹ کر کوئی دوسرا طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ ❶

تاریخ میں یہ روایت موجود ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن زینب علیہا السلام کو مخاطب کر کے فرمایا: اے میری پیاری بہن، اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا، مصیبت پر صبر سے کام لینا اور کان کھول کر سن لے کہ اہل زمین میں سے ہر شخص کو مرنا ہے۔ اللہ کے علاوہ اہل آسمان کو بھی دوام نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے اس مخلوق کو محض اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے۔ اس مخلوق کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کی ذات منفرد اور یگانہ ہے۔ میرے والد بزرگوار ہم سے بہتر ہیں۔ میری ماں مجھ سے بہتر ہیں۔ میرے بھائی حسن علیہ السلام مجھ سے بہتر ہیں اور مسلمانوں کے ہر فرد کے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات اسوہ اور نمونہ ہے۔

اس قسم کے کلمات پند و نصائح کے ذریعہ حضرت حسین علیہ السلام نے اپنی بہن کی ڈھارس بندھوائی اور پھر اپنی بہن کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ اے میری پیاری بہن! میں نے قسم کھالی ہے، لہٰذا میری قسم کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے اسے پورا کرنا۔ میری قسم یہ ہے کہ اگر میں قتل کر دیا جاؤں تو تم میرے مرنے پر گریباں چاک نہ کرنا۔ نہ اپنے چہرے کو ناخنوں سے نوچنا اور نہ کوس کوس کر مجھے بددعا دینا۔" ❷

محمد بن مکی عاملی جن کو شہید اول کے نام سے پکارا جاتا ہے سے امام طوسی نے یہ قول نقل

❶ رواہ الکلینی فی الکافی (۳/۲۲۲۔۲۲۳) اسی طرح اس کو فیض الکاشانی نے اپنی کتاب "الوافی" میں ۱۳/۸۷ الحر العاملی نے اپنی کتاب "وسائل الشیعہ" میں "۲/۹۱۵" پر نقل کیا ہے۔

❷ دیکھئے: الملھوف لابن طاووس، ص: ۵۰ اور منتھی الآمال لعباس القمی: ۱/۴۸۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے کہ چہرے پر تماچے مارنا، گالوں کو نوچنا اور بالوں کو اکھاڑنا حرام ہے۔ یہ قول کتاب مبسوط میں موجود ہے جس میں مزید یہ بھی ہے کہ یہ محل قضاء وقدر پر اللہ ناراضی کا اظہار کرنا ہے۔ یعنی بندے کا اللہ کی قضاء وقدر پر جزع وفزع کرنا اللہ کی ناراضی مول لینے کے مترادف ہے۔ ❶

جہاں تک محرم میں کالا لباس زیب تن کرنے کا مسئلہ ہے تو اس میں امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہی کافی ہے: ''لوگو! کالا لباس مت پہنا کرو کیونکہ فرعون کا کالا لباس تھا۔'' ❷

جب ان تمام روایات کو میں نے پڑھا اور اس تلخ حقیقت سے موازنہ کیا جس پر میں پروان چڑھا تھا اور اپنے اس موقف پر ناقدانہ نگاہ دوڑائی جس کو میں اہل بیت علیہ السلام کے ساتھ اپنی محبت کا پرتو گردانتا تھا تو میں حیرت واستعجاب کے عالم میں انگشت بدنداں رہ گیا۔ مجھے اس بات کا علم نہیں تھا کہ عزاء داری اور نوحہ وماتم کے سلسلہ میں جو کچھ میں کر رہا ہوں یہ خود فرامین رسول اور اقوال اہل بیت علیہ السلام کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

❁❁❁❁

❶ ملاحظہ ہو: الذکریٰ ص (۷۲)۔

❷ دیکھئے: من لایحضرہ الفقیہ : ۱/۱۶۳، ورسائل الشیعہ : ۳/۲۷۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جادوگر کامیاب نہیں ہوسکتا

بحرین کے قضیبہ ❶ نامی علاقہ کا ایک شخص مریضوں کے روحانی علاج ومعالجہ کے سلسلہ میں مشہور تھا۔ وہ قرآن وسنت اور ادعیہ ماثورہ کی روشنی میں لوگوں کی پوشیدہ بیماریوں کے علاج ومعالجہ کا دعوے دار تھا۔

جب میں نے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ قبول کیا تو میرے اہل خانہ، دوست احباب اور علاوہ میرے قریبی رشتہ داروں نے انتھک کوشش کی کہ میں مرتد ہو جاؤں۔ لیکن وہ مجھے مرتد کرنے میں ناکام ہوگئے۔ چنانچہ انہوں نے مایوس ہوکر میرے خلاف پروپیگنڈے شروع کردیے اور ہر طرح کے ہتھکنڈے بروئے کار لانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

مجھے بہکانے اور مجھے میرے پختہ عزم سے روک کر مذہب شیعہ کی طرف قائل کرنے کے لئے ایک ایسے شخص کو ذمہ داری سونپی گئی جس کو شیعوں کے نزدیک علم ومعرفت اور صلاح وتقویٰ کا حامل گردانا جاتا تھا۔ چنانچہ اس شخص نے میرے قریب ہونا شروع کردیا اور ہر فریب دار طریقہ سے مجھے اپنا تعارف کرایا کہ میں اس کا مطیع وفرمانبردار بن جاؤں۔ اور آنکھ بند کرکے اس کی باتوں کے دام میں پھنس جاؤں۔ اس نے سب سے پہلے مجھے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ وہ میرے والد رحمہ اللہ کا لنگوٹیا یار ہے تا کہ میری توجہ اور ہمدردی اپنی طرف مبذول کرکے مجھے آسانی سے اپنے چنگل میں پھانس لے۔

---

❶ القضیبہ: بحرین میں ایک مشہور علاقہ کا نام القضیبہ ہے اور اس کا محل وقوع منامہ ہے جو میری جائے پیدائش اور میرا آبائی وطن ہے۔ قدیم زمانہ میں منامہ سے متصل علاقہ کا مصیف خاص طور سے اہل محرق کا پکنک اسپارٹ بھی تھا۔ کیونکہ وہاں کی آب وہوا بڑی پرلطف ہے۔ بعض کبار لوگوں نے مجھے اس طرح بتلایا ہے۔ خاص طور سے میرے دادا اس مقام کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے بعض چیزوں کی نشاندہی کی اور اپنے بعض قواعد وضوابط کی طرف اشارہ کیا۔ ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ اس نے میرے سامنے اچانک قرآن کریم کھولا اور بعض غیر معروف کلمات بد بدائے۔ مجھے پتہ نہیں کہ اس نے کن کلمات کا ورد کیا۔ پھر مجھ سے کہا اس آیت کی تلاوت کرو۔ میں نے اس آیت کی تلاوت کی۔ اس کے خیال میں یہ ایک ایسی آیت تھی کہ جس کے ذریعہ وہ مجھے اس اقدام کے بارے میں وارننگ دینا چاہتا تھا جو میں نے سنی بن کر انجام دیا ہے۔

اس نے مجھ سے کہا کہ اس آیت کو آیت رحمت سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اگر تم نے اس پر اپنی زندگی کو ڈھالنے کی کوشش کی تو یہ تمہارے لئے خیر وبرکت کی نوید ثابت ہوگی۔ جس رات تم اس آیت کو کئی مرتبہ اپنے کانوں سے سنو گے تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ خیر وبرکت تمہاری قدم بوسی کے لئے تیار ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جونہی میں اپنی کار پر سوار ہوا اور ریڈیو کھولا اسی آیت کی تلاوت ہو رہی ہے جس کو میں نے اس شخص کے منہ سے سنا تھا۔

میں نے گاڑی کے اندر سے آواز لگا کر اسے کہا کہ تم نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ میری آواز سن کر وہ شخص مسکرایا اور کہنے لگا: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے خوش ہے اور تمہاری زندگی میں کامیابی کے آثار نمایاں ہیں لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ تم اس آیت کو حرز جاں بنالو۔

جب میں گھر پہنچا تو میں نے ٹیلی ویژن کھولا۔ اس پر بھی اسی آیت کی تلاوت جاری ہے جس کی اس آدمی نے مجھے تلقین کی تھی۔

میرے ذہن میں وہی خیال آیا جو اس شخص نے مجھ سے کہا تھا۔ لہٰذا جلدی سے میں نے مصحف کھولا اور چابک دستی سے میں نے اس کی ورق گردانی کی تو وہی آیت میرے سامنے آ گئی جو اس شخص نے پڑھی تھی۔ میں اس آیت کو اچانک دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ میری نیند اڑ گئی اور میں رات کو اس قصہ کی وجہ سے سو نہیں سکا۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں خوف وہراس کا شکار ہو گیا تھا یا اس بات کی تعجب خیزی تھی کہ اس شخص نے یہ کیا کرتب کیا ہے؟ بلکہ اس وجہ سے کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے اور کیسا کرتب ہے جس کی اثر پذیری کی وجہ سے یہ بات مکرر رونما ہو رہی ہے۔ میرے ذہن و دماغ پر یہ افکار و خیالات چھا گئے اور انہیں افکار وخیالات میں اُلجھ کر میں نے رات گزار دی کہ اس شخص کے قول کے مطابق کیوں کر رونما ہوا؟ اور میرے ساتھ یہ حادثہ کیوں پیش آیا؟ اس کی کیا وجہ ہے اور اس کے پیچھے کیا کیا راز پنہاں ہیں؟ یہ کس کا کرتب اور کس کی کرشمہ سازی ہے؟ میں اس کے دام میں کیوں پھنس گیا وغیرہ۔

چند دنوں بعد اچانک میری ملاقات ایک دوست سے ہو گئی جو میرے علاقہ ہی کا رہنے والا تھا۔ اس نے مجھ سے برملا کہا کہ میں نے لوگوں سے سنا ہے اس شخص نے لوگوں میں یہ افواہ اڑا رکھی ہے کہ ابو خلیفہ قصیبی عنقریب مذہب اہل سنت والجماعت سے مرتد ہو کر شیعوں کے مذہب میں شامل ہو جائیں گے۔ دوبارہ شیعوں کے رسم و رواج اور ان کے شعائر و واجبات کی پابندی کرنا شروع کر دیں گے اور اپنے سابقہ رنگ میں رنگ جائیں گے۔ اس شخص کا کہنا تھا کہ مجھے اس کی اس بات پر ہنسی آ گئی اور میں نے کہا کہ کیا یہ شخص جادوگر ہے یا علم غیب جانتا ہے جبھی تو ایسی بات کہہ رہا ہے۔

اس کے بعد میں غور وخوض کرنے لگا...... بہت زیادہ غور وخوض کے بعد یہی سمجھ میں آیا کہ ایسا کیوں نہیں ہو سکتا بلکہ عین ممکن ہے کہ یہ شخص جادوگر ہو۔

چنانچہ میں نے اپنے دوست کی کہی ہوئی اس بات میں، جو اس نے اس ڈھونگی کے بارے میں کہی اور اس بات میں جو ڈھونگی نے مجھ سے اس آیت کے بارے میں کہی تھی موازنہ کرنا شروع کر دیا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا تھا کہ تم آیت کریمہ کو رات میں بار بار سنو گے۔

میں نے اپنے والد کے دوست سے دریافت کیا۔ کیونکہ وہ بھی میرے ہی علاقہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے مجھے صاف صاف یہ کہا کہ یہ شخص نیک نہیں بلکہ ڈھونگی ہے۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جنات اپنے قبضہ میں کر رکھے ہیں جن سے یہ شعبدہ بازی کرواتا ہے۔

چنانچہ دن گزرتے گئے اور وہ شخص مجھے قائل کرنے کے چکر میں لگا رہا۔ وہ مجھے یہ باور کراتا رہا کہ وہ میرا خیر خواہ ہے۔ وہ مجھے نصیحت کرتا رہا کہ تمام تر خیر مذہب آل بیت علیہم السلام کی اتباع میں ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آل بیت علیہم السلام کو ان کی دروغ گوئی اور تہمت طرازی سے بری الذمہ قرار دیا ہے اور صحابہ کرام کو ان کی لاف وگزاف سے محفوظ و مامون رکھا ہے۔

لہٰذا میں نے سوچا کہ اس کا امتحان لیکر اس کے علمی وثقافتی پہلو سے آشنائی حاصل کی جائے تاکہ پتہ چلے کہ یہ کتنے پانی میں ہے۔ اس سلسلہ میں کئی مرتبہ مختلف مجلسوں میں توحید وشرک کے موضوع میرا اس شخص سے مباحثہ ہوا اور میں نے اس کے اندرون خانہ کو ٹٹولنے کی کوشش کی۔ چنانچہ میں نے اس کو ان سوالات کے جوابات دینے میں عاجز محسوس کیا اور جو حقائق اس کی ذات کے بارے میں سامنے آئے تھے میں نے دلائل ساطعہ براہین قاطعہ کے سامنے اس کو بغلیں جھانکنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے سامنے اس موضوع پر جو باتیں کی گئیں اس کے جواب سے اس کو لاعلم اور لاتعلق پایا۔

چنانچہ ایک مجلس کہ جس میں ایک بہت بڑی تعداد شریک تھی اور ہمارے علاقہ کے سنی حضرات بھی اس مجلس میں خاطر خواہ تعداد میں شریک تھے۔ ہم نے اس شخص کے سامنے شرک سے متعلق بعض سوالات رکھے۔ میں نے عوام کے سامنے اس شخص کے ساتھ اس سے اپنی پہلی میٹنگ کا بھی تذکرہ کیا اور میں نے اس میٹنگ میں اس کے موقف کو بھی بیان کیا۔ اس کے بعد ہوا یہ کہ اس نے میرے ایک سوال کا بھی جواب نہیں دیا۔ بلکہ وہ میرے سوالات کے جوابات سے پورے طور پر بے بس نظر آنے لگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے مجلس سے راہ فرار اختیار کرنے میں ہی عافیت سمجھی اور موقع پاتے ہی وہاں سے فرار ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اس کی حقیقت کھل کر سامنے آ گئی۔ اس کے معاملہ کا رسوا کن پہلو عیاں ہو گیا اور لوگ اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈھونگ سے بخوبی واقف ہو گئے۔

اس وقت مجھ کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آنے لگا کہ

﴿وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ﴾ (طه:٦٩)

''جادوگر کہیں سے آئے کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔''

اللہ تعالیٰ کا ایک اور فرمان ہے:

﴿إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا﴾ (النساء:٧٦)

''بلاشبہ شیطان کا فریب کمزور ہے۔''

لیکن میرے مدمقابل نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حتی المقدور علاقہ کے لوگوں کو مجھ سے متنفر کرنے کی کوشش کی تاکہ میری دعوتی تاثیر ختم ہو جائے۔ اس نے لوگوں کو کہا کہ یہ ہم لوگوں سے مخلص نہیں ہے۔

مگر اس کی یہ کوششیں کارگر نہ ہوسکیں بلکہ خود اس کے لئے وبال جان بن گئیں اور لوگ اس کی ڈینگوں کو بھانپ گئے جس کی وجہ سے اس کی حقیقت کھل سامنے آ گئی اور لوگوں کو پتہ چل گیا کہ یہ ڈھونگ رچا رہا ہے۔ اس دن سے اس نے گھر سے نکلنا چھوڑ دیا اور باہر بہت کم دکھائی دینے لگا۔ اس کے بعد وہ پورے علاقہ میں جادوگر کے نام سے پکارا جانے لگا۔ لہٰذا سر براہ اگر کوئی شخص اس کو مل جاتا تو اس سے بہانے کرنا شروع کر دیتا اور یہ دعویٰ کرنے لگتا کہ اس نے یہ عمل خیر کی نیت سے اپنایا ہے تاکہ لوگوں کی اس عمل کے ذریعہ خدمت کر سکے اور لوگوں کے درد کا مداوا بن سکے۔

ہمیں تعجب ہے کیا ان لوگوں نے آیت کریمہ کا مطالعہ نہیں کیا۔ ان کو آیات کریمہ اور احادیث صریحہ کا ذرہ برابر علم نہیں جس میں جادو اور جادوگروں کی خوب خوب خبر لی گئی ہے۔ اور جو جادو اور جادوگروں کے کفر کی صراحت میں واضح ہیں۔

لہٰذا اس شخص کو اس بات کا کیونکر حق پہنچتا ہے کہ واضح دلائل کو چھوڑ کر لوگوں پر رعب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمانے کے لیے جادوگری اور شعبدہ بازی کا سہارا لے۔

ہمارے نزدیک ایسی بے شمار مستند روایات موجود ہیں: جن میں جادو کی بیخ کنی کی گئی ہے۔ پہلی روایت یہ ہے: ''ہلاک و برباد کر دینے والی سات چیزوں سے بچو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: وہ سات چیزیں کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے جواباً جن سات چیزوں کا ذکر فرمایا اس میں شرک اور جادو سرفہرست تھیں۔'' ❶

حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ اپنے دادا امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں: جس شخص نے علم سحر سیکھا [چاہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ] اس نے کفر کیا۔ ❷

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کسی کاہن یا نجومی کے پاس جائے اور اس سے فریاد کرے اور وہ نجومی جو کہے وہ اس کی تصدیق بھی کرے تو اس نے شریعت محمدی ﷺ کا انکار کیا۔ ❸

❶ وسائل الشیعه (١٥/ ٣٣٠)، وبحار الانوار (٧٨/ ١١٣)۔

❷ وسائل الشیعه (١٧/ ١٤٨)، وبحار الانوار (٦٧/ ٢١٠)۔

❸ مستدرك الوسائل (١٣/ ١٠٠)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعصب کی بنا پر قتل

جب تعصب اور تنگ نظری انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو لوگوں کے دلوں سے رحم و کرم اور اخلاق کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ پھر زندگی کے میدان میں ایسے ایسے حادثات رونما ہوتے ہیں جن پر اگر ایک طرف ہنسی آتی ہے تو دوسری طرف رونا بھی آتا ہے۔ اسی طرح کے واقعات میں سے دو واقعات ایسے ہیں جن کا ذاتی طور پر، میں نے مشاہدہ کیا ہے۔ ان میں سے ایک واقعہ تو میرے ساتھ پیش آیا اور دوسرا واقعہ ایک ایسے چھوٹے سے معصوم بچے کے ساتھ پیش آیا جس کو ہمارے ان تعصبات کی کوئی سمجھ بوجھ نہ تھی۔

قصہ یہ ہے کہ میں عصر کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکل رہا تھا۔ مجھے ایک عمر رسیدہ شیعہ عورت جس کو ام ابراہیم کے نام سے پکارا جاتا تھا، وہ مجھے اور میرے اہل خانہ کو اچھی طرح جانتی تھی غالباً وہ مارکٹنگ کر کے آ رہی تھی کیونکہ اس کے ہاتھ میں کچھ شاپر تھے جن میں گھریلو ضروریات کا سامان تھا۔ میں نے اس کو سلام کیا۔ علیک سلیک کے بعد اس نے مجھ سے میرے، میری نانی، میری والدہ اور میری بہنوں کا حال پوچھا۔ اس کے بعد از راہ ہمدردی میں نے اس کے ہاتھ سے شاپر پکڑے تا کہ اس کا بوجھ ہلکا ہو جائے اس کا گھر مسجد کے قریب ہی تھا۔ جب ہم اس کے گھر کے پاس پہنچے تو اس نے مجھ سے پوچھا: تم کہاں سے آ رہے ہو۔ میں نے مسجد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ میں اس مسجد سے آ رہا ہوں۔ اس بڑھیا نے حیرت زدہ ہو کر کہا: مسجد سے؟ اور مارے غصہ کے آگ بگولہ ہوگئی اور یہ کہتے ہوئے تھوک دیا: اللہ تعالیٰ تمہارا منہ کالا کرے مجھے پتہ چلا ہے کہ تم نے شیعیت چھوڑ کر سنیت اختیار کر لی ہے۔ لیکن مجھے یقین نہیں تھا کہ تم ایسا موقف اختیار کرنے کی جرات کر سکتے ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک عمر بن علی نامی بچے کا قصہ ہے اس کے ایک چچا کی زبانی اس قصہ کو آپ ملاحظہ فرمائیں۔ اس بچے کے چچا کا کہنا ہے کہ عمر کی دادی عورتوں میں بڑی بوڑھی اور قصبیہ شہر کی رہنے والی تھی۔ اس علاقہ کی شیعہ عورتوں سے اس کے اتنے گہرے راہ ورسم تھے کہ تمام عورتیں اس کے ساتھ مل کر مجلس عزا منایا کرتی تھیں۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ اس علاقہ کی عورتوں نے مل کر مجلس عزا منعقد کی۔ اتفاق سے اس دن اس بوڑھیا کے ساتھ اس کا پوتا بھی اس مجلس میں شریک تھا جس کا نام عمر تھا۔ عمر ننھا منا، معصوم سا، بھولا بھالا بچہ تھا۔ وہ اتنا چھوٹا تھا کہ اسے ٹھیک سے اپنا نام تک لینا نہیں آتا تھا۔

جہاں مجلس عزا منعقد ہوئی تھی، عمر اس عمارت کے صحن میں بچوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول تھا۔ کھیل ہی کھیل میں وہ زمین پر گر پڑا اور اس نے رونا شروع کر دیا۔ وہاں موجود ہمارے علاقہ کی عورتوں میں سے ایک عورت نے بچے کو اٹھایا۔ اس کو بہلانا اور چپ کرانا چاہا تاکہ رونا دھونا ختم ہو اور ماحول پرسکون ہو جائے۔ اس عورت نے اس بچے سے پوچھا کہ بھئی تمہارا کیا نام ہے؟ بچے نے تتلاتی ہوئی زبان سے جواب دیا ''عمل'' اس کی مراد یہ تھی کہ اس کا نام عمر ہے۔ اس عورت کو اس کی زبان سمجھ میں نہیں آئی تو اس نے دوبارہ پوچھا کہ بیٹا تمہارا نام کیا ہے۔ اس بچے نے وہی جواب دہرایا جو پہلے دیا تھا۔ اس وقت اس کی دادی آ گئی۔ اس نے جواب دیا کہ اس کا نام عمر ہے۔ اس نام کا سننا تھا کہ عورت نے سخت قسم کے رد عمل کا اظہار کیا اور اس معصوم بچے کو دھکا دے کر کہا: دور ہو جاؤ میری نظروں سے...... تم پر اور نعوذ باللہ عمر پر اور جس نے تمہارا نام رکھا اس پر اور اس کے بعد جو بھی اپنے بچے کو اس نام سے موسوم کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

اس کے بعد جب اس بچے کی دادی مجلس عزا سے واپس آئی تو اس نے اس قسم کی مجلسوں میں جانے سے توبہ کر لی اور پھر کبھی اس قسم کی مجالس عزا میں شرکت نہیں کی۔

اس عورت کی اس بدزبانی سے آل بیت علیہم السلام پر کیسی لعن وملامت ہوتی ہے۔ اس نے اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حرکت سے یہ بھی محسوس نہیں کیا کہ اس نے کتنی بھونڈی غلطی کی ہے جس کا اس کو احساس تک نہیں۔ اس کم بخت کو کیا پتہ کہ عمر کا نام کتنا مبارک اور کتنا پیارا نام ہے۔ امام طبرسی نے اپنی مشہور کتاب ''اعلام الوریٰ'' ۱/۲۱۳ میں لکھا ہے کہ: امام حسن رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کا نام عمر تھا۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے کا نام عمر رکھا تھا۔ جیسا کہ شیخ عباس قمی نے اپنی کتاب ''منتہی الآمال'' میں ۲/۵۹ پر لکھا ہے۔ اربلی نے اپنی کتاب ''کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ'' میں ۳/۳۱ پر اس بات کا ذکر کیا ہے کہ امام موسیٰ کاظم کے ایک صاحبزادے تھے ان کا نام بھی عمر تھا۔ یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے کہ عمر کا نام سن کر منہ سے نازیبا الفاظ نکالے جائیں۔ یہ کیسا اندھا تعصب ہے جو ان کو اوندھے منہ جہنم رسید کر دینا چاہتا ہے جو اہل بیت علیہم السلام پر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر لعن وطعن کرتا ہے اس کا حشر کیا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کا پاس ولحاظ نہیں اس نے شریعت محمدیہ اور تعلیمات اسلامیہ کو پس پشت ڈال دیا ہے اور ہوائے نفس کا شکار ہو کر اسی کا اسیر اور غلام بن گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام منتظر کا مُعمّا

اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی یہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک محل نزاع ہے کہ آخری زمانے میں امام مہدی رحمہ اللہ کا خروج ہوگا۔ یہ بات حتمی اور یقینی ہے، امام مہدی رحمہ اللہ کا ظہور ہوگا اور وہ آل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہوں گے۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا تعلق بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوگا۔

ایک شیعہ ہونے کے ناطے میں صاحب الزمان نامی شخص کا دل دادہ تھا۔ بچپن سے باور کرادیا گیا تھا کہ منتظر کے بہت سے القاب ہیں۔ وہ حجۃ اللہ ہیں۔ وہ القائم کے لقب سے بھی یاد کئے جاتے ہیں اور وہ صاحب الزمان کے لقب سے بھی ملقب ہیں اور ان کو ابوصالح کہہ کر بھی پکارا جاتا ہے اور وہ صاحب الامر بھی کہے جاتے ہیں۔ وہ صاحب العصر کے لقب سے بھی بہرہ ور ہیں.......... لیکن یہ بات میرے وہم وگمان بھی نہ تھی کہ وہ شخصیت جس کا میں دلدادہ ہوں اور جس سے میری بڑی امیدیں اور آرزوئیں وابستہ تھیں اور جو میری تمناؤں اور مرادوں کا مرجع تھی وہ محض ایک خیالی شخصیت ہے اور بس۔

امام غائب سے میری اندھی محبت نے مجھے کبھی اس زاویہ سے سوچنے کا موقعہ نہیں دیا تھا۔ لیکن محض بحث وتحقیق اور طلب وجستجو کی وجہ سے میں اس حقیقت سے آشنا ہوسکا کہ ان القاب وآداب سے جس شخصیت کو موسوم کیا جارہا ہے وہ محض ایک خیالی شخص ہے۔

صاحب الزمان کے لقب نے مجھے ہلا کر رکھ دیا:

ان اہم مسائل میں سے جس نے میرے افکار وخیالات کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، ایک مسئلہ صاحب الزمان کا ہے جس کو علامہ نوری طبرسی نے اپنی کتاب النجم الثاقب میں احوال الامام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النجۃ الغائب کے عنوان کے تحت سے لکھا ہے۔

علامہ نوری طبرسی تعارف سے بے نیاز ہیں۔ان کی تعارف میں یہی بات کافی ہے کہ شیخ عباس قمی، شیخ آغا بزرک طہرانی، شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء اور سید عبدالحسین شرف الدین الموسوی اور ان جیسے جید شیعہ علماء نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا تھا۔

علامہ نوری طبرسی نے صاحب الزمان کو ''خسرو مجوس'' کے لقب سے بھی موسوم کیا ہے یہ امام صاحب کا سنتالیسواں لقب ہے۔ ❶

یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمارے امام کو خسرو مجوس کی صفت سے متصف کیا جائے؟ صاحب الزمان کا مجوس سے کیا تعلق ہے؟

شیعہ کے صاحب الزمان آخری زمانے میں نموادار ہوں گے۔ تاکہ آل بیت علیہم السلام کے دشمنوں سے انتقام لے سکیں۔ خصوصاً حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے جم کر بدلہ لیں۔ حالانکہ یہ عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں جن کی خلافت میں ایران فتح ہوا۔ان کے عہد میں ایران میں اسلام پوری آب و تاب کے ساتھ شاہانہ انداز میں داخل ہوا جس کی وجہ سے تاریخ میں پہلی مرتبہ وہاں اذان کی آواز بلند ہوئی اور با جماعت نماز کا اجراء ہوا۔

علامہ مجلسی نے نوشجان بن بودمردان سے روایت کیا ہے کہ: جب ایرانی گھڑسوار فوجوں کو قادسیہ سے بھاگنے پر مجبور کر دیا گیا اور شاہِ ایران یزدگرد بن شہریار کو رستم کے حالات اور عربوں کے اس پر حاوی ہونے کا پتہ چلا اور اس کو یقین ہوگیا کہ رستم اور بہت سارے شاہسوار سارے کے سارے ہلاک ہوگئے ہیں۔ کیونکہ ایک خبر دینے والا آیا اور اس نے قادسیہ کی جنگ اور اس جنگ میں ۵۰۰۰۰/مقتولین کے بارے میں یزدگرد بن شہریار کو خبر دی تو یزدگرد دوڑا دوڑا اپنے اہل خانہ کے پاس آیا اور ایوان کے دروازے پر کھڑا ہو کر حسرت بھرے انداز میں یہ کلمات کہے: السلام علیك ایھا الایوان ۔ایوان سلطنت فی الحال میں تجھے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ مگر میری اولاد میں سے ایک شخص دوبارہ آئے گا۔طوسی کا کہنا ہے کہ اس کے خروج کا زمانہ ابھی دور ہے۔

❶ النجم الثاقب (۱/۱۸۵)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلیمان الدیلمی بیان کرتا ہے: میں نے ابوعبداللہ جعفر صادق رحمہ اللہ سے دریافت کیا: اس کا کیا مطلب ہے "میں یا میری اولاد میں سے کوئی فرد واپس آئے گا۔" تو ابوعبداللہ نے جواب دیا: اس سے مراد تمہارے وہ امام ہیں جو القائم بامر اللہ کے لقب سے معروف ہوں گے اور میرے چھٹے بیٹے ہوں گے۔ گویا وہ یزدگرد کے خون سے ہوں گے اور ان کو اس کی اولاد ہونے کا شرف حاصل ہوگا اور وہ دن انتقام کا دن ہوگا۔ ❶

یہ ہیں شیعہ کے صاحب الزمان بن یزدگرد جو اپنے شاہسوار آباء واجداد کی ہزیمت کا ان اہل اسلام سے بدلہ لیں گے جنہوں نے فارس فتح کیا تھا۔ کیونکہ روایت کی الفاظ سے یہی بات سمجھ آتی ہے اور خسرو مجوس کے لقب سے بظاہر یہی سمجھ آتا ہے۔

اللہ اکبر! میں ان حقائق سے کس قدر دور تھا؟ مگر رکیے ذرا! میرے نزدیک مجھے نظر بصیرت عطا کرنے اور میرے دل میں شیعہ مذہب سے نفرت پیدا کرنے میں اثر انداز ہونے کے اعتبار سے اس سے بھی بڑی ایک بات ہے۔

محمد بن ابراہیم النعمانی کی "کتاب الغیبہ"، ص: ۲۳۴ میں امام ابوعبداللہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرکے لکھا گیا ہے کہ: جب قائم بامر اللہ کا خروج ہوگا تو ان کے اور قریش عرب کے درمیان تلواریں نکل آئیں گی اور تلوار کے علاوہ ان کے پاس کوئی حل نہ ہوگا۔

عرب اور قریش کے بارے میں یہ سب کچھ کینہ اور بغض کی بنا پر کیا گیا ہے، تو اس کے لیے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر امام منتظر روا کیا رکھیں گے؟

حتیٰ کہ روایات سے یہ بھی صراحت ہوتی ہے کہ قائم بامر اللہ عرب قبائل میں سے ستر قبیلوں کا خون و خرابہ کریں گے۔ ❷

اس مختصر سے تجزیہ کے بعد ہماری آپ سے گزارش ہے کہ اس حقیقت کا جس کو میں نے

---

❶ بحارالانوار (۵۱/۱۶۳۔۱۶۴)۔

❷ بحار الانوار: ۵۲/۳۳۳، هامش (۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابھی بیان کیا اور ان حقائق کا جن کو میں پہلے بیان کر چکا ہوں، خسرو مجوس کے القاب سے ذرا تقابلی موازنہ تو کریں اور اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ خسرو مجوس کے دادا نے مسلمانوں کو دھمکی دی ہے جنہوں نے اس کے باپ دادا کو فارس سے نکالا تھا اور ان کو تاخت و تاراج کیا تھا۔ اور یہ باور کیجئے کہ صاحب الزمان کی آمد قریب ہے جو مسلمانوں سے اپنے دادا کا انتقام لیں گے۔ شیعہ مذہب کے یہ وہ حقائق ہیں جو عقل و دانش سے بہرہ ور انسان کے سر پر بجلی گرانے کے مترادف ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصورِ امامت میں تاریخ کی فتح

اگر کوئی شخص شیعوں کی تاریخ کا غائرانہ مطالعہ کرے اور ان کے تاریخی اثاثہ کی چھان بین کرے تو اس کو اس بات کا بخوبی پتہ چل جائے گا کہ مسئلہ امامت جس کے پیچھے آج کل شیعہ حضرات ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں اور اس پر جینے مرنے کے لئے تیار ہیں، یہ وہی مسئلہ ہے جو ان کے نزدیک موالات و معادات کی بنیاد ہے۔ گویا کہ دشمنی و دوستی کو پرکھنے کی کسوٹی شیعوں کے نزدیک مسئلہ امامت ہی ہے۔ لیکن ہم یہاں پر اس حقیقت کا بھی انکشاف کر دیں کہ مسئلہ امامت شیعوں کے نزدیک غیر واضح اور غیر مسلمہ حقیقت ہے جس کے خدوخال خود شیعوں کے نزدیک ناقص ہیں۔ اس کی حقیقت امام حسن عسکری کی وفات تک پردہ میں رہی۔ اس کے بعد شیعہ گروہ افراتفری کا شکار ہو کر بہت سے فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ ان متعدد فرق میں سے ایک اہم فرقہ، اثنا عشریہ کا ہے اور دوسرا فرقہ اسماعیلیہ بھی ہے۔ یہی وہ فرقہ ہے جس نے اپنے عقائد کی ندرت کی وجہ سے بڑی شہرت حاصل کی ہے۔

اگر تاریخ کا مشاہدہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ جب امویوں اور عباسیوں کے خلاف انقلاب برپا کرنے اور لوگوں کو خلافت کا حقدار باور کرانے کا معاملہ گرم تھا۔ اس وقت ان فرقوں کا ظہور ہوا۔ بالفاظ دیگر یہی وہ فکر ہے جو اس وقت کا مرکزی مسئلہ تھی جو لوگوں کے درمیان وقت کی پکار کے طور پر گردش کر رہی تھی۔ اگر تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہی وہ محور تھا جس کے گرد شیعوں کے تمام فرقے چکی کے پاٹ کی طرح اس زمانے میں گردش کر رہے تھے۔ اس سلسلہ میں ائمہ عشریہ کے اسماء کی فہرست گنوانے اور ان کے ناموں کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس دور میں ائمہ اثنا عشریہ کے ناموں کی اس صفحۂ ہستی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کوئی حد بندی نہیں تھی۔

لہٰذا عمومی طور پر شیعہ حضرات اس دور میں ائمہ اہل بیت کے درمیان کسی فرق کے روادار نہ تھے اور نہ ان کے ذہن میں اس بارے میں کوئی فرق تھا جس کی بنیاد پر وہ ایک کو دوسرے سے ممیّز کرسکیں۔ اسی لئے اس وقت کوئی امام اگر کوئی تحریک چلاتا تھا یا کسی قسم کا انقلاب برپا کرنے کی مہم چھیڑتا تھا تو وہ بھی اس کی تحریک کی موافقت میں اس میں شامل ہو جاتے تھے۔ جیسا کہ زید بن علی رضی اللہ عنہ نفس زکیہ اور ان کے علاوہ دوسرے ائمہ کی تحریکوں میں معاملہ درپیش ہوا۔

اگر ہم شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد کے دور کا خاص طور پر باریک بینی سے تاریخی مطالعہ کریں تو ہمیں اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ جو اثناعشریہ کے نزدیک چوتھے خلیفہ ہیں، نے شیعی سیاست کے میدان سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے لئے شیعوں کی قیادت کرنے کی غرض سے میدان سیاست خالی کردیا تھا۔ ایسا اقدام انہوں نے روزمرہ کی مشکلات اور انقلابات سے تنگ آ کر کیا تھا اور ائمہ اہل بیت کو ان کی قیادت سونپ دی تھی۔

اس کے بعد وہ زہد وورع اور عبادت وریاضت میں ایسے مشغول ہوئے کہ عابدوں اور زاہدوں کے امام کہلانے لگے۔ مفید اور اربلی رقم طراز ہیں: ''علی بن الحسین زین العابدین رضی اللہ عنہما دن کے چوبیس گھنٹوں میں ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے۔''[1]

اس متقی اور پرہیزگار امام سے جو چیزیں منقول ہیں ان میں پند ونصائح، مواعظ وعبر، دعاء ومناجات اور وہ بعض احکام شرعیہ ہیں جو بطور فتویٰ علماء اور دعاۃ کے مابین رائج ہیں۔

شیعوں کی تاریخ میں امامت کی نشاندہی کے سلسلہ میں یہی وہ خلا ہے جس نے علماء شیعہ اثناعشریہ کو امامت کے اثبات کی طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے اس امام زاہد کے معجزات اور

---

[1] الارشاد، ص: ۲۵٦ اور کشف الغمہ: ۲/۲۹۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی مدح وثناء میں چند قصے کہانیاں گھڑ کر ان کی امامت کی نشاندہی کی کوشش شروع کر دی اور اپنے تئیں اس تاریخی نقص کو پر کرنے کی بھرپور تگ ودو کی۔ اگر حقیقت میں اس امام کی سیرت کا تاریخی جائزہ لیا جائے تو ہمیں اس وقت کے شیعہ امام کے بارے میں حالات کچھ اور ہی نظر آتے ہیں۔ جس سے پتہ یہ چلتا ہے کہ امام مذکور کو اس زمانے کے شیعہ احترام واجلال کی نگاہ سے دیکھتے تھے، ان کا اعزاز واکرام کرتے تھے اور ان کے علم وفضل اور ان کی قدر ومنزلت کا اعتراف بھی کرتے تھے۔ ان کو اس مرتبہ تک رسائی ان کے سیاسی فرد ہونے یا امام وقت کے منصب پر فائز ہونے کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی بلکہ ان کا زہد وورع اور تقویٰ وپرہیزگاری اس کا سبب تھا۔ ❶

زید بن علی رضی اللہ عنہ جب کوفہ تشریف لائے تو ان کے ساتھ جو لوگ تھے وہ والی قضیہ کے رونما ہونے کی وجہ سے حیرت واستعجاب میں پڑ گئے۔ یہ قضیہ ان لوگوں کی طرف سے اٹھایا گیا تھا جو امام مذکور کے والد محترم سیدنا علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہما کی امامت کا دم بھرتے تھے۔ لہٰذا اس مسئلہ پر ایک مناظرہ ہوا جس پر صاحب کتاب الکافی رقمطراز ہیں:

''امام زید بن علی رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوجعفر میں اپنے والد حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا کرتا تھا اور میرے بابا مجھ کو بڑا ٹکڑا توڑ کر لقمہ بنا کر کھلایا کرتے تھے اور ازراہ شفقت میرے لئے پھونک کر گرم لقموں کو ٹھنڈا کیا کرتے تھے۔ ان کو دنیا میں

---

❶ یہاں اس بات کی طرف اشارہ کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انسان بڑی آسانی کے ساتھ، اس شخص کے لئے جس سے وہ محبت کرتا ہے قصے کہانیاں گھڑ لیتا ہے۔ مثال کے طور پر فرقہ اسماعیلیہ کو ہی لے لیجئے انہوں نے امام اسماعیل بن جعفر صادق کی امامت کو ثابت کرنے کے لئے قصے کہانیوں کا طومار لگا دیا ہے۔ اسی طرح فرقہ رفاعیہ نے اپنے امام رفاعی کے بارے میں قصے کہانیاں گھڑ گھڑ کر ان کے معجزات اور کرامات کا انبار لگا دیا ہے۔ اسی طرح فرقہ تیجانیہ والوں نے بھی کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ قصہ کہانیاں گھڑ لینا تو بڑا ہی آسان کام ہے مگر حقیقت بیانی بڑی مشکل بات ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا اتنا خیال تھا۔ مگر انہیں جہنم کی آگ میں مجھ پر رحم یا ترس نہیں آتا تھا؟ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے تم کو دین کے بارے میں خبریں بہم پہنچائیں اور مجھے ان خبروں سے نا آشنا رکھا؟ مؤمن الطاق نے ان کو یہ کہہ کر جواب دیا کہ میں قربان جاؤں انہوں نے جہنم کی آگ سے آپ پر رحم کھا کر اس بات کی آپ کو خبر نہیں دی۔ گویا کہ انہوں نے از راہ شفقت آپ کے لئے ایسا کیا کیونکہ ان کو خدشہ تھا کہ کہیں آپ ان کی بات کو قبول نہ کریں اور حکم عدولی کی وجہ سے جہنم کے مستحق قرار پا جائیں۔ اس لئے اس حقیقت سے صرف مجھ کو آگاہ کرنے میں انہوں نے اکتفاء کیا۔ اگر میں نے ان کے حکم پر عمل درآمد کیا تو گویا کہ میں نجات سے ہمکنار ہو گیا اور اگر اس کو قبول کرنے میں کاہلی سے کام لیا یا امام صاحب کے فرمان کی خلاف ورزی کی تو ہمارے امام محترم کو اس کی پرواہ نہیں ہے کہ میں جہنم رسید ہوں انہوں نے آپ سے اس حقیقت کو چھپایا ہے جس طرح یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کے خواب کا کتمان کیا تھا۔'' [1]

تصور کیجئے کہ امام صاحب کے صاحبزادے اپنے والد کی امامت کی خبر نہیں رکھتے اور نہ ان کو اپنے زمانے میں اپنے والد بزرگوار کے منصب امامت پر فائز ہونے کی خبر مل سکی اور نہ ہی یہ اہم خبر ان کے گوش گزار ہو سکی مگر مؤمن الطاق کہ جسے اہل کوفہ کی ایک جماعت ایسے مخلص رازداں کی شکل میں وجود پذیر ہوئی جنہوں نے حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ کے والد محترم زین العابدین رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے کی امامت کی دعوے داری شروع کی۔

یہ شیعوں کی تاریخ کا ایک المناک پہلو ہے جس سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔ اس پر بس نہیں بلکہ یہاں پر چند دوسرے پہلو اور بھی ہیں جو صراحت کے ساتھ امامت کی نشاندہی کی نفی کرتے ہیں اور اس بات کی یقین دہانی فراہم کرتے ہیں کہ شیعوں کے نزدیک امامت کا

[1] كتاب الكافي : ١/١٧٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصور محض ایک مفروضہ ہے اس کے علاوہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

فرقہ اثنا عشریہ سے منسلک شیعوں کے بارے میں اس بات کا تصور محال ہے کہ وہ اپنے بارہ اماموں کے اسماء والقاب کی مع ولدیت نشاندہی کر سکیں اور یہ بتا سکیں کہ وہ کس کی ذریت میں سے ہیں۔

چنانچہ کلینی نے اپنی کتاب الکافی میں یہ روایت نقل کی ہے کہ: ایک شخص نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے دریافت کیا: میری صبح وشام اس حال میں ہوتی ہے کہ میں کسی ایسے امام کو پا سکوں جس کی امامت مسلم ہو اور میں اس کی امامت کو تسلیم کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر سکوں تو آپ ہی بتائیے کہ ایسی حالت میں میں کیا کروں؟ جبکہ صبح وشام میں مجھے کوئی ایسا امام نہ مل پائے جس کو میں امام سمجھ کر اس سے بیعت امامت کر سکوں؟ امام ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے اس شخص کو جواب دیا کہ تم جس کو پسند کرتے ہو اس سے محبت کا سلوک روا رکھو اور جسے تم ناپسند سمجھتے ہو اس سے دور رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غلبہ عطاء فرمائے۔ ❶

امام صدوق نے امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم کو ایک طویل مدت تک امام کی قیادت سے محرومی کا شکار رہنا پڑے گا اور معاملہ ایسا پیچیدہ ہو جائے گا کہ تم کو اپنے امام کے نام تک کا پتہ نہ ہوگا تم اس حال میں کیا کرو گے۔ لوگوں نے امام صادقؒ سے سوال کیا کہ ایسے حال میں ہمارا کیا فریضہ بنتا ہے۔ آپ ہی فرمائیں۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ پہلے امام کی بیعت پر جمے رہو یہاں تک معاملہ تمہارے سامنے واضح ہو کر آ جائے۔ ❷

امام کلینی، امام صدوق، اور امام مفید نے عیسیٰ بن عبداللہ علوی عمری کے واسطہ سے ابوعبداللہ جعفر بن محمد رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: میں قربان جاؤں، ہم پر اگر کوئی ایسا موقع آ جائے، اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن نہ دکھائے

---

❶ الكافي: ۱/۳۴۲۔

❷ اكمال الدين، ص: ۳۴۸۔۳۵۰۔۳۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ کوئی تصریح شدہ امام موجود نہ رہے تو ہم کس کو امام بنائیں گے یا کس کے ہاتھ پر ہم امامت کی بیعت کریں؟ راوی کہتا ہے کہ ابو عبداللہ نے حضرت موسیٰ کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا کہ اگر موسیٰ بھی نہ رہیں تو ہم کس کو امام بنائیں گے۔ فرمایا کہ ان کے فرزند رشید کو ان کا جانشین سمجھا جائے گا۔ میں نے کہا کہ اگر بالاتفاق وہ بھی نہ رہیں اور وہ اپنے بڑے بھائی اور چھوٹے لڑکے کو اپنے پیچھے چھوڑ جائیں تو ہم کس کو امامت کے منصب پر فائز کریں گے۔ اس کے جواب میں ابو عبداللہ نے فرمایا کہ ان کے صاحبزادے کو ان کا خلف رشید سمجھا جائے گا اور اسے امامت کے منصب پر فائز کیا جائے گا۔ اس کے بعد امامت کا یہ سلسلہ یونہی قائم رہے گا۔ میں نے عرض کیا: اگر ہمیں امام کا پتہ نہ چل پائے اور نہ ہی ہم امام کا سراغ لگا پائیں تو ہم کیا کریں؟ اس کے جواب میں ابو عبداللہ نے ارشاد فرمایا کہ ایسے موقع سے تم یہ کلمات وردِ زبان کر لیا کرو "اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَتَوَلّٰی مَنْ بَقِیَ مِنْ حُجَجِكَ مِنْ وَلَدِ الْاِمَامِ الْمَاضِیِّ۔ فَاِنَّ ذٰلِكَ یُجْزِئُكَ"...... "اے اللہ میں اس شخص کے ہاتھ میں بطور موالاۃ ہاتھ دیتا ہوں جو پہلے امام کی اولاد میں سے باحیات ہو اور تیری باقی ماندہ حجت کو تسلیم کرتا ہوں۔ تمہارے لئے یہ کہنا بیعت امام کے طور پر کافی ہو جائے گا۔"

یہاں زرارہ بن اعین، یعقوب بن شعیب اور عبدالاعلیٰ سے مروی کچھ دیگر روایات ہیں کہ انہوں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: اگر امام وقت کو کوئی ناگہانی حالت پیش آ جائے تو لوگ کیا کریں گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو پیش نظر رکھیں گے:

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ (التوبة:۱۲۲)

"ان میں سے کچھ لوگ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرے اور یہ لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی قوم کے پاس جب واپس آئیں تو ڈرائیں تا کہ وہ ڈر جائیں۔"

راوی کہتے ہیں کہ میں نے امام صاحب سے پوچھا: اس موقع پر ان پر کیا حکم لگایا جائے گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ اس وقت معذور سمجھے جائیں گے۔ میں نے سوال کیا: ان انتظار کرنے والوں کا کیا ہوگا جو ان فقیہوں کے انتظار میں نگاہیں فرش راہ کیے بیٹھے ہوں گے۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ اللہ تمہارا بھلا کرے کیا تم کو پتہ نہیں کہ محمد ﷺ اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ۵۱۱ سال کا جو وقفہ تھا اس وقفے کے مابین کتنے ایسے لوگ ہیں جو محمد ﷺ کی بعثت کا انتظار کرتے کرتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر عمل پیرا ہو کر ختم ہو گئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ اجر دے گا۔ میں نے پوچھا ہم دین حاصل کرنے گھر سے نکلیں اور راستے میں اگر بعض ساتھی مرگئے تو ان کا کیا حکم ہے۔ امام صاحب نے جواب دیا:

﴿ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝﴾ (النساء: ۱۰۰)

"جو اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف نکل کھڑا ہوا، پھر اسے موت نے آ پکڑا تو یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ثابت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ تو نہایت ہی بخشنہار، رحم کرنے والا ہے۔"

راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا: ہم مدینہ منورہ پہنچیں اور صاحب معاملہ کے دروازے پر پردہ کھنچا ہوا دیکھیں اور دروازہ بند پائیں تو کیا کریں؟ فرمایا: اس میں کسی قسم کا غموض نہ ہوگا اور جب تم مدینہ میں داخل ہو گے اور لوگوں سے کہو گے کہ میں کس کو اپنا وصی بناؤں؟ لوگ برملا کہیں گے: فلاں کو اپنا وصی بناؤ۔ ❶

تاریخ میں ایسی بہت سی روایات موجود ہیں جن سے اس بات کا بخوبی علم ہوتا ہے کہ ائمہ علیہم السلام کو خود اپنی امامت کا پتہ ہوتا ہے اور نہ ہی اس بات کا علم ہوتا ہے کہ ان کے بعد کون امام

---

❶ تفسیر العیاشی: ۲/۱۱۷-۱۱۸۔ الامامة والتبصرة من الحيرة، ص: ۲۲۶ اور اکمال الدین، ص: ۷۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بننے والا ہے۔ لیکن جب ان کی وفات کا وقت قریب آ جاتا ہے اس وقت ان کو امامت کا پتہ چل جاتا ہے۔ جب ائمہ کا یہ حال ہے تو شیعان فرقہ امامیہ اور ہما شما کا کیا شمار؟ کیونکہ بار ہا یہ بات مشاہدہ میں آ چکی ہے کہ شیعہ امامیہ کو اپنے ہر امام کی وفات کے بعد حیرانی و پریشانی کا شکار ہونا پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے ہر امام سے ہمیشہ یہی درخواست کی کہ وہ اپنے جانشین کو وقت موعود سے پہلے تعین کر دیں اور وضاحت کے ساتھ اس کے نام کا اعلان کر دیں تاکہ ان کی وفات کے بعد امام جدید کی تعیین میں مشکلات درپیش نہ ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ امام صاحب تو اس دنیا سے چلے جائیں اور ان کے متبعین کو امام کا پتہ تک نہ ہو۔

ابوجعفر محمد صفار، جو امام حسن عسکری علیہ السلام کے وابستگان میں سے ہیں، نے اپنی کتاب: بصائر الدرجات باب فی الائمة انهم یعلمون الیٰ من یوصون قبل موتهم مما یعلمهم الله کے عنوان سے موسوم باب میں درج کیا ہے۔ [1]

ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسماعیل بن ابراہیم کے ایک چھوٹے صاحبزادے تھے۔ جن سے وہ بڑی محبت کرتے تھے۔ شیخ اسماعیل کی امیدیں انہیں سے وابستہ تھیں لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ فلاں شخص امامت کا حق دار ہے۔ چنانچہ جب شیخ اسماعیل علیہ السلام وفات پا گئے اور ان کے وصی کی امامت کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! جب مجھے موت آ جائے تو ایسا کرنا ویسا کرنا اور میری وصیت پر عمل کرنا۔ اس سے پتہ یہ چلا کہ امام کو اس وقت تک موت نہیں آتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس بات سے مطلع نہ کر دے کہ ان کے بعد کون وصی ہوگا۔

بصائر الدرجات میں ہی باب فی الامام علیه السلام انه یعرف من یکون بعده قبل الموت کے عنوان سے ایک باب ہے۔ یہاں میں اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کرنا چاہوں کہ یہ اس عقیدہ امامیہ کا طبعی نتیجہ ہے جو ایک معمہ بن گیا ہے۔ جو نہ حل ہوا ہے

---

[1] نفس المصدر، ص: ٤٣٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ حل ہوگا۔عقیدہ نصیہ کا مطلب یہ ہے کہ خود ان کے امام کو پتہ تک نہیں ہوتا کہ ان کے بعد کون امامت کی باگ ڈور سنبھالے گا۔البتہ موت سے تھوڑی دیر پہلے اسے وحی کے ذریعے پتہ چل جاتا ہے۔لیکن یہ ایک تضاد ہے جس کے بھنور میں پھنس کر عام شیعہ بھٹک رہے ہیں اور دونوں قسم کے اعتقاد نے ان کو مخمصہ میں ڈال رکھا ہے۔جب عام شیعہ کا یہ حال ہے تو رواۃ اور ائمہ کے اصحاب ومعتقدین کا کیا حال ہوگا۔

زرارہ بن اعین کا شمار امام باقر اور امام صادق رحمہ اللہ کے اصحاب میں ہوتا ہے۔جب اس کا انتقال ہوا تو اس کو بھی پتہ نہ چل سکا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد کون امامت کے منصب پر فائز ہوگا۔

لہٰذا زرارہ نے اپنے بیٹے عبید اللہ کو کوفہ سے مدینہ روانہ کیا تا کہ وہ نئے امام کا پتہ لگا کر آئیں۔لیکن ان کو منزل مقصود تک پہنچنے سے ہی پہلے موت نے آلیا۔چنانچہ انہوں نے قرآن کریم کو اپنے سینہ پر رکھ کر یہ کہا

((اللّٰهم اشهد انی أتم بمن اثبت امامته هذاالمصحف))

”اللہ میں اس کو امام سمجھتا ہوں جس کو یہ مصحف امامت کے منصب پر فائز کرے گا۔“ ❶

اگر ائمہ کرام کے اصحاب میں سے کسی کو یہ بات معلوم ہوتی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد موسیٰ کاظم امامت کے منصب پر فائز ہوں گے تو ان کو معلومات حاصل کرنے کی ضرورت درپیش نہ آتی اور نہ ہی ان کو کسی قسم کا شک اور تذبذب رہتا۔لیکن ان کا شک وشبہ اور حصول معلومات کی تگ ودو، اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ ان کو بھی امامت کی نامزدگی کا پتہ نہیں تھا۔یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبید اللہ کو کوفہ سے مدینہ روانہ کیا تھا۔

الصفار اور الکلینی کے علاوہ المفید اور الکشی نے بھی اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ:

---

❶ اکمال الدین، ص: ۷۵،۷۶.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور و معروف ائمہ کرام میں سے، ہشام بن سالم الجوالیقی اور محمد بن نعمان الاحول شروع شروع میں ہی حضرت عبداللہ الافطح کی ان کے والد جعفر صادق علیہ السلام کے بعد امامت کے حق میں تھے۔ ان کی دلیل ابو عبداللہ رحمہ اللہ کا یہ قول تھا کہ امامت کے استحقاق کا فیصلہ بڑے بیٹے کے حق میں ہوگا اگر وہ معذور یا اپاہج نہ ہوا۔ امام باقر اور امام صادق علیہما السلام کے اصحاب میں سے عمار الساباطی کا اس بات پر اصرار ہے کہ امامت کا اگر کسی کو حق پہنچتا ہے تو وہ عبداللہ الافطح ہی ہے آخری دم تک ان کا یہی فیصلہ رہا اور وہ اپنی اسی رائے پر ہمیشہ قائم رہے۔ ❶

ہشام بن سالم الجوالیقی سے مروی ہے کہ وہ ایک مرتبہ عبداللہ الافطح رحمہ اللہ کے پاس اپنے بعض شیعہ دوستوں کے ہمراہ آئے اور ان سے بعض فقہی مسائل کے بارے میں دریافت کیا: عبداللہ الافطح صحیح طور پر تشفی بخش جواب نہ دے سکے، جس نے لوگوں کو ان کی امامت بارے شکوک وشبہات میں ڈال دیا۔ چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس سے حیران وسرگرداں نکلنے پر مجبور ہوگئے۔ کوفہ کی گلیوں میں ستانے کی غرض سے روتے ہوئے آ کر بیٹھ گئے۔ حیرانی وپریشانی کا یہ عالم تھا کہ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا: کس کے پاس جائیں؟ مرجئہ کے پاس جائیں یا زیدیہ کے پاس جائیں؟ یا معتزلہ کے پاس جائیں یا خوارج کے پاس جائیں۔ ہم لوگ اسی پس وپیش میں تھے کہ میں نے ایک بوڑھے شخص کو آتے ہوئے دیکھا۔ میں اس کو نہیں جانتا تھا لیکن وہ اپنے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کر رہا تھا۔ اس نے آتے ہی مجھے بلایا اور کہا: اللہ تمہارا بھلا کرے، آؤ میرے پاس آ جاؤ۔ جب دیکھا تو وہ ابوالحسن موسیٰ رحمہ اللہ تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم مجھے امام مانو۔ کیونکہ امامت مرجئہ کی ہے نہ قدریہ کی۔ اور نہ ہی زیدیہ کو امامت کا حق پہنچتا ہے۔ بلکہ میرے حق میں امامت ثابت ہے۔ لہٰذا تم اسے تسلیم کرو۔ میں نے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں کیا آپ کے والد اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ ابوالحسن موسیٰ کاظم رحمہ اللہ نے جواب

---

❶ دیکھئے: الکافی: ۱/۳۵۱-۳۵۲۔ الارشاد، ص: ۲۹۱۔ بصائر الدرجات، ص: ۲۵۰، ۲۵۱ اور رجال الکشی ترجمة هشام بن سالم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا: ہاں وہ فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا: ان کے بعد کون ہماری امامت کا استحقاق رکھتا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کی راہنمائی کے لئے تمہارے راستے کھول دے اور مدد فرمائے۔ میں نے کہا: میں قربان جاؤں آپ پر، کیا آپ ہی وہ امام نہیں ہیں جس کی ہم کو ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا نہیں، میں اس بات کی صراحت نہیں کر سکتا۔ میرے دل میں یہ خیال کہ کہیں ایسا تو نہیں، مسئلہ پیش کرنے میں مجھ سے چوک ہو گئی ہو۔ پھر میں نے ابوالحسن موسیٰ رحمہ اللہ سے کہا گیا: آپ بھی کسی امام کے متبع ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس کی وجہ سے میرے دل میں ان کی عظمت شان اور ہیبت خاندان کا ایسا تصور گھر کر گیا جس کی اثر پذیری کا اندازہ اللہ ہی کے علم میں ہے۔ ❶

اس روایت میں ہشام کا کہنا ہے کہ ابتداء میں لوگ عبداللہ الافطح کی امامت پر راضی ہو گئے تھے۔ گویا فرقہ امامیہ کے سربرآوردہ لوگوں (اقطاب) کو تحریری طور پر اس بات کا پتہ تک نہ تھا کہ امام کاظم مجمع کے سامنے امامت کا اعلان کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ بہرحال حضرت عبداللہ الافطح اپنے والد کی وفات کے ستر دن بعد وفات پا گئے۔ انہوں نے اپنا ایسا جانشین نہ چھوڑا جس سے ان کی اولاد میں امامت جاری رہتی۔ جس کی وجہ سے فرقہ امامیہ کی صفوں میں ایک نئے فتنہ نے سر اٹھایا۔ اس وقت ایک فرقہ نے امامت کے مسئلہ سے دستبرداری کا اعلان کر دیا اور ایک دوسرا فرقہ پیدا ہو گیا جس نے موسیٰ بن جعفر کی امامت کو تسلیم کر لیا اور فرقہ موسوی کہلانے لگا۔ ایک تیسری قسم وہ تھی جس میں عبداللہ بن بکیر اور عمار بن موسیٰ الساباطی تھے۔ جنہوں نے موسیٰ بن جعفر کے بعد ان کے بھائی کی امامت کا فکر پیش کیا۔ ان کو فرقہ فطحیہ کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہیں امام صادق اور ان کے بعد ائمہ کرام کے اصحاب ہونے کا شرف حاصل تھا۔

قارئین کرام یہ تصور نہ کریں کہ معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا، نہیں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ ابوعبداللہ علیہ السلام

❶ دیکھئے: الکافی: ۱/۳۵۱۔ اور الارشاد، ص: ۲۹۱ اور بصائر الدرجات، ص: ۲۵۰۔۲۵۱ اور منتھی الآمال: ۲/۲۵۸ اور رجال الکشی ترجمۃ ھشام بن سالم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اپنے بیٹے اسماعیل کے لئے وصیت، اس کے نفاذ کا ابتدائی بحران، عبداللہ افطح کی امامت، ابوعبداللہ رحمہ اللہ کی اچانک موت کے بعد موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کی امامت کی مشکلات اور ۱۸۳ھ کو بغداد میں ہارون رشید کے زمانہ میں ان کی جیل میں پراسرار موت جیسے پے در پے حالات سے مسئلہ امامت پیچیدہ اور طویل ہوتا گیا حتی کہ موسوی شیعوں کے ہاں یہ قصہ عام ہو گیا کہ موسیٰ کاظم رحمہ اللہ جیل سے فرار ہو گئے ہیں۔

یہ حقیقت بھی ہے کہ امام کاظم کی موت کے اسباب سے ان کے تمام بیٹے، طلبا اور دیگر لوگ بھی ناآشنا رہے۔ ان کی فہرست میں بعض اصحاب اجماع اور رواۃ ثقات کے اسماء بھی شامل ہیں۔ جناب علی بن ابی حمزہ، علی بن الخطاب، غالب بن عثمان، محمد بن اسحاق بن عمار التغلبی الصیرفی، اسحاق بن جریر، موسیٰ بن بکر، وھیب بن حفص الجریری، یحییٰ بن الحسین بن زید بن علی بن الحسین، یحییٰ بن القاسم الحذاء، عبدالرحمٰن بن الحجاج، رفاعہ بن موسی، یونس بن یعقوب، جمیل بن دراج اور حماد بن عیسیٰ، احمد بن محمد بن ابی نصر جیسے اصحاب اجماع اور رواۃ ثقات شامل ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کے اصحاب واحباب کی ایک طویل فہرست ہے جن سے آپ کی جیل میں پراسرار موت کا معمہ حل نہ ہو سکا۔ ❶

شیعہ موسویہ کا حضرت امام کاظم پر امامت کے منحصر ہونے اور ان کے بیٹے علی رضا رحمہ اللہ کی امامت کو نہ ماننے کی وجہ ہی حضرت امام موسیٰ کاظم کے مہدی ہونے کا اثبات فراہم کرتی اور موت سے قبل ان کے ظہور کو حتمی قرار دیتی ہے۔ چنانچہ امام طوسی نے اپنی کتاب الغیبۃ میں ان روایات میں سے بعض روایات کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ ❷

اس کے بعد کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ علی رضا رحمہ اللہ کی اپنے والد کی موت کے بارے میں معرفت وعدم معرفت نے شکوک وشبہات کا بازار گرم کر دیا...... اور یہ قیاس آرائیاں گردش

---

❶ دیکھئے: الغیبۃ للطوسی، ص: ۴۷، اور الکافی: ۱/۳۴ اور عیون الاخبار الرضا، ص: ۳۹۔

❷ نفس المصدر، ص: ۳۹۔ ۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے لگیں کہ انہیں اپنے والد کی موت کی خبر کیسے پہنچی۔ اور کب ان کو پتہ چلا کہ ان کے والد فوت ہو چکے ہیں۔ ان کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ اپنے والد کے بعد جانشین امام متعین کر دئے گئے ہیں۔ کیا ان کو اپنے والد کی وفات کے بعد فوراً اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ ان کے والد فوت ہو چکے ہیں؟ یا ان کو اپنے والد کے فوت ہونے کی اطلاع ایک مدت بعد پہنچی۔ خبر پہنچنے کے بعد کب آپ بطور جانشین منصب خلافت پر فائز ہوئے۔ ❶

اُس زمانے میں شیعہ نے ایک مفروضہ پھیلا رکھا تھا جو زباں زد خاص و عام تھا کہ امام ہی امام کی تجہیز و تکفین کرتا ہے۔ اس مفروضہ نے اس دور میں امام علی رضا رحمہ اللہ کے بارے میں لوگوں کو پس و پیش میں ڈال دیا۔ چنانچہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ علی رضا رحمہ اللہ کے بارے میں کیسے یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے والد کو غسل میت دیا ہے جبکہ ان کے بابا کا انتقال بغداد میں ہوا ہے اور علی رضا رحمہ اللہ مدینہ منورہ میں تھے۔ ❷

ہم یہاں اس بات کی بھی وضاحت کر دیں کہ عام طور پر گروہ شیعہ امامت کی پیشین گوئی میں صرف علی بن موسیٰ الرضا رحمہ اللہ کے بارے ہی میں غموض کا شکار نہیں ہے بلکہ امام کاظم کی اولاد اور ان کی محبوب ترین بیوی ام احمد کے سلسلہ میں بھی بڑی ہی پیچیدگیاں موجود ہیں جس کے بارے میں تاریخ کے اوراق شاہد عدل ہیں۔ ❸

انہیں تاریخی روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب مدینہ میں امام کاظم رحمہ اللہ کی وفات کی خبر نی گئی تو لوگ ام احمد کے دروازے پر جمع ہو گئے۔ احمد بن امام کاظم رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی اور انہوں نے بھی لوگوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنی امامت کی بیعت لی۔ حالانکہ ابھی علی رضا کی امامت کے جواز و عدم جواز کی بحث جاری تھی۔ ❹

---

❶ ملاحظہ ہو: الکافی: ۱/۳۸۱۔ ❷ ملاحظہ ہو: نفس المصدر: ۱/۳۸۵۔

❸ ایضاً۔ ۱/۳۸۱۔۳۸۲۔ ❹ حیاۃ الامام موسیٰ بن جعفر، لباقر شریف القرشی، ص: ۴۱۰۔۴۱۱۔ تحفۃ العالم، جعفر آل بحر العلوم کی کتاب سے مقتبس: ۲/۸۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابھی فرقہ امامیہ سے منسلک لوگ اڈھیڑ بن میں مبتلا تھے کہ ۲۰۳ھ کو خراسان میں امام رضا کا انتقال ہوگیا۔ ان کے ایک بیٹے تھے جن کا نام محمد جواد تھا۔ ان کی عمر سات سال کی تھی جس کی وجہ سے فرقہ امامیہ کی صفوں میں دوبارہ اختلاف کی آگ بھڑک اٹھی اور امامت کا مسئلہ ایک چیلنج کی شکل اختیار کر گیا۔ کیا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی قیادت کے لئے ایک کم سن بچے کو امامت کے منصب پر فائز کرسکتا ہے۔ جو اپنے معاملات میں بھی خوب تصرف کے قابل نہیں۔ علاوہ ازیں جو خود شرعاً غیر مکلف ہو اور نہ اس کو اپنے والد کی تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہونے کا موقعہ مل پایا ہو جس کو اس کے والد چار سال کا چھوڑ کر چلے گئے ہوں کیا وہ امام بن سکتا ہے؟ ❶

اس قسم کے مختلف اسباب کی بنیاد پر شیعہ امامیہ مختلف فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ جن میں سے بعض فرقے یہ ہیں۔

① ...... ان میں سے ایک فرقہ وہ ہے جس نے موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کی امامت پر اکتفا کیا مگر چند اسباب و وجوہات کی بنا پر علی بن موسیٰ الرضا پر یقین کرتے ہوئے ان کی طرف رجوع کر لیا اور محمد الجواد کی امامت کو رد کر دیا۔

② ...... ایک دوسرا فرقہ وہ ہے جس نے امام رضا کے بھائی احمد بن موسیٰ کی امامت کو قبول کرنے کا رجحان ظاہر کیا۔ یہ فرقہ زیدیہ کے ہم رائے تھے اور کوفہ میں ابوسرایا کے ساتھ مظاہرہ کے لئے سڑکوں پر نکل آئے تھے۔ ان کو اپنے بھائی امام رضا کی محبت حاصل تھی اور وہ اپنے بھائی کا خیال بھی رکھتے تھے۔ احمد موسیٰ علم و فضل، ورع و تقویٰ، زہد و معرفت، عبادت و ریاضت میں بھی بلندی و کمال کے حامل تھے۔ اس فرقہ کا خیال ہے کہ امام علی رضا نے ان کی امامت کی وصیت کر کے نشاندہی کر دی تھی۔ ❷

③ ...... شیعوں کا ایک فرقہ وہ ہے جو امام محمد بن القاسم بن عمر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی

---

❶ المقالات للاشعری القمی، ص: ۹۶۔۹۸ اور فرق الشیعہ للنوبختی، ص: ۸۸۔
❷ الفصول المختارة، ص: ۲۵۶ اور المفید کی "الارشاد"

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالب رضی اللہ عنہم کے ارد گرد جمع ہو گیا۔ آپ کوفہ میں فروکش تھے اور عبادت و ریاضت، زہد و معرفت، ورع و تقویٰ، علم و فضل اور فقہ و حدیث میں درایت رکھتے تھے۔ انہوں نے معتصم باللہ کے خلاف ۲۱۸ھ کو طالقان میں علم بغاوت بلند کیا تھا۔ ❶

[۴]......ایک فرقہ وہ تھا جس نے محمد الجواد کی امامت کو سراہا لیکن انہیں مشکل یہ درپیش ہوئی کہ وہ امام جواد کے بیٹے علی ھادی کی صغر سنی کی وجہ سے دوبارہ بحران کا شکار ہو گئے۔ کیونکہ جواد کا عنفوان شباب میں انتقال ہو گیا تھا اور ان کے دونوں بیٹے علی اور موسیٰ کم سن تھے۔ بڑے بیٹے کی عمر سات سال سے زیادہ نہ تھی۔ امام ھادی بھی اپنے والد امام جواد کی وفات کے وقت چھوٹے ہی تھے۔ وجہ یہ ہے کہ ان کے والد نے عبداللہ بن مسور کو اپنے تمام مال متاع پر حاجب مقرر کر کے یہ وصیت کی تھی کہ ہادی جب بڑے ہو جائیں تو یہ سامان ان کے حوالے کر دینا۔ یہی وہ بھنور ہے جس کی گرداب میں شیعہ لوگ پھنس کر مختلف مشکلات کا شکار ہو گئے۔ اگر امام ھادی صغر سنی کی وجہ سے مالی تصرفات کے اہل نہیں تھے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کی صغر سنی کے دوران امام کون تھا۔ اگر کوئی نہیں تھا تو ایک کم سن بچہ کے نام امامت کیوں کر نامزد کی جاسکتی ہے۔ اور وہ کس بنیاد پر امامت کے فرائض انجام دینے کا اہل ہوسکتا ہے۔ یہ وہ سوالات ہیں جو امام علی رضا رحمہ اللہ کی وفات کے وقت بروئے کار لائے گئے۔ اس سے علی و موسیٰ دونوں بھائیوں کی امامت کے بارے میں پیچیدگی درپیش ہوئی تھی۔

امام کلینی اور مفید حیرت و استعجاب کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ شیعوں کی بعض بڑی بڑی شخصیات کو بھی اس امام جدید کی پہچان نہ تھی۔ لہٰذا انہوں نے امام محمد بن فرج کے یہاں اجتماع کیا۔ اس کے بعد ایک اجنبی شخص نمودار ہوا اور اس نے امام جواد کے بارے میں اس پوشیدہ راز کا انکشاف کر کے بتلایا کہ انہوں نے خفیہ طور پر اپنے بیٹے علی ھادی کی امامت کی نشاندہی کر دی تھی۔ تب کہیں جا کر اس راز کا اظہار ہو پایا۔ ❷

❶ مقاتل الطالبین، ص ۵۷۹ اور تاریخ الطبری: ۲۲۳/۷۔

❷ الکافی: ۳۲۶/۱۔ ۳۲۷۔ اور الارشاد، ص: ۳۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حیرت استعجاب اور ابہام وغموض نے امام جواد کے ماننے والے شیعہ کو کئی فرقوں میں تقسیم کر دیا۔

۱۔ ان میں سے ایک گروہ امام ھادی کی امامت کا قائل ہو کر الگ ہو گیا۔

۲۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو ان کے بھائی موسیٰ مبرقع کی امامت کا قائل ہو کر انہیں کا ہو کر رہ گیا۔ ❶

لیکن امام ھادی نے امامت میں اپنے بیٹے محمد کے لیے جانشینی کا انتخاب کر کے لوگوں کو حیرت استعجاب میں ڈال دیا۔ لیکن محمد ان کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا تو انہوں نے اپنے دوسرے بیٹے امام حسن عسکری کی امامت کی وصیت کر دی اور اپنے بیٹے کو بلا کر کہا کہ میرے عزیز بیٹے اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تمہیں موقع عنایت فرما کر امامت سے نواز دیا ہے۔ ❷

کلینی اور مفید طوسی نے ابو ھاشم داؤد بن القاسم جعفری کے واسطہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں ابوالحسن عسکری کے پاس ان کے صاحبزادے ابو جعفر کی وفات کے وقت موجود تھا۔ انہوں نے اس کی طرف اشارہ کیا اور اس کا حال واحوال بیان کیا تو میں اپنے دل ہی دل میں کچھ سوچنے لگا۔ ابوالحسن میری طرف متوجہ ہوئے کر کہنے لگے: ہاں اے ابو ہاشم! میں تم سے یہ کہہ رہا ہوں کہ ابو جعفر پر اللہ کا ہاتھ ہے اور اس کا قائم مقام ابو محمد کو بنایا گیا ہے۔ بالکل یہی مسئلہ اسماعیل کے بارے میں درپیش ہوا۔ جبکہ ابو عبداللہ ان کی امامت کی نشاندہی کر کے انہیں امامت کے منصب پر فائز کر چکے تھے۔ بالکل یہی اشکال جو تمہارے دل میں گردش کر رہا ہے یہاں میں یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ میرا بیٹا ابو محمد میرے بعد میرا جانشین ہے۔ اس کے پاس وہ سب کچھ ہے جس کی تم کو ضرورت درپیش ہو گی۔ ❸

---

❶ ملاحظہ ہو: فرق الشیعہ، ص : ۹۱۔

❷ ملاحظہ ہو: الکافی، ص : ۱/۳۲۶۔۳۲۷۔ بصائر الدرجات للصفار، ص : ۴۷۳ اور الارشاد المفید، ص : ۳۳۷، اور الغیبة للطوسی، ص : ۱۲۲۔

❸ ملاحظہ ہو: الکافی : ۱/۳۲۸ اور الغیبة، ص : ۵۵۔۱۳۰ اور الارشاد، ص : ۳۳۷ اور بحار الانوار للمجلسی : ۵۰/۲۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی الجھن فرقہ اسماعیلیہ کے ساتھ بھی پیش آئی۔ کیونکہ جعفر صادق اپنے بیٹے اسماعیل کی وفات کا ذکر کر چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسماعیل رحمہ اللہ نے انہیں امام ماننے سے انکار کر دیا۔ جس طرح ہادی کے دادا کے قتل پر ایک فرقہ نے ان کے صاحبزادے امام محمد کی وفات کی تصدیق سے انکار کر دیا تھا اور مسلسل ان کے روپوش ہو جانے کے عقیدہ پر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے یہاں تک دعویٰ کر ڈالا کہ امام ھادی کا اپنے بیٹے کی وفات کا اعلان کرنا تقیہ ہے اور حقیقت پر پردہ ڈالنے کے مترادف ہے۔

۲۶۰ ھ کو مقام سامراء میں امام حسن عسکری علیہ السلام نے بحران اور ہیجانی کیفیت پیدا کر دی کیونکہ وہ جانشین مقرر کیے بغیر فوت ہو گئے تھے۔ جب کہ امام کا انعقاد یہ تھا کہ امامت تسلسل سے جاری رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرقہ امامیہ سے منسلک لوگ ۱۴ فرقوں میں تقسیم ہو گئے جس کا قمی نے اپنی کتاب المقالات والفرق میں تذکرہ کیا ہے۔ اور نوبختی نے اس کو اپنی کتاب فرق الشیعہ میں بیان کیا ہے۔ ابن زینب النعمانی نے اپنی کتاب ''الغیبۃ'' میں بھی اس کا انکشاف کیا ہے۔ الصدوق نے اپنی کتاب ''اکمال الدین'' میں جس کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے۔ المفید نے اپنی کتاب ''الارشاد'' میں جس کی وضاحت کی ہے۔ الطوسی نے اپنی کتاب ''الغیبۃ'' میں جسے بیان کیا ہے۔ امامت کی الجھن بارے یہ ایک ہلکی سی جھلک تھی ورنہ یہ ایک نہ ختم ہونے والی داستان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک افسانے کی تصدیق

ہمیں بچپن میں ایک قصہ لوریاں دے دے کر سنایا گیا ہے جو ہمارے ذہن و دماغ میں جاگزیں ہو گیا ہے۔ جس پر میں نے سادہ لوحی کی وجہ سے اس پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی تھی۔ انہوں نے مجھے بچپن ہی سے ایک قصہ پڑھا رکھا تھا جس کی میں نے سوچنے سمجھنے اور عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کے بغیر ہی تصدیق کر دی کیونکہ میں اسی قدر کر سکتا تھا۔ قصے کا خلاصہ یہ ہے کہ امام عسکری نے بشر بن سلیمان النخاس کو بلا بھیجا۔ جب وہ آ گیا تو انہوں نے بشر بن نخاس سے کہا: میں تم کو ایک ایسا راز بتانے جا رہا ہوں جس کی کسی کو کانوں کان خبر تک نہ پہنچی ہو گی چنانچہ انہوں نے ان کو رومی زبان میں ایک خط لکھ کر دیا جس پر اپنی مہر بھی ثبت فرما دی۔ ان کو دو سو بیس دینار بھی دیئے اور ان سے کہا کہ یہ رقم لے کر بغداد چلے جاؤ۔ وہاں تم کو غاس کے بازار میں پہنچنا ہے۔ جہاں غلاموں اور لونڈیوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ جب تم وہاں پہنچو گے تو تم کو ایک شخص ملے گا جس کا نام عمرو بن یزید النخاس ہو گا۔ اس کے پاس بہت سی لونڈیاں ہوں گی۔ ان میں سے ایک لونڈی ایسی ایسی ہو گی۔ انہوں نے اس لونڈی کے اوصاف بیان کر کے بشر بن نخاس کو آگاہ کر دیا اور یہ بھی بتلا دیا کہ وہ لوگوں سے بات نہیں کرتی ہو گی۔ بلکہ آدمیوں سے دور دور رہتی ہو گی اگر اس پر تمہاری نظر پڑ جائے تو اس کو میرا یہ خط دکھا دینا۔

چنانچہ بشر بغداد پہنچا اور اسے امام کی نصیحت کے مطابق اسی صورتحال سے سابقہ پڑا۔ لہٰذا اس نے امام کی وصیت کے مطابق اس لونڈی کے ہاتھ میں امام عسکری کا خط دے دیا۔ اس لونڈی نے جب اس خط کو پڑھا تو بے ساختہ رونا شروع کر دیا اور عمر بن یزید سے کہا کہ: اس خط والے کے ہاتھ مجھے فروخت کر دو۔ پھر بشر نے جب اسے خرید لیا تو اس سے اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رونے کا سبب دریافت کیا۔ لونڈی نے جواب دیا کہ اس کا نام ملیکہ بنت یشوعا بن قیصر ہے۔ یعنی وہ شاہ روم کی بیٹی ہے اور اس کی ماں کا شجرہ نسب حضرت مسیح علیہ السلام کے وصی شمعون بن حمون بن صفا سے جا کر مل جاتا ہے۔

پھر اس باندی نے اپنے دادا قیصر شاہ روم کے بارے میں عجیب و غریب قصہ بیان کیا کہ: قیصر نے اپنے بھتیجے کے ساتھ اس کی شادی کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر اس باندی نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ حضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت میں وصی کے لئے اس باندی کا پیغام نکاح لیکر حاضر ہوئے ہیں۔ اس نے خواب میں حضرت فاطمہ الزہرا اور مریم بنت عمران علیہما السلام کو جنت کی ہزار حوروں کی معیت میں دیکھا۔ اس نے امام عسکری کی بھی خواب میں زیارت کی اور انہوں نے اس کو خوشخبری دی کہ اس کے دادا فلاں فلاں تاریخ کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے لشکر روانہ کریں گے۔ اس لئے تجھ کو چاہئے کہ تو اس لشکر میں بطور خدم و حشم شامل ہو جا۔ اگرچہ وہ بادل ناخواستہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے بعد وہ جنگ میں قید ہو گئی حتیٰ کہ باندی کے طور پر بازار میں لا کر بیچی گئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ صاحبِ زمان کی ماں کا قصہ ہے جو اپنے طرز بیان میں فلمی قصوں سے کچھ کم نہیں۔ یہ قصہ عقیدۂ اسلامیہ سے ذرہ برابر تعلق نہیں رکھتا۔ عقیدہ مسلم کی بنیاد قرآن و سنت ہے اور قرآن تو اس لئے اترا ہے کہ مسلمانوں کی عقلوں کو اس قسم کی خرافات اور اس طرح کے گھڑے ہوئے قصوں کی آلودگی سے پاک و صاف کردے۔ ان کی عقل و دانش کو علم و معرفت کے نور سے مزین کردے۔

جہاں تک نرگس نامی اس لونڈی کے امید سے ہونے کا تعلق ہے کہ وہ کس طرح صاحب الزمان کے سلسلہ میں امید سے ہوں گی۔ اس بارے میں آپ اس روایت کا مطالعہ کریں جس کو عباس قمی نے منتہی الآمال میں اور ان کے علاوہ دوسرے مذہبی علماء نے روایت کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ایک روایت میں ہے: ہم اوصیاء لوگوں کا حمل پیٹ میں نہیں بلکہ پہلو میں ٹھہرتا ہے۔ ہم رحم مادر سے نہیں پیدا ہوتے بلکہ داہنی ران سے ہماری ولادت ہوتی ہے۔ ہماری مائیں ہم کو اس وصف کے ساتھ جنا کرتی ہیں۔ کیونکہ ہم اللہ کے نور سے حاصل ہیں۔ ہمارے پاس نجاست اور آلودگی پھٹک نہیں سکتی۔

ہمارا شیعوں سے سوال ہے کہ: انبیاء علیہم السلام کی ولادت تو رحم مادر سے ہوتی تھی۔ تمہارے اوصیاء اس بنیاد پر اس فطرتی قانون سے کیسے مبرا ہو سکتے ہیں؟ آخر یہ کون سا اسلام ہے جو اس طرح کی بکواس کرنے کی اجازت فراہم کرتا ہے۔ تم کو اس طرح کی ڈینگیں مارنے کی شہ دیتا ہے اور تمہارے اس جھوٹ پر رضامندی کا اظہار کرتا ہے۔

جہاں تک صاحب الزمان کی ولادت کا معاملہ ہے تو اس سلسلہ میں روایات اس طرح وارد ہوئی ہیں کہ جب ان کی ولادت ہوئی تو پہلے ایک چمک دار روشنی نمودار ہوئی جس نے افق کو نور سے بھر دیا اور آسمان تک روشنی ہی روشنی ہوگئی۔ میں نے سفید سفید چڑیوں کو آسمان سے اترتے دیکھا جو امام صاحب کے سر اور چہرے کو اپنے بازوؤں سے پونچھتی تھیں آپ کے جسم کو صاف کرتی تھیں اور اڑ جاتی تھیں۔ اس ماجرے کو دیکھ کر ابو محمد الحسن علیہ السلام زور سے چیخ پڑے اور اپنی پھوپھی کو پکار کر کہنے لگے: پھوپھی جان یہ پرند مجھے پکڑ کر دے دیجئے۔ چنانچہ ان کی پھوپھی نے اسے پکڑ کر مجھے بھجوا دیا۔ تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہ مختون ہے اور اس کی نال کٹی ہوئی ہے۔ غسل دیا ہوا صاف وشفاف ہے اور اس کے داہنے بازو پر لکھا ہوا ہے: "جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" [1]

اور وہ شریعت جس کے بموجب صاحب الزمان حکومت کریں گے کیا وہ شریعت اسلامیہ کے علاوہ کوئی اور شریعت ہوگی؟ ابن بابویہ القمی اپنی کتاب "الاعتقادات" میں لکھتا ہے کہ:

"جب مہدی کا ظہور ہوگا تو وہ سب سے پہلے شریعت اسلامیہ کا الغا کریں گے۔

---

[1] منتهى الآمال: لعباس القمي: ٢/٥٦١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میراث وغیرہ کے احکامات کالعدم قرار دیدیئے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں لوگوں کی جسم سازی سے دو ہزار سال پہلے روحوں کو ایک دوسرے سے آشنا کروادیا تھا۔ لہٰذا جب ہمارے امام قائم کا دور آئے گا تو وہی بھائی وارث قرار پائے گا جن کے درمیان عالم ارواح میں مواخات ہوئی تھی۔ اور حقیقی بھائی جو کہ ایک ماں اور باپ کی اولاد ہوں گے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔'' ❶

صاحب الزمان ایسے نوجوانوں کو قتل کردیں گے جن کی عمر ۲۰ سال ہو جائے اور وہ دین کی سمجھ بوجھ سے عاری ہوں گے۔ اور ان کو تفقہ فی الدین حاصل نہ ہوگا۔ ❷

اور صاحب الزمان آل داؤد کی شریعت کے مطابق حکومت کریں گے۔ ان کو محمد اور آل محمد کی شریعت سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ شیعوں کی روایات میں یہ بھی صراحت وارد ہوئی ہے کہ جب آل محمد برسر اقتدار آئیں گے تو وہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی شریعت کے مطابق حکومت کریں گے۔ ان کے لئے دلیل و حجت پیش کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ❸ ایک دوسری روایت میں ان الفاظ کے ساتھ بھی صراحت ملتی ہے کہ آل محمد میں سے جب کوئی برسر اقتدار آئے گا تو وہ آل داؤد علیہ السلام کی شریعت کی بنیاد پر حکومت کرے گا اور اسے کسی دلیل و حجت کی ضرورت نہ ہوگی۔ ❹

ان تمام افکار منحرفہ اور عقائد باطلہ کا لب لباب، یہ ہے کہ گروہ شیعہ امام مہدی رحمہ اللہ کے بارے میں لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ وہ قرآن وسنت کی تحکیم کو کالعدم قرار دے

---

❶ الاعتقادات ص: ۸۳۔

❷ اعلام الوریٰ للطبرسی، ص: ۴۳۱۔ بحار الانوار: ۱۵۲/۵۲.

❸ اصول الکافی: ۳۹۷/۱۔

❹ الارشاد للمفید، ص: ۴۱۳، واعلام الوریٰ للطبرسی، ص: ۴۳۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر اس کی جگہ دوسری الہامی کتاب کی تحکیم کا اجراء کریں گے۔ جس کی طرف شیعہ عالم النعمانی کی ابوبصیر سے روایت شدہ یہ تصریح دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ نعمانی لکھتا ہے کہ: ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا: القائم بأمراللہ نئی شریعت، نئی کتاب، نئے اصول اور نئے قوانین لے کر برسر اقتدار آئیں گے۔ (1) گویا میں صاحب الزمان کو رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کرتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ (2)

حتی کہ امام مہدی کے تصرفات اور دست برد سے مقدسات اسلامیہ بھی نہیں بچ پائیں گے۔ جیسا کہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ صاحب الزمان جب آئیں گے تو مسجد حرام کے توسیع شدہ حصہ کو ڈھادیں گے اور اس کے اساسی حصہ کو باقی رکھیں گے۔ اسی طرح وہ مسجد نبوی کو اساسی حصہ پر استوار کریں گے اور اس کا توسیع شدہ حصہ گرادیں گے۔ وہ بیت اللہ کو اپنی بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے اس کی تعمیر نو کریں گے۔ (3)

---

(1) الغيبة للنعماني ،ص : ١٥٤ ، وبحار الانوار : ٣٥٤/٥٢۔

(2) الغيبة للنعماني ،ص : ٢٨٢ ، وبحار الانوار : ١٣٥/٥٢۔

(3) الغيبة للطوسي ،ص ٢٨٢ ، وبحار الانوار : ٣٣٨/٥٢۔
یاد رہے کہ شیعہ عقائد کے مطابق بیت اللہ کو اصل واساس پر استوار کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ خانہ کعبہ، مکہ مکرمہ ہی میں ہوگا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بیت اللہ کی جہت ہی تبدیل کردیں گے اور حجر اسود کو اکھاڑ کر کربلا میں لا چسپاں کریں گے (معاذ اللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب زمان غایب کیوں؟

صاحب الزماں کی شخصیت کے وجود کا اعتقاد رکھنے والے اس قسم کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ چند اسباب وعلل ہیں جو صاحب الزماں کے ظہور میں مانع ہیں جیسے ہی ان اسباب وعلل کا ازالہ ہوگا صاحب الزماں ظہور پذیر ہو جائیں گے۔

امام مہدی کے ظہور میں مانع علل واسباب کا تذکرہ کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ صاحب الزمان کے اوران کے وقت ظہور کے درمیان کوئی مانع نہیں ہے۔ البتہ ان کو خوف اس بات کا ہے کہیں انہیں قتل نہ کر دیا جائے۔ اسی وجہ سے وہ پردہ پوش ہیں۔ کیونکہ اگر اس کے علاوہ کوئی اور علت ہوتی تو ان کے لئے پردہ پوش ہونے کا کوئی جواز نہ ہوتا۔ پردہ پوشی کی حالت میں صعوبتیں اور مشقتیں برداشت کر رہے ہیں کیونکہ انبیاء اور ائمہ علیہم السلام اللہ کی خاطر مشقتیں برداشت کرتے ہیں جس سے ان کی قدر ومنزلت میں اضافہ ہوتا ہے۔

حالانکہ صاحب الزمان کے آباء واجداد کی سیرت وسوانح تمام لوگوں کے سامنے ظاہر اور عیاں ہیں۔ وہ لوگوں کے درمیان اپنے مشن پر بحسن وخوبی گامزن تھے اور لوگوں کے ساتھ انہوں نے گھل مل کر زندگیاں گزاری تھیں۔ اور انہیں کسی شخص سے اس قسم کا خطرہ لاحق نہیں ہوا تو صاحب الزمان کے ساتھ ایسا معاملہ کیوں ہے۔

جو لوگ صاحب الزمان کے وجود کا اعتقاد رکھتے ہیں ان سے بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔ جن میں انہوں نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکی دور کے ابتدائی مرحلہ میں اس خوف سے کہ کہیں آپ ﷺ کو قتل نہ کر دیا جائے روپوش رہا کرتے تھے۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے انہوں نے صاحب الزمان کے روپوش ہونے کا جواز فراہم کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت کو مجلسی نے البحار: ۱۸/ ۱۷۶ پر حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں خوف و ہراس کے عالم میں پانچ سال تک روپوش رہے خوف کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ باہر نہیں نکلتے تھے۔ سیدنا علی اور بی بی خدیجہ علیہما السلام آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ دعوت و تبلیغ کا فریضہ علی الاعلان انجام دینا شروع کر دیں۔ اس طرح آپ منظر عام پر آئے اور آپ ﷺ کی دعوت کا غلغلہ بلند ہوا۔

مجلسی نے اپنی کتاب البحار میں ۱۸/ ۱۷۷ پر حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی ہے کہ: وحی کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ۱۳ سال کا عرصہ گزارا تھا۔ ان سالوں میں سے تین سال آپ ﷺ نے مارے خوف و ہراس کے روپوش ہو کر گزارے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آگیا کہ تم کو جس بات کا حکم دیا جارہا اسے تم علی الاعلان بیان کرو۔ اس وقت دعوت و تبلیغ کا معاملہ کھل کر سامنے آیا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی شیعی روایات ہیں جو ایک ہی معنی اور مفہوم سے عبارت ہیں۔ ہم نے اختصار کے مدنظر انہیں نظرانداز کر دیا ہے۔

ہمارا شیعوں سے کہنا یہ ہے کہ: اس طرح کا قیاس جو تم نے نبی کریم ﷺ اور صاحب الزمان کے درمیان روا رکھا ہے؛ قیاس مع الفارق کہلاتا ہے۔ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ یہاں پر بغرض استفادہ ان میں سے چند کا مختصراً تذکرہ کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت کی توفیق عطاء فرمائے [آمین]۔

1 ...... رسول اللہ ﷺ لوگوں کی نگاہوں سے مکمل طور پر روپوش نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ کو مصلحتاً پوشیدہ طور پر انجام دینا شروع کر دیا تھا۔

2 ......اس محدود مدت میں آپ ﷺ کے ساتھ چند اشخاص اور بھی موجود تھے جن میں آپ کی بیوی حضرت خدیجہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ لیکن جن کو شیعہ مہدی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غائب کے نام سے موسوم کرتے ہیں ذرا ہمیں بتلایا جائے کہ ان کی مصاحبت میں کون ہے۔ اگر وہ روپوش ہیں تو ان کی مرافقت میں کوئی نہ کوئی ہونا چاہئے۔ کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کی مصاحبت میں تو لوگ موجود تھے، لہٰذا معلوم ہوا کہ تمہارا قیاس ہی بنیادی طور پر غلط ہے۔

3 ...... تمہارا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ روپوش ہو گئے تھے لیکن ہم کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ایک محدود مدت تک سری طور پر دعوت کا کام کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ ظاہر ہو کر سامنے آ گئے۔ آپ ﷺ نے جس مدت میں سری طور پر دعوت کا اسلوب اپنایا تو اس میں بھی حکمت الٰہی پنہاں تھی۔ وہ یہ کہ اس مدت میں آپ ﷺ نے اپنے جانثاروں کی ایک ٹیم تیار کر لی جو تبلیغ ودعوت کے میدان میں آپ ﷺ کے ممد ومعاون تھے۔ لیکن جہاں تک شیعوں کے امام مہدی کا تعلق ہے تو وہ روپوش ہیں اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ نہ کوئی ان کا معاون ہے اور نہ کوئی ان کا متبع ومصاحب ہے۔ اگرچہ شیعہ امامیہ اپنے آپ کو ان کا متبع اور پیروکار کہلاتے ہیں لیکن اس سلسلہ میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ شیعہ امامیہ ان کی پیروی کا اس وقت سے دم بھرتے چلے آئے ہیں جس وقت سے وہ روپوش ہوئے ہیں۔ اس وقت ان کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ کیا اتنی بڑی تعداد ان کے تعاون اور ان کی مدد کے لئے کافی نہیں؟ اس کے باوجود امام مہدی روپوش کیوں ہیں؟ نکل کر منظر عام پر کیوں نہیں آتے؟ حالات کا تقاضا یہ ہے وہ نکل کر آئیں اور امن وامان قائم کریں۔ اتنی بڑی خلق خدا کے ساتھ منظم طور پر اپنے مشن کا اجراء کریں اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جانوں کے نذرانے پیش کریں۔ اس لئے یہ بات یقین اور پورے اعتماد کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ شیعوں کے نزدیک امام مہدی کی شخصیت محض خیالی ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے ایک بار ٹیلی ویژن پر امام مہدی کے وجود، ان کی اصل حقیقت اور ان کے روپوش ہو جانے کے بارے میں ایک پروگرام دیکھا تھا جس میں ان حقائق کے بارے میں مباحثہ دکھایا گیا تھا۔ اس میں دو فریق تھے ایک تو امام مہدی کے وجود کا قائل تھا اور دوسرے فریق کا کہنا تھا کہ امام مہدی کا وجود ہی نہیں ہے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ دونوں فریق شیعہ برادری سے تعلق رکھنے والے تھے۔

جو فریق امام مہدی کے وجود کا قائل نہیں تھا اس نے زیر بحث مسئلہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے یہ دلیل پیش کی کہ امام مہدی کے وجود کے بارے میں جو روایات اور آثار وارد ہوئے ہیں اور ان کے روپوش ہونے کے بارے میں جن اسباب وعلل کا سہارا لیا گیا ہے، اگر بالفرض ان کو تسلیم کر لیا جائے تو ان کا لب لباب یہی نکلتا ہے کہ امام مہدی اس لئے روپوش ہو گئے ہیں کہ ان کو خوف تھا کہ عباسیوں کے ہاتھوں ان کا قتل نہ ہو جائے گا۔ لیکن حیرت اور استعجاب کی بات یہ ہے کہ ہم لوگ میڈیا کے دور میں قدم رنجاں ہو چکے ہیں۔ اس کے باوجود امام مہدی ٹیلی ویژن کے اسکرین پر نظر کیوں نہیں آتے یا کم از کم تصویر اور آواز کے ساتھ ویڈیو کیسٹ ہی بنوا کر ان لوگوں کے حوالے کر دیتے جو وقفے وقفے کے بعد اس بات کا دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ انہوں نے امام مہدی کو دیکھا ہے یا ان سے جا کر ملے ہیں۔ تاکہ پورے عالم کے لئے امام مہدی کے وجود کا ثبوت فراہم ہو جاتا۔ یا کم از کم لوگوں کو اس بات کا یقین ہو جاتا کہ امام مہدی موجود ہیں۔ اور ان کے سامنے یہ بات واضح ہو کر عیاں ہو جاتی کہ ان کی شخصیت محض وہم وخیال نہیں ہے اور نہ ہی کوئی قصہ وکہانی ہے۔ تاکہ شیعوں کی روایات اور ان کے نصوص کی توثیق وتائید ہو جاتی اور اس کے ثبوت کا جواز فراہم ہو جاتا۔ بہت ہی سیاسی خلاف ورزیاں کرنے والی شخصیات کا حال ہے کہ وہ ملک چھوڑ کر فرار اختیار کر لیتے ہیں اور ملک سے باہر بیٹھ کر میڈیا کے ذریعہ حکام وقت سے ٹکر لیتے رہتے ہیں۔ تھوڑے وقفہ کے بعد اپنی ویڈیو کیسٹ جاری کروا دیا کرتے ہیں جس سے ان کی لیڈر شپ قائم ودائم رہتی ہے تو یہ امام صاحب بھی ایسا کر لیں۔ مگر ہوں تو کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد حسین فضل اللہ سے برتاؤ

جو شخص شیعوں کی حقیقت سے واقف اور ان کے تاریخی پس منظر سے باخبر ہوگا اسے اس بات کا بھی بخوبی اندازہ ہوگا کہ ان کے اندر ایک لمبے جمود اور تعطل کے بعد بیداری و آگہی نے انگڑائی لینا شروع کی ہے۔

مذہب شیعہ میں غلو پر نقد کرنے والی جرأتمند شخصیتوں کے نام ابھر کر سامنے آئے ہیں جنہوں نے اپنے مذہب کی ان روایات کی چھان بین اور تحقیق وتدقیق کا کام شروع کر دیا ہے، مجالس عزا و ماتم کے وقت مقررین کو جن کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ متعصب قسم کے شیعوں یا ان کے مشائخ کی طرف سے بغیر کسی تحقیق وتمحیص کے جن میں روزانہ اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ دراصل واعظین وہ لوگ ہیں جو روایات کو گھڑ گھڑ کر ائمہ کرام اور آل بیت رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کرنے کے عادی ہیں۔

ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اس میدان میں آیت اللہ العظمٰی ابوالفضل البرقعی، احمد کسروی، علامہ خوئینی، ڈاکٹر موسی الموسوی، محمد الیاسری اور احمد الکاتب کے نام شہ سرخیوں میں لئے جاتے تھے اور آج ان کی جگہ آیۃ اللہ العظمٰی محمد حسین فضل اللہ نے لے لی ہے۔

سید فضل اللہ نے اس بات کا بخوبی ادراک کر لیا ہے کہ عقائد اور تاریخ کے بارے میں پیش کیے گئے بعض وہ مقالات جن کی ثقاہت کے حوالے سے ماضی میں انداز اختیار کیا کرتے تھے اور جن کی تاویلات میں اپنا وقت صرف کیا کرتے تھے اور جس کی دعوت وتبلیغ میں کوشاں

---

1. حسین فضل اللہ شیعوں کے نزدیک مرجع کی حیثیت رکھنے والے لبنانی عالم ہیں۔ جن کے پوری دنیا میں بہت سے مقلدین ہیں جو ان کی اتباع اور پیروی کے قائل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا کرتے تھے آج ان کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ اس شخصیت کی طرف سے حقیقت کی نقاب کشائی ہے جس کو شیعوں کے نزدیک جید داعی اور ممتاز رہنما ہونے کا شرف حاصل ہے۔

چنانچہ سید فضل اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں شیعہ کی طرف سے کی گئی دروغ گوئی کے متعلق بحث و تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ سب سراسر تہمت طرازی ہے۔ جن روایات کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو زدوکوب کیا گیا اور ان کے حمل کو ساقط کروا دیا گیا۔ سید صاحب اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ سب سراسر تہمت طرازی ہے۔ نیز سید فضل اللہ کا یہ انکشاف ہے کہ اس قسم کے بیانات کا حقیقت سے کوئی سروکار نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت افواہ بازی سے زیادہ اور کچھ بھی نہیں۔

اس حق گوئی کی وجہ سے سید فضل اللہ کو مدمقابل کی طرف سے ایذاء رسانی کی کوششیں کی گئیں لیکن انہوں نے ان کی طرف سے دی گئی ایذا و تکلیف کو برداشت بھی کیا۔ بلکہ ان کی گمراہی اور کجروی کے ثبوت کے لئے فتاوی بھی نکالے گئے۔ اس سے بھی ایک قدم آگے ان کی تکفیر کا فتوی دے کر انہیں کفار کے زمرے میں شامل کر دیا گیا۔

سید فضل اللہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا پر ظلم و زیادتی کے قصہ کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ: ذرا تم اس بارے میں فہم و ادراک سے کام لے کر سوچو کہ اگر کوئی شخص تمہارے پاس آئے اور تمہاری بیوی کی آبروریزی کرے اور اس کو مارنے کی کوشش کرے تو کیا تم اپنے گھر میں حجرے کے اندر بیٹھے تماشہ دیکھتے رہو گے اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہتے ہوئے چپ ہو جاؤ گے؟ یا تم بھی اس شخص پر حملہ آور ہو جاؤ گے جو تمہاری بیوی کو مارنے یا اس پر حملہ کرنے کی غرض سے تمہارے گھر میں گھس آیا ہے؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں جن کی دلیری کا پوری دنیا پر سکہ بیٹھا ہوا تھا ایسا جوانمرد شخص لوگوں کو فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پر اس وحشیانہ طور با آسانی حملہ کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ دے گا اور خود گھر میں دم دبا کر نعوذ باللہ بیٹھ رہے گا اور لاحول ولا قوة الا بالله العلي العظيم' کہنے پر اکتفا کرے گا؟ کیا تم میں سے کوئی شخص ایسی صورتحال میں یہ رویہ اپنانا گوارا کرے گا؟ ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جو ایسی صورتحال میں یہ بزدلانہ موقف اختیار کرے۔ ❶

سید فضل اللہ فرماتے ہیں کہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کیوں دروازہ کھولنے لگیں...... ذرا ٹھنڈے دماغ سے غور وفکر کرو کہ اگر تم گھر میں موجود ہو اور تمہاری بیوی بھی تمہارے ساتھ ہو اور کوئی شخص آ کر دروازہ کھٹکھٹائے، خاص طور سے اگر تم کو پتہ ہو کہ تمہاری گرفتاری کے لئے آ رہے ہیں تو کیا تم اس موقع سے اپنی بیوی سے کہو گے کہ تم نکل کر دیکھو معاملہ کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بزدل تھے اور ان کے پاس غیرت وحمیت کا فقدان تھا اور وہ اسلامی غیرت وحمیت سے عاری تھے؟ شیعوں کا کہنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وصیت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں کوئی معرکہ سر نہیں کریں اور نہ اپنی بیوی کی طرف سے کسی قسم کی مدافعت کریں گے۔ ❷

کتاب وسنت کے نصوص میں تدبر وتفکر کے بعد اعتقادی میدان میں جو جرات مندانہ وضاحتیں سید حسین فضل اللہ سے وارد ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسلام کی صحت کے لئے امامت یا بندوں کے اعمال کی قبولیت شرط نہیں ہے۔ یہ تو ایک شخصی یا انفرادی نظریہ ہے جو بعض مسلمانوں کے ذہن ودماغ پر چھایا ہوا ہے۔ مسلمانوں کی غالب اکثریت اس نظریہ کی اثر پذیری کی قائل نہیں ہے۔ اور جہاں تک امامت کا معاملہ ہے تو وہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے جس میں توثیق اور تضعیف دونوں کا امکان ہے۔

جن مسائل میں سید فضل اللہ درستی پر نظر آتے ہیں وہ علم غیب کا مسئلہ ہے۔ عقیدہ غیب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

❶ الحوزة العلميه تدين الانحراف، ص: ۲۷-۲۸۔ ❷ انظر: المصدر السابق نفسه۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ط قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ط اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴾ (الانعام:٥٠)

''اے نبی ﷺ آپ فرمادیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں علم غیب کا حامل ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ اور اے نبی ﷺ آپ فرمادیجئے: کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور وفکر نہیں کرتے۔''

آیت مذکورہ کی تفسیر میں سیّد فضل اللہ رقم طراز ہیں کہ یہ آیت واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ علم غیب کے حامل نہیں تھے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی سے یہ کام لینا تھا۔ کہ اللہ کے نبی ﷺ لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر انسانوں کے دلوں میں پوشیدہ راز بیان کر کے ایک دوسرے کو غیب سے آگاہ کریں۔ اور لوگوں کو مستقبل میں پیش آنے والے حادثات اور آئندہ رونما ہونے والے واقعات کے سلسلہ میں پیشین گوئی کریں۔ مگر جیسا کہ بہت سے لوگ اس کو رسول اللہ ﷺ کی امتیازی شان تصور کرتے ہیں انہوں نے اپنے اس تصور کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو نجومی یا کاہن کے مرتبہ پر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ [1]

بڑے افسوس کے ساتھ ہمیں کہنا پڑ رہا ہے کہ لوگوں نے اس علمی پیشکش کو دھیان سے سنا تک نہیں اور نہ ہی اس میں تدبر و تفکر کی کوشش کی۔ اس بحث و تحقیق کے بعد سید فضل اللہ جس نتیجہ پر پہنچے اس کو انہوں نے بڑی سنجیدگی و متانت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ میانہ روی کے ساتھ شیعوں کی فاش غلطیوں کا جواب دیا ہے۔ آپ پر شیعہ نے گمراہی اور کجروی کے الزامات لگا کر خوب بدنام کرنے کی کوشش کی۔

---

[1] تفسیر من وحی القرآن (الانعام : ٥٠)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ﴾ (طه: ۸۲)

''بلاشبہ میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور راہِ راست پر بھی رہیں۔''

جس صورتحال سے آپ کو آگاہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے حقائق ہیں جنہیں ایک ایک کر کے ذکر کرنے کا یہ مقام نہیں ہے۔ بلکہ اجمالاً، میں جن حقائق کو آپ کے سامنے رکھ سکتا تھا، رکھ دیا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہم پر ضروری ہے: ہم حق کی اتباع کریں۔ میں اس نتیجہ پر اپنے نفس کے ساتھ کئی سال تک مجاہدہ اور کشمکش میں مبتلا ہونے کے بعد پہنچا ہوں۔

اس وقت میرا حال یہ ہے کہ میں کسی صورت میں بھی اپنے نفس کو اس بات پر قانع نہیں کر سکتا کہ میں اپنے آپ کو اثنا عشری شیعہ کہوں۔ کیونکہ میں اس وقت اس پوزیشن پر کھڑا ہوں کہ مجھے گوارا نہیں ہے اور میرا ضمیر یہ کہنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ میں اثنا عشریہ ایمان کا حامل قرار پاؤں۔ کیونکہ اثنا عشری کسی اور وادی میں ہیں اور میں ایمان کے سایہ میں اہل سنت والجماعت کے ساتھ کسی اور وادی میں ہوں۔

میں نے اسلام کو اس لیے قبول کیا ہے کہ اسلام میں کالے اور گورے کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ اس کے اعتقادات کو ہر شخص اپنا کر دائرہ اسلام کے گھنے سائے میں پناہ لے سکتا ہے۔

لہٰذا ہمارے لئے صرف دو ہی راستے ہیں یا تو ہم حق کو قبول کر لیں یا باطل کے کارواں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامل ہو جائیں۔

میں نے تھوڑی دیر کے لئے توقف کیا۔ پھر میرے ذہن میں یہ بات چٹکیاں لینے لگی کہ اگر میں اپنے اس عقیدہ سے کنارہ کش ہو کر، جس پر میری نشوونما ہوئی ہے اسلامی عقیدہ کو اختیار کرلوں، جس کی تائید میں دلائل وشواہد کی بھرمار ہے اور جس کو فطرت سلیمہ بھی قبول کرتی ہے تو میرا کیا بگڑ جائے گا؟

آخر کار میں نے اہل سنت والجماعت کے اعتقاد کو پورے انشراح صدر کے ساتھ قبول کرلیا اور اس سودے میں ذرہ برابر بھی خسارہ نہیں اٹھایا بلکہ میں نفع مند ہو کر کامیاب ہو گیا۔

میں پورے اعتماد کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے موالات اور قلبی تعلق پیدا کرلیا ہے اور آل بیت کا دامن بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ کیونکہ مجھے اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ صحابہ کرام اور آل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کی حیثیت لازم وملزوم ہے۔ گویا یہ لوگ ایک چنے کے دو دیول ہیں۔

اس فیصلہ میں، میں ہی منفرد نہ تھا بلکہ اس زمانے میں اور اس سے قبل کے، کتنے ہی لوگ ایسے گزرے ہیں جنہوں نے اس جادۂ حق کو پوری قناعت کے ساتھ اختیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کی امید میں اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ ''بلاشبہ میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں۔'' کو شعار بناتے ہوئے یہ چیز ان کے ذہن ودماغ میں رچ بس گئی تھی انہوں نے اسی کلیہ کو اپنی زندگی کے لیے نصب العین بنالیا اور اسی کو بطور مشعل راہ اختیار کرتے ہوئے حق کی راہ پر گامزن ہو گئے تھے یقیناً ان کی دین ودنیا دونوں سنور گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلاح کاظمی کا موت سے خوف

صلاح کاظمی کے گھر والوں کو اس کی گرانی طبع نے حیرت و استعجاب میں ڈال دیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کی نوک زبان پر ہر وقت موت کا تذکرہ رہنے لگا تھا۔ انہوں نے اس بات سے سمجھ لیا کہ موت اس کے سر پر منڈلا رہی ہے اور وہ موت سے خائف ہے۔

اس کی روزمرہ کی زندگی پر یہ اثر پڑا کہ اس کی آنکھوں سے نیند عنقا ہوگئی اور مارے خوف کے اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ ڈاکٹروں کو دکھلایا گیا لیکن ان کی حالت کا راز، اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ وہ اس کے علاج و معالجہ سے عاجز آ گئے اور مشائخ نے اس کے روحانی علاج سے اپنی بے بسی کا اظہار شروع کر دیا۔ آخر کار روحانی معالج اس نتیجہ پر پہنچے کہ جنات اس کو ایذا رسانی کے درپے ہیں اور یہ آسیب کا شکار ہوگیا ہے۔ چنانچہ جن مشائخ کو وہ علاج و معالجہ کا ماہر تصور کرتے تھے ان کی تلاش میں انہوں نے بڑا ہی روپیہ پیسہ خرچ کیا اور اس میں انہوں نے بڑا ہی خسارہ اٹھایا مگر اس کے باوجود انہیں کوئی فائدہ محسوس ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیا۔ شیخ صلاح کا کہنا ہے کہ ان معالجین کا طریقہ بڑا ہی عجیب و غریب اور غیر طبیعی تھا کبھی تو گھونگھوں کے ذریعہ علاج کرتے تھے تو کبھی طلاسم و نقش و نگار اور شعبدہ بازی کے ذریعہ علاج و معالجہ کرتے تھے۔ میں نے ان کے علاج و معالجہ میں قرآن کریم کا کوئی کردار نہیں دیکھا اور نہ انہوں نے قرآن کریم کو اپنے علاج و معالجہ کے لئے استعمال کیا بس ان کا دارومدار شعبدہ بازی اور طلاسم شیطانیہ پر تھا۔ اس کے علاوہ ان کے پاس اور کوئی چیز نہ تھی۔

اس کے بعد شیعہ برادری میں سے ہی ایک مخلص شخص نے یہ رائے دی کہ میں اہل سنت والجماعت کے مشائخ میں سے کسی ماہر معالج کے پاس قرآن کریم کے ذریعہ علاج کروانے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض سے جاؤں۔ کیونکہ شیعوں کے نزدیک یہ اعتقاد عام تھا کہ شیطان کو شیطان ہی نکال باہر کرسکتا ہے۔

چنانچہ شیخ صلاح اپنے گھر سے قریب واقع مسجد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تشریف لے گئے وہاں امام مسجد نے ان کو قرآن کریم کی آیات پڑھ دم کیا۔ شیخ صلاح نے جب آیات قرآنیہ کو سنا تو انہیں اطمینان وسکون محسوس ہوا۔

اس کے بعد جب شیخ، قرآن کریم کی تلاوت کر کے دَم کر چکے تو وہ پرسکون نظر آنے لگے۔ اس کے بعد نہ تو انہوں نے کوئی واویلا کیا اور نہ زبان ہلانے کی کوشش کی۔ وہ سجدہ میں ہی پڑے رہے اور وہاں سے نکلنے کی ذرہ برابر بھی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ مسجد کی فضا میں انہیں راحت وسکون محسوس ہو رہا تھا اور اس کا روحانی ماحول ان کو راس آ چکا تھا۔ چنانچہ جب اذان کا وقت ہوگیا اور مؤذن اذان دے چکا تو نمازی آنا شروع ہو گئے۔ بھائی صلاح نے نمازیوں کی آمد کا مشاہدہ کیا اور ان کو پورے ذوق وشوق سے مسجد کے اندر آتے ہوئے دیکھا کہ ایک سیل رواں ہے جو کشاں کشاں مسجد کی طرف رواں دواں ہے یہاں تک کہ اقامت ہوگئی۔ پھر کیا تھا بھائی صلاح کے اندر بھی ایمانی داعیہ زور مارنے لگا اور وہ بھی لوگوں کے ساتھ مسجد میں داخل ہو گئے اور ان کے ہمراہ باجماعت نماز ادا کی۔ دوسرے دن نماز کے وقت انہوں نے پھر مسجد میں حاضری دی جس کی وجہ سے امام صاحب کو تعجب ہوا کہ صلاح صاحب کیسے مسجد میں دکھائی دے رہے ہیں۔ چنانچہ امام صاحب سے رہا نہیں گیا اور انہوں نے صلاح کاظمی صاحب سے ان کی خیریت دریافت کر ہی لی۔ صلاح صاحب نے جواب دیا الحمد للہ میرا حال پہلے سے اب بہت اچھا ہے۔

بھائی صلاح نے اپنی آنکھوں سے قرآن کریم کے ساتھ جب اہل سنت والجماعت کے رغبت وذوق کا قریب سے مشاہدہ کیا اور اس کے ساتھ اللہ کی حرمات کی تعظیم کا اپنے دیدۂ بینا سے نظارہ کرلیا۔ نماز باجماعت، ان کے اوقات کے ساتھ ادا کرنے کے اہتمام کو بحسن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وخوبی دیکھ لیا اور اس بات کو بخوبی جان لیا کہ ان کے منبروں پر خطبے، اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی حمد وثناء سے عبارت ہوتے ہیں برخلاف شیعوں کے خطبوں کے، جو کہ اہل بیت کی تعظیم ومدح سرائی سے عبارت ہوتے ہیں اور کتاب اللہ کی جگہ ائمہ کرام کے کلام سے مزین ہوتے ہیں۔

بھائی صلاح نے مجھے بتلایا کہ انہوں نے مسجد میں اپنی بساط کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت کی غرض سے بیٹھنا شروع کر دیا ہے اور ان کا قلب ودماغ کتاب اللہ کی تلاوت اور اس میں تدبر اور تفکر کا عادی بن گیا ہے۔ انہوں نے اس حقیقت کا بھی انکشاف کیا کہ دراصل اس ایمانی پہلو کو ان کے اندر راسخ کرنے کا سہرا امام مسجد کے سر جاتا ہے جس کی کیفیت سے بھائی صلاح نے لوگوں کو آگاہ بھی کیا۔

اس کے بعد بھائی صلاح برابر مسجد آنے جانے کے عادی بن گئے اور انہوں نے مسجد کی حاضری کو اپنا مشغلہ بنا لیا۔ حتیٰ کہ ان کے جاننے پہچاننے والے شیعہ حضرات کو اس بات کی خبر لگ گئی۔ لہٰذا انہوں نے جب انہیں پابندی کے ساتھ مسجد آتے جاتے دیکھا تو ان کو مسجد آنے جانے سے روکنے کی کوشش کی اور آپ کے دل کو مسجد کی طرف سے دور کرنے کی مہم چلائی۔ لیکن بھائی صلاح کو مسجد کی روحانی فضا کے سہانے جھونکوں نے اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ اس لئے آپ نے ان کی باتیں سنی ان سنی کر دیں۔ ان کا اپنے مخالفین سے یہی جواب ہوا کرتا تھا کہ مجھے اس سلسلہ میں انشراحِ صدر ہو چکا ہے۔ لہٰذا میں اہل سنت والجماعت کے ساتھ ہی نماز ادا کرنا پسند کرتا ہوں۔ خصوصاً امام کی جہری نمازوں میں قرأۃ قرآن سننا مجھے بے حد مرغوب ہے۔ اس کے بعد شیعوں کے بعض مجاور نما مشائخ کو بلوا بھیجا تا کہ ان کو عقیدہ اہل سنت والجماعت سے مرتد ہونے کے لئے مجبور کیا جا سکے اور ان کے خیال میں یہ جس غلطی پر گامزن ہیں، اس سے روگردانی کے لئے انہیں آمادہ کیا جا سکے۔ حتیٰ کہ بعض مسائل کی شرح کرتے وقت ان کی مجاوروں سے جھڑپ بھی ہوگئی۔ مگر بجائے سلجھنے کے معاملہ پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ اب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا بھائی صلاح نے مجاوروں کے سامنے شیعوں میں تحریف قرآن کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ قرآن کریم اور علوم قرآن کے ساتھ شیعوں کے عدم اہتمام کا سوال اٹھا دیا ❶ خود شیعوں کے مصادر و مراجع سے بھائی صلاح نے یہ بات ثابت کردی کہ شیعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو تحریف قرآن کا موردِ الزام ٹھہراتے ہیں ❷ بالآخر ان کرایہ کے مجاوروں سے جواب دیتے نہیں بنا اور ان کے

---

❶ علی خامنائی نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قرآن سے پہلوتہی اور اس سے کنارہ کشی جو کہ ہماری مذہبی درسگاہوں میں عام ہو چکی ہے اور ہمارے قرآن سے غیر مانوس ہونے نے موجودہ زمانے سے لے کر آنے والے زمانے تک بڑی مشکلات کی شجرکاری کردی ہے۔ قرآن کریم سے دوری نے ہمارے افکار و خیالات کو محدود کر کے رکھ دیا ہے جس کی وجہ سے ہمارے اندر تنگ نظری اور مردہ دلی پیدا ہو چکی ہے۔

ایک دوسری جگہ علی خامنائی اپنا اظہار خیال کرتے ہیں: بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم تعلیم کے ابتدائی مرحلہ سے لیکر اجتہاد کی ڈگری کے حصول تک، قرآن کی طرف رجوع کیے بغیر اپنی دینی تعلیم جاری رکھ سکتے ہیں۔ تدریس کے اس معتد بہ وقفہ میں ہم ایک مرتبہ بھی قرآن کھول کر نہیں دیکھتے۔ آخر قرآن کریم سے اتنی دوری کیوں ہے؟ کیونکہ ہمارا نصاب تعلیم تعلیمات قرآنیہ سے عاری ہے جس کو تعلیمات قرآنیہ سے کوئی سروکار نہیں۔

اسی مجتہد کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص حوزہ علمیہ میں بلند مقام کا خواہاں ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ تفسیر قرآن سے پہلوتہی اختیار کرے تاکہ اس کو جاہل نہ کہا جائے یا اس کا علم جہل کے پردۂ خفا میں نہ چلا جائے۔ کیونکہ ان کے نزدیک تفسیر قرآن کے عالم کو جس کے درس تفسیر سے خلق خدا کو فیض پہنچے جاہل گردانا جاتا ہے اور علمی اعتبار سے ان کے نزدیک اس شخص کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔ لہٰذا شیعہ مذکورہ تعلیمات کی روشنی میں فن تفسیر کے تعلیم و تعلم سے پہلوتہی میں مجبور ہیں۔ کیا یہ کسی اندوہناک المیہ سے کم ہے۔ الحوزة العلمیه فی فکر الامام الخامنئی، ص: ۱۰۰۔ ۱۰۱۔

❷ محمد باقر مجلسی نے اپنی کتاب مرآة العقول میں (۵۲۵/۱۲) پر اس کا ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ (ان القرآن جاء به جبرائیل الی محمد ﷺ سبعة عشر الف آیة) یہ قرآن کریم محمد ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام جس کو لے کر آئے تھے۔ سترہ ہزار آیات پر مشتمل تھا۔ اس کے بعد اس خبر کی انہوں نے توثیق کی ہے اور بعض نسخوں میں انہوں نے ھارون بن سالم کی بجائے اس روایت کو ھشام بن ہارون کی طرف منسوب کر کے روایت کیا ہے اور اس کے بعد اس پر تعلیق چڑھاتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ بات کسی پر ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ یہ روایت اور اس کے علاوہ بہت سی صحیح اور صریح روایات قرآن کے ناقص ہونے اور اس میں رد و بدل کے بارے میں موجود ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اس سے بھی اہم تصریحات موجود ہیں۔ مزید تفصیلات کے لئے الشیعه و تحریف القرآن (محمد السیف، یا آراء حول القرآن لآیة الله الفانی الاصفهانی کا مطالعہ کریں۔ ان دونوں کتابوں میں اس مسئلہ کے بارے میں کافی وشافی بحث موجود ہے۔ اس سے ان شاء اللہ تشنگی دور ہو جائے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سوال کا جواب دینے میں ان کو جان کے لالے پڑ گئے۔ اب ان کے پاس راہ فرار اختیار کرنے کے علاوہ اور کوئی صورت نہ تھی۔ یا ان سوالوں کا ڈھیٹ بن کر بغیر کسی دلیل وحجت کے انکار کرنے کے علاوہ ان کے پاس کوئی اور چارہ کار نہ تھا۔

بھائی صلاح کاظمی کے اہل خانہ آپ کے عقیدۂ اہل سنت والجماعت قبول کرنے کی خبر سن کر ہکا بکا رہ گئے۔ آپ کے خاندان والے آپ کے اس اقدام پر بڑے چیں بجبیں ہوئے۔ آپ کے ساتھیوں اور دوستوں پر آپ کی یہ حرکت بڑی ناگوار گزری۔ حتیٰ کہ تمام کے تمام لوگ آپ سے خفا اور ناراض ہو گئے۔ لیکن بھائی صلاح کاظمی نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو لوگوں کی رضا پر ترجیح دینے کو بہتر اور افضل سمجھا۔ جس کی روشنی میں بھائی صلاح کاظمی ہدایت واستقامت کی دولت سے سرشار اور خوش وخرم زندگی گزار رہے ہیں ﴿ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ﴾ "یہ محض اللہ کا فضل وکرم ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے عطا فرماتا ہے۔"

آج ابو عبدالرحمٰن صلاح کا شمار اہل علم میں ہوتا ہے۔ آپ حقیقت میں علوم ومعرفت کے خوشہ چینوں میں سے ایک جید عالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے آپ کو علم ومعرفت کی دولت سے مالا مال کر دے اور آپ کو سربلندی عطا فرمائے اور عزوشرف کے بلند مرتبہ پر فائز فرمائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کایا پلٹ گئی

بحرین کے دارالسلطنت، منامہ منتقل ہونے سے پہلے کی بات ہے کہ ''جد حفص'' کے علاقہ میں ایک شخص فروٹ اور سبزی وغیرہ فروخت کرنے کا کام کرتا تھا۔ یہ مذہباً شیعہ تھا، لیکن اہل سنت والجماعت کے تین اشخاص سے اس کی راہ و رسم تھی۔

ایک دفعہ شیعہ سبزی فروش اور اس کے سُنی دوستوں کے درمیان شیعہ کی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت طرازی کے بارے میں بحث چھڑ گئی۔ اس سبزی فروش کا اس مسئلہ میں صفائی پیش کرنا مشکل ہو گیا اور اس کو برملا اعتراف کرنا پڑا۔ واقعی سچ ہے کہ والفضل ما شھدت به الاعداء۔ چنانچہ اس سبزی فروش نے دوٹوک الفاظ میں اس بات کی صراحت کی کہ: ہم شیعہ لوگ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بغض و کینہ رکھتے ہیں اور ان سے کراہت و نفرت کا مظاہرہ کرتے اور ان کو برا بھلا کہتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ان پر لعن ملامت بھی کرتے ہیں اور ہمارے عقیدہ کے اعتبار سے وہ ناصبیہ ہیں۔ ❶ ہم شیعوں کو اس بات کا پختہ یقین ہے کہ نعوذ باللہ وہ جہنمی ہیں۔ اس کے دوستوں میں سے ایک نے کہا: کیا تمہارے کان اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے آشنا نہیں ہیں۔

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الاحزاب: ٦)

''نبی مؤمنوں پر خود ان سے زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مؤمنوں کی مائیں ہیں۔''

دوست نے اس آیت کی تفسیر اور شرح کر کے اس کے سامنے حقیقت کو واضح کیا تو وہ سبزی

❶ ابن رجب البرسی اپنی کتاب ''مشارق انوار الیقین'' ص: ۸٦ پر رقمطراز ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چالیس دینار فحش کاری کے ذریعہ جمع کیے تھے۔ العیاذ باللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروش اس آیت کے معانی ومفاہیم سن کر حیرت زدہ رہ گیا۔ اپنے دوست سے سوال کر بیٹھا: کیا یہ آیت قرآن کریم میں موجود ہے۔ میں تو پہلی مرتبہ اس آیت کو سن رہا ہوں۔ اس کے دوستوں نے قرآن کریم کی ورق گردانی کر کے اس آیت کو نکالا اور اسے اس آیت سے مطلع کرایا۔ اس وقت ان کے سبزی فروش شیعہ ددست نے اس بات کا اعتراف کیا کہ اب اسے پورے طور پر اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میری مائیں ہیں۔

اس نے کہا کہ ہم کلام الٰہی کو کسی صورت میں بھی کلام انسانی پر اعتماد کرتے ہوئے جھٹلا نہیں سکتے۔ اس کے سامنے مزید اطمینان کے لیے یہ آیات بھی پیش کی گئیں:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝﴾ (الاحزاب: ۲۸، ۲۹)

”اے نبی ﷺ آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زینت چاہتی ہو تو آؤ تمہیں کچھ دے دلا کر اچھائی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ اور اگر تمہاری مراد اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور آخرت کا گھر ہے تو یقین کرو تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا اجر چھوڑ رکھا ہے۔“

اس بات پر اہل سنت والجماعت اور شیعہ کا اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ ﷺ کے نکاح میں ۹ بیویاں موجود تھیں۔ ان میں سے کسی کو بھی آپ ﷺ نے طلاق نہیں دی تھی۔ مذکورہ دونوں آیات میں نبی کریم ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر آپ ﷺ کی بیویاں دنیاوی زیب وزینت اور اس کی چمک دمک کی خواہاں ہیں تو آپ ﷺ ان کو بے چوں وچرا طلاق دے دیں۔ اور اگر وہ اللہ، اس کے رسول اور دار آخرت کو دنیا کی آسائشوں پر ترجیح دیتی ہیں تو آپ ﷺ ان کو اپنی زوجیت میں باقی رکھیں۔ کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی کافر یا منافق دار آخرت کو دنیا کی زیب وزینت پر ترجیح دے گا۔ یہ عقلمندوں سے جواب طلبی ہے۔ اب ان کی صوابدید پر ہے وہ جو مناسب سمجھیں، جواب دیں۔

یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے دل میں نعوذ باللہ نفاق چھپائے ہوئے تھیں تو اللہ تعالیٰ جو کہ عالم الغیب ہے کیا اس سے بھی یہ بات مخفی رہ گئی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا دل میں نفاق رکھتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں پوشیدہ راز پر مطلع نہیں ہو پایا۔ ان تمام لوگوں کے دلوں میں پوشیدہ راز، اس عالم غیب کے احاطۂ علم میں نہ آسکے۔ اگر ایسا نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس راز سے مطلع کیوں نہیں فرمایا۔ جبکہ نبی کریم ﷺ اس دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے راضی تھے اور وہ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین کی حیثیت سے حکم صادر فرمایا کرتی تھیں۔

شیعہ کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے معصوم ومبرا ہیں۔ تو کیا شیعہ لوگ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی شادی کو آپ ﷺ کی بھول چوک گردانتے ہیں۔

سبزی فروش شیعہ کا کہنا ہے کہ اس وقت میں نے اپنے گریبان میں اپنے نفس سے پوچھا: میں کس بنیاد پر ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دینے کی جرات کرسکتا ہوں وہ تو میری ماں ہیں اور ہر مؤمن کی ماں ہیں۔ کیا کوئی شخص اپنی ماں کو گالی دینے کی جرات کرسکتا ہے۔

لہٰذا شخص مذکور تلاش حق کی جستجو میں بعض شیعی علماء کے پاس گیا اور ان سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا جس میں ازواج مطہرات کو امہات المؤمنین کے پاکیزہ خطاب سے نوازا گیا ہے۔ تو ان کے علماء میں سے بعض نے جواب دینے میں پس وپیش سے کام لے کر بات کو ٹال دیا اور بعض نے اس بات کا اعتراف کیا کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو امہات المؤمنین کے بلند وبالا مرتبہ پر فائز کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امہات المومن کے تزکیہ میں آیات نازل ہوئی ہیں۔

چنانچہ جب حج کا موسم آیا تو اس سبزی فروش نے بھی حج کرنے کی غرض سے رخت سفر باندھا اور وہاں اللہ تعالیٰ نے قبول حق کے لئے اس کے دل کو کھول دیا۔ پھر کیا تھا۔ حج سے واپسی پر وہ سنی المسلک بن کر لوٹا۔ اس کی واپسی پر اس کے سنی المسلک ہونے کی خبر پورے بحرین میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور پورے ملک میں اس کی عظیم الشان شہرت ہوئی۔ یہاں تک کہ سڑکوں پر اس کے چرچے ہونے لگے اور یہ بات زبان زد خاص وعام ہوگئی کہ فلاں شخص حج کرنے گیا تو شیعہ تھا اور حج سے واپس آیا تو سنی بن کر آیا۔

(والحمد لله على ذلك)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ کتاب

میں اپنے اہل خانہ اور ہمسایہ کو جن سے میں محبت کرتا ہوں اور مجھ سے وہ محبت کرتے ہیں اور ان کو جو آل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے اور ان کی اتباع کی عقیدت رکھتے ہیں اور ان کو جو تلاش حق اور نورِ ہدایت میں سرگرداں رہتے ہیں، میں ان تمام کو اس صدائے فطرت پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہوں۔

﴿ فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا ؕ فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا ؕ لَا تَبۡدِيۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۙ ﴾

(الروم: ۳۰)

"لہٰذا آپ یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔"

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دیکر امتیازی شان سے نوازا ہے۔ اور اس کو عقل ہی کی وجہ سے تمام مخلوقات پر برتری حاصل ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہئے کہ اس نعمت الٰہی کی قدر کرے جس سے اس کو اللہ تعالیٰ نے بہرہ ور کیا ہے۔ قرآن کریم میں بارہا اس کے سامنے سے یہ آیت گزرتی رہتی ہے اور وہ ان جملوں کی بارہا تلاوت کرتا ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنی کتاب عزیز میں ﴿اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ﴾ کہہ کر مخاطب کیا ہے کیا تم سمجھ بوجھ نہیں رکھتے اور کبھی ﴿اَفَلَا تَتَفَكَّرُوۡنَ﴾ جیسے جملہ سے بندے کو باور کرایا ہے کہ: کیا تم غور وفکر نہیں کرتے؟ اور کبھی اس نے اپنے بندوں کو ﴿اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ﴾ کہہ کر سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ: کیا تم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقل وخرد سے کام نہیں لیتے ہو؟ اس قسم کے تمام جملوں کا لب لباب یہ ہے کہ انسان کو تدبر وتفکر کے لئے آمادہ کیا جائے اور عقل انسانی کو اندھی تقلید سے آزاد کرا کے اسلام کی وسعت کے سایہ تلے پناہ گزیں ہونے کی ترغیب دی جائے۔

یہی وجہ ہے کہ ایک عقلمند شخص خواہش پرستی کے اندھیروں اور اندھی تقلید کی تاریکیوں میں ہاتھ پاؤں مارنے سے محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ خواہش پرستی اور اندھی تقلید شرک کا پیش خیمہ ہے۔ ایک ہوشمند شخص احتیاط سے کام لیتے ہوئے ہوائے نفس اور تقلید شخصی سے دامن بچانے کی حتی المقدر کوشش کرتا ہے تاکہ اس کا شمار ان لوگوں میں نہ ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا ہے:

﴿ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴾ (القصص:٥٠)

”اگر یہ لوگ آپ کی بات ماننے کے لئے تیار نہ ہوں تو آپ یقین کرلیں کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر بہکا ہوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ انسان اپنی خواہش ہی کا ہو کر رہ جائے۔ کان کھول کر سن لو کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

میں یہ کہنا چاہوں گا کہ رسول اللہ ﷺ کے آلِ بیت سے میری محبت صرف اور صرف ان کی رسول اللہ ﷺ سے قرابت داری ورشتہ داری اور ایمان باللہ کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ ان کو اس مقام پر نبی کریم ﷺ سے قرابت ورشتہ داری نے ہی فائز کیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا مرتبہ بھی صحبت اول کی وجہ سے ہے۔ اول الذکر آل بیت رسول اور آخر الذکر اصحاب رسول ﷺ ہیں۔ اور جو لوگ بھی ان سے محبت کرتے ہیں وہ نبی کریم ﷺ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے اس حقیقت کا ادراک ہو جانے کے بعد ضروری ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے آل بیت اور صحابہ رسول ﷺ سے تعلق کا اظہار کریں۔ "لَقَدْ ربحتُ الصّحابةَ ولَمْ اَخْسرِ آلَ الْبَیْتِ...... میں نے جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اپنانے کی سعادت حاصل کی ہے وہیں آل بیت رسول ﷺ کا دامن کا ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔"

وآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَصَلَّی اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام اہل بیت رضی اللہ عنہم

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نظر میں

جمع وترتیب

ابو خلیفہ علی بن محمد القضیبی رحمہ اللہ

تقدیم

فضیلۃ الشیخ سلیمان بن صالح الخراشی حفظہ اللہ

ترجمہ

فضل الرحمٰن رحمانی الندوی

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

المدرس بالجمعیہ الخیریہ لتحفیظ القرآن الکریم بمحافظۃ۔ جدۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا موقف

❀ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما مظلوم ہیں۔ ان کو ظلماً قتل کیا گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ مرتبہ شہادت پر فائز ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قاتل ظالم اور جابر تھے۔

(دیکھیے: مقتل حسینؓ وحکم قاتله، ص ٧٧)

❀ اور فرماتے ہیں کہ: جس کسی نے بھی سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا، یا آپ رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش میں حصہ لیا، اس سلسلہ میں باغیوں اور ظالموں کی مدد کی یا اس مجرمانہ اقدام پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ کی، اس کے فرشتوں اور تمام مخلوقات کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن اس سے کسی قسم کا فدیہ یا عذر قبول نہیں فرمائے گا۔ (مجموع الفتاوی: ٤/٤٨٧۔ ٤٨٨)

❀❀❀❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ . . . اَمَّا بَعْدُ:

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے مرتب فضیلۃ الشیخ علی بن محمد القضیبی حفظہ اللہ اور ہم تمام لوگوں کو راہ حق پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔ ہم نے اس رسالہ کو امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے سلسلہ میں شیخ الاسلام کے موقف کی وضاحت کا بہترین ترجمان پایا ہے۔ بلاشبہ اس سلسلہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا نقطۂ نظر، محبت، احترام، تعظیم وتکریم، رضامندی اور سعادتمندی سے عبارت ہے۔ شیخ رحمہ اللہ بغیر کسی افراط وتفریط کے اہل بیت کو اس مرتبہ پر فائز کرنے کے قائل ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو فائز کیا ہے۔ کیونکہ افراط وتفریط فرقہ ناصبیہ کا شیوہ ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اہل بیت سے متعلق غلو اور مبالغہ آرائی کو پسند کرتے ہیں اور نہ اس کا حکم دیتے ہیں۔ جیسا کہ شیعہ کی عادت ہے اور ان بدعتی لوگوں کا رویہ ہے جو شیعوں کی اتباع اور پیروی کرتے ہیں۔ شیخ علی حفظہ اللہ نے اس سلسلے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ''عقیدہ واسطیہ'' سے کچھ اقتباسات نقل کیے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے میری کتاب "شیخ الاسلام ابن تیمیہ لم یکن ناصبیاً" سے کچھ باتیں نقل کی ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے محترم بھائی شیخ علی بن محمد قضیبی حفظہ اللہ کو مسلمانوں کی مایہ ناز شخصیتوں میں سے ایک اہم شخصیت کی طرف سے اس دفاعی اقدام کا اجر اور صلہ عطا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائے اور ان کے اس کتابچہ کو شیعہ نوجوانوں کے لیے بصیرت کا باعث بنائے تا کہ وہ ان لوگوں کی تقلید چھوڑ دیں جو ان کو صراط مستقیم سے دور کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ بلاشبہ ہدایت تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

سلیمان بن صالح الخراشی

الریاض۔ مملکت سعودی عرب

۵/۷/۱۴۲۴ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ . . . اَمَّا بَعْدُ:

اس دور کے عظیم فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ حق اور اہل حق کو شکوک وشبہات میں الجھانے کی غرض سے باطل نے بلاوجہ شور مچا رکھا ہے۔ باطل کے علم کے برداروں کا خیال ہے کہ وہ اپنی ناتواں پھونکوں سے اللہ کے نورانی چراغ کو بجھا دیں گے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر رہے گا اگرچہ مشرکین کو کتنا ہی ناپسند ہو۔

امت کے اسلاف نے اس دین کو مبالغہ آمیزی اور غلو سے پاک رکھنے کا فریضہ انجام دیا۔ وہ لوگ بے لوث، مخلص اور عدل وانصاف کے پیکر تھے۔ ان کا کام لوگوں کو وعظ کرنا اور سیدھے راستے کی رہنمائی کرنا تھا۔ انہوں نے اپنے فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دیا اور تجدید دین کا فریضہ انجام دے کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ان اسلاف اور داعیان دین میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ دعوت واصلاح کے میدان میں منفرد مقام کے حامل اور تجدید دین کے سلسلہ میں امامت کے منصب پر فائز ہیں۔ ان باتوں کی گواہی اپنے، پرائے، دوست اور دشمن دونوں ہی دیتے ہیں۔ آپؒ کے علوم وفنون، فہم وادراک، لطائف وارشادات سے کتابیں اور رسالے بھرے پڑے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ عقیدے کے اعتبار سے سلف صالحین کی طرح راہ اعتدال اور صراط مستقیم پر گامزن تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے ہر موقع پر سلف صالحین کے موقف کا دفاع کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل بیت کی مدح سرائی اور ان کی توصیف میں آپ رحمہ اللہ نے اپنے قلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ہر موقع پر رواں رکھا ہے۔ اہل بیت علیہم السلام کے علم و معرفت کا کھلم کھلا اعلان کیا ہے۔ اہل بیت کی عزت اور دفاع کے سلسلہ میں آپ رحمہ اللہ کے متعدد مقالات اور مضامین بھی موجود ہیں۔

ہم نے اپنے اس کتابچہ میں اس بات کی کوشش کی ہے کہ آپ رحمہ اللہ کے بعض اقوال و اقتباسات کو جمع کر دیا جائے تا کہ ان لوگوں کے سامنے جو گمراہ ٹولے کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں، حقیقت آشکارا ہو جائے۔ یہ میری ادنیٰ سی کاوش ہے اور میں نے اس کتابچہ میں شیخ الاسلام کے بعض اقتباسات کو اس لیے اکٹھا کیا ہے تا کہ ہمارے بھائیوں کو اس بات کا پتہ چل جائے کہ وہ کون لوگ ہیں جو انہیں صراط مستقیم سے دور رکھنے کے درپے ہیں۔ ان کی دروغ گوئی کا بھانڈا پھوٹ جائے اور حقیقت نکھر کر سامنے آ جائے تا کہ ہم حق کو قبول کر کے اپنی آخرت سنوار لیں۔

اگرچہ جھوٹ اور من گھڑت روایات کے رد میں مسئلہ کی اہمیت تفصیلی بحث کا تقاضا کرتی ہے، لیکن پھر بھی سابق شیعہ ہونے کی حیثیت سے اور فی الحال اہل سنت کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے یہ میری ادنیٰ اور مختصر سی کاوش ہے۔ اس پر اللہ کی حمد اور اس کا شکر بجالاتے ہیں۔ ہم جس دور میں شیعہ تھے تو ہم یہ سمجھتے تھے کہ اہل سنت اپنے سینوں میں اہل بیت سے بغض اور عداوت پوشیدہ رکھتے ہیں۔ لیکن اہل سنت کا مذہب قبول کرنے کے بعد مجھے یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ اہل سنت تو وہ لوگ ہیں جو اہل بیت کی انتہائی زیادہ تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ ان کے علوم و فنون اور حکمت و معرفت سے مستفید ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور آپ کو بھلائی کی توفیق عطا فرمائے۔

الفقیر الی اللہ

ابو خلیفہ علی بن محمد القضیبی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرقہ ناصبیہ کی مذمت میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا موقف

شیخ الاسلام کے بارے میں جو لوگ دروغ گوئی سے کام لیتے ہیں ان میں سرفہرست فرقہ نواصب کا نام آتا ہے۔ان کی اتہام بازی کی تردید میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی یہ صراحت ہی کافی ہے کہ آپ رحمہ اللہ فرقہ نواصب کے تمام گروہوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔آپؒ فرقہ خوارج ونواصب دونوں کے بارے میں بڑا سخت موقف رکھتے ہیں کہ انہوں نے امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض کو اپنا دین بنالیا ہے۔وہ لوگ آپ کی تکفیر کرتے ہیں یا آپ کو فاسق قرار دیتے ہیں یا کم از کم آپ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہیں۔العیاذ باللہ۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''مِنهاجُ السُّنّة النبويّة ''میں ان لوگوں کی کھل کر خبر لی ہے۔اگر شیخ الاسلام خدانخواستہ فرقہ نواصب سے تعلق رکھنے والے ہوتے تو آپ ناصبیوں کی مدح سرائی کرتے یا کم از کم ان کے موقف کا دفاع کرتے یا کچھ نہیں تو ان کی طرف سے تاویل کرکے ان کے لیے عذر کا بہانہ ہی تلاش کرتے۔مگر اس سلسلہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دوٹوک رویہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ آپ رحمہ اللہ ان لوگوں کے لیے ذرہ برابر نرم گوشہ نہیں رکھتے تھے۔تو یہ بات کس بنیاد پر کہی جاسکتی ہے کہ شیخ الاسلام (نعوذ باللہ) ناصبی تھے۔

اسی سلسلہ میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا یہ قول بھی نقل کیا جاتا ہے کہ:''اہل سنت تمام مؤمنین سے دوستی کا معاملہ رکھتے ہیں اور جب کوئی فیصلہ صادر کرتے ہیں تو عدل وانصاف کا دامن ہاتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نہیں چھوڑتے۔ وہ علم وحکمت کی روشنی میں فیصلہ کرتے ہیں۔ گمراہوں اور ہوائے نفس کے اسیر لوگوں کا اہل سنت والجماعت سے دور دور تک کا تعلق نہیں۔ وہ روافض ونواصب میں سے ہر ایک کے طور طریقے سے برات کا کھلم کھلا اعلان کرتے ہیں۔ سابقین اولین سے محبت اور بھائی چارگی وتقرب کا تعلق رکھتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی قدر ومنزلت اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ ان کے فضائل ومناقب کا اعتراف کرتے ہیں اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مشروع حقوق کو بسر وچشم تسلیم کرتے ہوئے ان کے ساتھ انس ومحبت کی روش اختیار کرتے ہیں...... ❶

❁❁❁❁❁❁

❶ ملاحظہ ہو: منهاج السنة: ۲/ ۷۱۔ اس سلسلہ میں شیخ سلیمان خراشی حفظہ اللہ کی کتاب "شیخ الاسلام ابن تیمیه رحمه الله لم يكن ناصبيا، ص: ٦٩ کا مطالعہ کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اقوال

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں متعدد مقامات پر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل بیان فرمائے ہیں جس سے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خصوصا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ان کے تعلق اور قلبی لگاؤ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آپ ہر جگہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کے مقام پر فائز کر کے چوتھا خلیفہ راشد تصور کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو حضرات ابوبکر، وعمر، وعثمان، رضی اللہ عنہم کے بعد کے رتبے میں شمار کرتے ہیں، جیسا کہ اہل سنت کا اعتقادی منہج ہے۔ یہی نہیں بلکہ آپ رحمہ اللہ نے صراحت کے ساتھ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں اپنے اعتقاد کی وضاحت فرمادی ہے۔ جو شخص شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی کتابوں کا مطالعہ کرے گا اسے آپ کا عقیدہ، آپ رحمہ اللہ کی کتابوں میں وضاحت کے ساتھ نظر آ جائے گا۔ ہمیں تعجب ہے کہ اس کے باوجود اہل بدعت اور آپ رحمہ اللہ کی ذات سے بغض رکھنے والوں کی نظریں اس حقیقت سے کیوں بھٹک گئیں ہیں؟ یا وہ اس سلسلہ میں جان بوجھ کر اغماض سے کام کیوں لیتے ہیں؟۔

ہم نے اس باب میں آپ رحمہ اللہ کے اقوال وآراء میں سے بعض منتخب اقوال کو جمع کرنے کی سعی کی ہے تاکہ ہر منصف مزاج شخص ان کو پڑھے اور انہیں انصاف کی کسوٹی پر پرکھے۔ ہر طالب حق اس کا مطالعہ کرے اور بغیر کسی جانبداری کے اس پر صحیح حکم لگائے۔ ہماری اس سلسلہ میں استدعاء ہے کہ ہم میں سے کسی شخص کے سینے میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے بارے میں اہل بدعت اور خرافات کے ظالمانہ اتہامات کو پڑھ کر ان کی طرف سے شیطانی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسوسہ پیدا ہونا نہ چاہیے کیونکہ اگر کسی شخص نے ایسا کیا تو وہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے بارے میں بلا وجہ بدظنی کے لیے عنداللہ جواب دہ ہوگا۔

ہم نے اپنے اس کتابچہ میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی معروف ومشہور کتاب منہاج السنۃ سے اقتباسات نقل کئے ہیں۔ کیونکہ آپ رحمہ اللہ پر طعنہ زنی کرنے والوں اور آپ کو موردِ الزام ٹھہرانے والوں کے نزدیک یہی کتاب بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ رحمہ اللہ کے مخالفین کا کہنا ہے کہ یہی وہ کتاب ہے جس میں ایسی عبارتیں پائی جاتی ہیں جن سے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کا اظہار ہوتا ہے یا جو امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے آپ رحمہ اللہ کے انحراف کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ اس لیے میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ایسے لوگوں کو واضح کر کے بتلا دوں کہ یہ عبارت کا قصور نہیں ہے بلکہ یہ تو ان کی کج فہمی کا قصور ہے۔ انہوں نے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی عبارات کی نزاکت کو سمجھا ہی نہیں۔ بلکہ ان کے دماغ میں آپ رحمہ اللہ کی عبارات شناسی کی سکت ہی نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی عبارتوں کو کالی عینک لگا کر دیکھنے کے قائل ہیں اور دین میں بغض وعداوت روا رکھنے کے عادی ہیں۔ جو لوگ اس طرح کی طبیعت کے حامل ہوتے ہیں انہیں کبھی کامیابی وکامرانی نصیب نہیں ہوتی۔

ہم ان موضوعات کی شروعات شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے عقائدِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اجمالی طور پر روشنی ڈالتے ہوئے عقیدہ واسطیہ سے آپ رحمہ اللہ کے اقتباسات نقل کریں گے۔ عقیدہ واسطیہ گویا کہ آپ رحمہ اللہ کے عقائد کی ترجمان ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے اس کو بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ اپنے ہاتھ سے لکھا اور اپنی زندگی میں اہل بدعت وخرافات سے اسی کتاب کے ذریعہ نبرد آزمائی کرتے رہے ہیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''اہل سنت کے نزدیک اصولی قاعدہ اور اساسی چیز یہ ہے کہ ان کے دل اور ان کی زبانیں اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غیر جانبدار رہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الحشر:١٠)

''اوران کے لیے جوان کے بعد آئیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ایمان والوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کینہ پیدا نہ فرما۔ اے ہمارے رب! بیشک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے۔''

اوراسی میں نبی کریم ﷺ کی اطاعت اور خوشنودی کا راز پنہاں ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ: ''میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا صدقہ کردے تب بھی میرے کسی صحابی کے ایک مد برابر اور نہ ہی اس کے آدھے مد برابر ہوسکتا ہے۔'' (صحيح مسلم، حديث: ٦٤٨٧)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے فضائل ومناقب اوران مراتب سے متعلق جو کتاب وسنت اور اجماع امت میں وارد ہے، سلفی جماعت حقہ کے لوگ اہل السنہ والجماعۃ انھیں من وعن قبول کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ اہل السنہ والجماعۃ کے خیر وبرکت والے لوگ ان اصحاب رسول اللہ ﷺ کو دوسروں سے زیادہ فضیلت دیتے ہیں کہ جنھوں نے صلح حدیبیہ سے پہلے پہلے اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کیے تھے اور وہ اللہ کی راہ میں ٹھہرتے بھی رہے تھے۔ یہ دوسرے اصحاب، اہل ایمان اس صلح وفتح کے بعد اللہ کی راہ میں لڑنے والے اور اموال فی سبیل اللہ خرچ کرنے والے تھے۔ جیسے کہ اللہ عزوجل کا فرمان گرامی ہے:

﴿لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾ (الحديد : ١٠)

''جن لوگوں نے (اے میرے نبی کے صحابہ!) تم میں سے فتح (صلح حدیبیہ) ہونے سے پہلے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا اور اس کی راہ میں لڑے، ان کا درجہ ان لوگوں سے بڑا ہے جنہوں نے فتح ہونے کے بعد خرچ کیا اور لڑے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تو سب کو اچھا بدلہ (جنت) دینے کا وعدہ کرلیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے خبردار ہے۔''

اسی طرح یہ اہل السنہ والجماعۃ کے لوگ مہاجرین صحابہ کو انصار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین پر مقدم جانتے اور مانتے ہیں۔

صحابہ کرام کے بارے میں اہل سنت کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے لیے صراحت فرمادی ہے کہ جن کی تعداد تقریباً ۳۱۳ تھی۔

((اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ .))

''اب تمہارے جو جی میں آئے وہ کرو۔ میں نے تم لوگوں کو بخشش کا پروانہ عطا کردیا ہے۔''

اور جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی تصریح فرمادی ہے کہ جہنم میں وہ شخص قطعاً داخل نہیں ہوسکتا جس نے صلح حدیبیہ کے وقت ایک درخت کے نیچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رضامندی کا اظہار فرمادیا تھا۔ اس زمرے میں شمار ہونے والے صحابہ کرام کی تعداد ۱۴۰۰ سے زیادہ ہے۔ اہل سنت ان لوگوں کے جنتی ہونے کی شہادت دیتے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے۔ اسی کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے جنتی ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

اور اس اثر کی تصدیق کرتے ہیں جو امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں مرتبہ کے اعتبار سے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔ اس کے بعد جناب عمر رضی اللہ عنہ کا اور تیسرے نمبر پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور چوتھے نمبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے۔ جیسا کہ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیعت میں مقدم ہونے پر اتفاق ہے۔ اِلّا یہ کہ اہل سنت کے بعض افراد نے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے مراتب پر اتفاق رائے کرنے کے بعد حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے مراتب میں اختلاف کیا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض لوگوں نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مقدم ہونے پر اتفاق کر کے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو چوتھے مرتبہ پر فائز کیا ہے اور بعض لوگوں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو جناب عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم قرار دیا ہے۔ دوسرے لوگوں نے ان کی موافقت کی ہے۔ لیکن اہل سنت والجماعۃ الحقہ کا دوٹوک فیصلہ کہ جو سب سے مستحسن ہے یہ ہے کہ وہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر مقدم قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ یہ مسئلہ کوئی بنیادی مسئلہ نہیں ہے جس کی بنیاد پر اہل سنت کے نزدیک فریق مخالف کو گمراہ قرار دیا جائے۔ لیکن خلافت راشدہ کا مسئلہ بنیادی مسئلہ ہے بایں طور اہل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالترتیب ابوبکر، عمر، عثمان، اور علی رضی اللہ عنہم کو خلیفہ قرار دیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان چاروں میں سے کسی ایک کی خلافت کا انکار کر کے اس پر لعن طعن کرے تو ایسا شخص اہل سنت کے نزدیک گدھوں سے بھی بدتر گمراہ آدمی ہے۔ [1]

جن جگہوں پر اپنی کتاب میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت کو سراہا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدافعانہ انداز اختیار کیا ہے تو ان کا ذکر کچھ اس طرح ہے۔

۱...... امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت کا اعتراف کرنا چاہیے اور ان سے محبت رکھنی چاہیے کیونکہ اللہ کے نزدیک ان کی شان و عظمت معروف و مشہور ہے۔ الحمد للہ ہم میں

---

[1] ملاحظہ ہو: العقیدۃ الواسطیہ، ص: ۵۰-۵۳۔ المکتب الاسلامی سے مطبوع (ط: ٤ عام ١٤٠٥ھ-٢) منہاج السنۃ: ٨/٦٥

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہر ایک اس بات کا معترف ہے اور نص قطعی سے اس کا ثبوت ہے جس کی بنیاد پر ہمیں اس بات کا علم یقینی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی شان بہت بلند ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مقام بڑا اعلیٰ وارفع ہے اس کا ثبوت ایسے مستند طریقہ سے موجود ہے جس پر جھوٹ اثر انداز نہیں ہوسکتا اور اس پر دروغ گوئی کا شائبہ تک نہیں کیا جاسکتا۔

۲......اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اقوال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ:

جہاں تک سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہر مؤمن کا موالات ومحبت کا معاملہ ہے تو اس کا ثبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بھی ہے۔ چنانچہ آج بھی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ہر مومن کے دل میں جگہ رکھتے ہیں۔ اگر چہ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت لوگوں کے والی نہیں ہیں اور نہ ہی آپ کو ان کے اوپر کوئی تسلط حاصل ہے۔ مگر پھر بھی مؤمنین کا آپ رضی اللہ عنہ سے موالاۃ اور محبت کا معاملہ اتم ہے۔ اسی طرح تمام مومنین ایک دوسرے کے دوست اور ہمدرد ہیں۔ یہ تعلق اور ہمدردی دائمی ہے۔ موت وزندگی دونوں حالت میں یہ موالات باقی رہتی ہے اور رہے گی۔ ❶

۳......اسی طرح شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

جہاں تک امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ: آپ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں تھے جو اللہ سے سچی محبت کرنے والے تھے اور اللہ آپ رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے۔ ❷

۴......بعینہ شیخ الاسلام کے اقوال میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ:

بلاشبہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت ہر مومن پر واجب ہے۔ جیسے کہ ہر مومن پر اپنے مومن بھائی

---

❶ منهاج السنة: (۷/۳۲۵)۔

❷ ایضاً نفس المصدر (۷/۲۱۸)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہمدردی اور تعلق رکھنا واجب ہے۔ ❶

❺......اسی طرح شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اقوال میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ:

اہل سنت کے تمام گروہوں کی کتابیں اور رسائل امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل اور آپ رضی اللہ عنہ کے محاسن ومحامد سے لبریز ہیں۔ اور ان لوگوں کی مذمت پر یہ کتب ورسائل مشتمل ہیں جو جناب علی رضی اللہ عنہ پر ظلم روا رکھتے ہیں اور جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اہل سنت ان سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ماننے والے فریقین کے مابین جو گالی گلوچ اور لعن طعن ہوئی اور جو جنگ وجدال کے واقعات رونما ہوئے اس سے اہل سنت ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اہل سنت ان لوگوں سے بغض وکراہیت کا اظہار کرتے ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ سے جنگ وجدال یا گالی گلوچ یا برا بھلا کہنے پر آمادہ ہوئے۔

بلکہ اہل سنت والجماعۃ اس بات پر متفق ہیں کہ امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ قدر ومنزلت کے اعتبار سے اوج کمال پر فائز ہیں اور امامت وخلافت کا پورا پورا حق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کے نزدیک سیّدنا علی امیر معاویہ، ان کے والد اوران کے بھائی سے زیادہ بلندمرتبہ والے تھے۔ رضی اللہ عنہم جمیعاً یعنی یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے بھی زیادہ افضل کہ جو اپنے بھائی جناب معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل تھے۔ حضرت علیؓ ان تمام لوگوں سے افضل ہیں جو فتح مکہ والے سال میں مشرف باسلام ہوئے نیز فتح مکہ والے سال میں ایمان لانے والوں میں بہت سے لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ اسی طرح بیعت رضوان والے ان مذکورہ لوگوں سے افضل ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان جمہور سے افضل ہیں۔ جنہوں نے بیعت رضوان میں

❶ المصدر السابق نفسه: (۷/ ۲۷)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ لیا۔ بلکہ اصحاب ثلاثہ کے علاوہ سیّدنا علی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے افضل ہیں بلکہ جمہور اہل سنت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام اہل بدر اور تمام بیعت رضوان والوں اور مہاجرین وانصار میں سے سابقین اولین سے افضل واشرف سمجھتے ہیں۔ ❶

٦...... شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: اس بات میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ جناب علی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان بہادری اور دلیری میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ دلیری اور بہادری کی وجہ سے اسلام کو تقویت پہنچی اور آپ رضی اللہ عنہ کا شمار اکابر مہاجرین اور انصار میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سرفہرست ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے، اللہ کے راستے میں جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور اپنی تلوار سے کفار ومشرکین سے برسرپیکار ہوئے۔ ❷

٧...... اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اقوال میں سے یہ بھی ہے کہ:

جہاں تک سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا دنیاوی مال ومتاع سے بے رغبتی اور زہد کا معاملہ ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ جناب علی رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں بھی سب سے آگے تھے۔ حتیٰ کہ زہد کے میدان میں آپ کو ساداتنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر بھی سبقت حاصل تھی۔ ❸

٨...... شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اقوال میں سے ایک قول یہ بھی ہے:

ہمیں یقین ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ زہد وورع تقویٰ میں اس درجہ پر فائز تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات سے اس بات کا تصور محال ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ عمداً جھوٹ بولیں۔ اسی طرح حضرات ابوبکر اور عمر وعثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں بھی اس بات کا تصور محال ہے کہ آپ حضرات عمداً جھوٹ بول سکتے ہیں۔ ❹

---

❶ دیکھئے: منہاج السنة: (٤/٣٩٦)۔
❷ منہاج السنة: (٨/٧٦)۔
❸ نفس المصدر ایضا: (٧/٤٨٩)۔
❹ منہاج السنة: ٧/٨٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹......شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ رائے ہے کہ:

اہل سنت، امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے قتال کرنے والوں کی بجائے ان لوگوں سے زیادہ محبت رکھتے ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ نہیں کی اور ان کے خلاف صف آراء نہیں ہوئے۔ اہل سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مدافعت میں فرقہ نواصب اور خوارج کی دروغ گوئیوں اور اتہامات کا بھرپور جواب دیتے ہیں۔

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت ان لوگوں سے محبت اور تعلق میں تفاوت برتتے ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی اور جن لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے جنگ وجدال سے گریز کیا۔ ان کو محبت اور تعلق میں افضل سمجھتے ہیں جیسے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص، اسامہ بن زید، محمد بن مسلمہ، اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم یہ اور اُن جیسے ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اہل سنت والجماعت ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے میدان کارزار میں مقابلہ کے لیے اترے افضلیت میں متفاوت سمجھتے ہیں۔ مذکورہ صحابہ کرام شیخ الاسلام اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ وجدال میں حصہ لیا۔

۱۰......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت وموالات رکھنا اور ان سے جنگ وجدال کرنے سے گریز کرنا اہل سنت کے نزدیک اس بات سے افضل ہے کہ ان سے بغض وعداوت رکھی جائے یا ان سے قتال کیا جائے۔ بلکہ اہل سنت کے نزدیک سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت اور موالات رکھنا واجب ہے۔ اہل سنت ہی وہ لوگ ہیں جو حقیقت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے دفاع کرنے والے ہیں۔ ❶

اسی طرح شیخ الاسلام ان صحابہ کو جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ایسے صحابہ کرام پر فوقیت دیتے ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے (رضی اللہ عنہم)۔ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں کہ:

---

❶ منهاج السنة: (٤/٣٩٥)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱...... ’’بلاشبہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو لوگ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جیسے کہ حضرت عمار اور سہل بن حنیف اور ان جیسے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو وہ اُن صحابہ کرام سے افضل واشرف ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔‘‘ [1]

یہ ان عبارتوں میں سے چند اقتباسات کا مجموعہ تھا جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل کے بارے میں منقول ہیں۔ یہ شیخ الاسلام کے قوی ترین موقف کی چند جھلکیاں تھیں جو آپ کی طرف سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض وعناد رکھنے والوں کے رد میں وارد ہوئی ہیں۔

کیا اس حقیقت کی وضاحت کے بعد بھی کسی شخص کے لیے یہ گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ وہ حضرت شیخ الاسلام کے بارے میں یہ رائے قائم کرے کہ آپ رحمہ اللہ نعوذ باللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے باغی ہیں؟ آیا آپ رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی ہے؟ جیسا کہ ان ظالم دشمنانِ دین کی رائے ہے۔

سبحانك هذا بهتان عظيم۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں یہ بات تو ادنیٰ سا مسلمان کہنے کے لیے تیار نہیں ہوگا چہ جائیکہ اس تہمت کو شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے سر تھوپا جائے۔ شیخ الاسلام کی ذات تو وہ ذات ہے جن کی زندگی کے سنہرے ایام عقیدہ سلف کے دفاع میں گذرے تھے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل کے اثبات اور ان کو چوتھا خلیفہ راشد ماننے اور اس اعتقاد کی دلیل فراہم کرنے کی ہے۔ یقیناً مخالفین یا محاربین کے مقابلہ میں آپ رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔ لیکن ان مبتدعین کے نزدیک شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا گناہ یہ ہے کہ آپ رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلو اور مبالغہ آرائی کے قائل نہیں ہیں۔ یہ لوگ آپ سے یہ چاہتے ہیں کہ آپ رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی اس قدر ومنزلت سے بالاتر قرار دیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقدر کر رکھا ہے۔

---

[1] دیکھئے: مجموعة الرسائل والمسائل لابن تيمية: (ص ٦١)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاتلین سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا موقف

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

کتاب الجنائز میں آدمی کے کسی کے لیے دعا یا بددعا کرنے کے مسئلہ کے سلسلہ میں تفصیل گزر چکی ہے کہ مسلمانوں کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی چاہے وہ فاسق وفاجر شخص کی میت ہی کیوں نہ ہو۔ اگرچہ فاجر شخص ملعون ہے، اس پر لعنت اور پھٹکار ہے چاہے وہ فاسق کی شخصیت باعث لعنت ہو یا اس کے طور وطریقے باعث لعنت ہوں۔ دونوں صورتوں میں وہ ملعون ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں معتدل موقف وہ ہے جو ہم نے پہلے نمبر پر بیان کیا ہے۔ اسی وجہ سے جس وقت تاتاریوں نے دمشق میں فتنہ وفساد برپا کیا اس موقع پر میرے پاس مغولی فوج کا سپہ سالار جنرل بولائی آیا۔ میرے اور اس کے درمیان بحث ومباحثہ ہوا۔ اس نے مجھ سے کچھ سوالات کیے۔ انہیں سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ تم لوگ یزید کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتے ہو؟ ہم نے اس کو جواب دیا کہ ہم نہ تو انہیں برا بھلا کہتے ہیں اور نہ ہی ہم ان سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیونکہ نہ تو وہ کوئی نیک وصالح شخص تھا کہ ہم اس کی بنیاد پر اس سے محبت کریں اور نہ ہی ہم مسلمانوں میں سے کسی شخص کو برا بھلا کہتے ہیں اور اس پر لعنت ملامت کرتے ہیں۔

تو جنرل بولائی نے برجستہ کہا: ''کیا آپ لوگ اس پر لعن طعن نہیں کرتے؟ کیا یزید ظالم نہیں تھا؟ کیا اس نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا؟

---

❶ ملاحظہ ہو: (شیخ سلیمان بن صالح الخراشی کی کتاب (ابن تیمیہ لم یکن ناصبیاً): [ص ۷۴۔ ۸۷]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو جواب دیا: اگر کہیں حجاج بن یوسف اور ان جیسے لوگوں کا تذکرہ ہوتا ہے تو ہم وہی انداز اپناتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم نے اپنایا ہے۔ اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّٰلِمِينَ۝﴾ (ھود: ۱۸) خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

ہم لوگوں کا شیوہ یہ نہیں ہے کہ ہم کسی شخص کو خاص طور سے گالی دیں۔ اگر یزید کو بعض علماء نے برا بھلا کہا ہے تو اس سلسلہ میں ہم یہی کہیں گے کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں اجتہاد کی گنجائش ہے۔ لیکن احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم اس سلسلہ میں سکوت اختیار کریں اور گالی گلوچ یا لعن طعن سے گریز کریں۔ جہاں تک ان لوگوں کا سوال ہے جنہوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، یا آپ رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی مدد کی ہے یا اس سلسلہ میں اپنی رضامندی کا اظہار کیا تو ایسے شخص پر اللہ کی، اس کے ملائکہ کی اور پوری کائنات کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے اس سلسلہ میں کسی قسم کا فدیہ قبول نہیں فرمائے گا۔

اس نے پوچھا: آپ اہل بیت سے محبت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جواب دیا: ''ہمارے اعتقاد کی رو سے ان سے محبت کرنا واجب اور باعث اجر وثواب ہے۔ کیونکہ صحیح مسلم میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خم نامی چشمہ پر جو کہ مکہ اور مدینہ کے (مقام جحفہ کے قریب) درمیان واقع ہے ہم لوگوں کو وعظ ارشاد فرمایا۔ اس میں یہ بھی فرمایا کہ اے لوگو! میں تم لوگوں کے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں! ان میں سے ایک تو کتاب اللہ ہے۔ پھر کتاب اللہ کے بارے میں توصیفی کلمات فرمائے اور اس کی اہمیت وعظمت پر خصوصی زور دیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں تم لوگوں میں اپنے خاندان کو چھوڑے جا رہا ہوں۔ میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور اس کلمہ کو بطور تاکید دو یا تین مرتبہ دہرایا۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جنرل بولائی سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اہل بیت کی اہمیت اس بات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ہم لوگ روزانہ اپنی نمازوں میں ان کلمات کا ورد کرتے ہیں۔

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.))

''اے اللہ محمد ﷺ اور ان کی آل واولاد پر رحمت کاملہ نازل فرما۔ اس طرح جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل واولاد پر نازل فرمائی۔ بلاشبہ تیری ذات صفت حمد سے متصف ہے۔ تو ہی بزرگی وشرف والا ہے۔''

تو جنرل بولائی نے کہا: ''آپ کا ان لوگوں کے بارے میں کیا نظریہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت سے بغض وعداوت رکھتے ہیں؟ شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے جواب دیا: جو شخص اہل بیت سے بغض رکھے اس پر اللہ کی، اس کے ملائکہ کی اور تمام مخلوق کی لعنت و پھٹکار ہو۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس سلسلہ میں کسی قسم کا فدیہ قبول نہیں کرے گا۔

پھر میں نے مغولی وزیر سے پوچھا: یہ تاتاری یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ تاتاریوں کا کہنا ہے کہ اہل دمشق نواصب ہیں۔

تو شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے بلند آواز سے کہا: وہ شخص جھوٹ بولتا ہے۔ جس نے یہ بہتان طرازی کی ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اہل دمشق میں سے کوئی شخص فرقہ نواصب سے تعلق رکھنے والا نہیں ہے۔ اگر اہل دمشق میں سے کوئی شخص خدانخواستہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر گستاخی کرنے کی جرات کرے تو دمشق کے سارے لوگ اس کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے۔ مگر ہاں قدیم زمانہ میں جب بنوامیہ کے ہاتھ میں دمشق کی زمام حکومت تھی اس وقت بنوامیہ کے بعض افراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض وعداوت رکھتے تھے اور ان کو برا بھلا کہتے تھے۔ لیکن آج ان لوگوں میں سے کسی کا نام ونشان تک باقی نہیں ہے۔ اس وقت یہ بات کہنا سراسر دروغ گوئی اور اتہام بازی ہے۔ [1]

---

[1] مجموع الفتاوىٰ: (٤/٤٨٧ـ ٤٨٨)، شیخ سلیمان الخراشی حفظہ اللہ کی کتاب (شيخ الاسلام ابن تيمية رحمه الله لم يكن ناصبياً، ص ٧٢، ٧٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل سنت کے نزدیک

اہل بیت رضی اللہ عنہم کی قدر ومنزلت کا بیان

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''العقیدۃ الواسطیہ'' میں اہل سنت والجماعت کے عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ: اہل سنت اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے اور ان سے دوستی کا تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں جو خم نامی چشمہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمائی تھی۔ جس میں یہ کلمات اس مسئلہ کے لیے سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ فرمایا: أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِي ...... اے لوگو! میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ ❶

اور وہ حدیث بھی بطور دلیل پیش کی جاسکتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ان کی شکایت کے جواب میں فرمایا تھا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! بنو ہاشم کا اس وقت تک ایمان مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ تم سے اللہ کی خاطر اور میری قرابت ورشتہ داری کا لحاظ کرتے ہوئے محبت نہ کرنے لگیں۔ ❷

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل کو برگزیدگی عطا فرمائی ہے بایں طور کہ بنی اسماعیل میں سے اللہ تعالیٰ نے بنو کنانہ کو منتخب فرمایا اور بنو کنانہ سے قریش کا انتخاب فرمایا اور قریش میں سے اللہ تعالیٰ نے قبیلہ بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم میں سے میرا

❶ رواہ مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عليّ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ح: ٦٢٢٥.

❷ رواہ الامام احمد وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتخاب فرمایا۔ ❶

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان حفظہ اللہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس کلام کی شرح کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ یہاں اس جگہ اہل سنت کے نزدیک اہل بیت رضی اللہ عنہم کی قدرو منزلت کی صراحت کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اہل بیت سے محبت استوار رکھتے ہیں۔ اور اہل بیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام قرار دیا گیا ہے۔ اور اہل بیت میں آل جعفر، آل عقیل، آل عباس، بنو حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم اجمعین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا شمار ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ ﴾

(الاحزاب: ۳۳)

''اے نبی کی گھر والیو! اللہ تعالیٰ تم سے ہر قسم کی گندگی کو دور کر کے تم کو پاک صاف بنانا چاہتا ہے۔''

اس لیے اہل سنت والجماعت اہل بیت سے محبت اور ہمدردی رکھتے ہیں۔ ان کی عزت کرتے ہیں اور ان کا اعزاز واکرام کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا احترام دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی امت مسلمہ کو اسی کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ﴾ (الشوریٰ:۲۳)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ میں تم سے اجرت یا بدلہ نہیں چاہتا مگر محبت اور رشتہ داری کا تو پاس ولحاظ رکھو۔''

سنت نبویہ میں بھی اس بات کی بار بار وضاحت آئی ہے۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس

❶ رواہ احمد و مسلم، کتاب الفضائل باب فضل نسب النبي ﷺ....../ ح: ۵۹۳۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقع پر مزید فرمایا کہ: اہل البیت رحمہم اللہ اس موالاۃ اور ہمدردی کے اس وقت مستحق قرار پائیں گے جب وہ سنت نبویہ کے پیروکار ہوں اور ملت اسلامیہ پر پورے طور پر گامزن ہوں۔ جیسا کہ اہل بیت کے اسلاف کرام، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، ان کی اولاد، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کا شیوہ تھا۔ اگر ان میں سے کوئی شخص سنت کی مخالفت کرتا ہو اور اسے دین اسلام یا صراط مستقیم کی کوئی پرواہ نہ ہو تو ایسے شخص سے محبت کرنا جائز نہیں چاہے وہ اہل بیت سے نسبت ہی کیوں نہ رکھتا ہو۔

اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا یہ قول: وَيَتَوَلَّوْنَهُمْ...... اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اہل سنت والجماعت اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کا مصدر ولایہ ہے۔ اور عربی زبان میں ولایہ سے مراد موالاۃ اور ہمدردی ہوتی ہے۔ اسی طرح شیخ الاسلام کا یہ کہنا: وَيَحْفَظُوْنَ فِيْهِمْ وَصِيَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تو اس سے مراد یہ ہے کہ اہل سنت اللہ کے رسول ﷺ کی وصیت پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور عملاً اس کو انجام دے کر اتباع رسول ﷺ کا ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ اس کے بعد شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: يَوْمَ غَدِيْرِ خُمْ ...... تو یہاں پر غدیر خم سے مراد تالاب یا چشمہ ہے۔ اور خُمْ یا تو کسی شخص کا نام ہے جس کی طرف اس تالاب کو منسوب کیا گیا ہے۔ یا پھر اس سے مراد: ایک قسم کی بیل ہے جس کو جل یعنی کنبھی کہا جاتا ہے۔ اس کے تالاب میں موجود ہونے کی وجہ سے اس تالاب کو اسی کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ یہ تالاب (مقام جحفہ کے قریب) مدینہ کے راستہ میں پڑتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کا حجۃ الوداع سے واپسی پر اس تالاب یا چشمہ کے پاس سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے اس مقام پر خطبہ دیا تھا۔ یہاں پر شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جن کلمات کا ذکر کیا ہے وہ کلمات اسی خطبہ سے ماخوذ ہیں۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا تھا: أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ ...... مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ امت مسلمہ کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں: ''میں تم کو اس بات کی یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے چند حقوق رکھے ہیں جس کی تم لوگوں کو تاکید فرمائی ہے۔ وہ یہ ہیں کہ اللہ کے واسطے میرے اہلبیت کا پاس ولحاظ رکھنا اور ان کا اعزاز واکرام کرتے رہنا۔ اس میں کوتاہی نہ برتنا اور ان کے حق میں سستی وکاہلی سے کام نہ لینا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا جناب عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب ابن ہاشم بن عبد مناف کو مخاطب کر کے اس موقع پر فرمایا تھا، جس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے شکایتاً یہ بات کہی تھی کہ: آپ رضی اللہ عنہ کو اس بات سے دلی تکلیف ہے کہ بعض قریش آپ رضی اللہ عنہ سے ترش روئی اور بے توجہی سے پیش آتے ہیں اور حسن سلوک کی بجائے بد سلوکی کرتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ...... قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! ایسے لوگ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ تم سے اللہ کی خاطر اور میری قرابت اور رشتہ داری کی وجہ سے محبت نہ کرنے لگیں۔ حدیث مذکور سے یہ بھی پتہ چلا کہ اہل بیت سے محبت کی دو وجوہات ہیں:

۱...... اہل بیت سے محبت باعث تقرب الٰہی ہے کیونکہ اہل بیت اللہ کے اولیاء ہیں۔

۲...... اہل بیت رضی اللہ عنہم کی آپ ﷺ سے قرابت کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم ان سے محبت و ہمدردی کریں۔ اسی میں نبی کریم ﷺ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ اسی میں نبی کریم کی عزت و تکریم کا پہلو ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بنو ہاشم کی قدر و منزلت بیان کرتے ہوئے اور ان سے اپنی قرابت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے بنو اسماعیل کو منتخب فرمایا بنو اسماعیل سے مراد اولاد ابراہیم علیہ السلام ہے اور بنو اسماعیل میں سے اللہ تعالیٰ نے بنو کنانہ کو برگزیدگی عطا فرمائی۔ کنانہ ایک قبیلہ ہے جن کے جدامجد کنانہ بن خزیمہ ہیں۔ پھر بنو کنانہ سے قریش کا انتخاب فرمایا اور قریش مضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔ اسی طرح قریش سے بنو ہاشم کو چنا گیا اور بنو ہاشم عبد مناف کی اولاد ہیں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: بنو ہاشم سے اللہ تعالیٰ نے میرا انتخاب فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ کا شجرۂ نسب یوں ہے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فھر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

اس حدیث سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ یہ حدیث عربوں کی فضیلت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ اور اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ عربوں میں قریش کو فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ بنو ہاشم قریش کا افضل ترین قبیلہ ہے اور نبی کریم ﷺ بنو ہاشم میں افضل ترین شخص

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ تمام مخلوقات میں افضل واشرف ہیں۔ حسب ونسب کے اعتبار سے آپ ﷺ عزت وشرف کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی قرابت کی وجہ سے بنو ہاشم کی افضلیت وبرتری کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

خاتمۃ الکتاب

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام کے اس مختصر تجزیہ کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ رحمہ اللہ کا موقف واضح اور دو ٹوک ہے۔ اس کتابچہ میں ہم نے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے کلام کے جو اقتباسات پیش کئے ہیں وہ آپ رحمہ اللہ پر لگائی گئی تہمت کو رد کرنے کے لیے کافی ہیں۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ نواصب اور خوارج نے آپ رحمہ اللہ پر جو الزامات عائد کئے ہیں وہ سراسر غلط ہیں۔ ان کی حیثیت دروغ گوئی اور بہتان تراشی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ ان کا مطمع نظر یہ ہے کہ علماء امت کی عزت وناموس کو داغدار کیا جائے اور ان کے اقوال وآراء میں شکوک وشبہات پیدا کر کے اس کی قدر وقیمت کو مٹی میں ملا دیا جائے۔ ان کی کوششوں اور سعی پیہم پر پانی پھیر کر شریعت اسلامیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے۔ اس کی جگہ گمراہ اور اہل بدعت وخرافات کے اقوال وآراء کو رواج دے دیا جائے۔ یہی ایک وجہ ہے کہ جس کی بنیاد پر نواصب وخوارج نے یہ طریقہ اپنا رکھا ہے۔ فریق مخالف کو اگر یہ بات ماننے میں تردّد ہے تو ہماری ان سے گذارش ہے کہ اپنے دعوے کے لیے دلیل پیش کریں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

جَمَعَهَا الْفَقِيْرُ اِلَى اللّٰهِ

ابو خلیفه علی بن محمد القضیبی

سابق شیعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامِ اہل بیت رضی اللہ عنہم
امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی نظر میں

تصنیف

خالد بن احمد الزہرانی حفظہ اللہ

اُردو ترجمہ

فضل الرحمٰن رحمانی ندوی مدنی

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

والمدرس بالجمعية الخيرية لتحفيظ القرآن الكريم بمحافظة جدة

المملكة العربية السعودية

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت''

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الحمدللہ میں کسی صوفی یا کسی فقیہ یا کسی علم کلام کے ماہر یا اُن آئمہ میں سے کسی امام کی طرف دعوت نہیں دیتا کہ جنہیں میں بڑی عظمت والے جانتا، مانتا ہوں، جیسے کہ امام ابن قیم ہیں، یا امام ذہبی یا امام ابن کثیر یا دیگر علماءِ عظام و آئمہ کبار رحمہم اللہ جمیعا...... بلکہ میں تو ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ کی طرف (اس کے قرآن کی طرف) اور اس کے محبوب ترین نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ یعنی دونوں مصادرِ شریعت کی طرف کہ جن کے بارے میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے تمام پہلے اور آخر والے سب لوگوں کو انہیں عملی طور پر مضبوطی سے تھامے رکھنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ میں اس بات کی سب سے بڑی آرزو رکھتا ہوں کہ: حق بات (قرآن وسنت سے) جب بھی میرے پاس آجائے، میں اُسے ہرگز ردّ نہ کروں۔ بلکہ میں تو اللہ عزوجل، اس کے فرشتوں اور اُس کی تمام مخلوق کو اس وعدہ پر گواہ بناتا ہوں کہ: اگر تمہاری طرف سے (اے مخاطبِ مکتوب!) کوئی بھی بات حق والی ہمارے پاس پہنچ گئی، میں اسے سرآنکھوں پر فوراً قبول کرلوں گا۔ یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ: قرآن وسنت والی ہر بات کے مقابلے میں ہمارے آئمہ کے اقوال میں سے کسی کے بھی قول کو میں دیوار سے دے ماروں گا۔ (چاہے وہ ظاہر میں کتنا ہی شاندار کیوں نہ ہوا۔) سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے۔ اس لیے کہ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کے سوا کچھ نہیں فرماتے تھے۔'' [1]

❁❁❁❁❁❁

[1] دیکھئے: الرسائل الشخصیة للشیخ محمد بن عبد الوهاب رحمه الله، مکتوب ۳۷. جلد ۱، ص ۲۵۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ …… الخ .

تمام طرح کی حمد وثنائے جمیل اُس اللہ وحدہ لاشریک لہ کے لیے ہے کہ: جس نے اپنے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کو حق دے کر بھیجا تا کہ وہ اس حق (شریعت مطہرہ والے دین حنیف) کو دنیا جہان کے تمام ادیان پر غالب کردے چاہے (توحید خالص وسنت مطہرہ والے) حق کا غلبہ مشرکوں (اور دنیا جہان کے کافروں) کو کتنا ہی ناپسند کیوں نہ ہو۔ اس کے لیے اللہ عزوجل نے نہایت واضح حق والی کتاب (قرآن حکیم) کے ذریعے آپ ﷺ کی تائید وحمایت فرمائی اور بہت بڑے فضل وکرم والے آپ ﷺ کے ساتھیوں (صحابہ کرام) اور آپ کے اُن طیبین و طاہرین آلِ اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین کے ذریعے مدد فرمائی کہ باطنی نجاستوں سے جن کو اللہ کریم نے پاک کر کے انہیں ظاہری وباطنی پاکیزگی عطا فرمادی تھی۔

میں اُس ربِ کبریاء جل وعلاء کی حمد وثناء کرتا ہوں کہ جس کی عظیم تر سلطنت ومملکت اور بادشاہی کے لیے جیسی حمد وثناء اور تعریف اس کی شان کے لائق ہو، ہونی چاہیے۔ بعد حمد وثناء کے میں اللہ رب العرش الکریم کے محبوب ومصطفیٰ نبی رحمت محمد رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجتا ہوں جو سراپائے ہدایت ہیں اور پھر آپ ﷺ کے مکمل ہدایت یافتہ آلِ بیت وازواجِ مطہرات (اُمہات المومنین) پر اور آپ ﷺ کے تمام بابرکت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر۔ بعینہٖ اللہ عزوجل کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں ہر اُس صاحب ایمان پر کہ جنہوں نے اپنے ان اسلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی فہم دین وقرآن وسنت میں مکمل اتباع کی اور ان کے نقوش

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدم پر چلے، تا قیامت آنے والے تمام سلفی جماعت حقہ کے سب اہل السنہ والجماعۃ پر۔

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ: ایک اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، یعنی ایسی گواہی کہ جس کے ذریعے میں اُس دن نجات وکامیابی کا طلبگار رہوں جس دن نہ ہی تو کوئی مال فائدہ دے گا اور نہ ہی اولاد وخیش قبیلہ، سوائے اس کے کہ آدمی قلب سلیم (اور اللہ عزوجل پر یقین کامل کے ساتھ ایمان) لے کر آئے گا تو۔ اور میں اس بات کی بھی گواہی (دل وجان سے) دیتا ہوں کہ: محمد بن عبداللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول، اُس کے خلیل وحبیب اور اُس کے منتخب شدہ پیغمبر تھے۔ (آپ ﷺ کی رسالت ونبوت قیامت تک کے تمام زمانوں اور دنیا کے تمام خطوں کے لیے ہے۔) اس شہادت کے ذریعے میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے قیامت والے دن آپ ﷺ کی شفاعت کا طلبگار رہوں۔ امابعد!

''اس کتابچہ کی تحریر کا سبب''

یہ بات معلوم شدہ ہے کہ: جب ایسے اصلاح کار سردارانِ قوم کے بارے میں لکھا جاتا ہے کہ جن کی شہرت ایک طرف تو خاص حلقوں میں آفاق کو چھو رہی ہو اور دوسری طرف ان کے معاملہ سے بعض عامۃ الناس واقف نہ ہوں اور بعض لاعلمی وجہالت کا شکار رہوں تو پھر اس ضمن میں یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ ان میں سے ایک نہایت واضح شخصیت جناب امام محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمہ اللہ کی بھی ہے۔ آپ رحمہ اللہ کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا۔ (اپنوں نے بھی لکھا اور بیگانوں، حاسدوں نے بھی۔) بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ آپ رحمہ اللہ کے متعلق لکھی گئی کتابوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ چنانچہ ان لکھنے والوں میں سے بعض مصنفوں نے آپ رحمہ اللہ کی دعوت اور آپ کے منہج کے بیان میں حق سچ کو بیان کیا، جبکہ بعض مصنّفین نے آپ رحمہ اللہ پر تہمت بازی سے کام لیتے ہوئے آپ رحمہ اللہ پر جھوٹ باندھا اور آپ کے ساتھ نہایت برا معاملہ کیا۔ ایسے لوگوں کے برے احوال میں سے کم از کم یہ بات ضرور ہے کہ: اس طرح کے حاسدین آپ رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی سے لاعلم ہوتے ہیں اور اپنی کتابوں،

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالوں میں وہی کچھ نقل کر دیتے ہیں کہ: بڑی بڑی علمی بحثوں اور بہت سارے فقہی مسائل میں آپ رحمہ اللہ پر جو کذب بیانی کی گئی ہوتی ہے۔ انہی مسائل و مواقف میں سے ایک ''اہل بیت رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ (محمد بن عبدالوہاب) رحمہ اللہ کا موقف'' ہے۔

اس اہم ترین موضوع کے پیش نظر میں نے ایک کتابچہ تحریر کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے اللہ عزوجل سے استخارہ کیا کہ جس میں ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت رضی اللہ عنہم کے بارے میں اس مصلح امت، امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا موقف'' وضاحت سے بیان کروں۔ اس میں آپ رحمہ اللہ کی کتابوں اور خصوصی رسائل سے آپ کے موثق اقوال تحریر کیے جائیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ امام موصوف رحمہ اللہ کی اس موضوع پر کس قدر توجہ اور نظر تھی۔ اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ آدمی کی کتابیں اور اس کی تصنیفات اُس کے اعتقاد و عقیدہ کے بارے میں بہترین گواہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ امام موصوف کا معاملہ بھی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت رضی اللہ عنہم کے متعلق آپ کی تالیفات میں واضح طور پر بیان ہوا ہے۔

البتہ میں نے خود اختصار والے فائدہ کے پیش نظر اس کتابچہ میں موضوع ہذا سے متعلق اختصار سے کام لیا ہے، اس کو طول نہیں دیا۔ اس لیے کہ اصل میں معاملہ نہایت واضح ہے۔ امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اہل السنہ والجماعۃ سلفی جماعت حقہ کے ان مشائخ و علماء عظام میں شمار ہوتے ہیں کہ جو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آلِ بیت رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت کرتے ہیں اور اس طرح کے علماء کرام و آئمہ اہل السنہ والجماعۃ آلِ بیت رضی اللہ عنہم کے حقوق اور ان کے مرتبہ و مقام کو خوب پہچانتے ہیں اور ان کی معرفت رکھتے ہیں۔

محترم قارئین کرام! یہاں ایک بات عرض کرتا چلوں کہ: میں نے آلِ بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق سے متعلق امام موصوف رحمہ اللہ کی بعض لمبی عبارتوں کو اختصار کے پیش نظر درج کرنے سے گریز کیا ہے، اُن کا صرف حوالہ دے دیا ہے، تاکہ کتاب کی ضخامت سے بچا جا سکے۔ اس ضمن میں آپ رحمہ اللہ کی بہت لمبی گفتگو کو خلاصتاً بیان کرنے میں ہمارے پیش نظر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین اہم نقاط تھے:

۱...... نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام لکھتے، پڑھتے وقت آپؒ کا آل بیت رضی اللہ عنہم کا ذکر بالالتزام کرنا۔ اس کے لیے بطور مثال آپ کی کتابیں بطور حوالہ:

ا: کشف الشبہات، جلد اوّل ص ۱۸۱۔

ب: کتاب التوحید ص ۱۵۱۔

ج: فضل الاسلام جلد ۱، ص ۲۷۶۔

د: مفید المستفید جلد ۱، ص ۳۲۵

ھ: خطبات: کتاب اس موضوع سے بھری پڑی ہے۔ صرف مثال کے لیے دیکھئے: جلد ۱، ۵، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۶، ۱۸، ۲۱، ۲۹، ۳۱...... الخ۔

۲...... جہاں کہیں بھی آپ رحمہ اللہ نے آل بیت رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا ہے وہاں پر آپ نے ان حضراتِ گرامی قدر کے لیے: رضی اللہ عنہم یا رحمہم اللہ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ یعنی ان کے لیے اللہ عزوجل سے اس کی رضا ورحمت کی دعائیں کی ہیں۔ چنانچہ مثال کے طور پر دیکھ لیجیے:

ا: کتاب التوحید: ص ۲۰، ۲۲، ۳۵، ۵۶، ۶۴، ۷۴، ۸۲، ۸۸، ۹۳، ۹۵، ۱۱۲، ۱۴۹۔

آپ کی تمام کتابیں ان دعائیہ کلمات سے بھری پڑی ہیں۔

۳...... آپ رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں شریعت مطہرہ کے فروعی اور فقہی مسائل میں فقہاء آل البیت اور ان کے مجتہدین سادات کے مواقف واختیارات کو مکمل طور پر اپنایا اور اختیار کیا ہے۔ اس کے لیے آپ:

ا: ”کتاب مختصر الانصاف“ میں: کتاب الزکاۃ ص ۲۲۷، کتاب الصیام ص ۲۵۵، باب الإحرام ص ۲۷۹، باب الهدي والأضاحي ص ۳۵۲ دیکھ لیجیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب: "كتاب المناسك قسم الحديث" میں: مسألة: ١١٣ـ جلد٣، ص ٤٧، باب حد المسكر والتعزير قسم الحديث، مسألة: ١٧٥٦ جلد٤، ص ٢٤٢.

ج: "رسالة في الرد على الرافضه" مطلب الطلاق الثلاث بلفظ واحد جلد١، ص ٤١.

اب جو بھائی تفصیل میں جانا چاہے وہ مذکور بالا کتب اور ان کے علاوہ آپ رحمہ اللہ کی دیگر کتب کا مطالعہ کر لے۔ آپ رحمہ اللہ کی کتب کے مطالعہ کے بعد ہر پڑھنے والا یہ بات محسوس کرے گا کہ امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل و آل بیت رضی اللہ عنہم کے بارے میں جتنا ان کی عظمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے اسے مقید و محصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا اجر اللہ عزوجل آپ رحمہ اللہ کو ضرور دے گا۔

میں نے کتابچہ ہذا کی تصنیف و تقدیم کے وقت امام موصوف الشیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی "مجموع مؤلفات الشيخ الإمام، محمد بن عبد الوهابؒ طبع جامعة الامام محمد بن سعود الإسلاميه، بالرياض" پر اعتماد کیا ہے۔

میں اُن تمام اساتذہ و مشائخ کرام حفظہم اللہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس کتابچہ کی تیاری میں مفید مشوروں سے بھی نوازا اور اس کی مراجعت بھی کی۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَسْأَلُ اللّٰهُ لِيْ وَلَهُمُ الْأَجْرَ وَالثَّوَابَ.

خالد بن احمد الزہرانی

الدمام۔ المملكة العربية السعودية

١٤٢٥ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کون ہیں؟

دنیا امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کو مصلح امت کے نام سے جانتی ہے۔ بلاشبہ آپ مصلحین امت میں سے ہیں۔ آپ کی پرورش جزیرۃ العرب کے خالص عربی ماحول میں ہوئی۔ آپ جزیرۃ العرب کے قلب میں پلے بڑھے اور پروان چڑھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جس وقت جزیرہ عرب جاہلیت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اور عرب کے ماحول کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے کوئی واسطہ نہیں رہ گیا تھا۔ عربوں کا یہ حال تھا کہ ظلم و بربریت، قتل و غارت گری، اور قبیلوں کے مابین لوٹ گھسوٹ کا دور دورہ تھا اور دین و ایمان ایک اجنبی چیز بن کر رہ گیا تھا۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ ۱۱۱۵ھ میں ان ناگفتہ بہ حالات میں پیدا ہوئے جن کا پورے جزیرۃ العرب اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں دور دورہ تھا۔ آپ کی پرورش ایک دینی اور علمی گھرانے میں ہوئی۔ شروع سے ہی آپ کو دینی ماحول ملا۔ چنانچہ آپ ابتدا ہی سے تعلیم سے وابستہ ہو گئے۔ رفتہ رفتہ علم کی تشنگی بڑھتی گئی اور اس کی آسودگی کے لئے آپ نے نجد سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ، پھر بصرہ کا سفر کیا۔ بصرہ میں وہاں کے جید علماء اور فضلاء سے مستفید ہونے کی غرض سے آپ نے ایک طویل مدت تک قیام فرمایا۔ وہیں سے آپ کی شخصیت میں نکھار آیا اور آپ نے تجربات کے ذریعہ اپنی شخصیت کو مستحکم کر لیا۔ اس ملک کے مختلف رجحانات کے حامل مکاتب فکر نے آپ کو دعوت حق کی امانت اپنے کاندھوں پر اٹھانے پر مجبور کر دیا تو آپ دعوت حق کا شعلہ بن ہو کر پورے جزیرۂ عرب کو اس سے منور کرتے ہوئے نظر آنے لگے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد آپ نے بصرہ ہی میں دعوت واصلاح کے کام کا آغاز فرما کر وہاں کی عوام میں رائج شرکیہ رسم ورواج اور حرام قسم کے اعمال وافعال کی بیخ کنی کرتے ہوئے اپنی دعوت وتجدید کی مہم کا آغاز کیا۔ چنانچہ مقامی علماء میں سے شیخ مجموعی رحمہ اللہ نے آپ کے اس جرأتمندانہ اقدام کو سراہا اور اس کی تعریف کی۔ ایک روایت کے مطابق آپ نے لوگوں کو توحید خالص سے روشناس کرانے اور عوام وجاہل طبقہ کو علم عقیدہ کے اصول ومبادی سے متعارف کرانے کی غرض سے بصرہ ہی میں اپنی مشہور کتاب ''کتاب التوحید'' تحریر فرمائی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق بصرہ سے واپسی پر جزیرۃ العرب کے مشہور شہر ''حریملاء'' میں لکھی۔

لیکن اس دور میں دین حنیف کے اصل سرچشمہ سے دوری، اس کی طرف سے بے توجہی ولاپرواہی اور رسم ورواج کی اندھی تقلید کی وجہ سے آپ کو عوام اور خواص کی طرف سے اذیتوں اور آزمائشوں کا بھی سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ آپ کو دوپہر کی چلچلاتی دھوپ میں اکیلے پا پیادہ بصرہ سے نکل جانے کے لئے مجبور کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے وہاں سے شام کی طرف کوچ کر جانے کا ارادہ فرمایا تاکہ علم ومعرفت کے حصول کے مزید زینے طے کرسکیں۔ لیکن ساز وسامان اور زادراہ چوری ہو جانے کی وجہ سے آپ کو شام کی طرف جانے کا ارادہ ترک کرنا پڑا۔ چنانچہ وہاں سے آپ الاحساء واپس تشریف لے آئے اور وہاں کے علماء کرام کے مہمان بنے۔ پھر شیخ عبداللہ بن محمد بن عبداللطیف الاحسائی شافعی رحمہ اللہ کی ضیافت میں رہے اور وہاں کے کبار علما سے ملاقات کی۔ اس طرح آپ کا یہ پرخطر اور پرمشقت سفر اختتام پذیر ہوا جس میں آپ کو اپنے والد اور اپنے آبائی وطن سے دوری اور جدائی کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ بہرحال اس طرح شیخ علیہ الرحمہ اپنے دامن میں علوم ومعرفت کا خزانہ سمیٹے ہوئے واپس نجد تشریف لے آئے اور کتب تفسیر وعقیدہ اور حدیث کے پڑھانے میں مشغول ہوگئے۔ جس نے آپ کے ذہن وقلب کے دریچے کھول دیئے اور آپ کو دین کے صحیح فہم سے روشناس کرانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اور اصلی مراجع اور دین کے بنیادی سرچشموں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصول حق کی جستجو کی چنگاری کو اس نے ہوا دے کر اسے آپ کے سویدا قلب میں شمع فروزاں بنا دیا۔

اس کے بعد شیخ محترم رحمہ اللہ نے دعوت الی اللہ کے فریضہ کی انجام دہی، دین خالص کے مٹے ہوئے نقوش کا دوبارہ اجراء اور خالص توحید کے احیاء کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ لوگوں کو عقیدہ توحید کے سائے میں لانا، شرک کی آلودگی سے ان کی حفاظت کرنا اور انہیں رب العالمین کی توحید سے روشناس کرانا شیخ محترم رحمہ اللہ کا محبوب مشغلہ بن گیا۔ لیکن اس راہ میں بھی آپ کے رقیبوں نے آپ کو چین سے بیٹھنے نہیں دیا۔ آپ کو بڑی اذیتیں اور تکلیفیں دیں۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے پائے استقامت میں ذرہ برابر جنبش نہ آئی اور آپ نے عزم واستقلال کا پہاڑ بن کر ان کا مقابلہ کیا۔ آپ نے پورے جوش وخروش کے ساتھ اپنے مشن کو جاری رکھا۔ آپ نے اس راہ میں ان دعاۃ مخلصین کی اتباع اور پیروی کو اپنا نصب العین بنایا جو سید الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور پکی اتباع کرنے والے تھے۔

اس طرح تعلیم وتعلّم، علم ومعرفت، دعوت واصلاح، عبادت وریاضت، مجاہدہ اور تزکیہ نفس سے لبریز زندگی گذارتے ہوئے آپ نے سن ۱۲۰۶ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے اور آپ کی اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما کر ان کو اپنی رحمت واسعہ کے سایہ عاطفت میں لے لے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھرے اور کھوٹے کو پرکھنے کی کسوٹی

یہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی سیرت کے چند تابندہ نقوش تھے جس کو تذکرہ نگاروں اور آپ کی حیات علمیہ کے مؤرخین نے اپنے اپنے انداز سے پیش کیا ہے۔ لیکن ہر مصلح اور داعی کے حاسدین اور ناقدین بھی ضرور ہوا کرتے ہیں جو ان کی دعوت اور اصلاحی کاموں کے لئے رخنہ اندازی کے درپے رہتے ہیں۔ تاریخ دعوت وعزیمت، انبیاء علیہم السلام سے لے کر آج کے مصلحین امت اور داعیان دین تک اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہے۔ کیونکہ ہمیشہ داعیان حق کی دعوت اور اصلاح کی خلاف ورزی ان کی قوم کے لوگوں اور ان کے ہم عصروں نے ہی کی اور ان کے لئے طرح طرح کی رخنہ اندازیاں کر کے ان کی ساکھ کو کمزور اور ان کی نیک نامی کو داغ دار کرنے کی کوشش کی۔ بعینہ یہی حال ہمارے شیخ موصوف علیہ الرحمۃ کا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ ہمارے شیخ رحمہ اللہ اس معاملہ میں مظلوم زمانہ ہیں۔ ان پر ان کے دشمنوں اور حاسدوں نے یکجا ہو کر وار کیے ہیں لیکن ہمارے شیخ رحمہ اللہ کی قوت عزیمت کے سامنے ان کے ترکش سے چلائے گئے تیر نشانہ بہدف نہ ہو سکے بلکہ وہ اپنے ہدف تک پہنچنے سے پہلے ہی ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ان کے بارے میں شاعر کا یہ قول حق بجانب ہے:

كناطح صخرة يوماً ليوهنها

فلم يضرها واوهى قرنه الوعل

”جیسے کوئی بیل کسی چٹان کو سینگ مار مار کر طبع آزمائی کرے تو اس کے بلاوجہ جنون سے پتھر کی چٹان کا کیا بگڑے گا بلکہ اس بیل کے سینگ ہی اس کی جنونی کیفیت کی وجہ سے کمزور اور لاغر ہوتے چلے جائیں گے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے شیخ موصوف کی شان کو سر بلندی عطا فرما کر دوام بخش دیا اور ان کے ذکر کو زندہ جاوید بنا کر زبان زد خاص و عام کر دیا۔ آپ کے حاسدوں اور آپ سے بغض و عداوت رکھنے والوں کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا اور گم نامی ان کا مقدر بن گئی۔ یہی وجہ ہے کہ آج امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کو دنیا مجدد دین اور مصلح امت کے نام سے جانتی اور یاد کرتی ہے اور تاریخ دعوت وعزیمت میں آپ کا نام سرفہرست لکھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس آپ کے مخالفین کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ آج کون جانتا ہے: ابن جرحس اور ابن داؤد زبیری یا قبانی یا لکھنوری یا صبہانی وغیرہ کو۔ یہ تمام کے تمام لوگ گم نامی کے پردے میں چھپ گئے۔ آج کوئی ان لوگوں کا نام لینے والا نہیں ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ رحمہ اللہ کو رشد و ہدایت کی راہ میں مشعل راہ بنا کر اللہ تعالیٰ نے ان سے اس زمانے میں اپنے دین کی تجدید کا کام لیا اور آپ کے نام کو تاریخ عالم کا حصہ بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ:

﴿كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ﴾ (الرعد:١٧)

''اسی طرح اللہ تعالیٰ حق و باطل کی مثال بیان فرماتا ہے۔ باطل کی مثال جھاگ کی طرح ہے کہ جھاگ تو ناکارہ ہو کر چلا جاتا ہے لیکن جو چیز دائمی نفع والی ہے مراد یہ کہ لوگوں کو نفع دینے والی چیز زمین میں رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں بیان فرماتا ہے۔''

یہاں پر میں اس حقیقت کی وضاحت بھی کر دوں کہ جس نے بھی شیخ رحمہ اللہ کی مخالفت میں قلم اٹھایا یا آپ کی شان میں گستاخی کی یا آپ کے خلاف زبان درازی کی وہ تمام کے تمام ایسے لوگ تھے جنہوں نے اپنی ذاتی مصلحتوں اور دنیوی مناصب اور عہدوں کی لالچ میں آپ پر بہتان طرازی کی ہے۔ انہوں نے اپنی مصلحتوں کی خاطر دروغ گوئی سے کام لیا ہے یا آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ذات سے امت مسلمہ کو متنفر کرنے کا پروپیگنڈہ کیا ہے۔ اسی طرح ان کے بعد ان کے متبعین نے ان کی اندھی تقلید کرتے ہوئے بغیر کسی تحقیق اور تنقیح کے ان کے اقوال و آراء اور اقتباسات نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ امانت علمیہ کا تقاضہ تو یہ تھا کہ کم از کم شیخ رحمہ اللہ کی کتابوں، آپ کی تحریروں اور آپ کے اقوال و آراء اور آپ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا جاتا تا کہ حق کھل کر سامنے آ جاتا۔ باطل اور دروغ گوئی کا قلع قمع ہو جاتا اور اس جعلی پروپیگنڈے کا ازالہ ہو جاتا جس کو اس عظیم مصلح کی پیشانی پر تھوپنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ کیونکہ دوسروں کے اقوال و آراء اور معتقدات کو پرکھنے اور جانچنے کا یہی حقیقی معیار اور کھری کسوٹی ہے۔ اس لئے میرا آپ رحمہ اللہ کے مخالفین سے یہ کہنا ہے کہ شیخ رحمہ اللہ کی تحریریں اور کتابیں ہمارے لئے حکم عدل ہیں۔ آیئے ہم آپ رحمہ اللہ کی کتابوں کا مطالعہ کریں اگر وہ حق کے مطابق ہیں تو ہم بالاتفاق اسے قبول کر لیں اور اگر وہ حق وصداقت کے مخالف ہیں تو ہم سب مل کر اس کو دیوار پر دے مارنے کے لئے تیار ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے بارے میں فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ کے اقوال اور آپ کی آراء نقل کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس اشکال کا بھی ازالہ کر دیں جو بعض بھائیوں کے گوشہ دماغ میں گردش کر رہا ہوگا۔ وہ یہ کہ (شیخ موصوف رحمہ اللہ) نے اہل بیت کے بارے میں یا ان کے فضائل و مناقب اور ان کی قدر و منزلت کے بارے میں کوئی مستقل تصنیف و تالیف کیوں نہیں چھوڑی ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ:

١...... ہمارے شیخ رحمہ اللہ کا دور ہی ایسا دور تھا جس میں شرک اور بدعات کا دور دورہ تھا۔ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری کی وجہ سے لوگوں میں سے کوئی غیر اللہ سے دعا کرتا ہوا نظر آتا تھا تو کوئی اولیاء وصالحین سے استغاثہ اور مدد طلب کرتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ کوئی قبروں کی بندگی کرتا ہوا نظر آتا تھا تو کوئی قبوں کی۔ آج کی طرح چونکہ اس زمانے میں اہل بیت سے بغض وعداوت کا بازار گرم نہ تھا، اس لئے آپ نے چونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے زمانے کے لوگوں کو حقیقت توحید کی معرفت سے کوسوں دور پایا تھا اور شرک ومشرکین کی دسیسہ کاریوں سے انہیں نابلد محسوس کیا تھا، اس لئے آپ نے اپنے زمانے کا لحاظ کرتے ہوئے قلم اٹھایا اور اس دور کے فتنے کا منہ توڑ جواب دیا۔

۲...... چونکہ ہمارے شیخ کا تعلق اہل سنت سے ہے اور اہل سنت حقوق اہل بیت کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں۔ اپنی کتابوں میں ان کے فضائل ومناقب کا جابجا تذکرہ کرتے ہیں اور ائمہ اہل بیت کے اقوال کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ صحیحین اور اسی طرح سنن ومسانید میں فضائل اہل بیت کے بارے میں خاطر خواہ تذکرہ موجود ہے ایسے ہی فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے سلسلہ کی کتابوں میں اہل بیت کا بھرپور تذکرہ پایا جاتا ہے۔ یہی وہ کتابیں ہیں جو صحیح عقیدہ بیان کرنے کے سلسلے میں شیخ رحمہ اللہ کا مرجع وماخذ ہیں۔ کیونکہ انہیں کتابوں سے اخذ کرکے آپ نے صحیح اور مستند انداز میں عقیدہ صحیحہ کی ترویج واشاعت کی ہے۔

اس توضیح کے بعد ہم مزید تفصیل میں جائے بغیر اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں اس سلسلہ میں ہمارا مطمع نظر یہ ہے کہ ہم شیخ موصوف کی اہل بیت سے محبت اور ان کے لئے آپ کے دل میں پائی جانے والی تعظیم وتوقیر کا تذکرہ خود شیخ موصوف ہی کے اقوال واقتباسات سے فراہم کریں۔ اس لئے ہم نے اس سلسلہ میں ہر باب کے لیے مناسب عنوان کا انتخاب کیا ہے تاکہ قارئین کرام کے لئے ہر عنوان کے تحت دیئے گئے دلائل کا فہم وادراک آسان ہوجائے اور ان کے لئے منتشر افکار کو یکجا اور مرتب کرنا آسان ہوجائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ موصوف رحمہ اللہ کا اپنی اولاد کے ناموں کو اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ناموں سے موسوم کرنا

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ہر عقل مند اپنی اولاد کے نام انہیں اشخاص کے ناموں پر رکھتا ہے جن سے وہ محبت کرتا ہے یا جس سے اس کو قلبی تعلق اور لگاؤ ہوتا ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص اپنی اولاد کو اپنے دشمنوں اور مخالفین کے ناموں سے موسوم کرنا کسی صورت میں گوارا نہیں کرتا۔

اسی لئے شیخ رحمہ اللہ نے اپنے بڑے بیٹے کا نام علی رکھا تھا۔ اپنی بیٹی کو فاطمہ کے نام سے موسوم کیا تھا۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے دیگر دو بیٹوں کو حسن وحسین کے نام سے موسوم کر کے اہل بیت سے محبت کا ثبوت پیش کیا۔ اس سلسلہ میں دار الافتاء کی طباعت شدہ شیخ رحمہ اللہ کی کتاب۔ الدرر السنیہ ۱۲/۱۹ کے پہلے ایڈیشن کا مطالعہ فرمائیں۔ اسی طرح د/ بسام کی ''علماء نجد'' نامی کتاب ۱/۱۵۵ کا مراجعہ کریں۔ مذکورہ سارے اسماء مبارکہ کس قدر بہترین نام ہیں اور کس قدر بہترین ان کے مسمّیٰ بہ ہیں۔ ❶

❶ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں پر اپنی اولاد کے نام رکھنے کے سلسلہ میں مختصراً اہل بیت کے تعامل کا تذکرہ کر کے لوگوں کو روشناس کراتے چلیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے تین بیٹوں کے نام خلفاء راشدین کے ناموں پر رکھے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ آپ اپنے بیٹوں کے نام اس نام پر کیوں نہ رکھتے۔ کیونکہ اخوت اسلامی کا تقاضہ یہی تھا۔ اس کے علاوہ یہ لوگ آپس میں رشتہ دار بھی تھے اور ایک دوسرے سے بھائی چارگی، دوستی، اخوت والفت، محبت ومودت کا معاملہ رکھتے تھے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ اس لئے بھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہیں۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ کے سسر ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کر دی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ⇦⇦⇦

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا حقیقت کے اس انکشاف کے بعد بھی کسی شخص کو زیب دیتا ہے کہ وہ شیخ موصوف کی شان میں زبان درازی کرتے ہوئے یہ کہنے کی جرات کرے کہ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نعوذ باللہ اہل بیت سے بغض رکھتے تھے۔

⇦ ⇦ ⇦ دو بیٹیاں یعنی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دو بہنیں تھیں۔ اس۔ کے بعد جناب حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر عمر رکھا اور کیوں نہ رکھتے ؟ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے بہنوئی نہیں تھے؟ اگر انہوں نے اپنے بیٹے کو اس نام سے منسوب کیا تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ بلکہ یہ تو ان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت اور قلبی تعلق کی واضح دلیل ہے۔ یہی چیز تمام صحابہ کرام کی عادتوں میں رچی بسی ہوئی تھی کہ آپس میں تعلق قلبی اور محبت والفت اور انس ولگاؤ رکھتے تھے۔ گویا کہ دو جان ایک قالب تھے۔ ان کی آپسی اخوت وبھائی چارگی اپنی مثال آپ تھی۔ اسی محبت اور قلبی لگاؤ کا تقاضہ تھا کہ شیخ رحمہ اللہ نے اپنے بیٹوں کے نام اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے ناموں سے موسوم کئے تھے۔ مجھے افسوس ہے ان لوگوں کی اندھی عقلوں پر جو شیخ رحمہ اللہ پر محبت اہل بیت کے بارے میں بہتان بازی سے کام لیتے ہیں۔ ان پر الزام تراشی کرتے ہوئے ان کو اہل بیت سے بغض رکھنے والا شمار کرتے ہیں۔ یہ ان کی خام خیالی ہے ورنہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ جیسا کہ شیخ رحمہ اللہ کے اقوال افعال اور اعمال سے ظاہر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت رضی اللہ عنہم وہ لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی گندگی کو دور کر دیا ہے

شیخ رحمہ اللہ کا تزکیہ اہل بیت رضی اللہ عنہم میں وہی عقیدہ ہے جو اہل سنت والجماعت کا ہے اور اس کی بنیاد اور اساس قرآن وسنت ہے۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اپنی کتاب مجموع المؤلفات (کتاب الطھارۃ ۱ / ۵) میں تحریر فرماتے ہیں:

طہارت بول کر کبھی تو نجاست عینیہ سے پاکی مراد لی جاتی ہے اور کبھی اعمال خبیثہ کی آلودگی سے پاکی مقصود ہوتی ہے۔ کبھی اس چیز کا ازالہ مقصود ہوتا ہے جو عبادت الٰہی کے لئے مانع ہے۔

۱...... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ (المدثر: ٤) مراد یہ ہے کہ اپنے کپڑے پاک رکھا کرو طہارت کی پہلی قسم کے بارے میں دلیل یہ آیت ہے۔

۲......اور طہارت کی دوسری قسم کے بارے میں یہ آیت دلیل ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الاحزاب: ۳۳)

''اے نبی کی گھر والیو! اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ وہ تم سے ہر قسم کی گندگی دور کر دے اور تمہیں پاک صاف کر دے۔''

۳......اور طہارت کی تیسری قسم کے لئے یہ آیت دلیل ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾ (المائدہ: ٦)

''اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو غسل کرو''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس باب میں شیخ رحمہ اللہ نے آیت تطہیر سے مراد یہ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کو اعمال خبیثہ کی آلودگی سے پاک وصاف رکھا ہے اور اس معنی کی تاکید آپ کے مذکورہ رسالہ میں لکھے ہوئے خطبہ میں، اس بیان سے ہوتی ہے جس کو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کے ذکر کے سیاق میں لکھا ہے۔ اس میں آپ نے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے ((اذھب اللّٰہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا))...... ''اللہ تعالیٰ نے اہل بیت سے ہر قسم کی گندگی کو دُور کر دیا ہے اور انہیں پاک صاف کر دیا ہے۔''

شیخ رحمہ اللہ اہل بیت کے بارے میں دوٹوک واضح اور صاف وشفاف عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کو آلودگی سے منزہ فرما دیا تھا اور ان کو اخلاق ذمیمہ سے پاک کر دیا تھا۔ اسی لئے اچھے کام کرنا اہل بیت کا شیوہ تھا اور مذموم افعال سے کنارہ کشی ان کی فطرت تھی۔

تو پتہ یہ چلا کہ ہمارے شیخ رحمہ اللہ اہل بیت کو سرچشمہ مناقب اور منبع فضائل گردانتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اہل بیت عزت وشرف کی اوج ثریا پر فائز ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر طرح کی گندگی اور آلودگی سے پاک وصاف بنایا تھا۔ یہ ہے ہمارے شیخ محترم کا اہل بیت کے بارے میں دوٹوک عقیدہ۔ ہمیں حیرت ہے کہ لوگ کس منہ سے شیخ رحمہ اللہ کو اہل بیت کے بارے میں موردِ الزام ٹھہراتے ہیں اور ان کی شان میں تہمت طرازیاں کرتے ہیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب اللہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے بارے میں گراں قدر وصیت کا بیان

شیخ رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب فضل الاسلام ۱ / ۲۵۶ باب الوصیة بکتاب اللہ عز و جل میں یوں رقمطراز ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (الاعراف:۳)

''تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے (مراد یہ ہے کہ تم قرآن وسنت کا اتباع کرو) اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو۔ تم لوگ بہت کم ہی نصیحت پکڑتے ہو۔''

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ دیتے ہوئے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا: ''اے لوگو! میں بھی تمہارے جیسا انسان ہوں۔ ہوسکتا ہے میرے رب کا فرشتہ میری رخصتی کا پروانہ لے کر آجائے اور میں اپنے رب کریم کے بلاوے پر لبیک کہہ دوں۔ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ جارہا ہوں۔ ایک تو کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ اس لئے کتاب اللہ کو لے لو اور اس پر مضبوطی سے جم جاؤ۔ پھر کتاب اللہ پر عمل کی طرف توجہ مبذول کرائی اور اس پر مضبوطی سے جمے رہنے کی ترغیب دی۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں تمہارے درمیان اپنے اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کو چھوڑ کر جارہا ہوں اور ان کے بارے میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ ان کا پاس ولحاظ رکھنا۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کتاب اللہ گویا کہ اللہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضبوط رسی ہے جس نے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اس کی اتباع اور پیروی کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا رہا تو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی پا گیا اور جس نے اس کو پس پشت ڈال دیا اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو گمراہی اور بے راہ روی اس کا مقدر بن گئی۔[رواہ مسلم]

اسی طرح شیخ رحمہ اللہ کتاب (فضائل القرآن) میں [۱/ ۲۲] پر (باب من ابتغیٰ الھدیٰ من غیر القرآن) کے ضمن میں تمہید باندھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں ﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾ (الزخرف:٣٦) ''اور جو شخص رحمٰن کی نصیحت سے اندھا بن جائے ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، پھر وہ اس کے ساتھ رہنے والا ہوتا ہے۔'' یہ اور اس کے بعد والی آیت اسی سیاق میں آئی ہے۔ اس کے بعد شیخ رحمہ اللہ نے دوسری آیت سے بھی اس جگہ استدلال فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (النحل:٨٩)

اس کے بعد اپنی بات کو مزید مستحکم کرنے کے لئے مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خم نامی چشمہ پر جو کہ مکہ و مدینہ کے مابین جحفہ کے قریب ہے وعظ و ارشاد کی غرض سے تشریف لائے اور حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا۔

اے لوگو! میں بھی تمہارے جیسا ہی ایک انسان ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ میرے رب کا فرشتہ میری رخصتی کا پروانہ لے کر آ جائے اور میں اپنے رب کے بلاوے پر رب کریم سے ملاقات کی غرض سے لبیک کہہ دوں۔ میں تمہارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں ایک تو کتاب اللہ ہے جس میں نور ہی نور ہے۔ اس لئے کتاب اللہ کو لے لو اور اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ پھر کتاب اللہ پر عمل کی توجہ دلائی اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی ترغیب دی۔ اس کے بعد فرمایا: میں تمہارے درمیان اپنے اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کو چھوڑ کر جا رہا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔اس لئے میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ اللہ کے واسطے ان کا پاس ولحاظ رکھنا۔'' ❶

شیخ موصوف رحمہ اللہ کے بیان سے یہ بات عیاں ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ شیخ محترم کے نزدیک قرآن کریم اور اہل بیت کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا بڑا پاس ولحاظ تھا۔اسی لئے آپ نے اس کو اپنی کتاب میں شہ سرخیوں میں جگہ دی ہے اور اس کے ضمن میں اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ چیز شیخ رحمہ اللہ کی اہل بیت کے بارے میں صحیح سوچ اور صحیح فہم کی بھرپور غمازی کرتی ہے۔اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے نقش قدم کی اتباع شرعاً مطلوب ہے، اگر وہ قرآن وسنت کے موافق ہے تو۔ کیونکہ اہل بیت لوگوں میں سب سے زیادہ قرآن وسنت کی اتباع کرنے والے تھے۔

❶ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي ابن ابي طالب رضي الله عنه، حديث: ٦٢٢٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق اہل بیت رضی اللہ عنہم

اللہ عزوجل نے اہل ایمان، مسلمانوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے حقوق کو واجب کیا ہے۔ اس لیے کسی بھی مسلمان، مومن کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے کسی بھی حق کو ساقط کرے۔

شیخ رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب الرسائل الشخصیہ (١/ ٢٨٤) میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
جہاں تک سبز لباس پہننے کا مسئلہ ہے تو اس کو زیب تن کرنے کا رواج قدیم زمانے میں تھا۔ اہل بیت اور غیر اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان فرق روا رکھنے کے لئے یہ رواج اپنایا گیا تھا تاکہ جو شخص ان سے ناواقف ہو وہ بھی اس نشانی کی وجہ سے انہیں جان لے اور نادانی کی وجہ سے ان پر کہیں ظلم نہ کر بیٹھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے لئے بندوں پر چند حقوق کو لازم قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان کو ان کے حق سے محروم کرے اور خوش فہمی میں مبتلا ہو کر یہ سمجھ بیٹھے کہ یہی ہمارے عقیدہ توحید کا تقاضہ ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہی چیز تو دین کے اندر غلو کہلاتی ہے۔ ہم نے غلو کے خطرے کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی تو اس سلسلہ میں محتاط انداز اختیار کیا ہے۔ ورنہ ہم بھی اہل بیت کی عزت واحترام اور ان کی توقیر وتعظیم کے قائل ہیں۔ لیکن ہم ان کی تعظیم اور تکریم اس کی حدود تک ہی کرتے ہیں۔ ہم ان کو الوہیت کے مقام پر فائز کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اسی لئے ہم نے ان کے بارے میں غلو کی مخالفت کر کے ان کے بارے میں الوہیت کے دعوے کی جڑ کاٹ دی ہے۔

یہی وہ راز ہے جس کا اظہار شیخ رحمہ اللہ نے اہل بیت کے بارے میں ظلم وزیادتی اور ان کے حق میں انصافی اور حق تلفی جیسے کلمات کے ذریعہ فرمایا ہے۔ اس بات کی وضاحت کردی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کے لئے چند حقوق مقرر کیے ہیں۔ چنانچہ اسلامی شریعت کی رو سے کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اہل بیت سے بغض رکھ کر ان کی شان میں گستاخی یا ان کی عزت وناموس کے بارے میں ہرزہ سرائی کر کے ان کی حق تلفی کا مرتکب ہو۔

جہاں تک شیخ رحمہ اللہ نے ان کے لئے سبز رنگ کے لباس کی ممانعت فرمائی ہے تو اس سے یہ بات ہرگز لازم نہیں آتی کہ شیخ موصوف رحمہ اللہ اہل بیت کے حقوق شرعیہ کے منکر ہیں یا شیخ کو ان کی شان وشوکت اور قدر ومنزلت وغیرہ سے کوئی سروکار نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ شیخ موصوف رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ اہل بیت کو اس دور میں سبز رنگ کے لباس کی ضرورت نہیں ہے۔ کسی شاعر نے اہل بیت رضی اللہ عنہم کے حق میں کیا خوب کہا ہے:

جَعَلُوا لِاَبْنَاءِ الرَّسُوْلِ عَلَامَةً ۔۔۔ اِنَّ الْعَلَامَةَ شَأنُ مَنْ لَمْ يُشْهَرْ

نُوْرُ النُّبُوَّةِ فِيْ كَرِيْمِ وُجُوْهِهِمْ ۔۔۔ يُغْنِي الشَّرِيْفَ عَنِ الطَّرَازِ الْاَخْضَرِ

''انہوں نے آل رسول ﷺ کی مخصوص پہچان بنا رکھی ہے۔ حالانکہ پہچان کی ضرورت غیر معروف لوگوں کو پڑتی ہے۔ اہل بیت کو پہچان کی کیا ضرورت ہے؟ ان کی پہچان کے لئے یہی کافی ہے کہ نور نبوت ان کی پیشانی پر چمک رہا ہوتا ہے۔ ان کے لئے ان کی شرافت کا چولا ہی سبز لباس سے افضل ہے۔ چونکہ وہ عزت وشرف کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں جس نے ان کو سبز لباس سے مستغنی کر دیا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت رضی اللہ عنہم کے مناقب وفضائل

شیخ رحمہ اللہ اپنے ''مجموعہ رسائل'' میں ۱/۳۱۲ رسالہ نمبر ۴۸ میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ہم میں سے اور آپ میں سے ہر فرد پر یہ بات واجب ہے کہ وہ اپنے علم سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا خواہاں ہو اور اس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اشاعت وترویج کا کام لے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ﴾

(آل عمران:۸۱)

''اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب وحکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے۔''

جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے یہ عہد و پیمان لیا کہ اگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پائیں تو ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور ان کی نصرت وحمایت کرنا ہوگی تو ہم کس زور میں آتے ہیں؟ لہٰذا ہمارے لئے نبی کریم پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت وحمایت کرنا ضروری امر ہے۔ ان دونوں میں سے ایک کے ہونے اور دوسرے کے نہ ہونے سے کام نہیں چلے گا۔ اس حکم کی بجاآوری کی ذمہ داری سب سے پہلے اہل بیت رضی اللہ عنہم پر عائد ہوتی ہے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جن میں سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اور ان کو بلند مقام و مرتبہ پر فائز فرمایا ہے۔ اہل بیت میں بھی ان لوگوں پر اس کی ذمہ داری دوگنی ہوجاتی ہے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی آل واولاد میں سے ہیں۔''

اس رسالہ میں شیخ رحمہ اللہ نے اس بات کی توضیح کرنا چاہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے اور آپ ﷺ ہی اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کی اساس اور بنیاد ہیں۔ اسی وجہ سے اہل بیت کو پوری کائنات پر فضیلت حاصل ہے۔ اور اس رسالہ سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ آپ کے زمانے میں بھی فضیلت کے قبیل کا دعوے دار ایک گروہ موجود تھا۔ اسی لئے شیخ محترم نے اپنے اس رسالہ میں بالخصوص اہل بیت کو مخاطب کیا ہے اور اس بات سے اس اشکال کی بھی تردید ہوگئی جو کہ آپ کے مخالفین نے آپ کے سر تھوپی ہے کہ آپ رحمہ اللہ اہل بیت کے وجود کے منکر ہیں۔ آپ رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نسب منقطع ہو چکا ہے۔

ہر نماز میں رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت پر درود بھیجنا واجب ہے:

شیخ رحمہ اللہ کے تحریر کردہ (شروط الصلاۃ وارکانها وواجباتها ۱/ ۱۱) نامی رسالہ میں خصوصاً اور آپ رحمہ اللہ کے اکثر وبیشتر رسائل میں درود ابراہیمی کے ذکر کے ضمن میں عموماً اس درود کی نشاندہی ملتی ہے۔

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ))

''اے اللہ محمد ﷺ اور ان کی آل واولاد پر رحمت کاملہ نازل فرما۔ ٹھیک اس طرح جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل واولاد پر نازل فرمائی تھی۔ بلاشبہ تیری ذات صفت حمد سے متصف ہے اور تو ہی بڑائی وبزرگی اور مجد وشرف والا ہے۔''

اس طرح آپ رحمہ اللہ کے ایک کتابچہ میں (آداب المشی الی الصلاۃ) کے عنوان کے تحت درود ابراہیمی کی مشروع کیفیت بیان کرنے کے ضمن میں درود کا صیغہ یوں وارد ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کو شیخ رحمہ اللہ نے (باب صفة الصلاة ۱/ ۱۰) سے موسوم کیا ہے اور شیخ رحمہ اللہ نے اس میں درود ابراہیمی کو من وعن یوں نقل فرمایا ہے۔

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.))

''اے اللہ محمد ﷺ اوران کی آل واولاد پر رحمت کاملہ نازل فرما ٹھیک اس طرح جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل واولاد پر رحمت نازل فرمائی تھی۔ بلاشبہ تیری ذات صفت حمد سے متصف ہے اور تو ہی بڑائی و بزرگی والا ہے۔ اور اے اللہ محمد ﷺ اوران کی آل واولاد پر اپنی خیر و برکت کی برکھا برسادے ٹھیک اس طرح جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برسائی تھی۔ بے شک تیری ذات حمد وستائش کی مستحق ہے اور تو ہی بڑائی و بزرگی والا ہے۔''

مراد یہ کہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے لئے بہتر سے بہتر صیغہ استعمال کیا جائے گا۔

اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں: درود ابراہیمی دراصل دعاء ہے اور ہم میں سے ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ دعاء نماز کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ اس کے بغیر ہماری نماز درست نہیں ہوتی۔ شیخ موصوف رحمہ اللہ کا عقیدہ بھی یہی ہے جو اہل سنت کے مذہب کے عین مطابق ہے۔

اہل بیت کا حق دوستی:

نبی مکرم ﷺ کے آلِ بیت رضی اللہ عنہم کے اُمت پر ایک ایسا حق ہے کہ اس حق میں ان کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح وہ دوسروں کی نسبت محبت وموالات کا حق زیادہ رکھتے ہیں کہ جو ان کے علاوہ کوئی دوسرا حق نہیں رکھتا۔

فضیلۃ الشیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''امت مسلمہ پر اہل بیت کی طرف سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاشرکت غیرے چند حقوق عائد ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ ہم ان سے محبت وبھائی چارگی اور تعلق قلبی کا معاملہ رکھیں۔ ان کا اعزاز واکرام کریں اور ان سے انس ومحبت کی روش اختیار کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ اہل بیت سارے قبیلہ قریش میں اتنی عزت وتوقیر کا استحقاق رکھتے ہیں کہ قبیلہ قریش کے دیگر لوگوں کو جس کا استحقاق نہیں۔ اسی طرح قبیلہ قریش کے ہم پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں دیگر قبائل کو اس کا استحقاق نہیں پہنچتا۔ جیسا کہ عربوں کو سارے عالم پر جو حقوق حاصل ہیں وہ تمام بنی نوع انسانی کے لوگوں کے ایک دوسرے پر عائد حقوق میں اپنی نوعیت میں منفرد ہیں۔ پھر فرمایا کہ قبیلہ بنی ہاشم سے نبی کریم ﷺ کی نسبت ہونے کی وجہ سے قبیلہ قریش کے کسی فرد کی بنوہاشم کے مقام تک رسائی نہیں ہوسکتی اور قبیلہ قریش سے خلفاء راشدین کے خاندانی تعلق کی وجہ سے عربوں میں سے کوئی فرد اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ سابقین اولین کا عربوں میں ہونا اس بات کی ضمانت ہے کہ بنی نوع انسانی میں کوئی ان کا مثل نہیں۔'' (دیکھئے: آپ کی کتاب ''المسائل'' ص ۵۱)

جناب شیخ رحمہ اللہ کا اہل بیت اور آپ ﷺ کے رشتہ داروں وقرابت داروں کے بارے میں مختصراً یہ عقیدہ تھا۔ خلاصۃً یہ کہ شیخ رحمہ اللہ اپنی تحریر میں یہ بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ امت مسلمہ پر اہل بیت کے بلاشرکت غیرے چند واجب حقوق ہیں اور اہل بیت ہماری جانب سے زیادہ سے زیادہ محبت والفت، بھائی چارگی واخوت اور تعلق قلبی کے مستحق ہیں۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں:

شیخ محترم رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الرسائل'' میں الرسالۃ الاولیٰ (۱/ ۱۰) کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں:

''ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ آخری نبی اور خاتم المرسلین ہیں۔ آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ذات پر نبوت اور رسالت ختم ہوگئی۔ آپ کے بعد اب کوئی نبی یا رسول آنے والا نہیں۔ اور بندے کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ آپ ﷺ کی رسالت اور نبوت کا اقرار نہ کرلے۔ آپ ﷺ کی امت میں بالا جماع سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ اس کے بعد بالترتیب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ ہیں۔ خلفاء راشدین کے بعد مرتبہ کے لحاظ سے عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین تمام صحابہ کرام میں افضل واشرف ہیں۔"

مذکورہ پیراگراف سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک سیّدنا علی رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔ ان کو مرتضٰی کے لقب سے موسوم کیا جاتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا امت کے اکابرین فضلاء اور معزز ومکرم لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوم عاشورا کو رونما ہونے والے المناک واقعہ کا بیان

یوم عاشوراء کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جانکاہ حادثہ پیش آیا۔ حقیقت میں یہ اللہ عزوجل کی طرف سے آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں تعظیم وتکریم کی خلعت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے آپ رضی اللہ عنہ کی تاج پوشی فرمائی۔ گویا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے یہ چیز باعث سعادت بنی جس سے آپ کو نوازا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ آپ رضی اللہ عنہ کو بلند مقام پر فائز کرنا چاہتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو اہل بیت کے شایان شان بلند مرتبہ عطا کرنا چاہتا تھا۔

فضیلۃ الشیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے رافضیوں کے رد میں لکھے گئے اپنے رسالہ الرد علیٰ الرافضہ ۱ / ٤٨ میں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے امت مسلمہ کو اس موقع پر جو صبر کی تلقین اور اس جانکاہ حادثہ اور قتل کی اس بدترین سازش کے بارے میں نوحہ کرنے کے بارے میں جو صراحت کی ہے، اس سلسلہ میں شیخین کا کلام نقل کرتے ہوئے، تحریر فرمایا ہے کہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ حنبلی حرانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں سب سے پہلے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اپنی توفیق سے بہرہ ور فرمائے۔ اس کے بعد امت مسلمہ کو پتہ ہونا چاہئے کہ یوم عاشوراء کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جو جانکاہ حادثہ پیش آیا در حقیقت یہ اللہ کی طرف سے آپ رضی اللہ عنہ کی تعظیم وتکریم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے آپ رضی اللہ عنہ کی عزت افزائی فرمائی ہے اور یہ حادثہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے سعادت مندی اور نیک بختی کا پیش خیمہ ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو نوازا ہے۔ مراد یہ کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ شہادت آپ کے لئے رب کریم کے حضور بلندی درجات کا سبب ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اہل بیت کے شایان شان بلند مرتبہ سے نوازنا چاہا ہے۔ اسی طرح اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ جس نے آپ رضی اللہ عنہ پر ظلم و زیادتی کی اللہ تعالیٰ نے اس کو رسوائی اور پسپائی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائشوں کا شکار کون لوگ ہوا کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''لوگوں میں سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام آزمائشوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ اس کے بعد صالحین اور اللہ والے آزمائے جاتے ہیں۔ پھر ان میں سے دین میں افضل سے افضل ترین اپنے مرتبہ کے اعتبار سے آزمائے جاتے ہیں۔ جو شخص دین میں جتنا پختہ اور پکا ہوتا ہے اتنی ہی اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور جتنی اس کے دین میں کمزوری ہوتی ہے اتنی ہی اس کی آزمائش خفیف اور ہلکی ہوتی ہے۔ بندۂ مومن پیہم آزمائشوں اور مصیبتوں کا نشانہ بنا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اس کے ذمہ ایک گناہ بھی نہیں ہوتا۔ ❶

چنانچہ جب یوم عاشوراء آئے اور اس دن ایک مومن انسان کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جانکاہ حادثہ کا خیال آ جائے تو فوراً: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھے یہ اس لئے کہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ نے اس کے پڑھنے کا حکم دیا ہے تاکہ بندہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ اجر و ثواب کا مستحق قرار پائے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝﴾

(البقرة:١٥٧)

''یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں سے وعدہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

---

❶ جامع الترمذی، کتاب الزهد، حدیث: ٢٣٩٨۔ حسنٌ صحيحٌ.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (الزمر:١٠)

''بلاشبہ صبر کرنے والوں کو بغیر حساب کتاب کے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔''

اور ابتلاء و آزمائش سے دوچار شخص کے ذہن میں اگر یہ بات موجود رہے کہ یہ ابتلاء اور آزمائش من جانب اللہ ہے تو اس کے غم واندوہ دور ہو جائیں گے اور مصائب و آلام کافور ہو جائیں گے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا﴾ (الطور:٤٨)

''تو آپ اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر سے کام لیں بلاشبہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔''

عقل مند کے لئے ضروری ہے کہ مصیبت اور ابتلاء کے وقت اس بات کو ضرور یاد رکھے کہ اگر اس نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کو اپنے دل میں بٹھا لیا تو دنیا کے سارے مصائب و آلام اور ساری صعوبتیں اور مشکلیں خود بخود دور ہوتی چلی جائیں گی۔ دنیا کی بلاؤں سے نجات مل جائے گی۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں جو مصائب و آلام لکھ دیئے ہیں اس پر اس کو خود بخود صبر آ جائے گا اور اگر اسے کوئی مصیبت بھی آ جائے تو اسے برداشت کرنا اس کے لئے آسان ہو جائے گا۔

ایسا شخص جو ان باتوں کو یاد رکھے گا وہ یوم عاشوراء کو اپنا دن حتیٰ الامکان اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری اور نیک اعمال کی انجام دہی میں گذارے گا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے یوم عاشوراء کے روزے کی ترغیب دی ہے۔ لہٰذا اس دن کو روزے اور اطاعت کے کاموں میں گذارنا سنت ہے۔ بہر حال جو اپنے اوقات کو مختلف قسم کے نیکی کے کاموں میں گذارے گا ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی نیکی پسند آ جائے اور اس کو بھی نیکوکاروں کے زمرے میں شامل کرلیا جائے۔

اس کے بعد شیخ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: شیعوں نے ایک دوسرے کی مخالفت میں ان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسوم ورواج کی داغ بیل ڈالی ہے۔ان کے دو فریقوں میں سے ایک نے اس دن کو یوم عید قرار دے دیا اور اس دن خوشی وشادمانی اور سرور ونشاط کو اپنا شعار بنالیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو فرقہ نواصب سے تعلق رکھتے ہیں۔انہوں نے یہ رویہ جگر گوشۂ رسول سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے بغض وکینہ رکھنے کی وجہ سے اپنایا ہے۔ یہ جاہلوں کا وہ ٹولہ ہے جو فساد اور بدعت پھیلانے کے درپے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس دن زیب وزینت، میک اپ، خضاب لگانا، نئے کپڑے زیب تن کرنا، سرمہ لگانا، اس دن لنگر تقسیم کرنا، سبیل لگوانا اور شربت تقسیم کروانا اور اس قسم کی مخصوص رسوم کو رواج دیا ہے۔ وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ایسا کرنا سنت اور شریعت کی رو سے مطلوب ہے۔اس سلسلہ میں ہمارا (اہل سنت والجماعت) کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ اور اس طرح کے تمام رسم ورواج کا اس دن کرنا کسی صورت میں جائز نہیں۔ کیونکہ اس بارے میں کسی قسم کی نص کا ثبوت نہیں ملتا جس سے اس کی تائید ہوتی ہو۔ چنانچہ شیخ رحمہ اللہ نے یہ کہتے ہوئے اپنے کلام کو ختم کیا ہے کہ:

> ''ان مذکورہ لوگوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے یوم عاشوراء کو خوشی اور تہوار کا بنالیا ہے اور اس دن وہی افعال کرنا شروع کردئے ہیں جو کہ خوشی اور تہوار کے موقعوں پر کیے جاتے ہیں۔ جب کہ دوسرے گروہ نے یوم عاشوراء کو ماتم کا دن قرار دیا ہے۔ اس دن وہ نوحہ خوانی اور ماتم کرتے ہیں۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ دونوں فرقے سنت سے خارج ہیں اور صریح جرم کے مرتکب ہیں۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ اس مسئلہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''یوم عاشوراء کو خصوصاً میک اپ کرنا، سرمہ لگانا، بالوں میں کلر کروانا، اور سینٹ یا خوشبو استعمال کرنا جھوٹے اور مکار لوگوں کا طریقہ ہے۔اس کے بالمقابل دوسرے گروہ نے اس دن اپنا وطیرہ بنا رکھا ہے کہ وہ اس دن سوگ اور غم مناتے ہیں۔نوحہ وماتم کرتے اور سینہ کوبی کرتے اور گریبان چاک کرتے ہیں۔ علامہ رحمہ اللہ ان دونوں گروہوں کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں گروہ بدعت کی آلودگی سے ملوث ہیں اور سنت کے صریح مخالف ہیں۔''

اہل بیت کے بارے میں شیخ رحمہ اللہ کا موقف اور منہج یہ ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے جانکاہ واقعہ کے بارے میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ مستند طریقہ پر اہل علم کا موقف بیان کر کے حق کی طرف رہنمائی کی کامیاب کوشش کی ہے۔ جس سے حق واضح ہو کر سامنے آ گیا اور باطل سرنگوں ہو کر خاک آلود ہونے پر مجبور ہو گیا ہے۔

اس کے بعد میں ہر اس شخص کو، جو حق کا متلاشی ہو اہل بیت کے بارے میں دیئے گئے مذکورہ پیراگراف کو ملاحظہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ پیراگراف ان ائمہ کرام کا ہے جن پر فرقہ روافض سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے دروغ گوئی اور تہمت طرازی کرتے ہوئے بہتان باندھا ہے۔ ان کے بارے میں پروپیگنڈہ کیا ہے کہ یہ لوگ اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر احادیث

شیخ رحمہ اللہ نے سات ہجری میں فتح خیبر کے بارے میں تذکرہ کرتے ہوئے (کتاب التوحید ۱/ ۲۱) میں تحریر فرمایا ہے:

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے نقل فرمایا ہے کہ خیبر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے، اللہ اور اس کے رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے اسی کے ہاتھ پر فتح ونصرت مقدر فرمادی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے اس پس وپیش میں رات گزاری کہ پتہ نہیں کس کو علم عطا کیا جائے گا؟ جونہی صبح ہوئی صحابہ کرام فرط شوق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ علَم جہاد اس کو مل جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کرتے ہوئے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ جواب ملا: علی رضی اللہ عنہ آشوب چشم کی شکایت سے دوچار ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلوا بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ لعاب دہن لگانا تھا کہ آشوب چشم کا عارضہ رفع ہوگیا۔ اور آپ ایسے ہوگئے جیسے کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو علَم عطا فرمایا کہ: لوگوں کی قیادت کرتے ہوئے جب میدان کارزار میں اتر کر آمنے سامنے کی نوبت آجائے تو سب سے پہلے دشمنوں کو اسلام کی دعوت دینا اور انہیں بتلانا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا حقوق عائد ہوتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے ایک شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر شیخ رحمہ اللہ نے اس حدیث کے فوائد اور اس سے مستنبط مسائل میں سے ۲۱ ویں مسئلہ کے ضمن میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اسی طرح شیخ نے ایک اور کتابچہ میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ حدیث جس میں علم دینے کا قصہ ہے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل میں صحیح ترین روایت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر مبنی دوسری روایت:

شیخ علیہ الرحمہ اپنی کتاب (مختصر زاد المعاد[۱ / ۲۷۶]) میں غزوۂ تبوک کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو غزوۂ تبوک کے موقع پر نگران مقرر فرمایا تو جناب علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''آپ مجھے بچوں اور عورتوں کے ساتھ چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو یہ بات پسند نہیں کہ میری جانشینی میں تمہارا وہی مرتبہ ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ بس فرق اتنا ہے کہ میرے بعد اور کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں ہے۔

یہاں یہ بات واضح ہوگئی کہ شیخ علیہ الرحمہ کے بارے میں ان کے مخالفین کا یہ خیال کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض وعداوت رکھتے تھے، سراسر بے بنیاد ہے اگر ایسا ہوتا تو آپ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''کتاب التوحید'' اور اس کے علاوہ اپنی دوسری کتابوں میں بیان نہ فرماتے۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں وارد حدیث

شیخ رحمہ اللہ اپنی کتاب (مختصر زاد المعاد ۱ / ۲۹۶) میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی کے ساتھ والہانہ انداز میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز واکرام میں مودبانہ انداز میں کھڑی ہو جاتی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام عورتوں کی سردار ہیں:

شیخ رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب (کتاب التوحید ۱ / ٤٧) میں باب نمبر ۱۳ کے تحت تحریر فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریبی اور دور کے رشتہ داروں سے یہ کہہ دیا تھا: (لا اغنی عنك من الله شیئا) مراد یہ کہ کل قیامت کے دن میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آ سکتا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ کے روبرو اس کے مقابلہ میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آ سکتا۔ چنانچہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی تمام عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی صراحت کر دی کہ کل قیامت کے دن میں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا۔

دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہم تمام لوگوں کا اس بات پر ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق بات بولتے ہیں۔ حق کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اور کچھ نہیں نکلتا۔

اس مذکورہ حدیث سے شیخ علیہ الرحمہ کا سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں عقیدہ واضح ہو کر سامنے آ گیا اور یہاں پر یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ آپ رضی اللہ عنہا اپنے باپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی ہی چہیتی بیٹی تھیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سارے جہان کی عورتوں کی سردار ہیں۔

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اہل بیت میں سے ہیں

جن لوگوں نے سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے آل بیت میں سے نسب والا نہ ہونے کو اپنا رکھا ہے اور ان کی پہچان یہ ہے کہ بلا شبہ ایسے ہی لوگ آل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں میں سے ہیں...... تو ان لوگوں کی مذمت میں شیخ رحمہ اللہ نے الرد علی الرافضہ: [۱ / ۲۹] میں اس مسئلہ پر یوں بحث کی ہے کہ:

جہاں تک رافضیوں کی سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ پر یہ بہتان تراشی ہے کہ جس کا رافضیوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں بڑا چرچہ ہے اور وہ تمام کے تمام اس قول پر متفق بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اس دعوے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ لا وارث ہیں۔ ان کا حسب ونسب معدوم ہو چکا ہے۔ ان میں سے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا یہی موقف اٹل ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے امامت کو صرف سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں محصور کر دیا ہے۔ بلکہ ان میں سے بعض شیعوں نے تو امامت کو صرف بارہ اماموں تک ہی محدود کر دیا ہے۔ آل حسن رضی اللہ عنہ میں سے اگر کوئی امامت کے لائق ہے تو وہ اس کی امامت کو بغیر کسی دعوے کے باطل قرار دیتے ہیں۔ اگر چہ قدر و منزلت، علم و عرفان اور شان و شوکت میں وہ کتنے ہی بلند مرتبہ پر ہی کیوں نہ فائز ہو؟ چاہے اس کے اندر امامت کی ساری کی ساری شروط موجود کیوں نہ ہوں اور لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت ہی کیوں نہ کر لیں؟ حالانکہ آل حسن رضی اللہ عنہ کے علم و فضل، زہد و تقویٰ، جلالت شان و عظمت خاندان اور شروط امامت کے حق دار ہونے اور لوگوں کی ان سے بیعت پر رضامندی اور ان کے حسب ونسب میں کمال اور ان کے علم و فضل میں اپنی مثال آپ ہونے کے باوجود ان میں سے سارے کے سارے لوگوں کا درجہ اجتہاد پر فائز ہونے کے باوجود اگر ان میں سے کسی نے آل حسن رضی اللہ عنہ ہونے کا دعویٰ کیا تو انہوں نے فوراً اس کی امامت کو باطل قرار دے دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں غارت کرے! یہ کہاں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھر رہے ہیں؟

روافض کے اس طرز عمل سے سمجھ میں آتا ہے کہ یہ اہل بیت کے کھلے دشمن ہیں اسی لئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کو اہل بیت سے خارج سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ یہ ان لوگوں کے حسب ونسب کا انکار کر رہے ہیں جن کا حسب ونسب اہل بیت سے ثابت ہے۔ بلکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا نسب اہل بیت سے بطور تواتر ثابت ہے اور یہ ایک بدیہی حقیقت ہے جس کا کسی صورت میں انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کسی بھی عقلمند شخص سے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسلامی شریعت کی رو سے کسی کے حسب ونسب کو بگاڑنے کے کام کو جاہلیت کے کاموں میں شمار کیا جاتا ہے۔ حدیث پاک میں بھی اس بات کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشارہ ملتا ہے کہ جناب امام مہدی رحمہ اللہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی ذریت سے ہوں گے۔ جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں اس بات کی صراحت موجود ہے۔

یہ ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا ان لوگوں کے بارے میں فیصلہ جو سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو لاوارث گردانتے ہیں اوران کی اولاد میں امامت کے منکر ہیں۔ اس قول کے کہنے والے وہ لوگ ہیں جو آل حسن رضی اللہ عنہ میں سے ان لوگوں کی امامت کو جھٹلانے کے درپے ہیں جو اپنے علم وفضل، قدر ومنزلت، جلالت شان اور شروط امامت سے بہرہ ور تھے۔ اسی کے ساتھ ساتھ لوگوں نے ان کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی۔ لوگوں نے ان کے حسب ونسب اوران کے علم وفضل میں بلند درجہ پر فائز ہونے کی وجہ پر ان کو امام قرار دیا تھا اور یہ لوگ اس کو جھٹلانے کی کوشش میں ہیں۔ یہ محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیّدنا علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کو ایذاء رسانی کی سازش ہے۔ کیونکہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کو اہل بیت سے خارج قرار دینے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کے حسب ونسب کو ہدف بنانا ہے۔ حسب ونسب میں طعن کرنا جاہلیت کے افعال میں سے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو سردار کے خطاب سے نوازنے کا بیان

شیخ رحمہ اللہ اپنی معروف کتاب (مختصر السیرۃ [۱/ ۳۲۱]) میں سنہ ۳۸ ہجری کے حوادث اور واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ: اس موقع پر لوگوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے تقریباً ۷ ماہ تک خلافت کے فرائض سرانجام دیے۔ پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کے لئے میدان کارزار کا رخ فرمایا جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوا کہ فریقین میں سے کوئی بھی اس وقت تک غلبہ حاصل نہیں کرسکتا جب تک حد سے زیادہ خونریزی نہ ہو تو اس خدشہ کے پیش نظر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صلح کی پیشکش کی اور صلح ہوگئی۔ آپ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے اور ان سے چند شرطوں کے ساتھ بیعت کر لی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی شرطیں پوری کیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کو عطیات سے نوازا۔ اس طرح نبی کریم ﷺ کی وہ پیشین گوئی حق بجانب ثابت ہوئی جو کہ صحیح حدیث میں وارد ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ: میرا یہ بیٹا قوم کا سردار ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں سے مسلمانوں کے دو عظیم الشان گروہوں کے درمیان صلح وصفائی کا فریضہ سرانجام دلوائے گا۔'' ❶

نبی کریم ﷺ کی یہ بشارت صد فیصد درست ثابت ہوئی۔ شیخ رحمہ اللہ نے اسی کے اثبات میں یہ باب قائم کیا ہے۔ بلاشبہ یہ پیشینگوئی اہل بیت میں سے ایک سید کے ہاتھوں شرمندۂ تعبیر ہوئی اور وہ نواسۂ رسول ﷺ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی ذات ہے۔ چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کا فریضہ سرانجام دے کر اور اس بشارت نبویہ پر عمل کر کے اپنی سعادت مندی کا ثبوت پیش کیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو کر خاندانی شرافت کا نمونہ پیش فرمادیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات سے مسلمانوں کا ناحق خون رائیگاں ہونے سے بچا لیا۔

اہل بیت عیوب ونقائص سے منزہ اور مبرا ہیں

شیخ رحمہ اللہ "الرد علیٰ الرافضہ" [١/ ١٥] نامی کتابچہ میں رقمطراز ہیں کہ رافضیوں کی دسیسہ کاریوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں تبرا بازی کرتے ہیں۔ خاص طور پر خلفاء ثلاثہ کو نعوذ باللہ لعن طعن اور سب وشتم کا نشانہ بناتے ہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اپنی معتبر کتابوں میں یہ واقعہ ہشام احول کے ساتھیوں میں سے کسی ساتھی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ کہتا ہے "میں ایک دن حضرت ابوعبداللہ جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ ایک شیعہ درزی آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

❶ صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی رضی اللہ عنہما......الخ، حدیث: ٢٧٠٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ہاتھ میں دو قمیصیں تھیں۔ اس نے آتے ہی یہ بات کہی کہ اے ابن رسول اللہ ﷺ ان دونوں قمیصوں میں سے ایک قمیص تو میں نے یوں تیار کی ہے کہ اس کی سلائی کے وقت سوئی کے ہر ٹانکے پر میں نے لا الہ الا اللہ کا ورد کیا ہے۔ دوسری قمیص کی سلائی کے دوران ہر ٹانکے پر میں نے صاحبین کو (نعوذ باللہ) گالی دی ہے۔ ان دونوں قمیصوں میں جو قمیص آپ کو پسند ہو وہ آپ کی خدمت میں میری طرف سے نذرانہ ہے۔ یہ آپ کی صوابدید پر ہے جسے آپ پسند فرمائیں اسے لے لیں اور جسے آپ رضی اللہ عنہ ناپسند فرمائیں اسے چھوڑ دیں۔ ہشام احول کے ساتھی کا قول ہے کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے وہ قمیص پسند ہے جو (نعوذ باللہ) صاحبین کو گالی دیکر تیار کی گئی ہے۔ مجھے وہ قمیص ناپسند ہے جو کلمہ اللہ اکبر کے ذکر کے ساتھ تیار ہوئی ہے۔"

ذرا اس مفتری اور فاسق و فاجر کی دروغ گوئی اور اتہام بازی کی انتہا تو دیکھئے کہ ان کی طرف کس طرح کے گھناؤنے الزامات منسوب کر رہا ہے جس کا تصور بھی اہل بیت سے محال ہے۔ اللہ کی پناہ اہل بیت اس قسم کے عیوب و نقائص کی آلودگی سے بری الذمہ ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کر کے اہل بیت کی عصمت کو ان جھوٹوں اور مکاروں کی دسیسہ کاریوں سے بچانے کی بھرپور کوشش کی ہے اور اہل بیت کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ اہل بیت سے یہ کیسے ممکن ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ صاحبین کے بارے میں ایسی گستاخی برداشت کر لیں؟ اور آپ کی غیرت و حمیت میں ذرہ برابر جنبش تک نہ آئے۔ جبکہ حضرت امام جعفر اپنے نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں صراحتاً ارشاد فرماتے ہیں "وَلَدَنِی اَبُوْبَکْرٍ مَرَّتَیْنِ" حضرت ابوبکر سے میرا دوہرا رشتہ ہے۔ میرے عزیز کیا تمہیں کچھ پتہ ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے ایسا کیوں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے دو مرتبہ جنا ہے۔

وہ اس لئے کہ ان کی والدہ: ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر کی بیٹی ہیں اور قاسم کی بیوی عبدالرحمن بن ابی بکر کی بیٹی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ نے وہ مشہور قول ارشاد فرمایا ہے جو زبان زد خاص و عام ہے "وَلَدَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ مَرَّتَیْنِ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا علی کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہما پر فضیلت:

شیخ رحمہ اللہ کا رجحان ہے کہ امیر المومنین سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی بنسبت امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کے اقرب الی الصواب تھے۔ شیخ اپنی مشہور کتاب (مختصر السیرة [۱/ ۳۲۱]) میں سن ۳۸ ہجری کے اہم واقعات کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی نسبت اقرب الیٰ الصواب تھے۔ دونوں فریق دائرہ ایمان سے مرتبط تھے دونوں میں سے کسی فریق کو خارج از ایمان قرار نہیں دیا جاسکتا۔ شیخ رحمہ اللہ کا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے مابین نزاع کے بارے میں عقیدۂ صحیحہ یہی ہے۔ حضرت علیؓ اور ان کے ساتھی امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں سے افضل ہیں۔ یہ بات شیخ رحمہ اللہ کی کتاب اللہ کی آیات کے فہم وادراک کی گہرائی کی بھرپور غمازی کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾ (الحجرات:۹)

''اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے مابین صلح کرا دیا کرو''

اگر آیت مذکورہ پر غور کیا جائے تو پتہ یہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں میں سے کسی کو بھی ایمان کے دائرے سے خارج نہیں کیا۔ بلکہ دونوں کو مومنین کے لقب سے ہی یاد کیا ہے۔ اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو جو ان سے لڑائی جھگڑے پر اترے ہوئے تھے اپنا بھائی قرار دیا۔ چنانچہ جب ان سے ان کے مخالفین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے برملا جواب دیا: إِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا...... یہ ہمارے بھائی ہیں مگر ہم سے بغاوت کر بیٹھے ہیں۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کو دیکھیے کہ اپنے مخالفین کو بھی خارج از ایمان قرار نہیں دے رہے بلکہ اپنا بھائی سمجھ رہے ہیں۔

جناب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ دینے کا بیان

شیخ رحمہ اللہ اپنی کتاب (مختصر السیرة ۱/ ۳۰۶ میں ۱۷ھ کے واقعات کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے شادی کی تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ قرابت داری استوار ہو جائے۔

شیخ رحمہ اللہ نے اس مبارک شادی کا ذکر کیا اور اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ امیر المومنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس اعزاز سے سرشار ہونے کے خواہاں تھے جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وفاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت وقرابت اور اس کی قدر ومنزلت کی وجہ سے حاصل تھا۔ لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نسب نبوی کے دائرے میں داخل ہونے کی خواہش میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض لوگ کس منہ سے یہ بات کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نفرت تھی یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے مخالف تھے۔ اگر فرض کرلیا جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شادی کیوں کرتے؟ کیا یہ بات قابل قبول ہے اور عقل وشعور اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے؟ کیا کوئی انسان ایسی صورت میں ایسے شخص کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کے لئے آمادہ ہوگا؟

بلکہ یہ بات تو اس امر کی غماز ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اہل بیت کے مابین محبت والفت، اخوت و بھائی چارگی، ہمدردی ومہربانی اور اتحاد واتفاق کا رشتہ استوار تھا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کس قدر سچ ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الفتح: ۲۹)

''اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت اور آپس میں رحمدل ہیں [اور ان کی صفت یہ ہے] اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کی جستجو میں رکوع وسجود کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے سجدوں کے نشان ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ ان کی یہی مثال توراۃ میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں مثل اس کھیتی کے ہے کہ جس نے اپنا کھوا، نکالا ہو پھر اسے مضبوط کیا ہو اور پھر وہ موٹا ہو گیا ہو اور اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا ہو۔ جو کسانوں کے لیے خوشی کا سامان ہوتا کہ کافر اس کو دیکھ دیکھ کر کڑھیں اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں اور نیک وصالح اعمال کرنے والوں سے بخشش کا اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔''

ناصبیوں کی جہالت

شیخ رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المسائل'': ۱/ ۲۵ مسئلہ نمبر ۲۷ کے ضمن میں بعض گمراہ لوگوں کے شیاطین کی دکھائی ہوئی بھول بھلیوں میں پھنس جانے کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کلام نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ: جب مشرک ترک، اہل بیت میں سے اولاد عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغداد میں جو کچھ ناروا سلوک ہوا اس کی وجہ سے اہل بیت رضی اللہ عنہم کے تعاون کے لئے آمادہ ہو گئے تو اس کی مخالفت میں نواصب کا متعصب گروہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف کھڑا ہو گیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو جاہل محض تھے جنہوں نے فساد در فساد برپا کر دیا۔ اور اہل وعیال پر نان نفقہ میں توسیع اور اس جیسے چھوٹے چھوٹے مسائل کو لے کر فتنہ برپا کر دیا اس کے پیچھے ان کی شرارت نفس، خباثت طبع، جہالت اور اکھڑ پن، جیسی صفات کارفرما تھیں۔ انہوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اللہ تعالیٰ عدل وانصاف، رحمدلی اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

چنانچہ شیخ رحمہ اللہ ہر اس گروہ یا فرقہ کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے تھے جو رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قرابت داروں سے بغض وعداوت یا ان کی شان میں گستاخی یا ان کی حقارت کے درپے ہو۔اسی لئے جاہل اور بے ایمان ناصبیوں نے شیخ رحمہ اللہ کو ایذاءرسانی کی کوشش کی ہے۔مگر اس کے باوجود کوئی بھی ان کو اہل بیت کے دفاع کے بارے میں ان کے عزم محکم سے باز نہ رکھ سکا یہی وجہ ہے کہ اہل بیت کے دفاع کے معاملہ میں شیخ کا موقف دوٹوک اور واضح ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ چاہتے ہوئے اپنی کتاب کو اس آخری گذارش پر ختم کرتے ہیں اس امید پر کہ جن حقائق کو آپ کے سامنے رکھا ہے ان کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اس عظیم ہستی کے بارے میں، جس نے اپنی زندگی کو دین اسلام کے دفاع اور عقیدہ توحید کی نشر واشاعت کے لیے وقف کر دیا تھا تا کہ اہل بیت پر الزام تراشی و دروغ گوئی کا دروازہ بند ہو جائے، اعتدال سے کام لیں اور اس پر حکم لگانے سے پہلے اس کی کتب اور تحریروں کو پڑھ لیں۔

یہی منہج وطریق آپ رحمہ اللہ کے بیٹوں، پوتوں، آگے اُن کی اولادوں اور آپ رحمہ اللہ کے پیروکاروں کا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا پیغام ہر شیعہ کے نام!

تالیف

فضیلۃ الشیخ ابوبکر جابر الجزائری حفظہ اللہ

مدرّس مسجد نبوی۔ مدینہ منورہ

ترجمہ

فضل الرحمٰن رحمانی الندوی

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدیہ تبریک

مذہب شیعہ سے تعلق رکھنے والے ہر باضمیر اور صاحب عقل انسان کی خدمت میں کہ جو حق کا متلاشی، بھلائی کا خواستگار ہو اور حصول علم کا خواہاں ہو، یہ کتابچہ بطور ہدیہ پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

میں پند و نصائح کے اس حسین گلدستے کو ایسے شخص کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جو مذکورہ صفات سے بہرہ ور ہو۔ لہٰذا میری ہر ذی شعور انسان سے یہی گزارش ہے کہ وہ اس رسالہ کو تعصب کی عینک اتار کر غور سے پڑھے تا کہ اس کتابچہ میں مذکور پند و نصائح سے مستفید ہو سکے۔ کیونکہ میں نے اس رسالہ کو نصیحت کی غرض سے عوام کی خاطر لکھا ہے یہی میرا دیرینہ خواب تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میرے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر فرمائے۔ آمین۔

ابو بکر جابر الجزائری

مدرّس مسجد نبوی۔ مدینہ منور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ!

میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اس حقیقت سے روشناس کراؤں، ایک عرصہ تک جس کا میں شکار رہا ہوں۔ درحقیقت میں آل بیت شیعوں سے ناواقف تھا۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ شیعوں میں بھی کچھ لوگ اپنے آپ کو آل بیت کہلاتے ہیں۔ میں سمجھتا تھا کہ مسلمانوں کی یہ ایک جماعت ہے جو نبی کریم ﷺ کی محبت میں غلو کا شکار ہے۔ مگر اس میں بے جا تاویل کرتے ہوئے وہ اہل سنت والجماعت سے اختلاف کرتے ہیں اور انھیں فاسق وفاجر قرار دیتے ہیں۔ جو نہایت دکھ کی بات ہے کہ ایک بھائی خود اپنے کلمہ گو بھائی کو فاسق قرار دے رہا ہے۔ یا اسے ان لوگوں کے زمرے میں گردان رہا ہے جن کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ اس زمرے میں داخلہ، دین اسلام سے خروج کا پیش خیمہ ہے۔ مگر میری یہ کیفیت زیادہ دن تک برقرار نہیں رہی اور بعض دینی بھائیوں نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ میں اس فرقہ کے لٹریچر کا مطالعہ کروں تاکہ اس جماعت کے بارے میں حتمی فیصلہ کرسکوں اتفاق سے اس سلسلہ میں کلینی کی کتاب ''کتاب الکافی'' کا انتخاب عمل میں آیا۔ کیونکہ یہ کتاب شیعوں کے نزدیک مرجع اور سند کا درجہ رکھتی ہے۔ چنانچہ میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور اس کو پڑھ کر علمی حقائق سے آگاہ ہوا تو میں نے ان دوستوں سے معذرت کی جو شیعوں کے بارے میں، میرے نرم گوشہ پر چیں بجبیں ہو جایا کرتے تھے اور شیعوں کی طرف داری پر میری مذمت کیا کرتے تھے۔ میں اس خیال سے یہ موقف اختیار کرتا تھا کہ شاید اہل سنت والجماعت ناسمجھی میں اس فرقہ کے ساتھ ظلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وزیادتی کا شکار ہوں۔ کیونکہ اہل سنت اور شیعہ کے مابین پائی جانے والی مخالفت تو سب کے لیے واضح ہے۔ لیکن تحقیق کے بعد مجھے پتہ چلا کہ شیعہ لوگ واقعی غلطی پر ہیں۔ لہٰذا میں یہاں پر شیعہ کے نزدیک اہم ترین کتاب جو خود فرقہ شیعہ میں اپنے مذہب کے اثبات میں سند کا درجہ رکھتی ہے اور شیعہ حضرات اس کو اپنے اعتقاد کی اساس گردانتے ہیں، سے چند حقائق کا خلاصہ پیش کروں گا۔ میری فرقہ شیعہ کے ہر فرد سے گذارش ہے کہ وہ ان حقائق کو اخلاص کے ساتھ فکری و مذہبی تعصب کی کالی عینک اتار کر، اس کتاب کا مطالعہ کر کے اس کی روشنی میں اپنے مذہب پر عادلانہ فیصلہ کرے۔ اگر اس کے بعد بھی وہ اس مذہب کے صحیح ہونے کا حکم صادر کرتا ہے تو ہماری اس سے گزارش ہے کہ اپنی کجروی پر قائم رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی نگاہ بصیرت کو کھول دے اور اس کی روشنی میں وہ اس حکم کے باطل و فاسد اور اس مذہب کی شرانگیزی کا اعتراف کرتے ہوئے اہل سنت والجماعت کے حق میں فیصلہ صادر کر سکے۔ میں اس موقع پر شیعہ کے ہر فرد سے یہی درخواست کروں گا کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کر کے اس کو نصیحت کرنے کی کوشش کرے اور نجات کی غرض سے اس مذہب فاسد کو ترک کر دے اور آنکھیں کھول کر اس سے براءت کا اعلان کرے۔ کیونکہ نجات کے لئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہی کافی و شافی ہے۔ جس کی آغوش میں کروڑوں اور اربوں لوگ پناہ گزیں ہیں، تم لوگ کیوں اس چشمہ نور سے فیضیاب ہونے میں پہلوتہی کا شکار ہو۔

میں اہل سنت کے ہر مسلمان کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ حق واضح ہو جانے کے بعد بھی ہٹ دھرمی کا سہارا لیتے ہوئے باطل کا مرید نہ بنا رہے۔ جو شخص تعصب، تقلید، خواہش و مفاد کے لیے اپنی غلط فکر سے پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہ ہو تو ایسا شخص اپنے نفس کو دھوکہ دے رہا ہے اور کفر و نفاق، شرور و فتن کے گرداب میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ اپنی آل واولاد، اپنے بھائی بندوں اور اپنی آئندہ نسل کے لئے معاشرے میں بطور فتنہ وفساد اس کا وجود باقی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ایسا شخص سماج میں ناسور کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ اپنی کج فہمی کی وجہ سے لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو حق سے روشناس کرانے کے بجائے ضلالت و گمراہی کی اندھی کھائی میں دھکیلنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ وہ لوگوں کو سنت سے روشناس کرانے کے بجائے بدعت کی راہ پر گامزن کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ صاف وشفاف دین اسلام کی شاہراہ سے کج روی اختیار کر کے وہ اپنے بدنما مذہب کی داغ بیل ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔

اس وقت میں شیعہ حضرات سے مخاطب ہو کر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ آپ کے مذہب شیعہ کے چند حقائق، آپ کے معاشرے اور ماحول کے چند قواعد ہیں جو خود آپ لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے گھڑے ہوئے ہیں۔ یا آپ کے اسلاف نے ان کو بنا کر رواج دیا ہے۔ دراصل یہ ان کے رائج کردہ سنگین جرائم کا پٹارہ ہے جس کا مکاری اور دغابازی کی خاطر پروپگنڈہ کیا گیا ہے۔ شریر النفس لوگوں نے اس کو رسم و رواج کی شکل دے کر آپ کو اور آپ کی قوم کو اسلام سے اسلام کے نام پر دور کرنے اور حق کو حق کے نام پر بدنام کرنے کی گھناؤنی سازش کی ہے۔

یہ سات قسم کے بدیہی حقائق ہیں جس پر آپ کی مذہبی کتاب الکافی مشتمل ہے جو آپ کے مذہب شیعہ میں سند کا درجہ رکھتی ہے اور اس کو مصدر یا مرجع تصور کیا جاتا ہے۔ یہ حقائق آپ کے سامنے ہیں آپ کا کام یہ ہے کہ آپ ان پر غائرانہ نظر ڈالیں۔ انہیں پڑھ کر غور وفکر سے کام لیں اور تدبر و تفکر کریں تاکہ آپ حق کو حق سمجھیں اور باطل سے کنارہ کش ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس عمل کے ذریعہ آپ لوگوں کو حق کی بصیرت عطا فرمائے اور اس کو بطور دین وملت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حق کی امانت کو سینے سے لگا کر اس کی دعوت کی سعادت نصیب فرمائے۔ (إِنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَلَا قَادِرٌ سِوَاهُ).

ابوبکر بن جابر الجزائری

مدرّس مسجد نبوی۔ مدینہ منورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی حقیقت

قرآن کریم سے بے نیازی کا عقیدہ

شیعوں کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آل بیت رضی اللہ عنہم اپنے پاس سابقہ کتب الٰہیہ توراۃ اور انجیل وغیرہ کی موجودگی کی وجہ سے قرآن کریم سے مستغنی ہیں!

یہ بات شیعوں کی بنیادی کتاب ''الکافی'' میں جلد ا، کتاب الحجہ کے صفحہ ۲۰۷ پر لکھی ہوئی ہے۔ اس سے شیعوں کا عقیدہ عیاں ہو کر سامنے آ جاتا ہے جس کو مؤلف کتاب نے: بَابُ اِنَّ الْاَئمَّةَ علیہم السلام عِنْدَهُمْ جَمِيْعُ الْكُتُبِ الَّتِيْ نُزِلَتْ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاَنَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَا كُلَّهَا عَلَى اِخْتِلَافِ اَلْسِنَتِهَا ...... والے عنوان کے تحت بیان کر کے اپنے عقیدہ کی تاکید کر دی ہے اور استدلال کے طور پر دو حدیثوں کو ابوعبداللہ سے نقل کر کے اس کی توثیق کر دی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ابوعبداللہ جعفر صادق رحمہ اللہ توراۃ وانجیل اور زبور کو سریانی زبان میں پڑھتے تھے۔

شیعہ کا یہ عقیدہ کہ آل بیت اور شیعان آل بیت کے لئے اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ سابقہ کتب سماویہ کا علم وادراک رکھنے کی وجہ سے وہ قرآن کریم اور اس کی تعلیمات سے مستغنی ہو سکتے ہیں ۔ یہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے تاکہ اپنے فرقہ کو اسلام اور دین الٰہی سے الگ کر دیا جائے۔ تعلیمات اسلامیہ سے ان کا دور دور تک تعلق نہ رہے۔ اسلام اور مسلمانوں سے وہ یکسر بیگانے ہو جائیں۔ کیونکہ اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ کوئی شخص قرآن کریم سے کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص قرآن کریم سے بے رغبتی کا دعویٰ کرتا ہے، چاہے اس کی جو بھی نوعیت ہو، تو وہ اپنے اس قول کی وجہ سے ملت اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا اور مسلمانوں کی جماعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہے گا۔

میں ان حضرات سے پوچھتا ہوں: ''کیا مذکورہ عقیدہ قرآن کریم سے بے رغبتی کی دلیل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے؟ قرآن کریم تو وہ کتاب ہے جس میں عقائد کے اعتبار سے، احکام کے اعتبار سے اور آداب کے اعتبار سے امت اسلامیہ کی وحدت کا راز مضمر ہے؟ کیا دوسری تحریف شدہ اور منسوخ کتابوں کی تعلیم و تعلم پر توجہ صرف کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا کتاب اللہ سے بے رغبتی اور بے توجہی کی دلیل نہیں ہے؟ کیا قرآن کی طرف سے بے رغبتی اور بے توجہی دین سے بے توجہی اور ارتکاب کفر کا باعث نہیں؟ سوال یہ ہے کہ کس بنیاد پر ان منسوخ اور تحریف شدہ کتابوں کا پڑھنا جائز ہو سکتا ہے؟ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جب توراۃ کا ایک ورق دیکھا تو آپ ﷺ نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا: ''کیا میں تمہارے پاس اس سے بہتر صاف وشفاف کتاب لے کر نہیں آیا؟'' گویا آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سرزنش فرماتے ہوئے یہ بات کہی کہ جب میں تمہارے پاس اس سے بہتر کتاب لا چکا ہوں تو پھر تمہاری توجہ کسی دوسری کتاب کی طرف مرکوز نہیں ہونی چاہیے۔

آپ ذرا اندازہ کریں کہ نبی کریم ﷺ کو یہ بھی پسند نہیں تھا کہ آپ کی لائی ہوئی کتاب کے بعد کوئی پہلی کتاب کے ایک بھی ورق کی تلاوت کرے۔ تو پھر کوئی بھی عقل مند آدمی یہ سوچ سکتا ہے کہ آلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی صاحب یہ ساری کتبِ قدیمہ جمع کریں اور ان کو پوری توجہ کے ساتھ پڑھیں اور وہ بھی اس صورت میں کہ ان کتب کی زبانیں بھی ایک دوسری سے مختلف ہوں۔ آخر کیوں؟ اس کی ضرورت ہی کیا تھی؟ پھر سابقہ تحریف شدہ کتب پر ایمان لانے کا عقیدہ اور قرآن سے بے رغبتی کا عقیدہ کہاں کا اسلام ہے۔

ہم پورے دعوے کے ساتھ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ یہ محض آلِ بیتِ رسول ﷺ کے خلاف ڈھونگ رچایا گیا ہے۔ ایسا اعتقاد رکھنے والے نہ صرف اہل بیت کے دشمن ہیں بلکہ یہ تو اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دینا چاہتے ہیں۔ میں فرقہ شیعہ کے ایک ایک فرد سے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ تم میں سے ہر ہر فرد کا یہ مسلمہ عقیدہ بالکل غلط ہے۔ آپ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسل در نسل اپنے ذہنوں میں رکھنا چاہیے کہ قرآن کریم سے استغناء کا اعتقاد فاسد اعتقاد ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب مقدس ہے جس کی حفاظت کے لئے امت مسلمہ کے سینوں کو مخزن بنا دیا گیا ہے۔ وہ مسلمانوں کے سینوں بالکل محفوظ انداز میں منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے اور اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی وہ ہمارے پاس محفوظ و مامون ہے۔ اس میں نہ ایک کلمہ کی کمی ہے اور نہ ہی زیادتی۔ بلکہ یہ جیسے نازل ہوئی ویسے ہی آج ہمارے سامنے موجود ہے اور قیامت تک اسی طرح محفوظ و مامون رہے گی۔ اس میں کسی صورت میں تحریف وتبدل کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان کے ذریعہ اس کے حفاظت خود اپنے ذمہ لے لی ہے۔

فرمایا:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝﴾ (الحجر: ۹)

''ہم ہی نے ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

یہی وہ قرآن ہے جس کو جبریل امین لے کر نازل ہوئے اور نبی کریم ﷺ کو اس کی تعلیم دی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو پڑھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ سے ہزاروں صحابہ کرام نے پڑھا۔ ان سے سینہ در سینہ یہ امانت لاکھوں کروڑوں مسلمانوں تک منتقل ہوئی۔ اس کے بعد آج تک نسل در نسل منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے۔ ہم نے بھی اس کو سند کے ساتھ اپنے اپنے اساتذہ سے پڑھا ہے۔ آج بھی یہ عرب ہوں یا عجم ہر ایک کے سینہ میں محفوظ ہے۔ کیا مجال ہے کہ جو اس میں ایک حرف ادھر سے ادھر ہو جائے۔

لہٰذا کسی شخص کا قرآن کریم یا اس کے بعض اجزاء سے بے نیازی کا عقیدہ رکھنا کسی صورت میں جائز نہیں۔ بلکہ یہ تو اسلام سے عین ارتداد ہے اور دین محمدی ﷺ سے روگردانی کی واضح دلیل۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام بھی ایسے لوگوں سے براءت کا اعلان کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری حقیقت

کسی بھی صحابی کے

جامع قرآن اور حافظ قرآن نہ ہونے کا عقیدہ

اس عقیدہ کو ''کتاب الکافی'' کے مؤلف نے اپنی کتاب جلد اوّل میں ''کتاب الحجہ، ص:۲۶'' پر سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے بڑے شدومد کے ساتھ یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے؛ آپ رضی اللہ عنہ فرمارہے تھے: اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسے قرآن کریم یاد ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور آپ رضی اللہ عنہ کے بعد ائمہ کرام کے علاوہ کسی اور نے قرآن کریم من وعن نہ تو حفظ کیا ہے، نہ یاد کرنے کی کوشش کی ہے اور نہ ہی اسے جمع کرنے کی تگ ودو کی ہے۔

میں شیعہ حضرات سے یہ پوچھتا ہوں: یہ عقیدہ رکھنا کہ مسلمانوں میں کوئی ایسا شخص نہیں پایا جاتا جس نے قرآن کو اپنے پاس جمع کر کے محفوظ کیا ہو یا اسے حفظ کیا ہو تو گویا ائمہ آل بیت کے یا شیعان آل بیت کے علاوہ کسی کو یہ سعادت حاصل نہیں ہے۔ ذرا بتلایئے کیا صحابہ پر اس سے بڑھ کر بھی کوئی بہتان باندھا جاسکتا ہے؟ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی شرانگیزی یا بلاخیزی ہوسکتی ہے؟ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی کجروی اور انتہا پسندی ہوسکتی ہے؟۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اس عقیدہ کی زد کہاں کہاں پڑتی ہے۔

اس عقیدہ سے وہ تمام لوگ سراسر جھوٹے قرار پائیں گے جنہوں نے کتاب اللہ کو یاد کر کے اپنے سینوں میں محفوظ کیا یا اسے گتوں کے درمیان ایک مصحف میں جمع کیا۔ مثلاً سادا تنا عثمان بن عفان، ابی بن کعب، زید بن ثابت، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور ان جیسے سینکڑوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر اصحاب رسول اللہ ﷺ۔ ان حضرات کو متہم بالکذب قرار دینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شخصیات کو داغدار کرنا عظیم شخصیات کو فسق وفجور کی گندگی سے آلودہ کرنا اور ان کی عدالت کو کالعدم کر کے اسلامی خزانے پر نقب زنی کرنے کے درپے ہونے کے مترادف ہے (نعوذ باللہ من ذلک) رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم یہ بات کسی صورت میں بھی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ تو بڑے پاکیزہ اور پاک دامن لوگ تھے۔ اس بات کو کہنے والے دشمنان اسلام اور مسلمانوں کے مخالفین کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ مخالفین اسلام نے یہ پروپیگنڈا اس لئے رچایا ہے تاکہ مسلمانوں کے اندر افتراق وانتشار کی صورت پیدا ہو جائے اور وہ نت نئے فتنوں سے دوچار ہو جائیں۔

کتاب (الکافی) کے مؤلف کے مذکورہ پیرایہ بیان سے یہ بات لازم آتی ہے کہ شیعوں کے نزدیک شیعان آل بیت کے علاوہ تمام کے تمام مسلمان گمراہی اور بے راہ روی کا شکار ہیں۔ کیونکہ شیعوں کے اس قول کے مطابق یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سارے کے سارے مسلمان بعض قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض پر نہیں رکھتے۔ ایسے آدمی کے کفر اور اس کی گمراہی میں کوئی شک وشبہ نہیں! کیونکہ شیعوں کے دعوے کے مطابق مسلمان اپنے پاس پورے قرآن کی عدم موجودگی کی وجہ سے اللہ کی شریعت پر پورے طور پر گامزن نہیں ہیں اور جو شخص اللہ کی شریعت کے بعض حصہ کو مانے اور بعض کو نہ مانے تو وہ کافر ہے۔ (تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا) اور ان کے اس دعوی سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ: ہوسکتا ہے قرآن کا وہ حصہ جو مسلمانوں کے پاس نہیں ہے وہ عقائد وایمانیات، شریعت و دین، عبادات ومعاملات اور آداب واحکام پر مشتمل ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ دین اسلام ان کے قول کے مطابق نامکمل ہے۔ اس قسم کے عقیدے سے اللہ کی تکذیب لازم آتی ہے اور اللہ کے اس قول کا بطلان ثابت ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ۝﴾ (الحجر: ۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم نے ہی ذکر قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اللہ کے فرمان کو جھٹلانا باعث کفر ہے۔ کفر ہی کیا، شریعت اسلامیہ کے ساتھ مذاق ہے۔

کیا اہل بیت کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ قرآن کریم کو صرف اور صرف اپنے لئے مخصوص کرکے اپنے پاس چھپا کر رکھ لیں اور شیعان آل بیت کے علاوہ اس کا کسی کو پتہ تک نہ ہو۔ ان میں سے وہ جسے چاہیں یہ قرآن کو سونپ دیں! کیا یہ اللہ کی رحمت کو بطور جاگیر اپنے لئے خاص کرنا اور تعلیمات اسلامیہ پر ڈاکہ ڈالنا نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس تہمت سے رسول اللہ ﷺ کے آل بیت رضی اللہ عنہم کو منزہ ومبرا رکھا ہے۔ اے اللہ ہم جانتے ہیں کہ تیرے رسول ﷺ کے اہل بیت اس تہمت اور بہتان سے پاک ہیں۔ اے اللہ جس نے بھی ان پر یہ تہمت طرازی کی ہے اور ان کو اپنی اس دروغ گوئی کا شکار بنایا ہے، اس پر لعنت بھیج، اسے واصل جہنم کر۔ تاکہ رسوائی و بدنامی اس کا مقدر بن جائے۔

ان کے اس عقیدے سے یہ بات لازم آتی ہے کہ فرقہ شیعہ تن تنہا اہل حق کہلانے کا مستحق ہے اور وہی راہ حق پر قائم و دائم ہے۔ کیونکہ بلا کسی زیادتی اور نقصان کے انہیں کی دسترس میں کتاب اللہ موجود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اللہ کی شریعت پر پورے طور پر کوئی گامزن ہے تو وہ شیعہ لوگ ہیں اور ان کے علاوہ سارے کے سارے مسلمان گمراہی اور کجروی کا شکار ہیں۔ کیونکہ وہ کتاب اللہ کے ایک بہت بڑے حصہ کی تعلیمات سے محروم ہیں اور ان کو پورے طور پر قرآن کی ہدایت اور رہنمائی حاصل نہیں ہے۔

اے فرقہ شیعہ سے تعلق رکھنے والے لوگو! ایک عقل مند شخص جس کو ادنیٰ سا بھی شعور ہوگا وہ اس قسم کی بیہودہ بکواس نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ وہ لوگ اس قسم کی بے ہنگم بات کریں جو اسلام کی طرف اپنا انتساب کرتے ہیں۔ سنو! نبی کریم ﷺ اس دنیا سے اس وقت تک رخصت نہیں ہوئے جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو مکمل نازل فرما کر اس کے کلمات و معانی کی تشریح

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

،حرام وحلال کی توضیح اور اپنی شریعت کا اہتمام نہ فرمادیا۔ پھر مسلمانوں نے اسے اپنے سینوں میں حفظ کر کے اور صحیفوں میں رقم کر کے محفوظ نہیں کیا۔ جب تک اس کی تعلیمات عام ہو کر لوگوں کے درمیان رواج نہ پا گئیں اور خواص وعوام میں سے دونوں نے اسے حفظ نہ کر لیا۔ قرآن کریم کو جمع کرنے اور حفظ کرنے کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے آل بیت رضی اللہ عنہم بھی عام مسلمانوں کی طرح ایک ہی نہج پر برابر کے شریک ہیں۔ ان کو قرآن کریم کے جمع کرنے اور حفظ کرنے کے سلسلہ میں خصوصیت حاصل نہیں ہے۔ یہ دعویٰ کیسے کیا جا سکتا ہے کہ شیعان آل بیت کے علاوہ کسی نے نہ تو قرآن کو جمع کیا ہے اور نہ حفظ کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ ایسا دعویٰ کرنے والا جھوٹا اور دروغ گو ہے۔ اس کا یہ دعوی باطل اور بے بنیاد ہے۔ ہم ایسے شخص سے اگر یہ کہیں کہ ہمیں ذرا وہ قرآن لا کر دکھلاؤ جو شیعان آل بیت نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے یا اس میں سے چند سورتیں یا ایک سورت ہی لا کر پیش کرو جس کی بنیاد پر تم یہ چیلنج کرتے پھر رہے ہو! تو اس وقت ان کا کیا موقف ہوگا؟ ہمیں یقین ہے کہ وہ بغلیں جھانکنے پر مجبور ہو جائیں گے اور ان کے پیروں تلے سے زمین نکل جائے گی! سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری حقیقت

انبیاء کے معجزات

آل بیت کے ساتھ مخصوص ہیں

مؤلف کتاب [الکافی] کا یہ اقتباس اس حقیقت کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ اس نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبصیر نے امام جعفر علیہ السلام سے روایت کیا ہے: ''امیر المؤمنین علیہ السلام ایک دفعہ رات کے اندھیرے میں گھر سے باہر نکلے اور آپ رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے: آہستہ گفتگو کرو۔ رات کافی اندھیری ہے! امام نکل کر آ رہے ہیں۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی قمیص زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ اپنی انگلی میں سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی بھی پہنے ہوئے ہیں اور ہاتھ میں عصا موسیٰ پکڑے ہوئے ہیں۔

صاحب کتاب الکافی نے اپنی کتاب میں (جلد اوّل، كتاب الحجة، ص: ۲۲۷) جناب حمزہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے واسطے سے یہ اقتباس نقل کیا ہے کہ وہ فرما رہے تھے: موسیٰ علیہ السلام کی الواح اور ان کا عصا میرے پاس ہے اور ہم انبیاء کے وارث ہیں۔

اے فرقہ شیعہ سے تعلق رکھنے والو! حقیقت میں اس طرح کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے تم لوگ بہت سے ایسے معاملات میں پھنسے ہوئے ہو جو عقیدہ فاسدہ میں اپنی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اب عقل مندی کا تقاضا یہی ہے کہ تم توبہ کرو اور فوراً اس عقیدہ کو چھوڑ دو کیونکہ اس عقیدے کے نتائج نہایت خطرناک ہیں جن میں چند ایک یہ ہیں:

ا...... اس سے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب سوال کیا گیا: کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ اور آل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کو کوئی مخصوص چیزوں سے نوازا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں الا یہ کہ جو میری تلوار کی میان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار کی میان سے ایک صحیفہ نکالا۔ اس میں چار چیزیں لکھی ہوئی تھیں ان چار چیزوں کو آئمہ حدیث میں سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

۲......شیعوں کا مذکورہ عقیدہ صحابی رسول کی ثقاہت وعدالت اور صداقت کی تکذیب کا ذریعہ ہے۔ اس قول کی نسبت کا مطلب یہ ہے کہ: صحابی مذکور نعوذ باللہ جھوٹے ہیں۔ حالانکہ صحابہ کی ذات سے جھوٹ جیسی بری صفت کا صادر ہونا ناممکن ہے۔

۳......یہ عقیدہ اس قسم کا اعتقاد رکھنے والے شخص کی گھٹیا سوچ سمجھ اور کج فہمی کی واضح دلیل ہے۔ ایسا شخص یقیناً کم عقل ہے۔ اس کو اپنی عزت وآبرو تک کی پرواہ نہیں ہے۔ گویا کہ اپنی ذات تک کا اس کو احترام کرنا نہیں آتا اور نہ ہی اپنی ناموس کا کوئی خیال ہے۔ ہم پوچھتے ہیں: کہاں ہے سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی؟ اور کہاں ہے عصا موسیٰ علیہ السلام اور کہاں ہیں الواح موسیٰ علیہ السلام؟ اس بات کا اور ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ کسی صورت میں وہ مذکورہ چیزیں فراہم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ قصہ خودساختہ ہے اور اس قصے کو دروغ گوئی اور جھوٹی باتوں سے مزین کر کے حقیقت کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لہٰذا ان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ ان چیزوں میں سے کسی ایک بھی چیز کا ثبوت فراہم کرسکیں جس کا وہ دعویٰ کر رہے ہیں۔ یہی وہ راز ہے جو اول سے آخر تک اس خود ساختہ قصہ کی غلط بیانی کا پردہ چاک کرتا ہے۔

اس سے بھی واضح بات یہ ہے کہ اگر شیعہ لوگ اپنے دعوے میں حق بجانب ہیں تو ان پر کتنے ایسے نازک مواقع آئے کہ بارہا شرور وفتن کے گرداب میں پھنس کر شیعوں کو تاخت وتاراج ہونا پڑا۔ اگر ان کے پاس عصا موسیٰ یا خاتم سلیمان کا وجود تھا تو انہوں نے اپنے دشمنوں کے خلاف ان کو استعمال کیوں نہ کیا؟ تاکہ ان کا دشمن نیست ونابود ہو جاتا اور اس کا نام ونشان تک باقی نہ رہتا۔ آخر ان خطرناک مواقع پر انہوں نے ان معجزاتی ساز وسامان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کرکے اپنا دفاع کیوں نہیں کیا۔

۴.....شیعہ کی اس کتاب کی تالیف کا بنیادی مقصد شیعوں کو ہدایت ورشد کا سرچشمہ اور نور وحکمت کا منبع ثابت کرنا ہے۔ شیعوں کے علاوہ اسلام اور مسلمانوں کو گمراہ اور بے راہ رو قرار دینا ہے۔ ان تمام حرکتوں کا لب لباب یہ ہے کہ کسی بھی طریقے سے شیعہ مذہب کی بقا کی گارنٹی فراہم ہو جائے۔ چاہے اس کے لیے مسلمانوں کو جو بھی قیمت چکانا پڑے تاکہ اس فرقہ کے مجتہدوں، سرداروں اور ان کے حاشیہ برداروں میں سے فاسد نیتوں کے حاملین اور خبیث طبیعت کے انسانوں کو مسلمانوں کے شیرازے کو منتشر کرکے، اسلام کی عمارت کو منہدم کرکے، اس کے کھنڈرات پر راج کرنے کا موقع مل جائے۔ اگر شیعوں کے عقیدے کا بنیادی مقصد اس قسم کے فاسد لائحہ عمل کو وجود میں لانا ہے تو میں آنکھ بند کرکے کہتا ہوں کہ: یہ بڑا ہی فاسد اور شر انگیز عقیدہ ہے۔ یہ لوگ بڑے ہی بدطینت اور خبیث النفس ہیں اور وہ اس عقیدہ کے حامل ہیں اور وہ اس عقیدہ سے رضامندی کا اظہار کرتے ہیں۔ یا جو اس عقیدہ کے حاملین کی کاسہ لیسی کا شکار ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی حقیقت

اہل بیت رضی اللہ عنہم کا تمام نبوی علوم سے بہرمند ہونے کا عقیدہ

اس حقیقت کے ثبوت کے لئے صاحب کتاب کا وہ قول ہی کافی ہے جس کو اس نے اپنی کتاب مذکور میں کتاب الحجه ، ص: ۱۳۸ پر ذکر کیا ہے۔ وہ اس میں تحریر کرتا ہے کہ حضرت ابوبصیر سے روایت ہے: وہ ایک مرتبہ ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران سے دریافت کیا: شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین سیّدنا علی علیہ السلام کو علم کے ہزار باب سکھلائے ہیں۔ ابوعبداللہ نے فرمایا: اے ابومحمد! بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم کے ہزار باب سکھلائے ہیں اوران میں سے ہر باب ہزار ہزار ابواب پر مشتمل ہے۔ ہمارے پاس ایک صحیفہ ہے جس کو جامعہ کہا جاتا ہے۔ آپ کو کیا معلوم کہ یہ جامعہ کیا ہے؟ یہ ایک ایسا صحیفہ ہے کہ نبی اکرم کی پیمائش کے مطابق اس کی لمبائی ۷۰ ستر ہاتھ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خود اپنی زبان مبارک سے املاء کروایا ہے۔ جناب علی رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے ہاتھوں سے لکھا ہے۔ اس میں حلال وحرام اور لوگوں کو جن احکامات کی ضرورت پڑتی ہے، اسے ثبت کردیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ دیت اور خون خرابہ میں اگر خراش تک آجائے اس کا بھی اس میں ذکر ہے۔ راوی کہتا ہے: میں نے کہا: خدا کی قسم یہی حقیقی علم ہے۔ فرمایا کہ ہاں! بلاشبہ یہی علم ہے اور دوسرا کوئی علم نہیں ہے۔ ابوعبداللہ لمحہ بھر کے لیے خاموش رہے پھر گویا ہوئے: ہمارے پاس علم جفر ہے اور تم کو کیا معلوم کہ علم جفر کیا ہوتا ہے؟ فرمایا کہ جفر سے مراد وہ برتن ہے جس میں انبیاء، اولیاء اور علمائے بنی اسرائیل میں جو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ فوت ہو چکے ہیں، ان کے علوم و معارف موجود ہیں۔ میں نے کہا: بلاشبہ علم تو یہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں یہی علم ہے! بلاشبہ اسی کو علم کہا جاتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے سکوت طاری رہا۔ پھر فرمایا: ہمارے پاس مصحف فاطمہ علیہا السلام ہے اور لوگوں کو کیا پتہ مصحف فاطمہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یہ مصحف فاطمہ کیا ہے؟ ابو عبداللہ نے جواب دیا کہ مصحف فاطمہ تمہارے موجودہ قرآن سے تین گنا بڑا ہے۔ اور واللہ! اس میں تمہارے اس قرآن کا ایک حرف تک موجود نہیں ہے۔ میں نے کہا: واللہ! اصلاً یہی علم حقیقی ہے۔ فرمایا کہ میرے پاس ماضی کا علم ہے اور مستقبل میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس کا بھی علم ہے۔

اس باطل عقیدہ کا حتمی نتیجہ مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں نکلتا ہے:

- اس عقیدہ باطلہ کی وجہ سے کتاب اللہ سے بے نیازی لازم آتی ہے جو صریح کفر ہے۔
- عوام الناس کے سوا علوم و معارف کو آل بیت علیہم السلام کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھنا ایسی صریح خیانت ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ خیانت منسوب کرنا کفر ہے۔ ایسا اعتقاد رکھنے والا کسی بھی بنیاد پر مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں۔ اس عقیدے سے جناب علی رضی اللہ عنہ کی تکذیب لازم آتی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے اس صریح و مستند قول کا بطلان ثابت ہوتا ہے کہ جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے صراحت فرما دی ہے: ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آل بیت کے لئے احکام شریعت میں سے کسی چیز کو یا علوم و معرفت میں سے کسی قضیہ یا نکتہ کو انہیں مخصوص طور پر بتلا کر صیغہ راز میں نہیں رکھا۔''
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ بول کر کسی بات کو منسوب کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ کے نزدیک اس حرکت کا شمار قبیح ترین حرکت میں ہوتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''مجھ پر جھوٹ گھڑ کر کسی جھوٹی بات کو تھوپنا تمہارے آپس میں ایک دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے۔ اگر کسی شخص نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ ضرور جہنم رسید ہوگا۔'' [1]

- شیعہ کے اس اعتقاد سے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر تہمت طرازی لازم آتی ہے کہ: بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس خاص مصحف تھا جو قرآن کریم کے مقابلہ میں تین گنا بڑا تھا۔ اس میں قرآن کریم میں موجود حرفوں میں سے ایک حرف بھی پایا نہیں جاتا ہے۔ آخر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سب لوگوں سے اس قرآن کو چھپایا کیوں؟
- اس قسم کے اعتقاد رکھنے والے لوگوں کو کس بنیاد مسلمان کہا جائے؟ کیا ایسا عقیدہ رکھنے والے مسلمان ہو سکتے ہیں؟ کیا ان کا شمار اہل سنت والجماعت کے زمرے میں ہو سکتا ہے؟ کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ ان کے پاس علوم و معارف کا ایسا خزانہ ہے؟ اہل سنت والجماعت کو جس کی دور دور کی ہوا تک نہیں لگی ہے۔ وہ اس جادۂ ہدایت پر گامزن ہیں مسلمانوں کو جس کا پتہ تک نہیں ہے۔ اس قسم کا تصور رکھنے والوں کا اہل سنت والجماعت سے کوئی ربط تعلق ہرگز نہیں ہو سکتا۔

واضح طور پر میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ اس قسم کی دروغ گوئی اور بے عقل کی باتوں کا اسلام کی طرف انتساب ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔ دین اسلام اللہ کا منتخب کردہ دین ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس دین کے علاوہ اور کوئی دین قابل قبول نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝﴾ (آل عمران:۸۵)

''جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا خواہاں ہو اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا۔ وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔''

شیعہ برادران سے میری درخواست ہے کہ وہ ہمارے ہم رکاب ہو جائیں تاکہ ہم سب کے سب اس بڑی مصیبت اور عظیم مشکل سے نجات پا جائیں جس کی گہری کھائی میں ہم لوگ

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الجنائز، حديث: ١٢٩١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گر چکے ہیں۔ میری دعا ہے: اے اللہ! لوگوں نے آپ کی ذات کے ساتھ جو جھوٹ اور بہتان باندھا ہے اور تیرے رسول ﷺ کی ذات اور آلِ بیتِ رسول ﷺ کی ذات کو جن بہتان بازیوں اور دروغ گوئیوں سے آلودہ کرنے کی کوشش کی ہے اور تیرے نیک بندوں کو گمراہ کرنے، تیرے دین کی بنیاد کو بگاڑنے، تیرے نبی کی امت کے شیرازے کو منتشر کرنے اور تیرے رسول محمد ﷺ کے کلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے جو بے ہنگم اور باطل اسلوب اپنایا ہے، ہم اس سے براءت کا اعلان کرتے ہیں۔

❀❀❀❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں حقیقت

شیعہ کی قربانی کا عقیدہ

مؤلف کتاب [الکافی] نے اس بات کا انکشاف اپنی کتاب جلد اوّل میں کتاب الحجة کے ص: ۲۶۰ پر اس قول سے کیا ہے کہ ابوالحسن الکاظم جو کہ شیعہ اثنا عشریہ کے ائمہ میں ساتویں امام ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ شیعوں پر غضب ناک ہو گیا۔ اس حالت میں مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ یا تو تم رہو اور شیعوں کو قربان کر دو یا خود قربان ہو جاؤ اور شیعوں کو بچالو۔ تو میں نے قربانی دے کر شیعوں کو بچالیا۔

یہاں ہمارا شیعوں سے یہ سوال ہے کہ اس موضوع اور خود ساختہ قصے کے کیا مقاصد ہیں؟ جس کی وجہ سے تم نے یہ اعتقاد اپنایا ہے؟ تم کو اس قصہ پر ایمان لانے اور اس کی تصدیق کرنے کے لئے مجبور کیا گیا اور اس حکایت کو من وعن تسلیم کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار کیا گیا کہ موسیٰ کاظم رحمہ اللہ نے اپنے متبعین کو بچانے کی غرض سے اپنے آپ کو قربان کر دینے پر رضامندی کا اظہار کیا تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے متبعین کی مغفرت فرمادے اور انہیں جنت میں بے حساب و کتاب کے داخل فرمادے۔

یہاں میں شیعہ برادری سے مخاطب ہو کر یہ کہنا چاہوں گا کہ ذرا ہوش کے ناخن لو! اور سمجھ بوجھ سے کام لو! ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ لوگوں کو اپنی رضا اور خوشنودی کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور قول و عمل میں صراط مستقیم پر چلائے۔ ذرا اس دروغ گوئی اور بہتان طرازی پر غور و کرو۔ اگر مذکورہ عقیدے کو دروغ گوئی نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے؟ درحقیقت یہ کھلی ہوئی بہتان تراشی اور اتہام بازی ہے۔ اس کو الزام تراشی کے علاوہ اور کچھ نام نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ اس میں حق سے اغماض کیا گیا ہے اور حقیقت کو پس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پشت ڈال دیا گیا ہے۔ ذرا مذکورہ پیراگراف کو غور سے پڑھو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ یہ پیرا گراف کتنے خطرناک اعتقادات کا آئینہ دار ہے۔ ان اعتقادات کی حقیقت کا اگر آپ کو پتہ چل جائے تو آپ لوگوں میں سے کوئی شخص یہ گوارا نہ کرے کہ اسے اس کی ذات کی طرف منسوب کیا جائے یا اس کے نام سے منسوب کر کے ان کا حوالہ دیا جائے۔ اس عقیدے کی خرابیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱...... مذکورہ اقتباس سے، جس کو شیعوں نے ابوالحسن موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت لازم آتی ہے۔ کیونکہ شیعوں کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کو وحی کے ذریعہ بتلایا کہ وہ شیعہ برادران پر غصے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کو اختیار دیا کہ یا تو اپنے نفس کو بچالیں اور پوری شیعہ برادری کو قربانی کی نذر کر دیں یا خود قربانی پیش کر کے اپنی قوم کو بچالیں۔ تو انہوں نے اپنی قربانی پیش کر کے شیعوں کو ہلاکت و بربادی سے بچالیا۔

ہمارا کہنا ہے کہ یہ اللہ کی ذات کے متعلق صریح جھوٹ اور دروغ گوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (الانعام : ۲۱)

''اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو جھوٹ گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بے شک ظالموں کی بھلائی نہیں ہو سکتی۔''

۲...... اس اعتقاد سے حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ پر تہمت طرازی اور بہتان تراشی لازم آتی ہے۔ کیونکہ موسیٰ کاظم رحمہ اللہ نہ تو نبی تھے اور نہ ہی رسول۔ ان کی جانب اس بات کا انتساب موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کی نبوت کی غمازی کرتا ہے۔ جبکہ ہمیں اس بات کا بخوبی علم ہے کہ مسلمانوں کا اس شخص کے کفر پر اتفاق ہے جو نبی کریم ﷺ کے بعد کسی شخص کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبوت کا اعتقاد رکھے۔ کیونکہ وہ اپنے اس قول کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی صریح خلاف ورزی کرنے والا کہلائے گا جس میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اعلان فرمادیا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول اور اور خاتم النبیین ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الاحزاب:٤٠)

''محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ البتہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔''

اس اعتقاد سے شیعوں اور نصرانیوں کے عقیدہ میں یکسانیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ نصاریٰ کا اعتقاد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے پوری انسانیت کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ دیا اور تمام انسانیت کے گناہوں کا کفارہ بن گئے۔ شیعہ لوگ اسی پس منظر میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جناب موسیٰ کاظم رحمہ اللہ نے شیعوں کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اپنے رب کریم کے غصہ کا تاوان چکا دیا اور اس کے عذاب کا فدیہ پیش کر دیا۔ پتہ یہ چلا کہ شیعہ اور نصاریٰ دونوں میں عقیدہ کے اعتبار سے مماثلت پائی جاتی ہے۔ گویا دونوں کا عقیدہ ایک ہی ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ نصاریٰ کتاب اللہ کی رو سے کافر ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اس کی صراحت موجود ہے تو کیا شیعہ لوگ ایمان کے بعد کفر کی آلودگی سے اپنے دامن کو بچانا نہیں چاہتے؟ کیا صریح کفر سے بھی اپنے آپ کو بچانے میں انہیں دریغ ہے؟ کیا ایمان کے بعد کفر کا ارتکاب انہیں زیب دیتا ہے؟ اور کیا اس پر وہ راضی ہیں کہ کفر صریح کا کھلم کھلا ارتکاب کریں؟

قد هيؤوك لامر لو فطنت له
فاربأ بنفسك ان ترعىٰ مع الهمل

''انہوں نے تم کو ایسے کام کے لئے آمادہ کیا ہے اگر تمھیں اس کی حقیقت کا پتہ چل جائے تو تم ان جیسے بے لگام لوگوں کے ساتھ تعلق رکھنے سے گریز کرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعہ حضرات! میری تمھیں نصیحت ہے کہ اپنے آپ کو ہلاکت و بربادی سے بچاؤ۔ ان شیطانی اور بیہودہ حرکتوں، بے اصل کہانیوں اور بے بنیاد باتوں کا عقیدہ رکھنے سے توبہ کرو۔ اس باطل عقیدہ سے براءت کا کھلم کھلا اعلان کر کے اس شیطانی چولے کو اتار کر پھینک دو کیونکہ تمہارے سامنے اس کا نعم البدل جادۂ حق جو مؤمنوں کا راستہ ہے، موجود ہے۔ اسے اختیار کرو، کامیاب و کامران ہو جاؤ گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹی حقیقت

امام کی معصومیت کا عقیدہ

یہ ایک ایسا فاسد عقیدہ ہے جو ائمہ شیعہ کو معصومیت عن الخطا اور وحی واطاعت میں رسول اللہ ﷺ کے مرتبہ کا اہل قرار دیتا ہے۔ البتہ عورتوں کا معاملہ وہ آپ ﷺ سے مختلف مانتے ہیں۔ آئمہ شیعہ کو اتنی ازواج رکھنے کی اجازت نہ تھی جتنی نبی کریم ﷺ کے لیے جائز تھیں۔ اس کو صاحب الکافی نے دو روایتوں کے ذریعہ ثابت کیا ہے:

(۱)......اس کی مذہبی کتاب الکافی کے کتاب الحجہ کے ص،۲۲۹ پر وارد ہوا ہے۔ مفضل، ابو عبداللہ علیہ السلام کے پاس تھے۔ انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی بندے کی اطاعت کو بندوں پر فرض قرار دیا ہے اور اس سے آسمان کی وحی روک دی گئی ہو۔ ابو عبداللہ نے جواب دیا: نہیں ایسا کبھی نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ معزز ومکرم ہے۔ اس کی ذات رحیم وکریم سے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ وہ کسی بندے کی اطاعت کو اپنے بندوں پر فرض قرار دے اور اس سے آسمان کی خبروں کو صبح وشام آنے سے روک دے۔'' یہ روایت اپنے منطوق کے اعتبار سے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر شیعوں کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے۔ جس طرح اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض کیا ہے۔ بلکہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کے ائمہ پر وحی بھی آتی ہے اور صبح وشام ان کے ائمہ آسمان کی خبروں سے بھی بذریعہ وحی مطلع ہوتے ہیں۔ گویا انہوں نے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ شیعوں کے ائمہ اور انبیاء مرتبہ میں برابر اور یکساں ہیں۔ دونوں میں ان کے اعتقاد کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔

اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ ہمارے نبی محمد ﷺ کے بعد بھی کوئی ایسی ذات ہے جس پر وحی آتی ہے اور وہ بھی نبی ہے، اسلام سے مرتد ہونے کی واضح نشانی ہے اور باجماع امت یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صریح کفر ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ اس کے باوجود، شیعہ لوگ جن کو اپنے اس باطل عقیدہ پر ناز ہے جس کے اثبات کے لئے وہ جھوٹ پر جھوٹ اور دروغ پر دروغ کرتے ہیں۔ اس قسم کے عقیدہ کی طرف کس بنیاد پر انشراح صدر ہے؟ حالانکہ ان کا اس قسم کا اعتقاد انہیں اسلام سے کوسوں دور لیجا کر کھڑا کر دیتا ہے تاکہ وہ اسلام سے بے بہرہ ہو کر زندگی گزاریں اور اسلام سے ان کا دور کا تعلق تک نہ رہے۔ اگرچہ اپنی سوچ کے مطابق انہوں نے یہ باطل عقیدہ اس لئے گھڑا تھا کہ ایمان اور اسلام کے سایہ میں وہ بھی سعادت مندی کی زندگی سے محظوظ ہوں۔ اہل اسلام و ایمان کے زمرے میں شامل ہو کر کامیاب و کامران ہو سکیں۔ مگر ان کے اس اعتقاد کی نحوست نے انہیں اسلام و ایمان کا چولا اتار کر پھینک دینے پر مجبور کر دیا ہے۔ تعلیمات اسلامیہ اور احکامات دینیہ سے ان کے ربط و ضبط کو جڑ سے کاٹ کر پھینک دیا ہے۔

اے اللہ ان مجرموں کے ہاتھ ناکارہ بنا دے جنہوں نے ان لوگوں کو تیری ذات سے کوسوں دور کر کے تیری ذات سے تعلق کی جڑوں کو کاٹ کر پھینک دیا اور انہیں تیرے صراط مستقیم سے روگردانی پر آمادہ کر کے گمراہی کے ولدل میں دھکیل دیا ہے۔

(۲):...... دوسری روایت وہ ہے جس کو صاحب کتاب (الکافی) نے کتاب الحجة کے صفحہ ۲۲۹ پر نقل کیا ہے کہ محمد بن سالم سے روایت ہے: میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا ہے: "ائمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہیں اگرچہ وہ انبیاء نہیں ہیں۔ ان کے لئے عورتوں کے بارے میں وہ معاملہ روا نہیں ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کے ائمہ کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صورت میں کم نہیں ہے بلکہ وہ من و عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ پر فائز ہیں۔" اگرچہ ظاہری طور پر اس روایت میں تناقض اور نظر آ رہا ہے لیکن حقیقت میں یہ روایت بھی ائمہ کی عصمت اور ان کی اطاعت کے وجوب کی غماز ہے۔ اور اس بات کی دلیل ہے کہ ائمہ کے پاس وحی آتی ہے۔ کیونکہ ان کا یہ بات کہنا کہ الائمه بمنزلة الانبياء او بمنزلة رسول الله ﷺ الا فی موضوع النساء...... ائمہ مرتبہ کے اعتبار سے رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کے قائم مقام ہیں، البتہ عورتوں کے معاملہ کے علاوہ ان میں اور انبیاء ورسول اللہ ﷺ میں فرق نہیں ہے۔'' یہ اس بات کی صراحت ہے کہ شیعوں کے ائمہ معصوم ہیں اور ان کی اطاعت واجب ہے۔ ان کے لئے وہ تمام خصائص اور کمالات ہیں جس سے نبی کریم ﷺ کی ذات بہرہ ور تھی۔ ہم یہاں یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اس تمام کذب بیانی کے پیچھے صرف اور صرف یہ مقصد کارفرما ہے کہ اس طرح کے اعتقادات اور اختلافات کو ہوا دیکر فرقہ شیعہ کو ملت اسلامیہ اور اہل سنت والجماعت سے الگ تھلگ کر دیا جائے۔ یہ ثابت کر دیا جائے کہ شیعہ لوگ مسلمانوں کے علوم وفنون کے خزینہ اور حکمت ومعرفت کے گنجینہ سے مستغنی ہیں۔ جو قرآن کریم اور سنت نبی کریم ﷺ کی صورت میں مسلمانوں کے پاس موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیعوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ان کے پاس مصحف فاطمہ ہے جو قرآن کریم سے بھی فائق ہے اور ان کے پاس جفر اور جامعہ اور سابق انبیاء ورسل اور ان ائمہ معصومین کی وحی کا مسودہ موجود ہے جو مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کے برابر ہیں۔ اس کی وجہ سے وہ کتاب وسنت سے، نعوذ باللہ، بے نیاز ہیں۔ مگر چار عورتوں سے زیادہ نکاح کے جواز میں ان کے پاس کوئی استثنائی شکل نہیں ہے۔ یہ اور اس قسم کے اعتقاد ہیں جو شیعوں کو اہل سنت والجماعت کے زمرے سے اس طرح نکال کر الگ کر دیتے ہیں جیسے کہ آٹے سے بال نکال کر الگ کر دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان شر پسندوں اور ان خبیث النفس لوگوں کو نیست ونابود کرے! جنہوں نے امت مسلمہ کے جسم سے اس کے عزیز ترین حصہ کو جدا کر کے اسلام کے نام پر فتنہ وفساد برپا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک بہت بڑی مخلوق کو رسول اللہ ﷺ کے آل بیت رضی اللہ عنہم کی نصرت اور مدد کے نام پر آل رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقوں سے کوسوں دور لے جا کر کھڑا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ان لوگوں کو محض اپنے فضل وکرم سے ہدایت کی دولت سے مالا کر دے۔ دین کا پکا اور سچا داعی بنا دے۔ اسلام کا صحیح فہم اور دین کی صحیح فکر عطا فرما کر سرخروئی سے نوازے۔ (آمین!)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں حقیقت

صحابہ کرام کے ارتداد کا عقیدہ

شیعہ کا یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس پر تقریباً ان کے تمام رؤسا کا اجماع ہے، خواہ وہ ان کے بڑے بڑے فقہاء ہوں یا علماء ہوں یا دعاۃ ہوں۔ اس عقیدہ کی توضیح میں ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ شیعوں میں سے ہر شخص اسی عقیدہ کا اعلان اور پرچار کرتا دکھائی دیتا ہے۔ ان میں سے اگر کسی نے اس سلسلہ میں سکوت اختیار کیا تو سمجھ لو اس نے تقیہ کر کے اپنے عقیدہ کو چھپایا ہے۔ ورنہ وہ اسی مذکورہ عقیدہ کا قائل ہے۔ اس نے چپ سادھ کر اپنے شیعی شعار دینی کا دفاع کیا ہے۔

ہم اس حقیقت کا ثبوت فراہم کرنے کیلئے مندرجہ ذیل نصوص کا ذکر ناگزیر سمجھتے ہیں:

۱: (روضة الكافي للكليني) کے صفحہ ۲۰۲ پر یہ روایت نقل ہے کہ حضرت حنان اپنے والد کے واسطہ سے جناب ابوجعفر محمد بن علی الباقر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں، انہوں نے حضرت مقداد، حضرت سلمان اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم اجمعین سے تفسیر صافی میں مذکورہ بالا روایت نقل کی ہے۔ صافی شیعوں کی عظیم الشان اور انتہائی معتبر تفسیر تصور کی جاتی ہے۔ اس میں بہت سی روایات نقل کی گئی ہیں جو شیعوں کے اس اعتقاد کی تائید کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور معدودے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مثلاً حضرت سلمان فارسی، عمار بن یاسر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے علاوہ تمام کے تمام صحابہ کرام نعوذ باللہ مرتد ہو گئے تھے۔

جہاں تک شیخین کریمین سادا تنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا تعلق ہے تو شیعوں کی کتابوں میں ایسی نصوص پائی جاتی ہیں جو شیخین کی تکفیر کے لئے بطور دلیل موجود ہیں۔ انہیں اقوال میں ایک قول کو کتاب [الکلینی] کے مؤلف نے اپنی کتاب مذکور کے ص نمبر ۲۰ پر نقل کیا ہے۔ اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ کی طرف روایت کو منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''میں نے امام ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے شیخین کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے جواب دیا: شیخین اس دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوئے کہ وہ مرتد ہو چکے تھے۔ ان کو توبہ بھی نصیب نہیں ہوئی اور نہ ان کو اس بات کا خیال آیا کہ انہوں نے امیر المؤمنین کے ساتھ کیا سلوک اور برتاؤ روا رکھا تھا۔ ان دونوں پر اللہ کی، ملائکہ کی اور ساری مخلوق کی لعنت ہو۔'' [نعوذ باللہ]

شیعوں کی کتاب الکلینی میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے بارے میں ص ۱۰۷ پر یہ بات لکھی گئی ہے کہ ''کیا تم مجھ سے ابو بکر و عمر کے بارے میں پوچھتے ہو؟ میری عمر کی قسم! وہ دونوں تو منافق ہو گئے تھے۔ نعوذ بالله من ذلك۔ ان دونوں نے اللہ کے کلام کو رد کر دیا تھا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء کیا اور ان کا مذاق اڑایا تھا۔ وہ دونوں کافر تھے۔ ان پر اللہ کی اور ملائکہ اور تمام مخلوق کی لعنت ہو۔''

ہم شیعہ برادران سے مخاطب ہو کر کہنا چاہیں گے: کیا کوئی عقل مند اور ذی ہوش انسان اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کفر و ارتداد کا الزام تھوپ سکتا ہے؟ کیا یہ چیز تصور کی جا سکتی ہے کہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قسم کا بہتان باندھا جائے؟ حالانکہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار ساتھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے وفا شعار اور برگزیدہ مددگار تھے۔ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت اسلامیہ کے حاملین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان سے رضامندی کا اظہار کیا ہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دنیا ہی میں ان کو جنت کی بشارت سے نوازا ہے۔ ان کے ذریعہ اپنے دین کی حفاظت اور حمایت کا کام لیا ہے۔ بلکہ انہیں کے ذریعہ دین اسلام کو بام عروج تک پہنچا کر ان کے نام کو دونوں عالم میں قیامت تک کے لئے زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ ہم شیعہ برادران سے یہ بات پوچھنا چاہتے ہیں کہ تم نے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو لعنتی، کافر اور فاسق کہا ہے۔ جبکہ حقیقت میں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پاک وصاف ہیں۔ کیا اس حرکت کے پس پردہ کوئی چال یا کوئی مقصد کارفرما نہیں ہے؟ ہم کہتے ہیں: ایسا ضرور ہے اس کا بنیادی اور جوہری مقصد یہ ہے کہ اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے چراغ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے گل کر دیا جائے اور یہودیوں اور مجوسیوں سے برسر پیکار ہونے والے فریق کا نام ونشان مٹا دیا جائے۔ شرک و بت پرستی کے پرستاروں سے نبرد آزمائی کرنے والوں کو نیست ونابود کر دیا جائے۔

شیعوں کے اس عقیدہ کا بنیادی مقصد اس مجوسی دور کا احیا ہے جس کی اسلام اور مسلمانوں نے اینٹ سے اینٹ بجادی تھی۔ جس کو تاخت وتاراج کر کے اسلامی جھنڈا لہرا دیا تھا اور اس کے نام ونشان تک کو یکسر مٹا کر رکھ دیا تھا۔ گویا ہمیشہ ہمیش کے لئے اس کا نام ونشان کا وجود تک ختم ہو گیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انہی لوگوں نے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کی غرض سے کیا مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مجوسی غلام سے قتل نہیں کروایا؟

کیا ان مخالفین اسلام نے خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند نہیں کیا تھا؟ امیر المومنین سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ جس بغاوت کی نذر ہو کر شہید ہو گئے۔ دراصل دیار اسلام اور مسلمین میں سب سے پہلے فتنہ کا بیج یہی بغاوت تھی، جس کی بنیاد عبداللہ بن سبا یہودی نے رکھی تھی۔ اس منحوس فتنہ کے رحم سے شیعہ جیسے شیطان نے جنم لیا۔ یہ اسی یہودی کی اولاد ہیں جو ولایت علی رضی اللہ عنہ کی علم برداری کے دعوے دار ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے سینے پر چڑھ کر ڈنکا بجانے کے درپے ہیں۔ گویا مجوسی اور یہودی کی صورت میں ننگی تلوار بن کر اسلام اور مسلمانوں کے سر پر لٹکے رہنا چاہتے ہیں۔ جو ولایت کی دعوت دے کر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر کے درپے ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں میں سے ہر اس شخص کی تکفیر اور ہر اس فرد کو اپنی لعن طعن کا نشانہ بنایا ہے جس نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ یا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی چاہی ہے۔ انہوں نے امامت کی بدعت کی داغ بیل ڈال کر مسلمانوں کے خلاف سازش کا جال بُنا ہے یہی وہ سازش ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے مابین گھمسان کی جنگیں ہوئیں۔ اس سے اسلام کا شیرازہ منتشر ہو گیا اور اسلام کی عمارت کی بنیادیں ہل گئیں۔ یہ مسلمانوں کے ان دشمنوں کی سازش کے نتیجہ میں ہوا جو اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرتے ہیں مگر حقیقت میں ایسے لوگ اعداء اسلام سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اسلام کی صف میں دراندازی کر کے مسلمانوں کی مخالفت کے درپے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران کے بالمقابل صف آرائی کر کے اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ جو ملت اسلامیہ کے مدمقابل دشمنان اسلام کی طرح ڈٹے ہوئے ہیں۔

ہم شیعہ برادران سے کہنا چاہتے ہیں کہ تمہارے مذہب کی بنیاد اوراس کی خشت اول ان تلخ حقائق پر قائم ہے۔ انہی کی خدمت کی غرض سے تم لوگوں کے عقائد وضع کئے گئے ہیں اور بلاشبہ تمہارے مذہب کا اجراء اسی بنیاد پر ہوا ہے۔ گویا دین اسلام کے بالمقابل شیعوں کا بھی ایک مستقل دین ہے۔ جس کے اپنے اصول ومبادی ہیں، جس کی اپنی کتاب خاص ہے، جس کے خصوصی علوم ومعارف ہیں۔ میرے کتابچہ میں اس کا تفصیلی بیان گذر چکا ہے اور آپ اس سے مطلع بھی ہو چکے ہوں گے۔ اگر آپ کو شیعوں کے عقائد کے بارے میں کچھ تردد یا شک وشبہ ہے تو ایک بار پھر آپ میرے اس کتابچہ کا مطالعہ کیجئے اور غور وفکر کر کے اس کے خطرناک اثرات کا جائزہ لیجئے۔ اگر شیعوں کے اہداف ومقاصد غلط نہ ہوتے اوران کے اغراض وعزائم خباثت پر مبنی نہ ہوتے تو وہ ولایت اور امامت کی بنیاد ڈال کر مسلمانوں میں تفرقہ بازی کی کوشش نہ کرتے۔ نہ ان کے عقیدہ ولایت اور امامت کا کوئی معنی ہوتا بلکہ اس عقیدہ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ شرانگیزی اور تفرقہ بازی کا بیج بو دیا جائے اور مسلمانوں میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکا دی جائے۔

اگر مسلمان کہلانے کا کوئی مستحق ہے تو وہ اہل سنت والجماعت کا گروہ ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو حقیقت میں مسلمان کہا جاسکتا ہے۔ میں دعوی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت کے گروہ میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے آل بیت رضی اللہ عنہم سے بغض یا عداوت روا رکھتا ہو۔ آخر شیعہ برادران وصف ولایت وامامت کا دعوی کر کے اپنی انفرادی حیثیت ثابت کرنے کے درپے کیوں ہیں؟ اور امارت وولایت کو اپنا ہدف بنا کر کیوں پیش کرتے ہیں؟ اس کی بنیاد پر مسلمانوں سے بغض وعداوت بلکہ شیخین کو کافر اور فاسق کہنے سے بھی گریز نہیں کرتے؟

امامت کا معاملہ کوئی مذاق یا کھیل تماشہ نہیں ہے۔ بلکہ اسلام نے مسلمانوں کو اپنی صوابدید پر ایسا حاکم چننے کا اختیار دیا ہے جو رب کریم کی شریعت اور ہدایت نبوی کے مطابق حکومت کرنے کا اہل ہو۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ جسے مناسب سمجھیں چن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر حکومت کے لئے منتخب کریں۔ اپنی حکومت اور قیادت کے لئے جس کو لائق سمجھیں اسے شوریٰ کے ذریعہ بے دریغ اختیار کریں۔ اس کی قابلیت اور اہلیت کا خیال ضرور رکھیں۔ لیکن شیعہ برادران کا کہنا ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہے۔ بلکہ امامت کے لئے اسی کو منتخب کیا جائے گا جو وصیت شدہ ہوگا۔ صراحت کے ساتھ جس کا نام منتخب کیا ہوا ہوگا۔ نیز ان کے امام کا معصوم ہونا بھی ضروری ہے۔ ان کے عقیدہ کے مطابق اس پر وحی بھی آتی ہے۔ اس قسم کا امام مسلمانوں کو کس زمانہ میں میسر آئے گا؟ کیا اس خوف سے شیعہ مسلمانوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے کے درپے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کہیں ان کی امامت پر قبضہ نہ کرلیں؟ اسی لئے وہ مسلمانوں پر لعن طعن کرتے اور ان سے بغض وعداوت کا معاملہ کرتے ہیں۔

اے شیعہ برادران! تم اس باطل عقیدہ کی کب تک غلامی کرتے رہوگے؟ تم اپنے جسم سے آلودگی بھرے چولے کو اتار کر پھینک کیوں نہیں دیتے؟ اور اس کالے اور باطل مذہب کے طوق کو اپنے گلے سے اتار کیوں نہیں ڈالتے؟۔

شیعہ برادران! ہم یہاں یہ بھی صراحت کردیں؛ تمہیں اس بات کا بخوبی علم ہونا چاہیے کہ تم اپنی ذات اور اپنے کنبہ کے ذمہ دار ہو۔ لہٰذا سب سے پہلے تم اپنے نفس اور اپنے خاندان کو اللہ کے عذاب سے بچانے کی کوشش کرو۔ یہ بات اسی وقت متوقع ہے جب تم صحیح طور پر دائرۂ ایمان میں داخل ہوجاؤ اور عمل صالح کے عادی بن جاؤ۔ یہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہی سے ممکن ہے۔ تم مذہب شیعی کی اندھیری نگری میں محصور ہو۔ لہٰذا تمہیں ایمان صحیح کی معرفت اور اس کی حلاوت اور چاشنی کیوں کر نصیب ہوسکتی ہے؟ تم عمل صالح کے عادی کیوں کر بن سکتے ہو؟ یہ اسی وقت ممکن ہے جب تم اہل سنت والجماعت کے دامن عدل وانصاف میں آکر پناہ گزیں ہوجاؤ؟ اس وقت تم کو کتاب اللہ کی حقیقت کا پورا پورا اندازہ ہوسکے گا۔ تم کو پتہ چل جائے گا کہ کتاب اللہ باطل تاویلات اور دروغ گوئی کے امکانات سے پاک وصاف ہے۔ جس کی عزت وناموس کو گمراہ اور فسادی قسم کے شیعہ داعیوں نے دروغ گوئیوں اور تہمت طرازیوں سے داغ دار کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس کے برعکس سنت نبویہ صحیحہ ہر قسم کی دروغ گوئی اور شیعہ عقائد سے مبرا ومنزہ ہے۔ یہی وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت ہے جس کے ذریعہ تم ایمان حقیقی اور صحیح وسالم عقائد اسلامیہ کی دولت سے بہرہ ور ہو سکتے ہو۔ اس عمل صالح کے ذریعہ اس میں نکھار پیدا کر سکتے ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مشروع قرار دیا ہے۔ یہی وہ عمل صالح ہے جو تزکیہ نفس کا فریضہ انجام دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر عمل پیرا ہونے والوں کو کامیابی وکامرانی سے ہم کنار کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ لہٰذا شیعہ برادری کے لوگو! تم سے میری درخواست ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے کشادہ صحن میں آکر پناہ لے لو۔ تم قیام کے لئے موزوں جگہ پا جاؤ گے اور تم کو کشادگی بھی ملے گی۔

آخر میں یہاں یہ بھی وضاحت کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں نے تم کو یہ نصیحت کسی لالچ یا ذاتی مفاد کی غرض سے نہیں کی۔ یا تمہارے علاوہ کسی شخص سے دادرسی یا مفاد کی وابستگی کی حرص میں نہیں کی ہے یا تم سے خوف ودہشت کی وجہ سے یا تمہارے علاوہ کسی اور شخص سے ڈر کی وجہ سے نہیں کی ہے۔ لہٰذا کوئی شخص اس قسم کا خیال اپنے ذہن ودماغ میں نہ لائے۔ اگر میں یہ کہوں کہ اللہ کی قسم! میں نے مذکورہ اسباب میں سے کسی سبب کو مدنظر رکھ کر یہ ناصحانہ انداز اختیار نہیں کیا ہے، تو میری قسم نہیں ٹوٹے گی۔ بلکہ اسلامی اخوت اور بھائی چارگی کی بنیاد پر میں نے ایسا کیا ہے۔ کیونکہ اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول ﷺ کے لیے ائمہ مسلمین کے لیے اور عام مسلمانوں کے لئے نصیحت واجب ہے۔ اسی حکم نبوی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے ایسا کیا ہے۔ یہی وہ داعیہ ہے جس نے مجھے آپ کے لئے ناصحانہ اقدام کرنے پر آمادہ کیا اور میں نے یہ کلمات لکھ کر نصیحت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو انشراح صدر عطا فرمائے اور ان پند ونصائح کو آپ کے لئے باعث ہدایت اور دنیا وآخرت میں باعث سعادت بنائے۔ (آمین!)

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدۂ تقیہ
حقیقت کے آئینے میں

شیعوں کے عقیدۂ تقیہ کے بارے میں

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک حفظہ اللہ کا مدلل اور مستند فتویٰ

مترجم

فضل الرحمٰن رحمانی الندوی (مدنی)

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن ناصر البراک حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ امابعد

ہماری آپ کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ آپ ہمیں شیعوں کے مشہور عقیدہ تقیہ کی لغوی واصطلاحی تعریف اور کتاب وسنت کی روشنی میں اس کے شرعی حکم سے آگاہ فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ اسی طرح ان رافضیوں کی تردید کے سلسلہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں جو اپنے عقیدہ تقیہ کے اثبات میں اللہ تعالیٰ کے اس قول:

﴿إِلَّا أَن تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ (آل عمران : ۲۸)

اور اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (النحل: ۱۰۶)

کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں۔ اور جیسا کہ فرقہ امامیہ سے تعلق رکھنے والے رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا تعامل بھی عقیدہ تقیہ کے اثبات کی غمازی کرتا تھا۔ چنانچہ شیعوں کی مشہور زمانہ کتابوں میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

''عقیدۂ تقیہ پر عمل نہ کرنے والا تارک صلاۃ کی طرح ہے۔''

جامع الاخبار ص ۱۱۰ اور بحار الانوار ۷۵/ ۴۱۲

عقیدہ تقیہ کے سلسلہ میں رافضی لوگ اپنے زعم باطل کی تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ائمہ کرام نے اپنے دور میں ظلم واستبداد کے پیش نظر عقیدہ تقیہ پر عمل کیا تھا۔ اسی بنیاد پر روافض اہل سنت والجماعت کے خلاف اپنے متبعین کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ بھی عقیدہ تقیہ پر عمل کریں۔ یہی وجہ ہے کہ روافض بعض ائمہ اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہوئے تقیہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواز میں یہ روایت پیش کرتے ہیں:

((مَنْ صَلّٰی وَرَاءَ سُنِّيٍّ تَقِيَّةً فَكَأَنَّمَا صَلّٰى وَرَاءَ نَبِيٍّ))

''جس شخص نے بطور تقیہ کسی سنی کی اقتداء میں نماز ادا کی گویا کہ اس نے نبی کے پیچھے اس کی اتباع میں نماز ادا کی۔''

اور شیعوں کا اپنی مشہور زمانہ کتاب الکافی میں یہ قول موجود ہے کہ اے ابو عمر! نوے فیصد دین عقیدہ تقیہ میں پنہاں ہے۔ اور جو شخص عقیدہ تقیہ کا قائل نہیں گویا کہ وہ دین و ایمان سے عاری ہے اور تقیہ سے کسی کو مفر نہیں۔ نبیذ اور مسح علی الخفین کے علاوہ ہر چیز میں تقیہ کی آمیزش ہے۔'' اور حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ کی طرف روایت منسوب کرتے ہوئے شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

''عقیدہ تقیہ میرے اور میرے آباء و اجداد کا دین ہے۔ اور جو شخص عقیدہ تقیہ پر کاربند نہ ہو تو اس کو ایمان سے کوئی سروکار نہیں۔''

شیعہ گروہ کے ملا اپنی کتاب الکافی میں جناب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

''میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے: بخدا میرے نزدیک روئے زمین پر تقیہ سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی چیز نہیں۔ میرے پیارے! جو شخص اپنے دل میں عقیدہ تقیہ پر عمل پیرا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بلندی سے ہمکنار کرتا ہے۔ اور جو شخص عقیدہ تقیہ سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلت سے دوچار کر دیتا ہے۔ اور اے میرے عزیز! اگر حالات ناسازگار ہوں تو لوگوں کو یہ لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے۔

فضیلۃ الشیخ! میرا آپ سے سوال ہے کہ ہم اس باطل عقیدہ کے حاملین کے بارے میں کس قسم کا رویہ اختیار کریں۔ اور جو لوگ اس قسم کے باطل اعتقادات کے پیروکار ہیں ہم اہل سنت والجماعت کا ان کے بارے میں کیا موقف ہونا چاہئے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ، اَمَّا بَعْدُ:

میزان صرفی کے اعتبار سے تقیّة ، نقیّة کے وزن پر ہے۔ اسی طرح سُقاۃ کے وزن پر لفظ تُقاۃ آتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ﴾

اور لغوی اعتبار سے تقیّہ کا معنی ہے:

''دشمن یا مخالف کے شر سے بچاؤ کی خاطر بظاہر اس کے قول یا فعل کی موافقت کرنا اور دل میں اس کے لیے بغض وکراہت پوشیدہ رکھنا۔''

اور اصطلاحی اعتبار سے تقیہ کی تعریف یہ ہے:

مومن کا کفار ومشرکین کے شر سے بچنے کی خاطر بظاہر ان سے دوستی اور تعلق خاطر کا اظہار کرنا یا بادل ناخواستہ ان کے دین کے بعض شعائر کی موافقت کا اظہار کرنا، اس حال میں کہ قلب ودماغ ایمان پر پورے طور پر منشرح ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ (آل عمران:۲۸)

''مومنوں کو چاہیے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی طرح کی حمایت میں نہیں۔ مگر یہ کہ اس کے شر سے کسی طرح سے بچاؤ مقصود ہو اور اللہ عزوجل اپنی ذات مقدس سے تم لوگوں کو ڈراتا ہے اور (جان رکھو) اللہ ذوالجلال ہی کے پاس جانا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراد یہ کہ دارالحرب میں مسلمان کافروں سے ظاہری طور پر دوستی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔

اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلٰكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (النحل:١٠٦)

''جو شخص ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔ مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔''

اور تقیہ کے عمومی معنی میں نفاق کا بھی شمار ہوتا ہے۔ درحقیقت تقیہ کا لغوی معنی بھی نفاق ہی ہے۔ یعنی ظاہراً ایمان کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہو اور باطنی طور اسلام اور مسلمانوں سے بغض اور کینہ اپنے سویداء قلب میں پوشیدہ رکھتا ہو۔ مراد یہ کہ ظاہری اعتبار سے تو اپنائیت کا مظاہرہ کریں اور پیٹھ پیچھے چھری لیے وار کرنے کے لیے تیار کھڑے ہوں۔ دراصل منافقین کا یہی شیوہ تھا۔ کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ اگر انہوں نے اپنے پوشیدہ راز کو فاش کیا تو اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں کی زد میں آ جائیں گے۔ اس لیے وہ مومنوں کی پکڑ سے بچنے کے لیے یہ حرکت کیا کرتے تھے تاکہ اپنی اس منافقانہ چال کی وجہ سے وہ جانی اور مالی دونوں اعتبار سے محفوظ و مامون ہو جائیں اور اس منافقانہ حرکت کی وجہ سے ان پر کسی طرح کی زد نہ آئے۔ چنانچہ ظاہراً کچھ ہوتا تھا اور باطن میں وہ لوگ اسلام اور مسلمانوں سے بغض و عداوت اور ان سے کینہ کدورت رکھا کرتے تھے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ﴾ (البقرہ:١٤)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور وہ لوگ جب ایمان والوں سے ملتے تو کہتے کہ ہم بھی ایمان والے ہیں۔
اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔
ہم تو (مسلمانوں سے) استہزاء کرتے ہیں۔''

نفاق کے پس پردہ یہ راز پنہاں ہے کہ مسلمانوں کی صفوں میں دراندازی کی جائے۔ ان کی صفوں میں دراڑیں ڈال دی جائیں اور ان کو شکوک وشبہات کا شکار بنا دیا جائے۔ تاکہ وہ اپنے دین ومذہب اور عقائد وعبادات کی طرف سے تردد کا شکار ہو جائیں اور ملت اسلامیہ شکوک وشبہات کے گرداب میں پھنس کر افتراق وانتشار کی نذر ہو جائے۔ مسلمانوں کے اندر بدعات وخرافات کی چنگاری کو ہوا دے کر ملت اسلامیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے اور ان کے دین ومذہب کی اصل ہیئت بگاڑ دی جائے تاکہ وہ صراط مستقیم سے دور سے دور تر ہوتے چلے جائیں۔ نبوی نہج زندگی سے ان کا تعلق ختم ہو جائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے رسم کردہ نقوش جادواں سے بیگانے ہو جائیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مصداق قرار پائیں۔ فرمایا:

﴿أَفَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا﴾ (فاطر:۸)

''تو کیا وہ شخص جس کے لیے اس کے برے اعمال مزین کر دیے گئے ہیں (کیا وہ انہیں اچھا سمجھتا ہے)۔''

نفاق کی یہی وہ قسم ہے جو رافضیوں کے مذہب کی اساس وبنیاد ہے۔ رافضیوں کا بانی عبداللہ بن سبا یہودی ہے۔ جس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے شیعیت کا ڈھونگ رچایا تھا۔ شیعوں کے ایک گروہ کو یہ عقیدہ باور کرایا تھا کہ جناب علی رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) الٰہ ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے جب امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے روبرو اپنے اس عقیدہ کا اظہار کیا تو جناب علی رضی اللہ عنہ نے خندقیں کھودنے کا حکم صادر فرمایا اور آگ جلوا کر ان لوگوں کو اس جلتی ہوئی آگ میں جھونک دینے کا حکم دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بارے میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول مشہور ہے:

لَـمَّـا رَأَيْـتُ الْأَمْـرَ أَمْـرًا مُـنْـكَـرًا
أَجَّـجْـتُ نَـارِيْ وَدَعَـوْتُ قَـنْـبَـرًا

''اور جب میں نے کھلم کھلا ایک بڑے جرم کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیا تو میں نے آگ جلوائی اور ان بدمعاشوں کو اس کے اندر جھونک دیا۔''

اس وقت سے شیعہ تین ٹکڑوں میں بٹ گئے۔

(۱) غلاۃ :......اس سے مراد کٹر قسم کے شیعہ ہیں جو غلو میں انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔

(۲) سبابۃ:......انہیں کو امامیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ بعد کی اصطلاح میں ان کو رافضہ کے نام سے پکارا جانے لگا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو تبرہ بازی کرتے ہیں۔

(۳) مفضلۃ......: ان کو شیعان علی رضی اللہ عنہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ مطلقاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا دم بھرتے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت ان کو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت کا پتہ ہی نہیں ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو بعد میں ''زیدیہ'' کے نام سے معروف ہوئے۔

جہاں تک فرقہ امامیہ میں سے کٹر قسم کے رافضیوں کا تعلق ہے تو انہوں نے عقیدۂ تقیہ کو اپنے دین و مذہب کی بنیاد قرار دے کر اسے اپنے مذہب کا جزو لاینفک بنالیا ہے۔ چنانچہ اس فرقہ کے لوگ (حکومت اسلامیہ کے شرعی قوانین کے ڈر سے) اپنے کفریہ عقائد کو دل ہی دل میں پوشیدہ رکھتے ہیں۔ یا سیدھے سادے اور سادہ لوح انسانوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے اس عقیدہ کو بطور حربہ استعمال کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عقیدۂ تقیہ کی غرض و غایت، جس کا شیعہ لوگ دم بھرتے ہیں نفاق کا لبادہ اوڑھنا ہے۔ اس کے علاوہ روافض اس عقیدہ کے جواز میں یہ بات کہتے ہیں کہ اہل بیت میں سے ائمہ کرام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بذات خود اور ان کے بعد کے ائمہ بھی عقیدہ تقیہ کے قائل تھے۔ ان لوگوں نے خلفاء راشدین اور عامۃ الناس کے ساتھ اس عقیدہ پر عمل کو رواج دیا۔ اس بات سے تو یہ گمان ہوتا ہے کہ: اہل بیت اور ائمہ کرام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشمول سیّدنا علی رضی اللہ عنہم کا نعوذ باللہ بظاہر عمل کچھ اور تھا اور اپنے دلوں میں یہ لوگ بطور تقیہ کچھ اور پوشیدہ رکھتے تھے۔ اس بات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے علی الاعلان آواز حق بلند کرنے سے گریز کیا اور دعوت حق کو کھول کر بیان کرنے سے پہلوتہی کی۔ ان لوگوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے چشم پوشی اختیار کی۔ بلکہ ظاہراً جس چیز پر یہ لوگ عمل پیرا تھے دل ہی دل میں یہ لوگ اس کو باطل سمجھتے تھے۔

یہ امیر المؤمنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی ہے اور ان کی ذات پر بہتان طرازی۔ کیونکہ امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ حق کی آواز کو بلند کرنے کے عادی اور حق گوئی و بیباکی کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں حق بات کہنے سے ذرہ برابر چوکنے والے نہیں تھے۔ اس سلسلہ میں کسی لعنت ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور یہی حال آپ کے دونوں صاحبزادوں سادا تنا حسن و حسین، علی بن الحسین (زین العابدین)، آپ کے صاحبزادے محمد اور ان کے صاحبزادے جعفر صادق رضی اللہ عنہم کا تھا۔ یہ تمام کے تمام لوگ اس جھوٹ اور صریح تہمت سے منزہ و مبرا ہیں۔ یہ لوگ تو ایسے صاف گو انسان تھے کہ جس حق پر یہ لوگ عمل پیرا تھے انہوں نے اسے پردہ خفا میں نہیں رکھا تھا۔ بلکہ حق کو واضح کر کے لوگوں کو اس سے آشنا کروانا اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا۔ اور باطل کے سامنے کبھی سرنگوں نہیں ہوئے۔ نہ ہی باطل کے لیے نرم گوشہ کا اظہار کیا جیسا کہ روافض کا خیال ہے۔

بقول روافض، ائمہ اہل بیت نے دعوت حق کی کوئی نصرت وحمایت کی، نہ باطل سے نبرد آزمائی کی کوئی تگ و دو کی اور نہ ہی اپنی زبان کے ذریعے برائی کے ازالہ کی کوشش کی۔ چہ جائیکہ اس کو روکنے کی جدوجہد کرتے۔ یہ اس وجہ سے کہ رافضیوں کے نزدیک بالفعل عقیدۂ تقیہ کا تقاضا یہی تھا۔

ائمہ کرام رحمہم اللہ جمیعاً پر اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہوسکتا ہے کہ انہوں نے تقیہ کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جس کا تذکرہ اس فتویٰ کے سائل نے اپنے سوال مین کیا ہے۔ تو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلہ میں ہم یہی کہیں گے: "سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ" ہمیں ان کے اس مضحکہ خیز جھوٹ پر افسوس ہوتا ہے۔ ان لوگوں کی زبانی اس طرح کی جھوٹ گوئی کی بکثرت مثالیں پائی جاتی ہیں جس سے ان کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ یہ لوگ جھوٹ بولتے تو ہیں لیکن اسے اچھی طرح کر بھی نہیں سکتے جو ان کی کم عقلی اور جہالت کی واضح دلیل ہے۔ جس نے ان کو اسلام کے ماتھے پر بدنما داغ بنا دیا ہے۔ رافضی لوگ اتنے جری ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عظیم الشان شخصیت کی طرف تقیہ کی نسبت کرنے کی جسارت سے بھی باز نہیں آتے۔ سبحان اللہ! نبی کریم ﷺ کی ذات تو وہ ذات ہے جس کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝﴾ (الحجر:۹۴-۹۵)

"پس آپ اس حکم کو جو آپ کو دیا جا رہا ہے کھول کر سنا دیجئے اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجئے۔ آپ سے جو لوگ مسخرا پن کرتے ہیں ان کی سزا کے لیے ہم کافی ہیں۔"

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾ (المائدہ:٦٧)

"اے رسول ﷺ جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے آپ اس (امانت کو بحسن وخوبی) امت تک پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت کا حق ادا نہ کیا اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں کے (شر) سے محفوظ رکھے گا۔ اس لیے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو سیدھی راہ پر نہیں لاتا۔"

اس ذات گرامی کے بارے میں کس بنیاد پر یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ وہ عقیدہ تقیہ کی موید

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی؟ آپ ﷺ کی ذات تو وہ ذات ہے کہ جب مشرکین اور قریش مکہ نے آپ کو دعوت وتبلیغ اور اعلائے کلمتہ اللہ سے روکنے کی خاطر دنیا کے بیش بہا مال و دولت کی پیش کش کی اور آپ ﷺ کو رب کریم کی طرف سے سونپی گئی امانت کو امت تک پہنچانے سے روکنے کے لیے دلکش اور پرکشش پیشکش کی تو اس موقعہ پر آپؐ نے جو جملے زبان مبارک سے نکالے وہ سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ ﷺ نے اس موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا:

((وَاللّٰهِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِيْ يَمِيْنِيْ وَالْقَمَرَ فِيْ شِمَالِيْ عَلٰى اَنْ اَتْرُكَ هٰذَا الْاَمْرَ مَا تَرَكْتُهُ)) [رواه ابن اسحاق وغيره]

''قسم ہے باری تعالیٰ کی اگر قریش مکہ اس شرط پر میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں کہ میں تبلیغ اور دعوت رسالت کے کام کو چھوڑ دوں، تب بھی میں اس ربانی فریضہ کو نہیں چھوڑ سکتا۔''

نبی معظم ﷺ کی ذات گرامی تو ایسی باعظمت ذات ہے کہ جس نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر دنیا کے سب سے بڑے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

((اَنْتُمْ تُسْاَلُوْنَ عَنِّيْ، فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ؟ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ، فَقَالَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَابَةِ يَرْفَعُهَا اِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا اِلَى النَّاسِ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.))

[متفق عليه واللفظ لمسلم]

''آپ ﷺ نے امت مسلمہ کو اس بھرے مجمع میں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا: عنقریب تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ پوری امت مسلمہ نے میدان عرفہ میں بیک آواز کہا تھا کہ ہم گواہی دیتے ہیں: آپ ﷺ نے اللہ کی طرف سے سونپی ہوئی امانت کو ہم تک پہنچا دیا اور اپنے فریضہ کو ادا کر دیا۔ اس موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمان کی طرف بلند کیا اور لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! تو امت مسلمہ کی اس شہادت پر گواہ رہنا! پھر اس جملہ کو بطور تاکید آپ ﷺ نے تین مرتبہ دھرایا۔''

یہاں پر ہم یہ بات کہنے میں حق بجانب ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کی طرف تقیہ کی نسبت کرنا گویا؛ رب کریم کی رسالت کی تبلیغ اور دعوت کہ جس کی امانت آپ ﷺ کے کاندھوں پر ڈالی گئی تھی کو کماحقہ امت مسلمہ تک پہنچانے میں آپ ﷺ کی ذات کو مورد الزام ٹھہرانا اور آپ ﷺ کی ذات کو متہم قرار دینے کی ناکام کوشش کرنا ہے۔ اس الزام کے در پردہ آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ پر طعنہ زنی کرنا ہے مگر نبی کریم ﷺ کی عظمت روز روشن کی طرح عیاں ہے اور ہر طرح سے مزکیٰ و مصفیٰ ہے۔ اور کیوں نہ ہو؟ مشرکین مکہ نے تقیہ کا مطالبہ کیا تھا تو فوراً وحی آئی:

﴿وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝﴾ (القلم:۹)

''وہ تو چاہتے ہیں کہ تم ذرا ڈھیلے پن کا مظاہرہ کرو تو یہ لوگ بھی ڈھیلے پڑ جائیں گے۔''

آیت مذکورہ سے پتہ چلا کہ مشرکین مکہ اور قریش کی دلی خواہش یہ تھی: آپ ﷺ دعوت دین سے باز آجائیں تو وہ بھی آپ ﷺ کی مخالفت سے باز آجائیں گے۔ مگر نبی کریم ﷺ رسالت سماوی کی تبلیغ کو بآواز بلند لوگوں تک پہنچانے سے کہاں باز آنے والے تھے؟ آپ دعوت توحید کو لوگوں تک پہنچانے میں ذرہ برابر کوتاہی سے کام لینے والے نہ تھے۔ آپ ﷺ کسی قیمت پر شرک وکفر کی مذمت اور عیب جوئی سے پہلو تہی کرنے والے نہ تھے۔ آپ ﷺ کا مشن تو حق کو باطل سے ممیز کرنے اور اسے نکھار کر پیش کرنے کا تھا۔ اس بنیاد پر اہل سنت والجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں تقیہ پر عمل کیا تھا چاہے وہ ایک ہی مسئلہ میں کیوں نہ ہو؟ تو ایسا شخص باجماع

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہوگیا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کی طرف اس عقیدہ کی نسبت سے اس رسالت کا کتمان ثابت ہوتا ہے جس کی تبلیغ کا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دے کر مبعوث فرمایا تھا۔

جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ: اگر نبی کریم ﷺ کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے تو آپ ﷺ اس آیت کا کتمان فرماتے۔

﴿وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۝﴾ (الاحزاب:۳۷)

[رواہ البخاری و مسلم]

''اورتم اپنے دل میں وہ چھپا رہے تھے جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا اور تم کو لوگوں کی طرف سے خدشہ تھا۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے؛ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ میں سے کسی چیز کو صیغہ راز میں رکھا ہے تو اس نے اللہ کی ذات پر بہت بڑی بہتان طرازی کی ہے۔[رواہ مسلم]

ایک دوسری روایت میں اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اگر نبی کریم ﷺ قرآن کریم میں سے کسی آیت کو چھپاتے تو آپ ﷺ اس آیت کا کتمان کرتے۔

﴿وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ ط﴾ (الاحزاب : ۳۷)

''اور اس وقت کو یاد کرو جس وقت آپ اس شخص (یعنی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے تھے کہ جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے بھی: (میاں) تم اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ کا خوف کھاؤ۔ آپ اپنے دل میں وہ بات چھپا رہے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔ آپ کو لوگوں کی طرف سے خوف اور خدشہ بھی تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس سے خوف کھائیں۔"

(رواہ مسلم)

جہاں تک نبی کریم ﷺ کا بعض معروف منافقین کی طرف سے چشم پوشی کا معاملہ ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ان منافقین کے بارے میں حکم کی بجا آوری کے پیش نظر تھا کہ دنیاوی امور میں ان کے ساتھ عام مسلمانوں جیسا رویہ اختیار کیا جائے۔ اس کے باوجود آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو منافقین کے ناموں کی نشاندہی کر دی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محترم ﷺ کو منافقین کی علامتیں بیان کر کے ان سے برسرِ پیکار ہونے کا حکم دیا تھا اور ان کے برے انجام سے بھی مطلع فرما دیا تھا۔ جیسا کہ اس بارے میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں تفصیلی وضاحت موجود ہے۔ جہاں تک بعض شریر النفس منافقین کی خاطر مدارات کا معاملہ ہے تو نبی کریم ﷺ کا ان کے ساتھ اس قسم کا معاملہ آپ ﷺ کے حسن اخلاق اور کریمانہ صفات کی وجہ سے تھا۔ اس سے منافقین کی تالیف قلبی مقصود تھی، اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ گاہے بگاہے منافقین کو تحفہ تحائف سے بھی نوازتے رہا کرتے تھے۔ مگر اس کی وجہ سے برائی پر خاموش نہیں رہا جا سکتا اور نہ ہی منکر کی موافقت کی نشاندہی ہوتی ہے۔ بلکہ اس سے نبی کریم ﷺ کی دعوتی حکمت عملی کا پہلو اجاگر ہو کر سامنے آتا ہے۔

عقیدہ تقیہ کے سلسلہ میں اس مختصر بیان کے بعد یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ روافض جس عقیدہ تقیہ پر عمل پیرا ہونے کا اعتراف کرتے ہیں، اس کو ائمہ اہل بیت کی طرف منسوب کرنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ اسے نبی کریم ﷺ کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں۔ جس کا تفصیلی بیان گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے۔ شیعہ روافض نے عقیدہ تقیہ کے جواز یا اس کی رخصت کا فتویٰ صادر کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ عقیدہ تقیہ کو اپنے دین کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ اس باطل عقیدہ کو شیعوں کے لیے واجب قرار دیتے ہیں اور اس عقیدہ کے جواز کے لیے انہوں نے ائمہ کرام کی طرف ایسی من گھڑت روایات منسوب کی ہیں جو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سراسر ائمہ کرام کی ذات پر دروغ گوئی اور اتہام ہے۔ اس کے علاوہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ اس سلسلہ میں شیعوں کے نزدیک اور بھی بہت سے ایسے من گھڑت اقوال اور بہت سی ایسی موضوع روایات ہیں جن پر غور و فکر سے پتہ چلتا ہے کہ وہ متن اور سند دونوں اعتبار سے نا قابل اعتبار ہیں۔ شیعوں کے علماء میں سے ایک عالم ''بابویہ'' نے اپنی کتاب ''الاعتقادات'' [ص:۱۱٤] پر اس بات کی صراحت کی ہے کہ ہمارا عقیدہ تقیہ کے بارے میں خیال یہ ہے کہ:

''تقیہ واجب ہے۔ جس نے اس کو ترک کیا اس کا حکم تارک صلاۃ کی طرح ہے۔'' اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر شیعہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ شیعوں کے علاوہ تمام مسلمانوں کے لیے عقیدہ تقیہ پر عمل کرے سوائے اپنے شیعہ بھائیوں کے۔ منافقین کا بھی یہی شیوہ تھا۔ جب وہ مسلمانوں کے مابین ہوتے تو ان سے موافقت کا اظہار کرتے اور جب منافقین کے ساتھ بیٹھتے تو ان کا راگ الاپتے جیسا کہ قرآن کریم نے ان کی اس عادت اور خصلت کے بارے میں کہا ہے کہ:

﴿وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (البقرہ:١٤)

''اور جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں۔ اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں۔''

روافض یہ عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں تاکہ مسلم معاشرے میں ان کی عزت و آبرو اور جان و مال محفوظ رہے اور اہل سنت والجماعت کے درمیان منافقانہ انداز میں زندگی گذارنے کا جواز نکل آئے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مسلم معاشرے میں اپنے اصل کفریہ اعتقاد کا اظہار نہیں کرتے۔ جیسا کہ ائمہ کرام کو الوہیت کے مرتبہ پر فائز کرنا یا ان کے بارے میں غلو کرنا، صحابہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تکفیر کرنا، شیخین پر لعن وطعن کرنا اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت تراشی کرنا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس تہمت سے بری الذمہ قرار دیا ہے۔ جب مسلمانوں کی شان وشوکت اور ان کا رعب ودبدبہ کمزور پڑ گیا تو انہوں نے مسلم معاشروں میں ہونے والی بعض عملی بدعتوں کو رواج دینا شروع کر دیا۔ مثال کے طور پر نوحہ و ماتم کرنا، عاشوراء کے دن سینہ کوبی کرنا، تعزیہ اور علم نکالنا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یاد میں ماتم اور مجلس عزاء منعقد کرنا، محرم وچہلم کا بطور تہوار منانا اور عزاء داری کرنا وغیرہ وغیرہ۔

اس تفصیلی بیان کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ شیعوں کا عقیدہ تقیہ دس برائیوں کا مجموعہ ہے اور وہ دس برائیاں یہ ہیں۔

۱.....اس میں مومنوں کو دھوکہ دینے کے لیے کتمان باطل اور اظہار حق میں منافقین سے مشابہت ہے۔

۲.....عقیدہ تقیہ کو وسیلہ بنا کر اہل سنت والجماعت کو اپنی اغراض مذمومہ کا شکار بنانا اور ان کو نقصان پہنچانا۔ یا اپنے باطل عقیدہ میں ان کو اپنا ہمنوا بنانا ہے۔ اہل سنت والجماعت شیعوں کی ان نازیبا حرکتوں کے باوجود ان پر جانی ومالی ظلم سے گریز کرتے ہیں۔ مگر اہل سنت ان کی بدعات وخرافات کا سختی سے انکار کرتے اور ان کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ روافض کے بارے میں حقیقت کشائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"جہاں تک رافضیوں کا تعلق ہے تو ان کی سرشت میں داخل ہے کہ وہ جس شخص کے ساتھ رہیں گے اس کے ساتھ اپنے عقیدہ تقیہ کا استعمال ضرور کریں گے۔ اس کے بغیر ان کو کسی صورت میں چین نصیب نہیں ہوگا۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ روافض اپنے دل میں دین فاسد چھپائے ہوئے ہیں۔ ان کا دل سیاہ ہے جو ان کو جھوٹ، دروغ گوئی، خیانت و بے ایمانی، لوگوں کے ساتھ دھوکہ دہی، فریب گوئی اور مخلوق خدا کے ساتھ بدظنی اور برائی پر آمادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے۔ فتنہ وفساد اور شر انگیزی کا کوئی ایسا حربہ باقی نہ بچا ہوگا جسے رافضیوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال نہ کیا ہو۔[منهاج السنة : ٦/٤٢٥]

٣......ان کے اغراض مذمومہ میں سے یہ بھی ہے کہ دین کے اندر ایک ایسی نئی شریعت کی داغ بیل ڈال دی جائے جس کا شریعت مطہرہ سے کوئی تعلق نہ ہو۔

٤......ایک اساسی نقطہ یہ ہے کہ ان کی ایجاد کردہ بدعات وخرافات کو زوروشور سے اپنایا جائے۔ بلکہ اس میں غلو کی حدود کو بھی تجاوز کر لیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے بغیر سوچے سمجھے اپنے اس مشہور عقیدہ کو واجب قرار دے دیا ہے۔اس سے بھی بڑھ کر عقیدہ تقیہ کو دین اسلام کی بنیاد قرار دے دیا ہے۔گویا کہ ان کے نزدیک دین کی اساس اور جڑ عقیدہ تقیہ ہے۔یعنی تقیہ کے بغیر ان کا دین مکمل نہیں ہے۔

٥......رافضیوں نے اس بدعت کو ایجاد کر کے منافقین جیسے کہ نصیری، اسماعیلی، اور عبیدی وغیرہ ہیں، کے لیے راستہ کھول دیا ہے۔ مذکورہ تمام فرقے اسلام میں شیعوں کے نام سے چور دروازے سے داخل ہوئے ہیں۔ یہ لوگ نام کے مسلمان ہیں اور دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کے مرتکب ہیں۔ جیسا کہ بعض اہل علم کا فرقہ عبیدین اور ان جیسے فرقوں کے بارے میں خیال ہے۔ یہ لوگ اظہار تو شیعیت کا کرتے ہیں جب کہ دل میں خالص کفر لیے بیٹھے ہیں۔

٦......رافضیوں نے اس باطل عقیدہ کی نسبت امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف کر کے دروغ گوئی کا ارتکاب کیا ہے۔

٧......رافضیوں نے ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی طرف عقیدہ تقیہ کی نسبت کر کے ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم سے مروی روایات اور ان کی زبان سے نکلے کلمات حق کی صداقت کو شک وشبہ کے باب میں شامل کر دیا ہے۔ اپنی اس حرکت کو تقیہ کہہ کر تاویل کر دی اور اپنے عقیدۂ تقیہ کے مطابق اپنے آپ کو حق بجانب قرار دے لیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸......رافضیوں نے اپنے عقیدہ تقیہ کی نسبت اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین نے دعوت حق کو کھلم کھلا بیان کرنے میں پہلوتہی سے کام لیا تھا اور پیغام رسالت کو امت مسلمہ تک پہنچانے میں کاہلی برتی تھی۔

۹......عقیدہ تقیہ کو رواج دینے کے پس پردہ رافضیوں کا مطمع نظر یہ ہے کہ سیدھی سادھی عوام کو گمراہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے ائمہ کرام اور دعوت حق کی موافقت میں اہل سنت والجماعت کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو جائیں۔ جیسا کہ منافقین کا حال تھا۔ وہ ایسے تذبذب کا شکار ہو کر رہ گئے تھے کہ:

نہ اِدھر کے رہے، نہ اُدھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا، نہ وصال صنم

اس لیے رافضیوں کے ائمہ سیدھی سادی عوام کی گمراہی کے پورے طور پر ذمہ دار ہیں۔
جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ فَعَلَيْهِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا)) [رواه مسلم]

"جس شخص نے گمراہی کی دعوت دی تو وہ اپنے پیروکاروں کے گناہوں کے مثل گناہوں کا حق دار ہے۔ ان گمراہ لوگوں کے ذاتی گناہوں میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی۔"

اور نبی کریم ﷺ نے ہرقل (روم کے بادشاہ کو) مخاطب کر کے لکھا تھا:

((فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الْأَرِيسِيِّينَ)) [رواه البخاری ومسلم]

"(اگر تم اسلام کی دعوت قبول نہیں کرتے تو تم ان دہقانوں کے گناہوں کے بھی ذمہ دار ہوگے)۔" (متفق علیہ)

۱۰......روافض کے اس عقیدہ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ جو لوگ رافضیوں کو حق کی دعوت دینا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہیں ان کے لیے راستہ مسدود کر دیا جائے تا کہ وہ ان کو حق کی رہنمائی نہ کر پائیں۔ کیونکہ اگر یہ لوگ اپنے باطل اور پوشیدہ عقیدہ کی نقاب کشائی نہیں کرتے تو پھر ان سے کس بنیاد پر مناقشہ اور مباحثہ کیا جا سکتا ہے؟

شریعت میں دی گئی رخصت اور عقیدہ تقیہ میں واضح فرق

۱..... مسلمانوں کو شریعت کی طرف سے جو آسانی دی جاتی ہے اسے رخصت کہتے ہیں۔ مگر اس موقعہ پر بھی عزیمت پر عمل کرنا اولوالعزم لوگوں کا کام ہے۔ اس لیے مجبوری کے وقت شریعت نے تقیہ کی اجازت دی ہے۔ مگر روافض کے نزدیک عقیدہ تقیہ پر عمل کرنا واجب ہے، اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

۲..... شریعت نے جس تقیہ کی اجازت دی ہے اس کا اطلاق کفار ومشرکین کے ساتھ خاص ہے۔ جبکہ رافضیوں کے یہاں جس تقیہ کا رواج ہے وہ تقیہ جمہور امت مسلمہ کے ساتھ ہے۔ کیونکہ وہ بطور تقیہ اہل سنت والجماعت کو کافر گردانتے ہیں۔

۳..... شریعت میں بحالت مجبوری عقیدہ تقیہ کے مباح ہونے کی اجازت دی گئی ہے جب کہ رافضی اسے اہل سنت کے ساتھ ہر وقت اور ہر حال میں مباح قرار دیتے ہیں۔

۴..... اہل سنت کے نزدیک جو شخص کفار ومشرکین کے نرغے میں پھنس جائے اور اپنے ایمان کو صیغہ راز میں رکھنا چاہتا ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ اپنے ایمان کو چھپا لے۔ مگر اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کفار کے عقائد اوران کے مذہب کی موافقت کرتے ہوئے انہیں کے رنگ میں رنگا جائے۔ اس کے برعکس رافضیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کے درمیان ہوں تو بطور تقیہ انہیں کے عقیدہ کا اظہار کریں۔

۵..... اس مسلمان کے لیے جو کفار کی حکومت کے تحت رہ رہا ہو اور اپنے دین کا اظہار نہ کر سکتا ہو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ کفار پر ظلم وزیادتی روا رکھے۔ ان کے ساتھ دھوکہ دہی کرے یا انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ اس کے برعکس روافض اہل سنت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر وقت گزند پہنچانے کے درپے رہتے ہیں چاہے وہ ان کے درمیان ہی کیوں نہ رہ رہے ہوں۔

جہاں تک اہل سنت کا روافض کے ساتھ اپنے تعلقات استوار رکھنے کا معاملہ ہے تو ہم ان کی عقیدہ تقیہ کے ساتھ وابستگی کے باوجود ان کے ساتھ وہی تعامل کریں گے جو اہل سنت منافقین کے ساتھ کرتے ہیں۔ ہم ان کے ظاہر پر حکم لگانے کے مجاز ہیں اور ان کے باطن کا معاملہ اللہ کے حوالہ کرتے ہیں۔ ہم ان کو واجبات شرعیہ ادا کرنے کا حکم دیں گے اور انہوں نے جو ظاہری طور پر منکرات و بدعات اور رسم و رواج گھڑ رکھیں ہیں حسب استطاعت اور بتدریج حکمت اور دانش مندی کے ساتھ معاشرے سے اس کے خاتمے کی کوشش کریں گے۔ منکر کا حتیٰ الامکان آہستہ آہستہ ازالہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ان کے حقوق ان تک پہنچانا اپنی ذمہ داری سمجھیں گے ان پر ظلم وزیادتی کرنے سے گریز کریں گے۔ ان تمام چیزوں کے باوجود ہمارے لیے ان کی طرف سے چوکنا رہنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ گذشتہ تصریحات سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آ گئی ہے کہ روافض اہل سنت سے دشمنی وعداوت پوشیدہ رکھتے ہیں۔ وہ ہر وقت اہل سنت کو گزند یا نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں۔ اہل سنت میں سے جو ان سے تعلق رکھتا ہے وہ اس سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اسی کو اپنے سے تعلق رکھنے والا سمجھتے ہیں جو انہیں ان کے مذہب سے دست بردار ہونے کی دعوت نہ دے۔ جو انہیں اہل سنت کے بارے میں مورد الزام نہ ٹھہرائے۔ اہل سنت روافض سے خرید وفروخت کے معاملہ میں عام لوگوں کی طرح معاملہ رکھنے کے قائل ہیں۔ چنانچہ اہل سنت کے نزدیک روافض سے بغیر کسی دھوکہ دہی اور دروغ گوئی کے خرید وفروخت جائز ہے۔ کیونکہ معاملات میں جھوٹ اور بے ایمانی سراسر ظلم ہے اور کسی صورت میں بھی اس کا جواز نہیں ہے۔ کوئی ان میں سے کسی کو دعوت دین پیش کرنے کی قدرت اور صلاحیت رکھتا ہو تو سمجھو کہ یہ اس کے حق میں بہترین تحفہ ہے جو اسے مناسب موقعہ سے پیش کیا جائے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (البقرہ: ۲۱۳)

''دراصل اللہ جسے چاہتا ہے راہ ہدایت سے آشنا کرادیتا ہے اور سیدھے راستہ پر گامزن فرمادیتا ہے۔''

عقیدہ تقیہ کے ذکر کی مناسبت سے موزوں ہوگا کہ روافض اور اہل سنت کے مابین ہم آہنگی اور قربت جیسے پرخطر پروپیگنڈوں کی نشاندہی کرتے چلیں۔ اس سلسلہ میں ہمارا کہنا یہ ہے کہ اس قسم کی دعوت روافض کا مسلمانوں کو اپنے مکروفریب کے جال میں پھانسنے کا پیش خیمہ ہے۔ جس کے ظاہری اثر سے اہل سنت کے بہت سے پڑھے لکھے لوگ متاثر نظر آتے ہیں۔ کیونکہ انہیں روافض کے اصول ومبادی کا پتہ نہیں ہے، وہ ان کے ہتھکنڈوں سے بالکل نابلد ہیں اور وہ ان کے پرخطر عزائم سے غافل ہیں۔ انہیں پتہ نہیں ہے کہ روافض اور اہل سنت میں قربت اور ہم آہنگی کی وجہ سے اہل سنت کو ان کے بدعات وخرافات کے بدلے اپنے کن کن اصول ومبادی اور اپنے منہج حق سے کن کن شرعی ضابطوں اور اسلامی قواعد وقوانین سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ روافض کے گمراہ کن پروپیگنڈا اور ان کی کجروی سے اغماض کرکے خاموش رہنا پڑے گا۔ اس لیے اہل سنت متنبہ ہوجائیں کہ روافض اپنے دین ومذہب کے اصول وضوابط میں سے کسی ایک ضابطے اور قاعدے سے ذرہ برابر بھی ہٹنے کے لیے کبھی تیار نہیں ہوں گے۔ اگر انہوں نے ایسا کیا بھی تو وہ بطور تقیہ اس کو بروئے کار لائیں گے۔

اہل سنت اور رافضیوں میں قربت اور ہم آہنگی کی دعوت ایک ایسی چال ہے جس پر رافضی حکومت ایران میں اپنا تکیہ کیے بیٹھی ہے تاکہ اس کو خلیجی خطہ میں اپنے اہداف ومقاصد بروئے کار لانے کا موقعہ مل جائے۔ اپنے اثر ونفوذ کو قائم کرنے کا وسیلہ ہاتھ آجائے اور اہل سنت کے ممالک میں مذہب رافضی کی اشاعت وترویج کے لیے انہیں ہموار فضا مل جائے۔

رافضی حکومت جو فلسطین کی مدد اور فلسطین میں غاصبانہ یہودی تسلط سے نبرد آزمائی کے دعوے کررہی ہے اس سے کسی کو ہرگز دھوکہ نہیں کھانا چاہیے۔ یہ صرف پروپیگنڈا ہے جس کو ان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سیاست داں بڑھا چڑھا کر اعتماد کے پیرایہ میں بیان کر کے عوام کو دھوکہ دینے کے لیے کرتے نظر آتے ہیں، جو ان کے مکر و فریب سے بالکل نابلد ہیں۔ یہ سارے کے سارے دعوے حزب اللہ کی زبان سے سننے میں آرہے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک سوچی سمجھی چال ہے جو اس خطے میں حکومت ایران کے اثر و نفوذ کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کرنے کی غرض سے چلی جارہی ہے۔

اگر رافضیوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے تو ہمیں: ہماری امت کے اسلاف، چاہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہوں یا تابعین کرام و تبع تابعین ہوں یا ان کے بعد والے اسلاف عظام رحمہم اللہ اجمعین، ان خیر و عظمت والے لوگوں کے ساتھ روافض کے پرخطر عزائم والے عقیدے کے بارے میں ہمیں پتہ چل جائے گا کہ اہل سنت اور ان کے اسلاف کے لیے روافض کا سم قاتل یہود و نصاریٰ کے زہر سے کچھ کم نہیں۔ یہ لوگ امت مسلمہ کے لیے یہود و نصاریٰ کی طرح انتہائی خطرناک عزائم رکھتے ہیں۔

اس سے بڑھ کر اس بات کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ حکومت ایران کی دسترس میں رہنے والے اہل سنت کے ساتھ وہاں کیا رویہ اپنایا جارہا ہے؟ کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی زندہ و جاوید مثال ہو سکتی ہے کہ سرزمین عراق پر صلیبی تسلط کے بعد اہل سنت کے ساتھ کیا رویہ اپنایا گیا اور ایرانی و عراقی سنیوں کو وہاں کے رافضیوں نے کس طرح ظلم و ستم کا نشانہ بنایا؟ ان پر طرح طرح کے ستم روا رکھنے کے لیے انہیں تختہ مشق بنایا گیا۔ اہل سنت کو ایران و عراق میں جس ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا گیا ہے تاریخ عالم میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ کیا رافضیوں کی سنیوں سے دشمنی کی اس سے بڑھ کر اور کوئی مثال ہو سکتی ہے؟

عراق میں آخری دور کے تازہ ترین واقعات نے حکومت ایران کی لالچ بھری پلاننگ کا پردہ فاش کر دیا ہے۔ ایران عراق کے رافضیوں کی مدد میں اتنا سرگرم کیوں ہے؟ اہل سنت کے مقابلہ میں سرزمین عراق پر قابض اجنبی فوجوں سے اسے اتنی ہمدردی کیوں ہے؟ اس ہمدردی کے پس پردہ ایران کے عزائم یہ ہیں کہ سرزمین عراق پر رافضی حکومت قائم ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد پھر ایران اور عراق دونوں حکومتیں گھل مل جائیں اور عراق سے اہل سنت کا صفایا ہو جائے۔ اس سے پتہ یہ چلا کہ اس خطہ میں رافضی خطرہ عظیم ترین خطرہ ہے جس سے اہل وسنت کو چوکنا رہنا چاہیے کیونکہ اہل سنت والجماعت کے خلاف ایران کے پرخطر عزائم کی حقیقت منکشف ہو کر سامنے آ چکی ہے۔ اس لیے سنیوں کو رافضیوں کے دام میں پھنسنے سے پہلے اپنا انجام کار سوچ لینا چاہیے۔ ان کی چکنی چپڑی باتوں کے دام میں نہ آنا چاہیے۔ کیونکہ وہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ لہٰذا ان کی باتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس لیے ہمیں ان لوگوں سے ہر وقت بھرپور ہوشیار اور چوکنا رہنا چاہیے۔

((نَسْأَلُ اللّٰهَ اَنْ يَنْصُرَ دِيْنَهُ ، وَاَنْ يَرُدَّ كَيْدَ اَعْدَائِهِ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَيَكْفِيْنَا شُرُوْرَهُمْ ، اِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .))

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعہ کی حقیقت

تالیف

فضیلۃ الشیخ / عثمان بن محمد الخمیس حفظہ اللہ

ترجمہ

فضل الرحمٰن رحمانی الندوی

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ مسنونہ

((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ (1) ، وَنَسْتَغْفِرُهُ (2) ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا (3) وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا (4) ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (5)

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝﴾ (6)

﴿يَآ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝﴾ (7)

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝﴾ (8)

أَمَّا بَعْدُ : فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ (9) وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، أَلضَّلَالَةُ فِي النَّارِ)) (10)

---

(1) (3) (4) (5) صحیح مسلم، کتاب الجمعه ،باب تخفیف الصلاۃ والجمعه : ۲۰۰۸،

(6) (7) (8) ابوداؤد، کتاب النکاح ، باب في خطبة النکاح : ۲۱۱۸ (نَحْمَدُہ کے بغیر) مسند احمد ۳۹۳/۱ (إنّ اور نَحْمَدُہ کے بغیر) جامع الترمذی ،کتاب النکاح ،باب ماجاء فی خطبة النکاح : ۱۱۰۵ (نَحْمَدُہ کے بغیر) ابن ماجه بحواله مشکوٰۃ المصابیح: ۳۱٤۹ تصحیح فضیلة الشیخ الالبانیؒ وقال: حدیثٌ صحیحٌ

(2) جامع الترمذي ،حواله سابقه (6) آل عمران : ۱۰۲ (7) النساء : ۱

(8) الاحزاب : ۷۰-۷۱ (9) فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ...... کے الفاظ مسند احمد ۱۲۷/٤ (جلدنمبر ٥) کے ہیں۔ (10) صحیح مسلم : ۲۰۰۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ خطبہ مسنونہ

بلاشبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ہم اس کی تعریف کرتے ہیں۔اس سے مدد مانگتے اور اسی سے ہم بخشش طلب کرتے ہیں۔ہم اپنے نفسوں کے شر اور اپنی بداعمالیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔جسے اللہ (سیدھی) راہ سجھا دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں (ہوسکتا۔) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے،اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔اور تمھیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔“...... ”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر) اس (جان) سے اس کی بیوی کو پیدا کیا۔پھر ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پیدا کر کے (زمین پر) پھیلا دیے۔اور ڈرو اللہ سے کہ جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے (حاجت براری کے لیے) سوال کرتے ہو اور ناطہ توڑنے سے (بھی ڈرو) بلاشبہ اللہ تمھارے اوپر نگہبان ہے۔“

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور بات سیدھی (سچی) کہا کرو۔(ایسا کرو گے تو) اللہ تمھارے اعمال کی اصلاح کردے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا۔اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی،اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔“

حمد و صلوٰۃ کے بعد: یقیناً تمام باتوں سے بہتر اللہ کی کتاب ہے۔تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد (رسول اللہ ﷺ) کا ہے۔اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (دین اسلام میں) اپنی طرف سے وضع کیے جائیں۔دین میں ہر نیا کام بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے۔گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندان کی تشکیل ایک فطرتی ضرورت

معزز قارئین کرام! اللہ تبارک تعالیٰ اپنی کتاب عزیز میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۝﴾ (الروم:۲۱)

''اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کردی۔ یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔''

عالم انسانی کی نظر میں خاندان ایک محور کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایک ہی آدمی سے شروع ہوا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ تبارک نے اسی شخص سے اس کی بیوی کو پیدا کیا یوں اللہ تعالیٰ نے ایک خاندان کی تشکیل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا۝﴾ (النساء: ۱)

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔ اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بچو۔ بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ شادی بیاہ ایک خاندان کی بنیاد فراہم کرتا ہے اور یہی معاشرے کی بنیادی اکائی بھی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا﴾ (الفرقان:٥٤)

”یہ اللہ ہی کی ذات ہے جس نے پانی سے انسان کی تخلیق فرمائی ہے۔ پھر اسے حسب ونسب اور ازدواجی رشتوں والا بنادیا۔“

اس مختصر سی تمہید کے بعد ہمیں بخوبی پتہ چل گیا کہ کتاب وسنت میں اسلام نے خاندانی نظام کے قیام پر کتنا زور دیا ہے۔ اب ہم اپنے موضوع کی طرف لوٹ کر آتے ہیں۔ ہمارا موضوع ہے ”متعہ کی شرعی حیثیت۔“

متعہ وحلالہ کیا ہیں؟

”متعہ نام ہے اس اتفاق کا جو مرد اور عورت کے درمیان اس شرط پر طے پائے کہ مرد اس عورت سے جس سے وہ معاملہ طے کر رہا ہے ایک متعین مال کے بدلے مخصوص مدت کے لئے اپنی جنسی شہوت پوری کرے گا۔ اس کے بعد اسے چھوڑ دے گا اور اس عورت سے اس کا کچھ تعلق نہیں رہے گا۔“

متعہ ایسی بیماری ہے جو سوسائٹی کے اندر ایک ناسور کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس پر معاشرے کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔ الا یہ کہ اشتراکی نظام رائج ہو جہاں ہر میدان میں عورت مرد کے شانہ بشانہ کھڑی ہو۔ مگر اسلام کے اندر اس کو بنیاد بنا کر خاندان و برادی کی اساس نہیں رکھی جاسکتی۔ نہ ہی اس کے ملبے پر حسب ونسب کی عمارت استوار ہوسکتی ہے اور نہ ہی اس کو کسی گھر کی خشت اول قرار دیا جاسکتا ہے۔

روئے زمین پر کوئی شخص چاہے کتنا ہی گیا گذرا کیوں نہ ہو؟ وہ کبھی بھی یہ چیز گوارا نہیں کرسکتا کہ کوئی شخص اس کی بہن یا ماں سے غیر شرعی طریقہ پر تعلق استوار کرکے ان کا جنسی استحصال کرے۔ ہمیں تعجب ہے کہ فقہائے وقت اور مجتہدین زمانہ نے امت کی بہن بیٹیوں کے ساتھ کیونکر اس کو حلال قرار دیدیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس پوری کائنات کو انسان کی خاطر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجود بخشتا ہے۔ پھران لوگوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ صنف نازک کو ہوس پرستوں کے ہاتھوں کھلونا بنا کر بیچ دیں۔

اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ سے صراحت کے ساتھ منقول ہے کہ آپ ﷺ نے حلالہ کروانے والے اور حلالہ کی خدمت انجام دینے والے پر اللہ کی لعنت کی ہے۔ یہ حرمت کسی اور بنیاد پر نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حلالہ صرف مرد اور عورت کے لئے جنسی تسکین پوری کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس میں مرد اور عورت غریزۂ شہوانی کی آگ بجھاتے ہیں۔ اس لئے اس کو شرعاً حرام قرار دیا گیا ہے۔ شیعہ فرقہ کا عقیدہ ہے کہ عبادات میں متعہ کا مرتبہ افضل واشرف ہے۔ گویا کہ ان کے نزدیک یہ افضل ترین عبادت ہے اور اس کی فضیلت واہمیت کے ثبوت میں شیعہ گروہ کے لوگ جھوٹی دلیلیں بھی پیش کرتے ہیں جس کا مفصل بیان آ رہا ہے۔

اگر انسان عقل وخرد سے کام لے اور متعہ کے بارے میں غور وفکر کر کے اس کے خدوخال پر نظر دوڑائے تو اس کو پتہ چل جائے گا کہ اس عقیدہ کے اندر کتنے مفاسد روپوش ہیں۔ ہم آئندہ اس کا مفصل بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس بات میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عقیدۂ متعہ اہل بیت علیہم السلام کے لئے باعث عزت وشرف اور ائمہ کرام علیہم السلام کے لئے اعزاز واکرام کا ذریعہ ہے تو ایسے لوگ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور اپنے اس اعتقاد کی وجہ سے وہ ائمہ علیہم السلام نیز اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کی اہانت کے مرتکب ہیں۔ وہ ان کی شان میں گستاخی اور ان پر دروغ گوئی اور تہمت طرازی کی سازش میں مبتلا ہیں۔ کہا جاتا ہے: عقلمند دشمن، بے عقل جاہل دوست سے بہتر ہوتا ہے۔ (ہمیں دوست نما دشمن بھی ملے تو انتہائی بے وقوف اور شیطانی صفات والے۔)

کیا کسی مسلمان عورت کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ اپنے اوقات کو شریعت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کے نام پر مردوں کی گود یا ان کے پہلو گرم کرنے میں گذارتی پھرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ اسلام تو آیا ہی اس لیے ہے کہ وہ لوگوں کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر اسلام کی نورانی راہوں پر لا کر کھڑا کر دے۔ ذلت کی دلدل سے چھٹکارہ دلا کر اپنے ماننے والوں کو عزت و شرف کی راہ پر گامزن کر دے۔ جبکہ عقیدۂ متعہ کا منشاء و مقصد یہ ہے کہ صنف نازک کی عزت و حرمت کو پامال کر کے اسے کسی قابل نہ چھوڑا جائے۔ اس کی حیثیت بے وقعتی کی چادر تلے اپنا دم توڑ دے اور ہر وقت وہ بطور کھلونا نئے نئے ہاتھوں میں جا کر ان کے بستروں کو گرماتی رہے۔ بلکہ وہ ایسی مجبور و لاچار ہو جائے کہ ہر دن اور ہر لمحہ کسی کی گود میں بیٹھ کر اس کے لئے کھیل کود کا سامان مہیا کرے۔

اسی لئے اگر ہم چشم بینا سے دیکھیں تو ہمیں متعہ فحاشی کے اڈوں اور یورپ کے کلبوں میں بس اتنا فرق نظر آتا ہے کہ یورپ میں فحاشی کے اڈوں کی قانون حمایت کرتا ہے اور وہاں کا نظام اس کی اجازت فراہم کرتا ہے جبکہ شیعوں کا خیال ہے کہ محمد ﷺ کی شریعت، متعہ جیسے فعل کی پشت پناہی کرتی ہے۔

اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ اس قسم کا نظریہ نبی کریم ﷺ پر اور آپ ﷺ کی شریعت پر بہتان عظیم ہے۔ اس قسم کی دروغ گوئی وہی شخص کر سکتا ہے جس کو دین محمدی ﷺ سے کوئی لگاؤ نہ ہو بلکہ وہ نام کا مسلمان ہو۔

متعہ کی شرعی حیثیت:

ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ کسی زمانے میں متعہ مباح تھا۔ اس کے بعد اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا گیا۔ جیسا کہ شراب ایک زمانے میں حلال تھی مگر اس کے بعد شریعت نے اسے حرام قرار دے دیا۔ اب شراب نوشی باجماع امت حرام ہے۔ اسی طرح متعہ باجماع امت حرام ہے۔ اس میں دو رائیں نہیں ہیں۔ جو اس کے خلاف ہے وہ اجماع امت کے خلاف ہے۔

لیکن اُن نام نہاد فرقوں میں سے کہ جو اپنی نسبت اسلام کی طرف کرتے ہیں ایک فرقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا بھی ہے جو متعہ کی حرمت سے انکار کرتا اور اسے حلال قرار دیتا ہے۔

اگر تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے تو پتہ یہ چلتا ہے کہ اسلام اور شریعت محمدیہ کی طرف نسبت کرنے والے تمام کے تمام فرق متعہ کی حرمت کے قائل ہیں۔ یہاں تک کہ شیعی فرقوں میں سے تمام فرق بھی متعہ کی حرمت کے قائل ہیں سوائے اثنا عشریہ کے۔ یہ فرقہ اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے کسی صورت میں بھی متعہ کی حرمت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

اگرچہ باطل فرقوں یعنی اسماعیلیہ، زیدیہ اور خوارج وغیرہ کے اختلاف اہل سنت و الجماعت کے اجماع کے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کا اختلاف اجماع امت پر اثر انداز ہوتا ہے پھر بھی یہ بات قابل بیان ہے کہ ان تمام باطل فرقوں میں سے صرف اثنا عشریہ ہی متعہ کے قائل ہیں باقی تمام فرقے اسے حرام قرار دیتے ہیں۔

❀❀❀❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعہ کی حرمت

کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے

۱

کتاب وسنت اور اجماع سے تو اس کی حرمت کا اثبات ملتا ہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عقل سلیم بھی متعہ کی حلت کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ انسان اگر سلیم الطبع اور صاحب عقل ہے تو وہ کبھی بھی اس کی حلت کا قائل نہیں ہوسکتا۔

کتاب اللہ سے متعہ کی حرمت کے دلائل کا بیان:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ٥ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ٥ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ٥﴾ (المعارج:۲۹تا۳۱)

''اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہاں ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جن کے وہ مالک ہیں انہیں کوئی ملامت نہیں۔ اب جو کوئی اس کے علاوہ اور (راستہ) ڈھونڈے گا تو ایسے لوگ حد سے گذر جانے والے ہوں گے۔''

مذکورہ آیات سے پتہ یہ چلا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنسی تسکین کے لئے دو جائز طریقوں کو حلال قرار دیا ہے۔ ایک بیوی اور دوسری ''ملک یمین'' یعنی لونڈی۔ لہٰذا اہل ایمان کی امتیازی شان یہ ہے کہ وہ جنسی تکمیل وتسکین کے لئے ناجائز ذریعہ اختیار نہیں کرتے۔ اگر کوئی شخص کوئی دوسری راہ اختیار کرتا ہے تو اس کو باغی یا حدود الٰہیہ کو پامال کرنے والا تصور کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ گویا کہ وہ ہوس پرستی میں حد سے زیادہ تجاوز کر چکا ہے اور اسے اللہ کی حدود تک کا کوئی لحاظ نہیں۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے لوگوں کو باور کرادیا ہے:

﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ﴾ (المعارج:٣١)

''جو کوئی اس کے علاوہ کوئی اور راستہ ڈھونڈھے گا تو اس کا شمار حد سے تجاوز کر جانے والوں میں ہوگا۔''

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ﴾ (النساء:٢٤)

''اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کر سکتے ہو، برے کام سے بچنے کے لئے نہ کہ شہوت رانی یا شناسائی کرنے کے لئے۔''

اور متعہ سراسر شہوت رانی اور شناسائی ہے اس میں دو آراء نہیں ہیں۔ اسی لیے متعہ کرنے والے کو محصن نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ متعہ شادی کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ یہ نکاح شرعی نہیں ہے۔ لہٰذا اس طرح عورت سے استمتاع اور تلذذ ناجائز ہے۔ اس کا مفصل بیان ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں آرہا ہے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ (النساء:٢٥)

''اور تم میں سے جس کسی کو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی پوری وسعت وطاقت نہ ہو تو وہ مسلمان لونڈیوں سے جن کے تم مالک ہو اپنا نکاح کرلے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ لونڈیوں سے نکاح کے عدم جواز کے قائل ہیں کیا ان کی نظروں سے یہ آیت مخفی رہ گئی کہ اللہ تعالیٰ صراحتاً اس آیت میں ان لوگوں کی اس جانب توجہ مبذول کرا رہا ہے: ''جو لوگ پاک دامن عورتوں سے نکاح کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کو چاہیے کہ وہ لونڈیوں سے نکاح کرلیں۔'' جبکہ لونڈیوں سے نکاح، کرنا نکاح متعہ سے کہیں زیادہ مہنگا اور قیمتی ہے۔

تو پتہ یہ چلا کہ اگر نکاح متعہ بہتر ہوتا، اس میں خیر کا پہلو ہوتا یا اس کی حلت باعث خیر ہوتی تو اللہ تعالیٰ لونڈیوں سے نکاح کی ترغیب دینے کے بجائے نکاح متعہ کی ترغیب دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کا نکاح کی وسعت نہ ہونے کی صورت میں لونڈیوں سے نکاح کی طرف توجہ مبذول کرانا اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت کے نزدیک نکاح متعہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ﴾ (النور:۳۳)

''اور ان لوگوں کو پاک دامن رہنا چاہیے جو اپنا نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے مالدار بنا دے۔''

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے (وَلْيَسْتَمْتِعْ) نہیں کہا...... مراد یہ کہ اگر متعہ حلال ہوتا تو اللہ تعالیٰ پاکدامنی کے بجائے متعہ کرنے کا حکم دیتا۔ حالانکہ (لِيَسْتَمْتِعْ) اور (لِيَسْتَعْفِفْ) دونوں میزان صرفی کے اعتبار سے ایک وزن کے کلمات ہیں۔ لیکن دونوں کے معنی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پہلے کلمہ سے مراد استمتاع کرنا یا تلذذ حاصل کرنا ہے اور دوسرے کلمہ سے مراد پاک دامنی ہے۔ اس سے مراد صحبت ومباشرت کے بعد کا استمتاع وتلذذ ہے۔

لیکن اس کے باوجود شارع حکیم کا یہ کہنا: وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ) اور (لِيَسْتَعْفِفْ) کی جگہ (لِيَسْتَمْتِعْ) کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صیغہ استعمال نہ کرنا۔ اگر چہ متعہ (نکاح) سے سہل اور آسان ہے۔ اس میں خرچہ بھی بہت کم ہے اس میں متعہ کرنے والے کے لئے مستطیع ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ تھوڑے سے خرچہ میں اسے بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ شیعوں کی بعض روایات میں اس کی صراحت ہے کہ نکاح متعہ کے لئے مہر ایک مٹھی جو ہے۔ مراد یہ کہ ایک مٹھی جو میں یہ نکاح عمل پذیر ہوسکتا ہے۔ ❶ اس کے باوجود قرآن کریم کا صیغہ [لِيَسْتَعْفِفْ] استعمال کرنا، متعہ کی حرمت کی دلیل ہے۔ مراد یہ کہ شریعت میں نکاح متعہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اسی طرح الاحول احول سے مروی ہے کہ اُس نے جناب امام ابوعبداللہ جعفر صادق رحمہ اللہ سے دریافت کیا: ''نکاح متعہ میں ادنی سے ادنیٰ مہر کیا ہونا چاہئے جس کے ذریعہ نکاح متعہ منعقد ہوجائے؟ تو امام صاحب نے جواب دیا: اس کے لئے مٹھی بھر جو کافی ہیں۔ ❷

ازروئے حدیث متعہ کی حرمت

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کی ممانعت کا اعلان فرمادیا تھا۔ ❸

حضرت ربیع بن شمرۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر نکاح متعہ کی ممانعت فرمادی تھی۔ ❹

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: غزوہ اوطاس کے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے لئے ہمیں متعہ کی اجازت مرحمت فرمائی بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ممنوع قرار دے دیا۔ ❺

حضرت ربیع بن شمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! میں نے تم کو عورتوں سے متعہ کی اجازت دی تھی تو کان کھول کر سن لو! اللہ تعالیٰ نے اب اسے

---

❶ رواه الكليني۔ ٥/٤٥٧۔ ❷ رواه الكليني في الكافي ۔ج٥۔ص٤٥٧۔

❸ صحيح البخاری، کتاب المغازی، حدیث: ٤٢١٦، صحيح مسلم حديث: ٣٤٣٥۔

❹ صحيح مسلم، کتاب النکاح حديث: ٣٤٢٧۔

❺ صحيح مسلم، کتاب النکاح، حدیث: ٣٤١٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے دن تک حرام قرار دے دیا ہے۔ اس لیے جس کے پاس ان متعہ والی عورتوں میں سے کوئی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ اور جو چیز تم ان کو دے چکے ہو اُسے واپس نہ لو۔'' ❶

نبی کریم ﷺ نے نوجوانوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: نوجوانو! تم میں سے جو شادی کی طاقت رکھتا ہے اسے شادی کر لینی چاہیے اور جو شادی کی استطاعت نہیں رکھتا اسے چاہیے کہ وہ کثرت سے روزے رکھے کیونکہ روزے قوت شہوانی کو قابو میں رکھنے کا مجرب نسخہ ہیں۔ ❷

جو نوجوان شادی کی استطاعت نہیں رکھتا آپ ﷺ نے نکاح متعہ کا حکم نہیں دیا حالانکہ نکاح متعہ آسان ہے جس پر زیادہ خرچہ بھی درکار نہیں ہے۔

جناب امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: ''ان سے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: متعہ بعینہٖ زنا ہے۔'' ❸

حُرمت متعہ از روئے اجماع:

نکاح متعہ کی حرمت پر بہت سے علماء کرام نے اجماع نقل کیا ہے۔ چنانچہ امام نووی، امام المازری، امام قرطبی، امام خطابی، امام ابن منذر اور امام شوکانی وغیرھم رحمہم اللہ جمیعاً اس کی حرمت کے قائلین میں صف اول کا مقام رکھتے ہیں۔

مذکور بالا تمام ائمہ نے متعہ کے حرام ہونے پر مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے۔ لیکن دنیائے اسلام میں سے ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو نکاح متعہ کے جواز کا قائل ہے۔ اس کی حلت کو ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ متعہ کا حکم ابھی تک باقی ہے۔ یہ منسوخ ہوا ہے نہ ہی اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔ یہ شیعی فرقہ ''اثنا عشریہ'' ہے۔

شیعہ کے دلائل

شیعوں نے نکاح متعہ کے جواز میں چند ایک دلائل پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم ان

---

❶ صحيح مسلم، حديث: ٣٤٢٢.

❷ صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب: ٢، حديث: ٥٠٦٥، وصحيح مسلم، حديث: ٣٣٩٨.

❸ اخرجه البيهقي ج ٧/٢٠٧۔ یہ تھے جنابِ امام ابوعبداللہ جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دلائل پیش کر کے ان کا مُسکت جواب بھی دیں گے۔

(۱)......شیعہ نے نکاح متعہ کے جواز میں سورۂ نساء کی اس آیت سے استدلال کیا ہے:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ (النساء: ۲۴)

''لہٰذا تم جن عورتوں سے (فائدہ) اٹھانا چاہو انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو۔''

شیعہ نے آیت مذکورہ میں لفظ اِسْتِمْتَاع اور کلمہ ﴿فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ﴾ سے متعہ کی اباحت پر استدلال کیا ہے اور تائید میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم اجمعین کی قراءت: فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی...... بھی پیش کی ہے کہ یہ کلمات متعہ کے جواز کی غمازی کرتے ہیں۔ یہ شیعہ کی پہلی دلیل ہے جو ان کے بقول متعہ کا جواز فراہم کرتی ہے۔

ان کی دوسری دلیل اہل بیت رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب احادیث ہیں۔ شیعہ فرقہ کے ملاؤں کا کہنا ہے کہ: اہل بیت رضی اللہ عنہم سے بعض ایسی روایات کا ثبوت موجود ہے جس سے متعہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

(۲)...... جناب علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ ''اگر عمر بن الخطاب متعہ میں مجھ سے سبقت نہ کرتے تو ہم میں سے بے وقوف لوگ ہی زنا کا ارتکاب کرتے۔''❶

(۳)......ایک روایت میں ہے کہ بدبخت لوگ ہی زنا کا ارتکاب کرتے ہیں۔ (یعنی لوگوں میں سے بہت ہی تھوڑے لوگ۔ کیونکہ متعہ کے ہوتے ہوئے جو ایسا کرے گا وہ بے وقوف ہی ہوگا۔)

(۴)...... امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے: ''جو ہمارے اسلاف کی اتباع نہیں کرتا اور متعہ کو حلال نہیں سمجھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''❷

(۵)......امام محمد بن مسلم علیہ السلام سے مروی ہے: مجھے ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''تم دنیا سے اس وقت تک نہ جانا جب تک کہ سنت (متعہ) کو زندہ نہ کرو۔❸

❶ أخرجه صاحب الوسائل۔ وسائل الشيعة ۲۱/ ۵.

❷ أخرجه صاحب الوسائل جزء ۲۱/ص ۸.

❸ أخرجه ايضا صاحب الوسائل ۲۱/ ۱۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٦)......شیعہ کا یہ کہنا بھی ہے کہ متعہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔ اس کو تو عمر رضی اللہ عنہ نے حرام قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ محض ان کا کذب وافتراء والا خیال ہے۔

(٧)......اہل سنت کا کہنا ہے کہ آیت متعہ منسوخ ہو چکی ہے اور سورت المعارج اور سورۃ المومنون کی آیات ناسخہ ہیں۔

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ۝﴾ (مومنون:٥ تا ٧)

"اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، ہاں ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جن کے وہ مالک ہیں انہیں کوئی ملامت نہیں، اب جو کوئی اس کے علاوہ (راہ) ڈھونڈے گا تو ایسے لوگ حد سے گذر جانے والے ہوں گے۔"

شیعہ کہتے ہیں کہ سورۃ المعارج اور سورۃ المومنون کی آیات مکیہ ہیں۔ جب کہ سورۃ نساء کی آیت متعہ مدنیہ ہے۔ لہٰذا مکی آیت مدنی آیت کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ آیت متعہ، آیت نہی سے نزول میں متاخر ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ناسخ منسوخ سے مقدم ہو۔

(٨)......شیعہ کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ حرمت متعہ کے دلائل میں اضطراب پایا جاتا ہے کہ کسی حدیث میں نکاح متعہ یوم خیبر کو حرام قرار دے دیا گیا تھا اور کہیں وارد ہوا ہے کہ نکاح متعہ کو عام اوطاس میں ممنوع قرار دیا گیا۔ کسی حدیث میں آتا ہے کہ متعہ کے عدم جواز کا حکم فتح مکہ میں ہوا اور کہیں یہ بات باور کرائی جاتی ہے کہ نکاح متعہ کی ممانعت حجۃ الوداع میں وارد ہوئی۔ کبھی صلح حدیبیہ کے موقعہ پر اس کے عدم جواز کے حکم کے نزول کی بات کی جاتی ہے۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی حرمت کا حکم دو مرتبہ نازل ہوا۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی حرمت کا حکم ایک مرتبہ نازل ہوا اور کبھی کہا جاتا ہے کہ اس کی حرمت کا حکم تین مرتبہ نازل ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعہ کا کہنا ہے کہ متعہ کے جواز یا عدم جواز میں اس طرح کا اضطراب اس بات کی واضح دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کسی مستند اور قوی حدیث سے اس کا ثبوت موجود نہیں ہے۔

(۹)......علاوہ ازیں شیعہ کا موقف ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کے روبرو نکاح متعہ کیا تھا اور آپ ﷺ نے تردید نہیں فرمائی تھی۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتداء میں متعہ پر عمل درآمد ہوتا رہا۔ یہاں تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں نکاح متعہ کی ممانعت کا حکم صادر فرمایا۔

تو متعہ کے جواز میں تقریباً یہ ہیں فرقہ شیعہ کے مجمل دلائل۔ آیئے اب ہم ان دلائل کا علمی جائزہ لیتے ہیں۔

شیعہ دلائل کا تنقیدی جائزہ

(۱)...... جہاں تک سورۂ نساء کی آیت سے فرقہ شیعہ کا متعہ کے جواز میں استدلال فراہم کرنے کا مسئلہ ہے تو ہمیں علماء تفسیر کی آراء اور ان کے اقوال کے طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

اس کے بعد ہمیں آیت کے موقع ومحل کو دیکھنا چاہیے اور اس کے سیاق وسباق کا خیال رکھنا چاہیئے۔

اسی قاعدہ کی رو سے ہم اس آیت کا مطالعہ کرتے ہیں۔:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ (النساء: ۲۴)

''تم ان عورتوں میں سے جن سے فائدہ اٹھانا چاہو انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو۔''

اگر اس آیت کے سیاق وسباق پر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس آیت کا نکاح متعہ سے دور دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی اس سے گزشتہ آیت میں ان عورتوں کی فہرست بیان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دی ہے۔ جن سے ابدی طور پر نکاح حرام ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴾ (النساء:٢٢)

''اور ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمھارے باپ نکاح کر چکے ہوں، مگر جو پہلے گزر چکا، بے شک یہ ہمیشہ سے بڑی بے حیائی اور سخت غصے کی بات ہے اور برا راستہ ہے۔''

اس سے اگلی دو آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ؗ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ؗ وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝﴾ (النساء:٢٣۔٢٤)

''اور ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے مگر جو گذر چکا۔ یہ بے حیائی کا کام اور بغض کا سبب ہے اور بڑی بری راہ ہے۔'' حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں، اور تمہاری بیٹیاں، اور تمہاری بہنیں، تمہاری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں، تمہاری بھتیجیاں، تمہاری بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو، اور تمہاری دودھ شریک بہنیں، اور تمہاری ساس اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں۔ تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم دخول کر چکے ہو (ہاں!) اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اور تمہارے سگے بیٹوں کی بیویاں۔ اور تمہارا دو بہنوں کا جمع کرنا۔ (ایک نکاح میں بھی حرام ہے۔) ہاں جو گذر چکا سو گذر چکا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور حرام کی گئیں تم پر شوہر والی عورتیں مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ احکام تم پر فرض کر دیئے ہیں۔ ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کرنا چاہو، برے کام سے بچنے کے لئے نہ کہ شہوت رانی کرنے کے لئے۔ اس لئے جن سے تم فائدہ اٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو اور حق مہر مقرر کر لینے کے بعد اگر تم آپس میں راضی ہو جاؤ تو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ بے شک اللہ عزوجل خبردار ہے، نہایت حکمت و دانائی والا۔"

ان آیات کے سیاق وسباق سے پتہ چل رہا ہے کہ مذکورہ آیت اپنے منطوق کے اعتبار سے نکاح شرعیہ پر دلالت کر رہی ہے نہ کہ نکاح متعہ کو حلال قرار دینے کے لئے اس کا ورود ہوا ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے اس آیت میں ان عورتوں کا تذکرہ کیا ہے جن سے شرعی طور پر نکاح کرنا حرام ہے۔ جیسے کہ ماں، اپنی بیٹی، حقیقی بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضاعی ماں، رضاعی بہن، ساس، مدخولہ بیوی کے پہلے خاوند سے لڑکیاں اور وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہوں تمہاری مدخولہ بیوی کے ساتھ۔ اور اگر تم نے ان عورتوں سے جماع نہ کیا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اور بہوویں جو کہ تمہاری اپنی اولاد کی عصمت میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے دو بہنوں کو ایک ساتھ جمع کرنے کی ممانعت فرمائی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس کے بعد شوہر والی عورتوں سے شادی کی حرمت بیان کی گئی ہے کہ ان سے تمہارے لئے شادی کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمارہا ہے: ان مذکورہ عورتوں کے علاوہ دیگر تمام عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں جن سے تم نکاح کر سکتے ہو۔

لہٰذا مذکورہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ شیعہ گروہ کا اس آیت کو متعہ کے جواز کے لئے بطور استدلال پیش کرنا کسی صورت میں درست اور جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ آیت نکاح صحیح کے اثبات کے لئے وارد ہوئی ہے تاکہ ایک مسلمان کو معلوم ہو جائے کہ کن کن عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اس آیت کے بارے میں متعہ کے جواز کی بات کرنا تو دور کی بات ہے، اس سلسلہ میں سوچنا بھی محال ہے۔ کیونکہ اس آیت کا ذرہ برابر بھی متعہ سے تعلق نہیں ہے۔

آپ ذرا اس آیت کے سیاق پر غور کیجئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ (النساء:٢٤)

"اس لئے تم ان میں سے جن عورتوں سے فائدہ اٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد تم آپس کی رضا مندی سے جو طے کرلو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو پڑھیں:

﴿وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ﴾ (النساء:٢٤)

"اور ان سے نکاح بھی حرام ہے جو عورتیں شادی شدہ ہیں لیکن جو تمہاری ملکیت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آ جائیں تو یہ لونڈیاں جائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ احکام تم پر فرض کر دیے ہیں۔ اور ان مذکورہ عورتوں کے علاوہ دوسری عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں کہ اپنے مال مہر کے عوض تم ان سے نکاح کرو برے کاموں سے بچنے کے لئے نہ کہ شہوت رانی کے لئے۔''

آیت کریمہ کے کلمہ (مُحْصِنِیْنَ) پر غور کریں کہ اس آیت کریمہ سے عموماً اور اس کلمہ (محصنین) سے خصوصاً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس سے مراد نکاح شرعی ہے نہ کہ متعہ۔ کیونکہ متعہ سے پاک دامنی و آبرو اور نسل کی حفاظت کیوں کر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (محصنین) کہہ کر پاک دامنی اور عفت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ چیز نکاح سے ہی بروئے کار لائی جا سکتی ہے متعہ سے نہیں۔ حتیٰ کہ شیعہ حضرات بھی اس بات کے قائل ہیں کہ پاک دامنی صرف نکاح شرعی سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر آیت کریمہ سے متعہ مراد ہوتا تو (مُحْصِنِیْنَ) کا جملہ استعمال نہ کیا جاتا۔ متعہ اور چیز ہے اور احصان و پاک دامنی یا عفت و عصمت اور چیز لہٰذا اس آیت سے مقصود نکاح شرعی ہے نہ کہ نکاح متعہ۔

شیعہ کے نزدیک شیخ اسحاق بن عمار سے یہ روایت مروی ہے کہ انہوں نے امام ابوابراہیم موسیٰ کاظم رحمہ اللہ سے دریافت کیا: ''کوئی شخص زنا کاری کا ارتکاب کرتا ہے، حالانکہ اس کے پاس باندی موجود ہے جس سے وہ ازدواجی تعلقات رکھتا ہے تو کیا اس باندی سے ازدواجی تعلقات کی بنا پر اس کو شادی شدہ کہا جائے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ: ہاں وہ شادی شدہ ہے۔ پوچھا گیا اور اگر اس کے پاس عقد متعہ کے طور پر عورت ہے تو کیا اس کو شادی شدہ گردانا جائے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ کیونکہ باندی تو اس کی ملک یمین میں دائمی طور پر ہے۔ جب کہ نکاح متعہ والی عورت کی ملکیت دائمی نہیں ہے۔ [1]

[1] ملاحظہ ہو: وسائل الشیعہ / ج۲۸۔ ص ۶۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ دلائل سے پتہ چلا کہ اس آیت کریمہ سے متعہ مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد نکاح شرعی ہے۔ کیونکہ اس کا سیاق وسباق اسی کی طرف غمازی کر رہا ہے۔ آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے ان عورتوں کی فہرست جاری کی ہے جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے بارے میں بیان فرمایا جن سے نکاح حلال ہے۔

جیسا کہ ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ عقد متعہ سے پاک دامنی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دراصل جس چیز سے پاک دامنی کا حصول ہوتا ہے اور عزت وآبرو کی حفاظت ہوتی ہے وہ نکاح شرعی ہے (اس بات کی شہادت کے لئے شیعوں کے اقوال ہی ہمارے لئے کافی وشافی ہیں) زیادہ چھان بین کی ضرورت نہیں ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ لوگ دلائل دینے سے عاجز ہیں اور انہیں راہ فرار بھی نہیں مل پاتی۔ لہٰذا وہ اس بات کے قائل نظر آتے ہیں کہ متعہ قابل احسان نہیں ہے۔ لیکن وہ اپنی ڈھٹائی پر اڑ کر یہ بات کہنے سے گریز نہیں کرتے کہ آیت کریمہ نکاح متعہ کے بارے میں ہے۔ یہ شیعہ کا عناد ہے اور ڈھٹائی کا کوئی علاج نہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب بھی میرا کسی عقلمند سے مناظرہ ہوا تو میں کامیاب رہا اور جب بھی کسی جاہل سے مجھے بحث ومباحثہ کرنا پڑا تو میں مغلوب ہو کر ہی واپس آیا۔ کیونکہ جاہل کو سمجھانا ایک عقل مند کے بس کی بات نہیں۔

اس کے بعد قرآن کی حکمت بیانی پر توجہ دیں: ''کیسا عجیب وغریب اور پیارا اسلوب بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے حکیمانہ انداز میں فرما رہا ہے:

﴿وَ مَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ مِنۡکُمۡ طَوۡلًا اَنۡ یَّنۡکِحَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ فَمِنۡ مَّا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ مِّنۡ فَتَیٰتِکُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَ اللّٰہُ اَعۡلَمُ بِاِیۡمَانِکُمۡ ؕ﴾ (النساء:٢٥)

''اور تم میں سے جس کسی کو آزاد مسلمان عورتوں سے شادی کرنے کی طاقت نہ ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ مسلمان لونڈیوں سے جن کے تم مالک ہو (اپنا نکاح کر لے) اللہ تمہارے اعمال کو بخوبی جاننے والا ہے۔"

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نکاح کا حکم دے رہا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اگر اس آیت سے نکاح کے علاوہ کوئی اور چیز مقصود ہوتی تو اس کی ترغیب دی جاتی۔ جب کہ ایسا قطعاً نہیں ہے آخر متعہ کا جواز کہاں سے نکل آیا؟۔

اور جہاں تک (إِلىٰ أَجَلٍ مُّسَمّىٰ) والی قراءت کا تعلق ہے تو ہمارا یہ کہنا ہے کہ وہ قراءت درست نہیں ہے۔ بلکہ اس کی حیثیت قراءت شاذہ کی ہے۔ قراءت متواترہ میں اس کا شمار نہیں ہے۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ شیعہ حضرات قراءآت سبعہ کے قائل ہی نہیں ہیں۔ ان کو قراءت سبعہ سے استدلال کا کیا حق پہنچتا ہے؟ لہٰذا ان کا یہ استدلال کسی صورت میں درست نہیں ہے اور نہ ان کو اس صورت میں مذکورہ طریقہ پر استدلال کا حق حاصل ہے۔

فضیل بن یسار سے مروی ہے: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے دریافت کیا: لوگ کہتے ہیں: قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے تو انہوں نے جواب دیا "اللہ کی قسم! لوگ جھوٹ کہتے ہیں، قرآن تو صرف ایک حرف پر واحد الاحد کے پاس سے نازل ہوا ہے۔"[1]

بے شمار علمائے تفسیر جن میں امام طبری، امام قرطبی، امام ابن العربی، امام ابن الجوزی، امام ابن عطیہ، امام نسفی، امام نیسابوری، امام زجاج، امام آلوسی، امام شنقیطی، امام شوکانی، رحمہم اللہ اجمعین وغیرھم سرفہرست ہیں، کا یہ کہنا ہے کہ: آیت مذکورہ نکاح شرعی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کا عقد متعہ سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مفسرین کرام نے کھینچ تان کر کے اس آیت سے عقد متعہ مراد لیا ہے اور بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روایت کی وجہ سے اس حکم کو منسوخ

---

[1] الکافی / ج ۲ ص۔ ٦٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے متعہ کو حرام قرار دیا ہے۔

حالانکہ یہ خوانخواہ کا تکلف ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سیدھی سی بات ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پہلے متعہ کی اجازت دی تھی اس کے بعد اس کی ممانعت کا حکم صادر فرما دیا۔ لہٰذا آپ ﷺ کا قول خود آپ ﷺ کے قول سے منسوخ ہے۔ اس میں آیت کریمہ کا کوئی دخل نہیں ہے اور نہ ہی آیت کریمہ سے متعہ کے جواز کی دلیل فراہم ہوتی ہے۔ اگر کوئی ایسی تاویل کرتا ہے تو اس کو اس کا ہرگز ہرگز حق نہیں پہنچتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں فرما دیا ہے کہ ﴿أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ﴾ اپنے مال کے ذریعہ مہر ادا کر کے تم ان سے نکاح کر سکتے ہو برے کام سے بچنے کے لئے نہ کہ شہوت رانی کے لئے۔ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے مراد نکاح صحیح شرعی ہے۔ ❶

امام شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مذکورہ آیت نکاح شرعی کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ مگر بعض جاہل قسم کے لوگوں نے اس کے نزول کو متعہ کے ثبوت کی دلیل قرار دیا ہے۔ یہ ان کی جہالت کی دلیل ہے۔ ❷

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آیت کریمہ میں لفظ (اِسْتِمْتَاع) وارد ہوا ہے۔ عربی زبان میں لفظ متاع بول کر ہر اس چیز کو مراد لیا جاتا ہے جس سے نفع اندوز ہوا جائے۔

امام زجاج لغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں بہت سے لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ اس آیت میں شیعہ ایسی صریح غلطی پر مصر ہیں جو ناقابل تلافی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ادب لغت کی ہوا تک نہیں لگی۔ اسی لئے تو ان لوگوں نے ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ﴾ سے مراد عقد متعہ سمجھا ہے۔ یہ ان کی کج فہمی نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ وہ اپنے اس قول میں اہل علم کے اجماع کی مخالفت کر کے شذوذ کا شکار ہو گئے ہیں۔ اہل علم کا اجماع ہے کہ اس آیت سے متعہ کی حرمت مراد ہے۔ لہٰذا ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ﴾ سے یہ چیز سمجھ آتی ہے کہ تم ان عورتوں سے اس شرط کا لحاظ رکھتے ہوئے جب

❶ زاد المسير ج ١، ص ٥٣.
❷ أضواء البيان، للعلامه الشنقيطي.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح کرو گے جس کا تذکرہ مذکورہ آیت میں آیا ہے تو وہ نکاح شرعی یا عقد صحیح کہلائے گا جس کو (إِحْصَان) کہا جاتا ہے۔اس کے بعد اس آیت کے سیاق پر تدبرانہ نگاہ ڈالیں تو پتہ چل جائے گا کہ اس عقد صحیح میں کیا مصلحت پنہاں ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِينَ﴾ یعنی تم مہر ادا کر کے برے کاموں سے بچنے کے لئے عقد نکاح صحیح منعقد کرنا چاہتے ہو۔لہٰذا ﴿فَآتُوهُنَّ فَرِيضَةً﴾ ان کا مہر ادا کر کے ان سے شادی کر لو۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر لفظ (تمتع) کا ذکر فرمایا ہے مگر ہر جگہ اس سے نکاح مراد نہیں ہے۔ بلکہ مختلف جگہوں پر اس سے مختلف معنی مراد ہیں۔

(۱)......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا﴾

(الاحقاف:۲۰)

''اس دن کافروں سے کہا جائے گا: تم نے اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی میں ہی برباد کر دیں اور تم ان سے فائدے اٹھا چکے۔''

یہاں (استمتاع) سے مراد یہ ہے کہ تم نے دنیاوی زندگی میں دنیاوی مال ومتاع سے خوب فائدہ اٹھا لیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس جگہ (استمتاع) سے مراد دنیاوی نعمتوں سے فائدہ اٹھانا ہے اس سے نکاح شرعی مراد نہیں ہے۔

(۲)......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ﴾ (التوبہ:۶۹)

یہاں خلاق کا ترجمہ دنیوی حصہ بھی کیا گیا ہے یعنی تمہاری تقدیر میں دنیا کا جتنا حصہ لکھ دیا گیا ہے وہ استعمال کر لو۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے اپنا حصہ استعمال کیا اور پھر موت یا عذاب سے ہم کنار ہوئے۔ یہاں استمتاع سے مراد نکاح نہیں بلکہ نفع اندوزی یا فائدہ مندی ہے۔

[1] لسان العرب ج ۸/۳۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ﴾ (محمد:۱۲)

''اور جو لوگ کافر ہیں وہ دنیا کا ہی فائدہ اٹھا رہے ہیں اور مثل چوپایوں کے کھا رہے ہیں۔''

یہاں بھی تمتع سے مراد مجرد فائدہ دنیاوی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مجرد لفظ متع کا اشتقاق اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس سے مراد نکاح متعہ ہی ہو۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ بلکہ لفظ متعہ قرآن کریم مختلف مقامات پر مختلف معانی میں کا استعمال آیا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ انسان میں سے صنف کفار کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِيْ أَجَّلْتَ لَنَا﴾

(الانعام:۱۲۸)

''اور جو انسان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا اور ہم اپنی معین میعاد تک آ پہنچے جو تو نے ہمارے لئے معین فرمائی تھی۔''

اس آیت میں بھی جنوں اور انسانوں کے ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرنے کی وضاحت کی گئی ہے۔

بہرحال اس بارے میں بہت سی آیات قرآنیہ موجود ہیں۔ یہاں سب آیات کا گنوانا مقصود نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ہمیں یہ بات واضح طور پر معلوم ہو جائے کہ لفظ (متع) سے قرآن کریم میں ہمیشہ نکاحِ متعہ ہی مراد نہیں لیا گیا بلکہ اس تعبیر کو قرآن کریم نے مختلف جگہوں پر مختلف پیرایہ میں بیان کر کے مختلف معانی کے لئے استعمال کیا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں لفظ اجر کا تذکرہ آیا ہے۔ شیعہ کا خیال ہے کہ اس سے مراد نکاح متعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر لفظ اجر سے مراد مہر ہے۔

(۱)......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ (النساء:۲۴)

''اس لئے تم جن عورتوں سے نکاح شرعی کے ذریعہ فائدہ اٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کردہ مہر ضرور دے دو۔''

آیت مذکورہ میں لفظ اجر وارد ہوا ہے اور اس سے مراد مقرر کردہ شرعی مہر ہے۔

(۲)......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ﴾ (المائدہ:۵)

''اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں جب کہ تم ان کے مہر ادا کر دو۔ اور تمہارا ارادہ ان کو نکاح میں لا کر زنا سے بچانا ہو، نہ کہ مستی نکالنے کا (کھلم کھلا زنا کرنے کا) اور نہ چوری چھپے آشنا بنانے کا۔''

اس آیت میں بھی لفظ اجر وارد ہوا ہے اور اس سے مراد مہر ہے۔ ایک تیسری جگہ ارشاد گرامی ہے:

(۳)......فرمایا:

﴿فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ﴾ (النساء:۲۵)

''تو ان کے گھر والوں (ولی الامر) کی اجازت سے ان سے نکاح کر لو اور قاعدہ کے مطابق ان کو ان کے مہر دے دو''

اس آیت میں بھی لفظ (أُجُورَهُنَّ) وارد ہوا ہے اور اس مراد مہر شرعی ہے۔ جس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطعی طور پر متعہ کی نفی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں اولیاء الامور کی اجازت کی شرط لگائی گئی ہے۔ جب کہ متعہ میں والدین یا اولیاء الامور کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۴)......ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ﴾

(الاحزاب:۵۰)

''اے نبی ﷺ ہم نے آپ کے لئے وہ بیویاں حلال کر دی ہیں جنہیں آپ مہر ادا کر چکے ہیں۔''

آیت مذکورہ میں بھی (أُجُورَهُنَّ) سے مراد حق مہر ہے۔

(۵)......اور فرمایا:

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾

(الممتحنة:۱۰)

''ان عورتوں کو ان کے مہر دے کر ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔''

اس آیت میں بھی (أُجُورَهُنَّ) سے مراد مہر شرعی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں جہاں بھی لفظ اجر اور اس کے مشتقات کا ذکر آئے تو اس سے مراد مہر ہوتا ہے۔ اور مہر نکاح شرعی کے انعقاد کا ثبوت ہوا کرتا ہے۔

فرقہ شیعہ کی دوسری دلیل:

شیعہ کا کہنا ہے کہ متعہ کے جواز میں اہل بیت علیہم السلام سے بھی روایات منقول ہیں جو ان کے لئے حجت اور دلیل ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ اس کے جواب کے کئی طریقے ہیں۔ خصوصاً اس مذکورہ قضیہ کی بنیاد پر اس کا جواب تفصیل طلب ہے۔ لہٰذا اگر بحث طویل ہو جائے تو میرے خیال میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ ہم جواب کا آغاز کرتے ہوئے یہ کہنا مناسب سمجھیں گے کہ بہت سے اثنا عشری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمہ کرام سے ایسی روایتوں کا بھی ثبوت ہے جن سے متعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ وہ ائمہ کرام جن سے اس طرح کی روایات وارد ہوئی ہیں یا ان کی طرف منسوب کردی گئی ہیں بالترتیب یوں ہیں۔

1 جناب علی 2 جناب حسن 3 جناب حسین 4 جناب علی زین العابدین بن حسین 5 جناب محمد الباقر بن علی زین العابدین 6 جناب جعفر صادق بن محمد 7 جناب موسیٰ کاظم بن جعفر صادق 8 جناب علی الرضا بن موسیٰ 9 جناب محمد الجواد بن علی 10 جناب حسن بن علی 11 جناب المنتظر (علیہم السلام)۔

ایک روایت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن پالتو گدھے کا گوشت اور نکاح متعہ کی حرمت کا حکم صادر فرمایا تھا۔ ❶

علی بن یقطین سے روایت ہے کہ میں نے موسیٰ کاظم علیہ السلام سے (متعہ) کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: تم کو متعہ سے کیا سروکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو تم کو اس سے بے نیاز فرمایا ہے۔ ❷

عبداللہ بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اپنی عزت وآبرو کو اس گندگی سے آلودہ مت کرو۔'' ❸

حرمت متعہ پر بے شمار روایات منقول ہیں۔ طوالت کے خوف سے ہم ان کا ذکر نہیں کررہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا کیا موقف ہونا چاہیے؟ کیا ہم متعہ کی ممانعت والی روایات کی تصدیق کریں یا اس کی حلت میں وارد احادیث کو تسلیم کریں۔

اگر ہم یہ صراحت کردیں تو بجا ہوگا کہ متعہ کی حلت میں بہت سی خودساختہ روایات وارد

---

❶ صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث: ٣٤٣١، ٣٤٣٣۔ اس روایت کو شیعہ مولوی طوسی نے اپنی کتاب ''الاستبصار'' جلد٣، ص١٤٢، اور ''الوسائل'' کے مصنف نے اپنی اس کتاب کے ص١٢ پر جلد٢١ میں درج کیا ہے۔

❷ خلاصة الایجاز فی المتعة للمفید ص ٥٧، الوسائل ٤٤٩/١٤، نوادر أحمد ص ٨٧ ح ١٩٩، الکافی ج٥ ص ٤٥٢. ❸ دیکھیے: مستدرك الوسائل ج ١٤ص ٤٥٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہیں جن کو ائمہ کرام کی جانب منسوب کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ بات یقینی ہے جس کو شیعہ مولوی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بہت سی باتیں گھڑ کر ائمہ کی طرف منسوب کی گئیں ہیں۔ اس لئے ہم انہیں یہ بات کہنے کے مجاز ہیں کہ جو روایات متعہ کی اباحت میں موجود ہیں وہ دراصل گھڑ کر ائمہ کی طرف منسوب کردی گئی ہیں۔ کیونکہ ائمہ کا شمار دراصل علماء اہل سنت میں ہوتا ہے یہی وجہ ہے وہ اہل سنت کے اقوال کی تائید کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ مسئلہ تو متفق علیہ ہے کہ متعہ کے حرام ہونے کے بارے میں علماء کا اجماع ہے جس میں دو آراء نہیں ہیں۔ تو ائمہ آل بیت علیہم السلام کیوں کر اس برحق موقف کی مخالفت کر سکتے ہیں؟

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم و کرم فرمائے جس نے ہمیں لوگوں کے لئے محبوب بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی اور اس نے اس بات کی جدوجہد کی کہ وہ ہماری عزت و ناموس کو لوگوں کی نگاہوں میں برقرار رکھے۔ تاکہ لوگ ہم آل بیت کو مبغوض نہ سمجھیں۔ بخدا اگر وہ ہمارے کلام کی خوبیاں تلاش کریں تو ان کے لئے ہماری خوبیاں شمار کرنا مشکل ہو جائے اور کسی کو ان پر تنقید کرنے کی جرأت نہ ہو۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ ان میں سے کوئی شخص ایک جملہ سن لیتا ہے اور اس میں دسیوں جملے ملا کر بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ❶

امام جعفر علیہ السلام کا ایک فرمان یوں بھی ہے: جو لوگ یہ مذہب اختیار کرتے ہیں ان کے اغراض و مقاصد میں سے اہم ترین مقصد دروغ گوئی اور بہتان طرازی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ شیطان بھی ان سے دروغ گوئی اور بہتان تراشی مستعار لینے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔'' ❷

اسی طرح امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا ہے: ''ہمارے امام مہدی آئیں گے اور شیعوں میں سے کذاب اور مفتری قسم کے شیعوں کو تہہ تیغ کریں گے۔'' ❸

امام جعفر رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے: لوگ ہمارے اوپر جھوٹ تھوپنے کے عادی ہو گئے

❶ دیکھئے: الکافی ج ۸، ص ۱۹۲۔

❷ دیکھئے: الکافی ج ۸، ص ۲۱۲ ❸ دیکھئے: رجال الکشی: ص ۲۵۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ ہم ان کے سامنے اگر کوئی حدیث بیان کرتے ہیں۔ وہ سن کر جب مجلس سے جاتا ہے تو اپنی طرف سے اس میں نمک مرچ لگا کر پیش کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کی ایسی تاویل بیان کرنے لگتا ہے جو اس کے معنی مراد سے کوسوں دور ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ہماری بات سے ہماری محبت اور اجر وثواب کے خواہاں نہیں ہوتے بلکہ وہ تو ہماری باتوں کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں۔ [1]

محمد باقر البہبودی ایک جید شیعہ عالم ہیں۔ انہوں نے ''اصول الکافی'' کی تحقیق وتخریج کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ بڑے افسوس کی بات ہے: ''شیعوں کے مراجع میں ضعیف اور موضوع قسم کی روایات بکثرت موجود ہیں۔'' یہ بات انہوں نے الکافی کے مقدمہ میں لکھی ہے۔

شیعہ حضرات کی اپنی سیرت کے بارے میں یہ گواہی خود ان کی اپنی زبانی تھی۔

شیعہ کے بارے میں علماء اہل سنت نے طویل ترین ابحاث کی ہیں جو زبان زد عوام وخواص ہیں۔ لہٰذا ان کے ذکر کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہی کا ایک جامع بیان کافی ہے، فرماتے ہیں۔ ''تمام تعریفیں اس مقدس ذات باری کے لئے خاص ہیں جس نے کذب بیانی اور دروغ گوئی کو وجود بخشا اور اس کا ۹۰ فیصد حصہ شیعوں کو عطیہ کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے متعہ کی اباحت میں جو روایات بیان کی ہیں وہ سراسر جھوٹ اور بہتان تراشی پر مبنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم وکرم فرمائے۔''

شیعہ کے اس موقف کو ہم مثال دے کر واضح کر... نے کی کوشش کریں گے۔ مثلاً؛

جابر بن یزید جعفی کا نام کافی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ شخص شیعہ کے مشہور ترین رواۃ میں سے ہے۔ ان کے بارے میں عاملی نے لکھا ہے کہ اس شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ستر ہزار حدیثیں روایت کی ہیں۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے صاحبزادے ابوعبداللہ جعفر صادق رحمہ اللہ سے جب دریافت کیا گیا کہ جابر جعفی کی احادیث کے بارے میں

---

[1] دیکھئے: بحار الأنوار۔ ۲/۲۴۶.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کا کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں نے اس شخص کو ایک مرتبہ کے علاوہ کبھی بھی اپنے والد کے پاس نہیں دیکھا اور نہ ہی یہ شخص کبھی میرے پاس آیا۔“

جبکہ جابر جعفی نے ستر ہزار احادیث امام محمد باقر رحمہ اللہ سے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار احادیث باقی حضرات سے روایت کی ہیں۔ لہٰذا یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر کثیر تعداد میں جابر جعفی نے روایات کہاں سے جمع کیں؟ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک بلاتردد جابر جعفی کا شمار کذاب رواۃ میں سرفہرست ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں بہت سے علماء شیعہ کی روایتوں کا آپس میں شدید ٹکراؤ ہے اور کسی صورت میں بھی ایک دوسرے سے ہم آہنگی ممکن نہیں ہے جس کا خود شیعہ حضرات کو بھی اعتراف ہے۔

شیعہ عالم فیض الکاشانی کا خود اپنے مذہب کی روایات کے بارے میں کہنا ہے کہ: ہم دیکھتے ہیں کہ؛ شیعہ کے نزدیک ایک ہی مسئلہ میں ۲۰ سے لے کر ۳۰ تک یا اس سے بھی زیادہ مختلف فیہ اقوال پائے جاتے ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ شیعہ کے نزدیک کوئی فروعی مسئلہ ایسا نہ ہوگا جس میں شدید اختلاف نہ ہو یا اس کی بعض جزئیات میں اختلافات نہ ہوں۔ [1]

امام طوسی کو اکابرین علماء شیعہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کوئی ایسی روایت نہ ہوگی جس کا مخالف کوئی دوسرا قول موجود نہ ہو۔ اور کوئی ایسی حدیث نہ ہوگی جس کی نفی دوسری حدیث موجود نہ ہو۔ شیعوں کی روایات اور احادیث کا یہ حال ہے جس کو خود ان کے عالم دین امام طوسی نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (امام طوسی نے یہ بات [تهذيب الأحكام) کے مقدمہ میں لکھی ہے)

ہندوستان کے عظیم ترین شیعی عالم دلدار علی نے اس بارے میں یہ کہا ہے کہ: ائمہ کرام سے ماثور احادیث کریمہ میں بڑا شدید اختلاف ہے۔ ذخیرہ احادیث میں کوئی ایسی حدیث موجود نہ ہوگی جس کی نفی میں دوسری حدیث کا وجود نہ ہو۔ اور کوئی ایسی متفق علیہ خبر نہ ہوگی جس کے

[1] دیکھئے: مقدمہ الوافی ص: ۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدمقابل دوسری خبر نہ ہو۔ [1]

شیعہ روایات میں اس قدر شدید اختلاف کی یہ صورتحال اس بات کی تصویر کشی کرتی ہے:

﴿لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾

(النساء:۸۲)

''اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف ہوتا۔''

یہ روایات چونکہ لوگوں کی بیان کردہ ہیں۔لہٰذا ان میں باہمی تعارض اور تضاد ہے جو ان کے غیر مشروع ہونے کی بین ثبوت ہے۔

احادیث صحیحہ پر شیعہ کے اعتراضات:

شیعہ حضرات کے سامنے جب وہ صحیح ترین احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں متعہ کی حرمت بیان ہوئی ہے تو وہ دو اعتبار سے ان کا انکار کرتے ہیں۔

اولاً: یہ احادیث موضوع ہیں اور من گھڑت ہونے کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں۔

ثانیاً: یہ احادیث تقیہ کے قبیل سے ہیں اور تقیہ خلاف حقیقت ہوتا ہے۔

لیکن آپ شیعہ مذہب کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں: کیا تاریخ کے کسی دور میں بھی انہیں علم رجال یا علم اسانید یا علم مصطلح سے شغف رہا ہے۔ آپ فرض کریں اگر ان کا کوئی شخص آئے اور کہنے لگے اس حدیث میں فلاں فلاں ہے جو ضعیف ہے۔ یا یہ جو فلاں شخص ہے اس کو فلاں نے ضعیف قرار دیا ہے۔ تو کیا اس کی بات کو تسلیم کیا جائے گا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ کیونکہ صرف زبانی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

شیعہ عالم حر العاملی کا کہنا ہے: حدیث صحیح وہ ہے جس کو ائمہ میں سے عادل ضابط نے روایت کیا ہو اور ہر طبقہ میں یہ عدل وضبط مسلسل موجود ہو۔ اگر اس تعریف پر تمام احادیث

---

[1] دیکھئے: اساس الأصول ص ۵۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو تولا جائے تو تمام کی تمام احادیث ضعیف قرار پائیں گی کیونکہ علماء نے شاذ ونادر ہی کسی راوی کے باری میں عادل وضابط ہونے کی صراحت کی ہے۔ اگر رواۃ کے بارے میں علماء نے اظہار خیال کیا بھی ہے تو زیادہ سے زیادہ ان کی توثیق کی ہے اور توثیق سے عدالت ثابت نہیں ہوتی۔

توثیق کی بات تو بہت دور کی ہے بلکہ علمائے شیعہ نے رواۃ کے بارے میں اس کے برعکس انکشافات کیے ہیں۔ حتی کہ شیعہ حضرات اس راوی کی بھی توثیق کرتے ہیں جس کا فسق وفجور، کفر وعناد اور فساد مذہب خود ان کے نزدیک واضح ہو اور علماء شیعہ بذات خود اسے تسلیم کرتے ہوں۔ پھر بھی وہ ان کی توثیق کرتے ہیں یعنی ان کے یہاں جرح وتعدیل کا کوئی مسلمہ معیار نہیں ہے۔

چنانچہ حر العاملی لکھتے ہیں: مذکورہ تصریح کی بنیاد پر ہماری تمام احادیث اور روایات کا ضعیف ہونا لازم آتا ہے اور ان کی تضعیف لازم آتی ہے۔ کیونکہ ہمیں ان تمام احادیث کے رواۃ میں کسی ایک کی عدالت اور ضبط کے بارے میں علم نہیں ہے۔ ❶

ہمارے ثقہ اور کبار علماء شیعہ جن کو اصحاب اجماع کہا جاتا ہے وہ بھی ضعفاء اور کذابین نیز ایسے مجہول الحال لوگوں میں سے ہیں جو احادیث روایت کرتے ہیں جن کے بارے میں کسی کو کچھ پتہ تک نہیں ہے۔ یہی نہیں اس پر طرّہ یہ ہے کہ اس کے باوجود ان سے روایت کردہ احادیث کی صحت پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی جاتی ہے۔ ❷

مزید کہتے ہیں: جن کتابوں پر ائمہ نے عمل کرنے کا حکم دیا ہے ہم جانتے ہیں کہ ان میں بہت سے راوی ضعیف اور مجہول ہیں۔ ❸

جب شیعہ برادران کے چوٹی کے راویوں کا یہ حال ہے جس کی ایک مختصر سی جھلک آپ کے سامنے بیان کی گئی تو ان کی مذہبی کتابوں کے مؤلفین کا کیا حال ہوگا؟ اور ان لوگوں کی ذاتی

---

❶ دیکھئے: الوسائل ج ۳۰، ص ۲۶۰. یہ حر العاملی اُس کتاب ''وسائل الشیعہ'' کا مصنف ہے کہ جس کو شیعہ کے ہاں اُن کی سب سے زیادہ قابلِ اعتماد آٹھ کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

❷ دیکھئے: الوسائل ج ۳۰، ص ۲۰۶/ ❸ دیکھئے: الوسائل ۳۰/۲۴۴.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی کیسی ہوگی جنہوں نے ان کتابوں کی جمع وترتیب میں حصہ لیا ہے۔

امام طوسی کی یہ وضاحت سند کا درجہ رکھتی ہے کہ بہت سے شیعہ مصنفین اور اصولیین مذاہب فاسدہ گھڑنے کا کام انجام دیا کرتے تھے۔ اگرچہ ان کی کتابوں کو شیعہ کے نزدیک مذہبی حیثیت حاصل ہے مگر ان کی ذاتی زندگی دوروغ گوئی سے لبریز ہیں۔ ❶

مثال کے طور پر ابراہیم بن اسحاق کو پیش کیا جاسکتا ہے۔

جس کے بارے میں امام طوسی نے صراحت کے ساتھ یہ بات لکھی ہے کہ راویان حدیث میں اس کا شمار ضعفاء کی صف میں ہوتا ہے۔ دینی اعتبار سے بھی یہ متہم ہے مگر اس نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن کی حیثیت سکہ رائج الوقت کی طرح ہے۔ ❷

شیعہ کتب کا مطالعہ:

ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ شیعہ کی آٹھ مشہور مذہبی کتابیں ہیں جو بالترتیب یہ ہیں۔

(۱) الکافی (۲) الإستبصار (۳) التھذیب (٤) من لا یحضرہ الفقیہ (٥) الوسائل (٦) الوافی (۷) البحار (۸) مستدرك الوسائل۔

ان کتابوں کو شیعہ کی مذہبی زبان میں کتب ثمانیہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جن کی بابت امام حائری لکھتے ہیں۔

''مذکورہ آٹھ کتابیں صحاح امامیہ کے نام سے موسوم ہیں۔ ان میں ابتدائی چار کتابیں ان مؤلفین کی ہیں جو سارے کے سارے سینئر محمد ہیں اور اس کے بعد تین کتابیں جونیئر محمد یا دوسرے درجہ کی محمدوں کی تالیف ہیں اور آٹھویں کتاب محمد حسین نوری صاحب کی ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سینئر اور جونیئر محمدوں سے کون لوگ مراد ہیں۔ اس بات کی بھی وضاحت کردی جائے۔ حائری صاحب کا کہنا ہے کہ اوائل چار کتابیں جو کہ سینئر محمدوں کی تالیف ہیں اس سے مراد (۱) کتاب الکافی ہے جو محمد بن یعقوب کلینی کی تالیف ہے۔ (۲)

❶ دیکھئے: الفھرست ص ۲۸.

❷ دیکھئے: الفھرست، ص ۳۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الاستبصار اور (۳) کتاب التہذیب ہے جو محمد بن حسن طوسی کی ہے۔ (۴) کتاب من لا یحضرہ الفقیہ ہے جو محمد بن بابویہ القمی کی تالیف ہے۔ ان کو سینئر محمدوں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

جونیئر محمدوں سے مراد باقی ماندہ کتب ثمانیہ کے مؤلفین کتب ہیں وہ بالترتیب یہ ہیں۔

(۱)......محمد بن حسن فیض الکاشانی (۲)......محمد بن الباقر المجلسی۔ (۳)......محمد بن الحسن الحر العاملی۔ (۴) محمد حسین بن نوری الطبرسی ہے جو آٹھویں کتاب مستدرک الوسائل کے مؤلف ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان مذکورہ کتابوں کی شیعہ کے نزدیک اہمیت کا بھی اجمالاً تذکرہ کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں کاشانی کا کہنا ہے ''اس دور میں احکام شرعیہ کا دارومدار ان چار مذہبی کتابوں پر ہے جو سینئر محمدوں کی تالیف ہیں۔ وہ چار کتابیں الکافی، الاستبصار، التہذیب اور من لا یحضرہ الفقیہ ہیں۔ ❶

آغا بزرک طہرانی کا کہنا ہے: کتب اربعہ مذکورہ اور نئی جوامع وسنن پر ہی اس دور میں احکامات کے استنباط کا دارومدار ہے۔ ❷

ان کتابوں کی حقیقت کیا ہے ان میں روایات جمع کیسے ہوئیں اور یہ معتبر کیوں بنیں؟ یہ معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل روایات دیکھیے۔

محمد بن الحسن بن ابی خالد سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوجعفر الثانی علیہ السلام سے دریافت کیا: میں آپ پر قربان جاؤں ہمارے مشائخ نے حضرت امام ابوجعفر محمد الباقر اور امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہما السلام سے اس زمانے میں روایت کی ہے جس زمانے میں تقیہ زوروں پر تھا۔ انہوں نے اپنی کتابوں کی تشہیر نہیں کی اور اس کو روایت کر کے منظر عام پر لانے سے گریز کیا۔ لیکن جب ان لوگوں کا انتقال ہو گیا تو ان کی گمنام کتابیں ہم لوگوں کو دستیاب ہوئیں۔ اس

---

❶ دیکھیے: الوافی ۱/۱۱. ❷ دیکھیے: کتاب الذریعہ جلد ۲، ص ۱٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیاد پر ابوجعفر دوم نے فتویٰ صادر کر دیا: ان کتابوں کا حوالہ دے کر روایت بیان کرو۔ کیونکہ یہ کتابیں حق ہیں۔ اب اسناد وغیرہ کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اصل کتاب ہمارے سامنے ہے۔ لہٰذا اس کو بنیاد بنا کر خوب اچھی طرح روایت کیا کرو۔ (الكافی / ٥٣)

شاید ہم اپنے اصل موضوع بحث سے نکل گئے ہیں۔ لیکن یہ بھی ازحد ضروری ہے جس پر خامہ فرسائی کرنے لئے مجبور ہیں۔ کیونکہ اس موضوع کا متعہ سے لازمی متعلق ہے۔ اس لئے کہ شیعہ حضرات متعہ کے عدم جواز میں وارد احادیث کا انکار اپنی مذکورہ کتابوں میں موجود متعہ کے اثبات میں وارد احادیث سے ہی کرتے ہیں۔

لہٰذا ہم بطور مثال ان کی بعض کتابوں کا تذکرہ کریں گے۔ سب سے پہلے ہم شیعہ کی مذہبی کتاب الکافی (تالیف کلینی) کو ہی لیتے ہیں جو ان کے ہاں مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ شیعہ کے نزدیک مطلقاً یہ بہت عظیم الشان اور مقدس کتاب ہے۔ اگر چہ شیعہ حضرات کا اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ ''کافی'' پر پوری کتاب صحیح ہے یا اس کا بعض حصہ صحیح ہے اور بعض غیر مستند ہے یہ دوسرا موضوع ہے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ کتاب الکافی شیعہ کے نزدیک مقدس ترین اور عظیم الشان کتاب ہے۔ اس میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ امام کرخی (٦٠٧ھ) میں فوت ہوئے ہیں۔ ان کا شمار شیعہ کے متقدمین علماء میں ہوتا ہے۔ یہ گیارہویں صدی کے معروف عالم تھے ان کا کہنا ہے۔

''کتاب الکافی ٥٠ کتابوں کا مجموعہ ہے۔'' ❶

اور یہ ان کا امام طوسی کہ جس کا انتقال سنہ ٤٦٠ ہجری میں ہوا ہے ان کا کہنا ہے: کتاب الکافی ٣٠ کتابوں پر مشتمل ہے۔ ❷

اس توضیح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام طوسی کی موت کے بعد آئندہ چھ صدیوں کے دوران کتاب الکافی میں ٢٠ کتابوں کا اضافہ کیا گیا تھا۔ بلکہ کتاب الکافی کے آٹھویں جزء کی

❶ دیکھئے: روضات الجنات ج ٦ ص ١١٤۔ ❷ دیکھئے: الفہرست ص ١٦٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحت میں جو کتاب الروضہ کے نام سے موسوم ہے بعض علماء شیعہ کو شک ہے جیسا کہ کتاب روضات الجنات میں ج ٦، ص ١١٨ پر مذکور ہے۔

آیت اللہ تیجانی، جو کہ معاصر عالم ہیں کا کتاب الکافی کے بارے میں اظہار خیال ہے کہ ''اس میں ہزاروں احادیث موضوع ہیں'' اگر چہ آیت اللہ تیجانی نے یہ بات کتاب الکافی کی دفاع میں کہی ہے مگر یہ ہمارے لئے سند کا درجہ رکھتی ہے۔

ان کا مقصد یہ ہے کہ کتاب الکافی میں جو کچھ ہے اس پر عمل کرنے میں ہم کو مجبور نہ کرو۔ ہم اگر چہ کتاب الکافی مذہبی اعتبار سے عظیم ہونے کے قائل ہیں اور بلاشبہ وہ ہمارے نزدیک لائق تعظیم ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ہمیں اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے لئے مجبور کریں۔ کیونکہ ہمارے علماء کرام کا کہنا ہے کہ ''اصول الکافی میں ہزاروں احادیث'' من گھڑت ہیں۔

یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ اصول الکافی میں وارد احادیث کی تعداد صرف (٣٧٨٣) ہے۔

امام تیجانی اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ کتاب الکافی میں ہزاروں احادیث موضوع ہیں۔ اس میزان پر رکھ کر اگر ہم کتاب الکافی کو پرکھیں تو ہمیں اس کتاب میں چند احادیث ہی لائق اعتنا مل پائیں گی۔ یقینی طور پر اس سلسلہ میں پھر بھی کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ علمائے لغت کا کہنا ہے کہ جمع کا سب سے کم عدد ٣ ہوتا ہے۔ امام تیجانی کا کتاب الکافی کے بارے میں یہ کہنا کہ میں ہزاروں احادیث موضوع ہیں تو لغت کی رو سے ہزاروں کا کم از کم تین ہزار پر اطلاق ہوگا۔ گویا کہ اصول الکافی سے تین ہزار موضوع احادیث نکل گئیں۔ اس کے بعد اس میں (٧٨٣) احادیث باقی بچیں جن کو موضوع کی فہرست سے خارج سمجھا جائے گا۔ لیکن کیا یہ باقی ماندہ احادیث صحیح ہیں؟؟ بلاشبہ ان میں بھی بعض صحیح ہوں گی اور بعض حسن درجہ کی ہوں گی اور بعض ضعیف ہوں گی۔

عظیم الشان کتاب کا یہ عالم ہے تو ان کی باقی کتابوں کا کیا حال ہوگا؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام طوسی کتاب تهذيب الأحكام کے مؤلف ہیں۔ اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ کتاب تهذيب الأحكام کتاب الكافی کے بعد شیعہ کی مقدس چار کتب میں دوسرے درجہ کی کتاب ہے۔

طوسی کہتے ہیں: میری کتاب ''تہذیب الاحکام'' میں وارد احادیث کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ ہے۔''

اس وضاحت سے معلوم کہ امام طوسی کی کتاب پانچ ہزار سے زیادہ احادیث مشتمل ہے۔ پانچ ہزار سے زیادہ کی صراحت میں کیا چھ ہزار تک ان کی تعداد پہنچ سکتی ہے؟ نہیں ایسا ہرگز ناممکن ہے۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ پانچ ہزار اور چھ ہزار کے درمیان ان کی تعداد ہوسکتی ہے یعنی ۵۵۰۰ سے لے کر ۵۹۰۰ تک ہوسکتی ہے مگر ۶۰۰۰ سے اوپر نہیں ہوسکتی۔ معاصرین میں سے امام آغا برزک طہرانی کا کہنا ہے کہ:

''کتاب التہذیب میں وارد احادیث کی تعداد ۱۳۹۵۰ تک پہنچتی ہے'' اس تضاد بیانی سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ کتاب مذکور میں امام طوسی کی وفات کے بعد تقریباً آٹھ ہزار احادیث کا اضافہ کیا جاچکا ہے۔ ❶

یہ شیعہ کی پہلی کتابوں کا تذکرہ تھا۔

اب ہم مؤخر الذکر چار کتابوں کا بھی جائزہ لیتے ہیں تاکہ شیعوں کی باقی ماندہ مستند مذہبی کتابوں کی حقیقت بھی ہمارے سامنے آشکارا ہوجائے۔

ان چار کتابوں میں سے پہلی کتاب گیارہویں صدی ہجری میں تالیف کی گئی تھی جس کو کتاب الحر العاملی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اسی ضمن میں کاشانی کی کتاب الفیض کا بھی تذکرہ آتا ہے۔ اس کے بعد بارہویں صدی ہجری میں کتاب المجلسی معرض وجود میں آئی۔ اور چودھویں صدی ہجری میں النوری الطبرسی کی کتاب مستدرک الوسائل منصۂ شہود پر آئی۔

❶ دیکھئے: الذریعہ: ج ٤، ص ٥٠٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کتابوں کی جمع وترتیب اور تالیف وتدوین کے عجیب وغریب قصے ہیں۔

المجلسی کا اپنی کتاب کی جمع وترتیب کے بارے میں کہنا ہے کہ الحمدللہ ہمارے پاس کتب اربعہ کے علاوہ ۲۰۰ کتابیں جمع ہو گئیں۔ہم نے انہیں کتابوں سے نقل کر کے اپنی کتاب البحار کی جمع وترتیب کا کام انجام دیا۔اور جو مواد ہم نے اس کتاب میں جمع کیا ہے وہ اس کتاب کے علاوہ کسی دوسری کتاب میں جمع نہیں کیا۔ ❶

الوسائل کے مولف الحرالعاملی کا کہنا ہے کہ میرے پاس کتب اربعہ کے علاوہ ۸۰ سے زیادہ کتابیں موجود ہیں۔ ❷

نوری الطبرسی کے بارے میں آغا برزک طہرانی کا کہنا ہے: مستدرک الوسائل کی تالیف کا باعث یہ ہے کہ بعض مستند کتابیں مؤلف کے ہاتھ لگ گئیں۔شیعوں کی جوامع ومسانید میں جن کا تذکرہ تک نہ تھا۔اس نے ان کتابوں کو بنیاد بنا کر یہ نئی کتاب ترتیب دے دی۔'' ❸

ہم شیعہ حضرات سے کہتے ہیں: خدارا! یہ کیسا اتفاق ہے کہ چودھویں صدی ہجری میں ان احادیث کی جمع وترتیب کی صورت میں انجام دیا جارہا ہے جس کا اس سے چودہ سو سال پہلے کسی کو خیال تک نہ آیا کہ ان کو کس سند کے ساتھ روایت کیا جائے ؟ اتنا طویل عرصہ یہ برکت کے طور پر بلا سند ہی بیان کی جاتی رہیں؟ بس کسی معروف شخص کی سنت ہی مضبوط ترین سند کا درجہ حاصل کرتی تھی۔شیعی سند یہ ہے:

قال جعفر الصادق؛ قال العسکری؛ قال محمد الباقر، قال علی بن أبی طالب، قال الحسین، قال موسیٰ، قال المنتظر، شیعہ مذہب میں سند یہ ہے۔اس بنیاد پر میسر آنے والی احادیث نہ جانے کہاں سے آئی ہیں۔ایسی اسناد اور احادیث سے بھر پور کتابوں کے متعلق ان کا دعویٰ ہے کہ مذکورہ کتب ان کے نزدیک معتمد

❶ اصول مذهب الشیعه ج ۱، ص ۳۵۹. ❷ الوسائل، المقدمه ج ۱.

❸ ملاحظہ ہو: الذریعه/ ج ۲۱ - ص ۷.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترین کتابیں ہیں۔ جب ان کی معتمد ترین اور مستند ترین کتابوں کا یہ عالم ہے تو ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے اور فیصلہ کن جواب دیجیے؛ کیا اس قسم کی کتابوں پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ اور ان کو مذہبی کتب سے موسوم کرنا ایک مسلمان کو زیب دیتا ہے؟

شیعہ کے علماء رجال:

شیعہ کے نزدیک علم رجال میں قدیم ترین کتاب رجال الکشی ہے۔ مصنف کتاب چوتھی صدی ہجری میں وفات پا چکے ہیں۔ مگر کسی کو صحیح طور پر ان کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہے۔

اس میں بیان کردہ معلومات تشنہ کام ہیں۔ اس میں جو روایات ہیں ان کا آپس میں تضاد ہے۔ نہ تو ان کی توثیق کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس کے ذریعہ جرح و تعدیل کا کام کیا جا سکتا ہے۔ اس میں فقط ۵۲۰ تراجم ہیں۔

اس کے بعد رجال النجاشی نامی کتاب کا نمبر آتا ہے یہ کتاب اس فن میں نہایت مختصر ہے۔

تیسرے نمبر پر طوسی کی کتاب ''کتاب الفہرست'' کا نام لیا جاتا ہے۔ اس کتاب میں بلا جرح و تعدیل کے صرف مصنفین کی فہرست گنوانے پر اکتفاء کیا گیا ہے شاذ و نادر ہی کہیں جرح و تعدیل پائی جاتی ہے۔

شیعوں کے نزدیک علم رجال میں یہ قدیم مراجع تھے جن کو ذکر کر دیا گیا۔

سوال یہ ہے کہ جب شیعوں کے نزدیک علم رجال کا فقدان ہے تو وہ اسانید کا سہارا کیوں لیتے ہیں؟ اور جا بجا اس کا تذکرہ کیوں کرتے ہیں؟۔

اس کے جواب میں الحر العاملی کا کہنا ہے کہ: شیعہ کا گروہ اسانید کا تذکرہ تبرک کے طور پر کرتے ہیں اور وہ زبانی خطاب کے متصل انتساب کے لیے اس کو تکیہ بناتے ہیں۔ کذاب، متروک اور مہتم وغیرہ ان کا تکیہ کلام ہے۔ جس میں اتصال سند کو دخل نہیں ہے۔ شیعہ اسانید کو بیان کیوں کرتے ہیں؟ اس کا سبب یہ ہے؛ تاکہ عوام اہل سنت کے عار کا دفاع کیا جا سکے۔ کیونکہ اہل سنت، اسناد کے نہ ہونے پر شیعہ کو عار دلاتے ہیں۔ العاملی کا کہنا ہے کہ شیعہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل اپنے دفاع کے لیے اسناد کا اضافہ کیا ہے۔ کسی روایت کے آغاز میں، کسی کے اختتام پر کسی کذاب یا مجہول کی معلوم یا نامعلوم سند کسی بھی جگہ سے اٹھا کر کسی دوسری جگہ پر رکھ دینے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

شیعہ کی جرح وتعدیل:

امام کاشانی فرماتے ہیں:

شیعوں کے نزدیک جرح وتعدیل کی شرائط کے بارے بڑے اختلافات و تضادات اور شبہات پائے جاتے ہیں جو کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اس مسئلہ میں اطمینان قلب نصیب ہوسکتا ہے۔ ایک عالم سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے۔'' ❶

شیعہ کے نزدیک مشہورترین وہ سند ہے جس کا کلینی نے اپنی کتاب کافی میں یوں ذکر کیا ہے۔

"قال عليٌّ بنُ أبي طالب رضی اللہ عنہ عَن عفير حمار رسُولِ الله ﷺ كلّمَ رسولُ الله فقال: بِأَبِي أَنتَ وأُمي، إنّ أَبي حدّثني عَن أَبِيه، عَنْ جَدِّهِ عَن أَبِيهِ ."

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عفیر گدھے نے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ہم کلام ہوتے ہوئے کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان میرے باپ نے اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا کے ذریعہ ان کے والد کے توسط سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ سفینہ نوح میں حضرت علیہ السلام کے ساتھ تھے، نوح علیہ السلام ان کے پاس آئے اور اس کے بچے کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور کہا: اس گدھے کی ذریت میں ایک ایسا گدھا پیدا ہوگا جس پر سید المرسلین و خاتم النّبیین سواری کریں گے۔ اللہ کا شکر اور اس کا بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ شرف بخشا اور مجھے وہی گدھا بنایا ہے۔ ❷

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ روایت گھڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی

---

❶ الوافي، مقدمه ج۱، ص۱۱)

❷ الكافي ج ۱، ص ۲۳۷.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی ان پر بہتان طرازی کی عظیم ترین جسارت کی گئی ہے۔ کیونکہ ان کی زبان حق سے ایسے کلمات صادر ہونا ناممکن ہیں۔

ذرا اس دورغ گوئی کا تصور کیجئے کہ گدھوں سے روایت کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ بلکہ گدھے کے لئے سند در سند روایت گڑھ کر اس کی توثیق کے لئے کوشاں ہیں۔ یہ کیسی حماقت ہے کہ گدھے کے واسطہ سے سند بنا کر یوں کہہ رہے ہیں: حَدَّثَنِیْ أَبِیْ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِیْهِ...... گویا کہ گدھا اپنے دادا، پردادا سے یہ روایت نقل کر رہا ہے کیسی مضحکہ خیز بات ہے کہ جانوروں میں سے ایک حقیر جانور کی سند بنا کر اس سے روایت کی جارہی ہے۔

اس کے بعد اس روایت کے معانی ومطالب پر بھی ذرا غور کیجئے۔ گدھے کا یہ قول ملاحظہ فرمایئے: وَمَسَحَ عَلَی کِفْلِهِ...... یعنی گدھے کے بچے کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ اس روایت میں کفل کا لفظ آیا ہے اور وہ بھی گدھے کے لئے استعمال کیا گیا۔ آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ عربی زبان میں گدھے کے بچے کو کفل نہیں کہا جاتا۔ بلکہ کفل کا لفظ تو مینڈھے اور بھیڑ کے بچے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہیں سے اس روایت کا پول کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ مزید تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ عقل مند را اشارہ کافی است۔

شیعہ کے نزدیک علم مصطلح کا بھی جائزہ لیتے ہیں۔

شیعی عالم امام حائری کا قول ہے: یہ بات کسی شخص سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ہمارے شیعی علماء میں شہید ثانی سے قبل کسی نے بھی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ یہ اہل سنت والجماعت کا خاصہ ہے۔

یہ ایک شیعی عالم کا علم مصطلح سے شیعہ کی ناواقفیت کا کھلم کھلا اعتراف ہے۔ کیونکہ علم مصطلح میں شیعہ کے یہاں شہید ثانی کے آنے سے پہلے کسی نے کوئی کام نہیں کیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ شہید ثانی کون ہیں؟

دراصل زین الدین العاملی کو شہید ثانی کہا جاتا ہے جو دسویں صدی ہجری میں ہو گزرے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ان کی وفات سنہ ۹۶۵ ہجری میں ہوئی۔معلوم ہوا کہ شہید ثانی کے بعد شیعہ برادران کے یہاں علم مصطلح میں کام شروع ہوا۔اس کے بعد انہوں نے راویاں کو ثقہ،ضعیف اور مجہول قرار دینا شروع کیا۔حالانکہ یہ محض افسانہ ہے اور خوساختہ تکلف بھی۔

شیعہ کے نزدیک بالاتفاق ایک شخص ثقہ تصور کیا جاتا ہے۔اس کا نام زرارہ بن اعین ہے۔

یہ متفقہ طور پر شیعوں کے نزدیک ثقہ راوی ہے۔اس کی ذات میں دو رائیں نہیں۔

زرارہ بن اعین کے بارے میں نجاشی رقم طراز ہیں کہ: یہ اپنے زمانے میں ہمارے اصحاب کے شیخ ہیں۔ان کی شخصیت میں علم وفضل، دین وایمان کی صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ ❶

امام کشی کا کہنا ہے: لوگوں کی بڑی تعداد کا متقدمین کی دیانت داری اور صداقت پر اجماع ہے۔ان میں زرارہ بھی شامل ہیں۔زرارہ بن اعین درایت وتفقہ میں سب سے آگے ہیں۔"

امام طوسی کی کتاب الفہرست کے حاشیہ پر تحریر ہے: زرارۃ بن اعین کا شمار فقہ وحدیث اور معرفت کلام میں شیعوں کے اکابرین میں ہوتا ہے۔ان میں علم وفضل، دین وایمان والی ساری صفات جمع ہو گئی ہیں۔ ❷

شیعہ کا اس ایک شخص کے بارے میں یہ نظریہ ہے۔لیکن آیئے دیگر روایات کا مطالعہ کرتے ہیں جن سے زرارہ کی حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔

یونس بن عبدالرحمٰن، شیخ ابن مستان کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے زرارہ بن اعین کو کہتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ امام محمد باقر پر رحم کرے۔البتہ امام جعفر علیہ السلام کے بارے میں میرے دل میں خمیدگی ہے۔میں نے ابن مستان کی خدمت میں عرض کیا کہ ایسا کیوں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوعبداللہ نے زرارہ کا پول کھول کر لوگوں کے سامنے رکھ دیا تھا۔لہٰذا ازراہ انتقام زرارہ نے ایسی بات کہی ہے۔ ❸

علی بن ابی حمزہ نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ: میں نے آیت قرآن

---

❶ ملاحظہ ہو: رجال النجاشی ص ۱۲۵۔ ❷ الفہرست ص ۱۰۴۔

❸ رجال الکشی/ص ۱۳۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ پڑھی۔ ❶

حضرت ابوعبداللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہم کو ظلم سے اپنی پناہ میں رکھے۔ میں نے عرض کیا وہ کون سا ظلم ہے؟ جس کی آپ علیہ السلام بات کر رہے ہیں تو انہوں نے جواب دیا: میری مراد یہ ہے کہ زرارہ اور ابوحنیفہ نے جو گل کھلائے ہیں ان کی شرانگیزی سے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔'' ❷

امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام نے زرارہ بن اعین کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کی قسم ابوزرارہ نے مجھ پر جھوٹ تھوپا ہے۔ اللہ کی قسم زرارہ نے مجھ پر بہتان باندھا ہے۔ اللہ کی قسم زرارہ نے مجھ پر دروغ گوئی کی ہے۔ زرارہ پر اللہ کی لعنت ہو، زرارہ پر اللہ کی لعنت ہو۔ ❸

امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے ابوبصیر کو ارشاد فرمایا: زرارہ پر اللہ کی لعنت ہو! اس نے اسلام میں سب سے زیادہ بدعات کو رواج دیا ہے۔'' ❹

امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے دریافت کیا: کتنے دنوں سے زرارہ سے تمہارا سابقہ نہیں پڑا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے انہیں کئی دنوں سے نہیں دیکھا۔ ابوعبداللہ نے جواب دیا: زرارہ کو دفع کرو۔ اب اس کے بارے میں خیال تک نہ لانا حتیٰ کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرنا اور اگر مر جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت نہ کرنا۔ اُس شخص نے ازراہ تعجب عرض کیا: زرارہ کے بارے میں آپ یہ فرمارہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ زرارہ یہود و نصاریٰ سے بھی زیادہ شر پسند ہے۔'' ❺

انتہائی تعجب خیز بات یہ ہے کہ شیعوں نے ان تمام روایات کی تاویل کرتے ہوئے کہا

---

❶ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ اور یہ بات بدیہی ہے کہ آیت کی ابتداء واؤ کے ساتھ نہیں ہے بلکہ: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے ذریعہ آیت شروع ہوتی ہے۔ لیکن شیعہ کے قرآن کریم کے ساتھ عدم اہتمام کی وجہ سے آیات قرآنیہ میں اس طرح کی بیشمار غلطیاں ہیں جن کے وہ مرتکب ہیں۔

❷ دیکھیے: رجال الکشی ص ۱۳۳۔ ❸ دیکھیے: رجال الکشی ص ۳۳۱۔

❹ دیکھیے: رجال الکشی ص ۱۳۴۔ ❺ دیکھیے: رجال الکشی ص/ ۱۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ یہ ساری کی ساری روایات امام صاحب نے زرارہ بن اعین کے بارے میں بطورِ تقیہ کہی ہیں۔

حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ یہ زرارہ بن اعین اور ابوحنیفہ کی شان میں گستاخی اور ایک جواز بھی ہے۔ تا کہ علماء اہل سنت کو تقیہ کے نام پر لعن وطعن کا نشانہ بنایا جاسکے۔ شیعہ حضرات کبھی صرف حضرت زرارہ کو لعن وطعن کا نشانہ بناتے ہیں حتیٰ کہ کسی سوال کے بغیر ہی زرارہ کا تذکرہ ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں: لَعن اللّٰهُ زَرَارَةَ، لَعَنَ اللّٰهُ زَرَارَةَ، لَعَنَ اللّٰهُ زَرَارَةَ۔

اس شخص زرارہ کے متعلق آپ نے شیعہ کی معروف مذہبی کتابوں کی تضاد بیانی ملاحظہ فرمائی ہے۔ شیعہ کے نزدیک یہ ثقہ ترین راوی کی بات ہے۔ میں نے اس پر بڑے اختصار کے ساتھ بحث کی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ شیعوں کے نزدیک کوئی بھی ایسا راوی نہیں جس کے بارے میں ان کی کتابوں میں یہ تضاد بیانی موجود نہ ہو۔

مثلاً محمد بن سنان، عبداللہ بن سنان، جابر جعفی، ابوبصیر، یزید بن معاویہ، محمد بن مسلم طائفی وغیرھم۔

یہ تمام شیعہ کے رواۃ ہیں لیکن جب آپ ان کی مرویات کی طرف رجوع کریں گے یا علم رجال میں ان کے کلام کا تتبع کریں گے تو آپ کو یہ تضاد ضرور نظر آئے گا: کہیں کسی کو ملعون کہا گیا ہے تو کہیں کسی کو ثقہ کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔ اگر کہیں کسی کو کافر کہہ کر پکارا گیا ہے تو اسی کو امام قرار دیا گیا ہے۔

حرمت متعہ میں روایت علی رضی اللہ عنہ:

١ شیعہ حضرات اس حدیث کے بارے میں بہت زیادہ حیراں وسرگرداں ہیں۔ ہم گذشتہ صفحات پر اس کو بیان کر چکے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ شیعہ نے اس روایت کو امیرالمومنین سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی نسبت سے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر والے دن متعہ اور پالتو گدھے کے گوشت کو حرام قرار دیا تھا۔''

شیعہ حضرات اس حدیث کو کس احتمال سے موسوم کرتے ہیں ہم اس کا تذکرہ کر چکے ہیں۔ یہ حدیث شیعہ کی کتاب الاستبصار، کتاب التہذیب، اور کتاب الوسائل میں مذکور ہے۔ الحر العاملی کا اس حدیث کے بارے میں خیال ہے کہ شیخ طوسی جیسے علماء نے اس حدیث کو تقیہ پر محمول کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات بطور تقیہ کہی ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے ایسا کیوں کیا؟

شیعہ کہتے ہیں کہ متعہ کی اباحت کی غرض سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا۔ کیونکہ متعہ کی اباحت مذہب امامیہ کی ضروریات میں سے ہے۔

شیعہ کہتے ہیں: بس صرف اسی سبب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقیہ کا راستہ اختیار کیا ہے کہ متعہ کی اباحت ضروریات مذہب میں سے ہے۔ لہٰذا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول تقیہ پر محمول سمجھا جائے گا۔ کیونکہ انہوں نے یہ حکم تقیہ کے طور صادر فرمایا ہے۔

ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ بات کئی وجوہ کی بناء پر باطل ہے۔

اس کی سب سے پہلی وجہ بطلان یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بذات خود یہ فتویٰ نہیں دیا ہے بلکہ انہوں نے اس روایت کو رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان امور کی ممانعت فرمائی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کو کیوں کر تقیہ کا نام دیا جا سکتا ہے۔ یہ جناب علی رضی اللہ عنہ کی ذات پر بہتان تراشی ہے۔ اس کی ممکنہ دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ کہا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر بہتان باندھنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذات سے بعید از قیاس ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹ کو منسوب کر کے روایت کرنے کی تگ ودو کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا یہ بات بھی عیاں ہوگئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت تقیہ سے خارج ہے۔ کیونکہ یہ بات کیسے باور کی جاسکتی ہے کہ یہ کلام تقیہ ہو۔ جبکہ علی رضی اللہ عنہ براہ راست اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کررہے ہیں۔ یا پھر ہم یہ کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تقیہ فرمایا ہے۔ لیکن ایسا غیر ممکن ہے۔

اس کی دوسری وجہ بطلان یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے حج تمتع کے سلسلہ میں اس کے خلاف رائے کا اظہار کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس موقع پر انہوں نے تقیہ کا اعلان کیوں نہیں کیا؟ متعہ خیبر کے بارے میں شیعہ کے نزدیک ان کی روایت تقیہ پر محمول ہے مگر حج تمتع کے سلسلہ میں اس کے برخلاف کیوں ہے؟۔

اس کی تیسری وجہ بطلان یہ ہے کہ بعض صحابہ کرام سے منسوب ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں متعہ روا رکھا اور اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی متعہ کے جواز کے قائل تھے۔ یہ عبداللہ ابن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما وغیرہ کا موقف تھا۔

کیا یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہادر تھے؟ علی رضی اللہ عنہ تو مارے خوف کے تقیہ کا استعمال کریں اور یہ لوگ علی الاعلان اپنے اعتقاد کا اظہار کرتے پھریں۔ یہ بیان بازی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذات کے ساتھ مذاق ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بزدل ثابت کرنے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ذات کو مطعون کرنے کے مترادف ہے۔

اس کے بطلان کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ: صحابہ کرام نے متعہ کی حرمت کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو تو قبول کرلیا لیکن حج تمتع کے بارے میں ان کے قول کو ٹھکرا دیا؟

یہ ساری تفصیل اس بات کی غماز ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے متعہ کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس کو تقیہ پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ انہوں یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ یہ حدیث صحت کے اعتبار سے متفق علیہ درجہ کی حدیث ہے۔ امام بخاری ومسلم نے اپنی صحیحین میں اس کو روایت کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے عقیدہ تقیہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ: فرمان الٰہی:
﴿إِلَّآ أَن تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَىٰةً﴾ (آل عمران:۲۸) میں تقاۃ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم جھوٹ بولیں۔ یعنی زبان سے کچھ کہیں اور دل میں کچھ اور ہو۔ یہ تقیہ نہیں ہوا بلکہ یہ تو عین نفاق ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مصلحت کے تحت جتنا اپنے بس میں ہو اس کام کو بحسن وخوبی سرانجام دیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ.)) [1]

''تم میں کوئی شخص اگر برائی دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے۔ اور اگر وہ اسے ہاتھ سے نہ روک سکتا ہو تو زبان سے روکے۔ اور اگر زبان سے بھی اس پر نکیر کرنے کی قدرت نہ ہو تو کم از کم دل میں اسے برا سمجھے۔ یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔''

لہٰذا بندۂ مومن اگر کفار میں پھنس جائے، اپنی کمزوری اور ناتوانی کی وجہ سے ان سے برسر پیکار نہ ہو سکتا ہو اور یہ ممکن ہو کہ زبان سے برائی کا تدارک کر سکے تو زبان سے اس کا تدارک کرے۔ اور اگر زبان سے بھی کچھ نہ کر سکے تو کم از کم دل سے اسے برا سمجھے۔ لیکن یاد رہے کہ دروغ گوئی اور بہتان بازی کا سہارا لے اور نہ ہی نفاق سے کام لے کہ دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ اور ہو۔ بہرحال اس حالت میں بھی چاہے وہ دین کا اظہار کرے یا کتمان سے کام لے اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کفار ومشرکین کو کلی طور پر قبول کر لے اور ان میں گھل مل جائے۔

بلکہ اس کو زوجہ فرعون کا طریقہ اپنانا چاہیے۔ یعنی ان کے دین میں پورے طور پر گھلنے ملنے سے گریز کرے اور ان کے رسم ورواج اختیار کرنے سے احتیاط برتے۔ نہ جھوٹ اور دروغ گوئی سے کام لے اور نہ منافقانہ انداز اختیار کرے۔ یعنی زبان سے اس بات کا اظہار کرے جو دل میں

---

[1] دیکھئے: صحیح مسلم، کتاب الإیمان: حدیث: ۱۷۷.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود اعتقاد کے خلاف ہو۔ بلکہ توریہ سے کام لیتے ہوئے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھے۔

دین وایمان کی پوشیدگی اور چیز ہے اور باطل کا اظہار دوسری چیز۔ اللہ تعالیٰ نے باطل کے اظہار کو ناجائز قرار دیا ہے۔ البتہ مجبور شخص کو اللہ تعالیٰ نے مکرہ اور منافق کے درمیان فرق بھی واضح کر کے بتلا دیا ہے۔

لہٰذا جو کچھ نفس میں پوشیدہ ہے اس کا کتمان کرنا ان مواقع پر جائز ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اس کے اظہار سے اسے معذور قرار دیا ہے۔ لیکن جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جو کفر بکنے کا عادی ہے، اس کے لیے عذر کا کوئی جواز نہیں ہے اور نہ ہی اس کو اس کے لئے معذور قرار دیا گیا ہے۔ لیکن بالفرض وہ مومن شخص جو اپنے دل میں ایمان کی چنگاری چھپائے ہوئے ہو اور کفار ومشرکین کے درمیان پھنس جائے۔ کفار ومشرکین کو اس کے ایمان کا علم نہ ہو۔ اس پر لازم ہے کہ کفار ومشرکین کے ساتھ راست گوئی، دیانتداری، اور بھلائی کا رویہ اپنائے۔ اگرچہ اس معاشرے کے لوگ اس کے دین کے موافق نہ ہوں۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اہل مصر کے ساتھ کیا تھا۔ اگرچہ اس معاشرے کے تمام لوگ کافر تھے۔ [1]

اب بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے: کیا ائمہ اثنا عشر میں سے کسی نے متعہ کیا تھا؟

اس بارے میں علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اہل بیت علیہم السلام پر متعہ کا الزام بے بنیاد ہے۔ بلکہ ایسا کہنا اہل بیت کے اوپر بہتان باندھنا ہے اور ان کی ذات کے ساتھ افتراء بازی ہے۔ کسی کتاب یا کسی مرجع میں یہ بات نہیں ہے کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے متعہ کیا ہو۔ اگر متعہ کیا ہوتا تو کم از کم اس عورت کی تحدید ہوتی کہ فلاں عورت سے اہل بیت میں سے فلاں شخص نے متعہ کیا ہے۔ اگر کسی شخص اور اہل بیت کی طرف نسبت کی گئی ہوتی تو ان کی اولاد اولاد متعہ کہلاتی۔

یہاں ایک اشکال یہ وارد ہوتا ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

[1] دیکھئے: منهاج السنة.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوفہ میں بنی نہشل کی ایک عورت سے متعہ کیا تھا۔ ❶

یاد رہے کہ یہ اشکال شیخ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کے کلام کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ شیخ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ اس عورت کی تحدید کی نفی کر رہے ہیں جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعہ کیا تھا۔ اگر ایسا ہے تو ذرا اس عورت کا نام بتلا دیجیے۔ ہم مان جائیں گے کہ آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ شیخ نے اہل بیت علیہم السلام کی ذات سے اس تہمت کے ازالہ کی کوشش کی ہے۔ کس بنیاد پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اہل بیت علیہم السلام نے متعہ کیا ہے۔ اگر شیعہ اپنے دعویٰ میں حق بجانب ہیں تو ذرا یہ بتائیں کہ متعہ کے ذریعہ اہل بیت کے نطفہ سے کسی اولاد کا تاریخ میں کوئی ذکر آتا ہے؟ بلکہ حقیقی بات یہ ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کو متعہ کے نام تک سے نفرت تھی۔

چنانچہ علی بن یقطین کا قول ہے کہ میں نے موسیٰ کاظم علیہ السلام سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: کہاں تم اور کہاں متعہ؟ تم کو متعہ سے کیا سروکار؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے مستغنی کیا ہے۔ ❷

مفضل سے مروی ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا ہے: متعہ کی چکر بازی چھوڑ دو۔ متعہ کرنے والے کو شرم نہیں آتی کہ ایک غیر محرم کی شرم گاہ کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ گذری ہوئی یادوں کے ہمراہ اپنے نیک وصالح دوستوں کے پاس حاضر رہتا ہے۔ ❸

عبداللہ بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا: اپنے نفس کو اس کی آلودگی سے گدلا نہ کرو۔ ❹

زرارہ بن اعین سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمیر رحمہ اللہ حضرت امام ابوجعفر محمد باقر رحمہ اللہ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا: آپ کا عورتوں سے متعہ کرنے کے سلسلہ میں کیا خیال

---

❶ مزید تفصیل کے لئے الوسائل ملاحظہ فرمائیں ۱۰/۲۱.

❷ دیکھئے: خلاصة الأیجاز فی المتعة للمفید ص ۵۷، الوسائل ۱۴/۴۴۹، نوادر أحمد ص ۸۷ ح ۱۹۹، الکافی ج ۵ ص ۴۵۲.

❸ دیکھئے: الکافی ۵/۴۵۳، البحار ۱۰۰، ۱۰۳، ۳۱۱، الوسائل ۱۴/ ۴۵۰، المستدرك ۱۴/۴۵۵.

❹ دیکھئے: مستدرك الوسائل ج ۱۴ ص ۴۵۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ ابو جعفر علیہ السلام نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے متعہ کو اپنی کتاب اور اپنے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے حلال قرار دیا ہے۔ اب متعہ قیامت تک کے لئے حلال ہے۔ پھر ابو جعفر علیہ السلام نے عبداللہ بن عمیر رحمہ اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اگر تم کو یقین نہیں ہے تو ہم اس بات پر ملاعنہ کرنے کے لئے تیار ہیں کہ متعہ حلال ہے۔ عبداللہ بن عمیر ان امام ابو جعفر علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے یوں گویا ہوئے: کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ تمہاری عورتیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں اور تمہاری رشتہ کی لڑکیاں متعہ کرتی پھریں؟ راوی کہتا ہے: ابو جعفر علیہ السلام نے ان کی طرف سے اپنا چہرہ پھیر لیا اور اپنی بات سے رجوع کر لیا۔ جب انہوں نے ان کی عورتوں اور ان کی رشتہ دار لڑکیوں کا تذکرہ کر کے ان کو عار دلایا۔ ❶

امام باقر علیہ السلام کی اس روایت کی عدم صحت کی دلیل کے لئے صرف یہ بات کافی ہے کہ جس کو امام کے منصب کا اہل قرار دیا جا چکا وہ امت کی بہو بیٹیوں کے بارے میں ایسے مسئلہ کے جواز کا فتویٰ قطعاً نہیں دے گا جس کو اگر اس کی اپنی بہو بیٹیوں کے ساتھ انجام دینے کے لئے کہا جائے تو مارے شرم اور عار کے اس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے۔ کیونکہ اگر کوئی حکم شرعاً جائز ہے تو اس کے عموم میں امت کی اشرف ترین لڑکیوں کے لئے بھی وہی حکم ہے جو امت کی ادنیٰ سے ادنیٰ لڑکیوں کے لئے ہے۔ اہل سنت والجماعت نے جن واسطوں سے روایت کر کے مسئلہ متعہ کی وضاحت کی ہے انہی طرق روایت کو شیعوں نے متعہ کے جواز میں اختیار کیا ہے۔

اہل السنہ کی اسناد والی احادیث سے شیعہ کا جوازِ متعہ پر استدلال:

جناب جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ اور سادا تنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے عہد میں ایک مٹھی کھجور اور ایک مٹھی جو کے آٹے بدلے متعہ کیا کرتے تھے حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں متعہ کرنے سے منع فرما دیا۔ ❷

---

❶ دیکھئے: مستدرك الوسائل ج ١٤ ص ٤٤٩.

❷ صحیح مسلم، کتاب النکاح ب،ب نکاح المتعة وبیان...... الخ، حدیث: ٣٤١٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں متعہ کیا تھا پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے ممانعت کا اعلان کر دیا تو ہم نے اس کے بعد دوبارہ کبھی متعہ نہیں کیا۔ ❶

جناب عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے شیعہ نے استدلال کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے: ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں متعہ کیا۔ اس دور میں قرآن کریم کا نزول جاری تھا۔ لیکن بعد میں ایک شخص نے اپنی رائے سے جو موزوں سمجھا وہ کہا۔ مراد یہ کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے متعہ کی حرمت کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔ ❷

جواب:

لیکن ہمارا کہنا ہے کہ جہاں تک جناب جابر رضی اللہ عنہ کی احادیث کا معاملہ ہے تو ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مباح قرار دیا تھا۔ اسی بات کا اثبات حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک بدیہی حقیقت ہے اور میں دو رائے نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد متعہ کی حرمت کا حکم صادر فرما دیا تھا مگر جناب جابر رضی اللہ عنہ کو متعہ کی حرمت کے حکم کا علم نہ ہو سکا۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی بات کا حکم دیں یا کسی کام سے روکیں تو اس موقع پر تمام صحابہ کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمع کر لیں اور جب تمام کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین جمع ہو جائیں تب اس کی حلت یا حرمت کا حکم صادر فرمائیں۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کار یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرین کو پیغام پہنچا دیا کرتے تھے اور حاضرین غائب لوگوں تک اس کی رسائی کر دیا کرتے تھے۔

چنانچہ یہاں یہ بات واضح ہوگئی کہ اس نہی کا صدور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں ہوا ہے ان تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب پہنچ نہیں سکا جس کی وجہ سے وہ اسے حلال ہی

❶ صحیح مسلم، حدیث: ٣٤١٧.

❷ صحیح البخاری، ح: ١٥٧١، ٤٥١٨۔ صحیح مسلم، حدیث: ٢٩٧٨، ٢٩٨٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھتے رہے یہاں تک کہ امیر المومنین سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان ترجمانِ حق سے ان کو اس بات کا پتہ چل گیا اور پھر وہ اس کی حرمت کے قائل ہو گئے۔

جہاں تک عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہے تو شیعہ نے اس بارے میں لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ ان سے مروی حدیث حج تمتع کے بارے میں ہے جب کہ متعہ نساء سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ جو شخص حدیث کے مختلف طرق کی چھان بین کرے گا اس کو اس بات کا پتہ چل جائے گا۔

یہی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ عمرہ ادا کیا۔ اس وقت تک متعہ کی ناسخ آیت کا نزول نہیں ہوا تھا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی ممانعت کا حکم صادر فرمایا تھا حتیٰ کہ اسی حال میں واپسی ہو گئی۔ اب اس کے بعد جو جس کے جی میں آئے وہ اس کا اظہار خیال کرتا ہے۔ [1]

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ ایک ساتھ کیا۔ مگر حج تمتع کی حرمت کی بابت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی نہیں فرمایا۔ نہ ہی قرآن میں اس کی حرمت کے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ ایک شخص نے اپنی رائے سے اس بارے میں حکم صادر فرمایا ہے۔ مراد یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی حرمت کا حکم صادر فرمایا۔

یہاں پر بھی کلام تمتع حج کے بارے میں ہے، متعہ نساء کے بارے میں یہ حکم نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو تمام ائمہ کرام نے کتاب الحج میں نقل کیا ہے اور فقہاء میں سے کسی نے بھی اسے کتاب النکاح میں نقل نہیں کیا۔

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ نکاح شرعی جس کو اصلاً نکاح صحیح سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ نکاح ہے جس کو عورتوں کے ولی انجام دیں۔ کیونکہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

---

[1] هذا في صحيح مسلم.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شارع حکیم نے اس بارے میں بڑی سختی کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ: ہر وہ نکاح جو ولی کے بغیر منعقد کیا جائے، باطل ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس نکاح کے بطلان کو شارع حکیم نے تین بار تاکیداً دہرایا ہے جس حدیث میں اس کے بطلان کا حکم وارد ہوا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ (اَیُّمَا امْرَأَۃٍ نُکِحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّھَا، فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ، فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ، فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ۔ [1]

اس کے بعد ہمیں یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ وہ نکاح جو شرعاً جائز ہے اور شریعت جس کو صحیح قرار دیتی ہے شارع حکیم نے اس میں گواہوں کی موجودگی کو بھی شرط قرار دیا ہے جیسا کہ بعض احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

نیز وہ نکاح جو شرعاً درست ہو اس سے وراثت ثابت ہوتی ہے۔ وہ نسب کے ثبوت کا ذریعہ ہے۔ اس میں طلاق اور عدت کا بھی امکان موجود ہوتا ہے۔

اس حقیقت کے بعد تو ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ متعہ کو نکاح شرعی کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ اس کو رخصت مسافر کے لئے جائز قرار دیا گیا تھا۔ اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد اس حدیث کی صحت پر کسی کو اختلاف نہیں ہے جس سے متعہ کی قیامت تک کے لئے ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

اس وضاحت کے بعد اور کوئی بات کرنے ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اس کے تعارض میں مستند دلائل کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ جہاں تک ان من گھڑت باتوں کا تعلق ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے متعہ کیا تھا تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان بعض صحابہ کرام تک حرمت کا حکم نہ پہنچ سکا ہو اور وہ پہلے حکم کی بنیاد پر متعہ کو اس وقت تک جائز سمجھتے رہے ہوں جب تک انہیں اس کی حرمت کا حکم نہ پہنچ سکا ہو۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صراحت کے ساتھ متعہ کی حرمت کا اعلان کر دیا اور اس حکم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے متعہ کو جرم قرار دے دیا تھا۔ انہوں

---

[1] صحیح جامع الترمذی، کتاب النکاح، حدیث: ۱۱۰۲۔ عن عائشة رضي الله عنها.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے یہ کام اس وقت کیا جب ان کو اس بات کی خبر پہنچی کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ابھی تک متعہ کے قائل ہیں۔

ہمارے لئے اس مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال حجت ہیں نہ کہ لوگوں میں سے بعض افراد کے افعال واعمال۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعہ کی حرمت ثابت ہے اس لئے ہمارے نزدیک متعہ حرام ہے۔

علاوہ زیں تمام مسلمانوں کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہے۔ شیعہ کے علاوہ اور کوئی بھی اس کے جواز کا قائل نہیں ہے۔ شیعہ کا عالم یہ ہے کہ انہیں اپنے قول وفعل کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور نہ ہی اپنے اقوال کے دفاع کی ضرورت انہوں نے کبھی محسوس کی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ اس اعتقاد پر قائم ہیں جو کتاب وسنت کے بالکل خلاف ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابتداء میں اس بارے میں رخصت تھی لیکن تمام روئے زمین پر کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جو اس کے جواز کا قائل ہو۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: متعہ کی حرمت پر علماء کا اجماع ہے۔ مگر شیعہ لوگ اس کی حلت کے قائل ہیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی اس کے جواز کا قائل نہیں ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: متعہ کی حرمت اجماع کی طرح ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ البتہ بعض شیعہ حضرات اس کی حلت کے قائل ہیں۔ [1]

قرآن کا سنت سے نسخ:

فرقہ شیعہ کے مولویوں کا کہنا ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث منسوخ نہیں کر سکتی ہے لیکن ہم عرض کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ کا متعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا اس کو منسوخ کہنا درست ہی نہیں ہے۔

---

[1] دیکھئے: السیل الجرار: ج ۲ ص ۲۶۷.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''متعہ کی اباحت سنت سے ثابت ہوئی اور متعہ منسوخ بھی سنت ہی سے ہوا۔ قرآن کی آیت کا متعہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔''

جہاں تک شیعہ کا یہ اشکال ہے کہ تحریم متعہ کی احادیث کا آپس میں ٹکراؤ ہے۔

اس کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ: ''حرمت متعہ سے متعلقہ تمام روایات معلول ہیں ماسوائے ایک روایت کے، اس صحیح روایت کا تعلق فتح مکہ سے ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت اس بات کی دلیل ہے کہ تمام کی تمام روایات جو متعہ کی حرمت میں وارد ہوئی ہیں چاہے وہ حدیبیہ کے وقت کی ہوں یا حجۃ الوداع کے بعد کی ہوں یا غزوۂ تبوک کے موقعہ کی ہوں، ضعیف ہیں۔ ان میں سے ایک روایت بھی درست نہیں ہے۔

ہاں جو روایت عامِ اوطاس کے بارے میں ہے تو عامِ اوطاس ہی عام فتح مکہ ہے۔

امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں حرمت متعہ کی روایات میں سے کوئی بھی کلام سے خالی نہیں ہے البتہ غزوۂ فتح مکہ کی روایت درست ہے۔ اور جہاں تک غزوۂ خیبر والی روایت کا تعلق ہے جس میں پالتو خچر کی حرمت کا بیان ہے اس میں متعہ کی حرمت کا بیان نہیں ہے۔

سفیان بن عیینہ کی روایت سے یہی پتہ چلتا ہے۔

کیونکہ جناب علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح متعہ اور پالتو خچر کے گوشت سے خیبر والی فتح کے سال میں منع فرمایا تھا، دراصل یہ روایت بالمعنی ہے۔

کیونکہ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے ضبط فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام خیبر میں پالتو خچر کے گوشت سے اور متعہ سے بھی منع فرمایا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ کا عام خیبر سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ متعہ کی ممانعت کسی اور موقع پر وارد ہوئی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''جہاں تک عام اوطاس والی روایت کا معاملہ ہے تو عام اوطاس ہی عام فتح کہلاتا ہے لہٰذا عام اوطاس اور عام فتح میں کوئی فرق نہیں ہے اور جہاں تک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرۃ القضاء والی روایت کا معاملہ ہے تو یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ وہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے واسطہ سے مرسل ہے۔

میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ تبوک والی روایت بھی ضعیف ہے کیونکہ یہ مومن بن اسماعیل کے واسطے سے عکرمہ سے مروی ہے اور یہ دونوں راوی ضعیف ہیں۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ شیعہ جس اضطراب اور ٹکراؤ کا دعویٰ کررہے ہیں اس کا وجود تک نہیں ہے گویا کہ ان کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔

اور متعہ کے سلسلہ میں یہ کہنا کہ پہلے اس کو حرام قرار دیا گیا پھر اس کی حلت کا حکم آیا۔ یا اس کو پہلے تو حلال قرار دیا گیا پھر اس کے عدم جواز کا حکم نازل ہوا۔ اس کے بعد پھر اس کی حلت کا حکم نازل ہوا۔ اور اس کے بعد پھر اس کو حرام قرار دے دیا گیا، تو اس بارے میں ہمارا جواب وہی ہے جو امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ماسوائے متعہ کے میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ کسی چیز کو حلال قرار دیا گیا ہو پھر اس کی حرمت ہوگئی ہو۔ اس کے بعد پھر اس کی حلت کا حکم نازل ہوا ہو اور اس کے بعد پھر اسے حرام قرار دے دیا گیا ہو۔ البتہ متعہ کے بارے میں ایسا ہوا ہے۔ اب اس میں پریشانی اور الجھن والی کون سی بات ہے؟ کیا اس کے بعد اس کی حرمت پر اجماع قرار نہیں پایا؟ لہٰذا یہ اجماع ہی ان تمام اشکالات کو دور کرنے کے لئے بطور دلیل کافی ہے۔

(۴)......شیعہ کا یہ کہنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ کو حرام قرار دیا تھا، سراسر دروغ گوئی اور بہتان تراشی ہے۔ کیونکہ گذشتہ صفحات پر ان آیات اور احادیث کا ذکر کیا جاچکا ہے جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ متعہ کی حرمت کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

یہ بھی معلوم ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہی کی بنیاد پر متعہ کی حرمت کا اعلان کیا تھا۔ گویا آپ رضی اللہ عنہ کی حیثیت محض ایک مبلغ کی ہی تھی نہ کہ شارع کی۔ کیونکہ امت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات کو کبھی بھی شریعت ساز کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا۔ بلکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کی حیثیت رسول ﷺ کی تعلیمات کو امت تک پہنچانے کے لئے مبلغ وداعی کی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ہرگز ہرگز شارع قرار نہیں دیا جا سکتا۔

شیعہ کے نزدیک متعہ کی فضیلت:

اب ہم ان روایات کا تذکرہ کریں گے جو شیعہ کے یہاں متعہ کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔

(۱)...... صالح بن عقبہ اپنے والد عقبہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے عرض کیا: کیا متعہ کرنے کا کوئی اجر وثواب ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ''اگر متعہ سے اللہ کی خوشنودی اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلاف ورزی مقصود ہو اور مرد عورت سے محض چھیڑ چھاڑ کرتا ہے، کوئی اور بات ہی نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس اقدام پر اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ اور اگر وہ اس سے قریب ہوتا ہے اور چھیڑ خوانی بھی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جب اس سے فارغ ہو کر غسل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر اس بال کے بدلے جس پر سے غسل کا پانی گزرتا ہے مغفرت سے نوازتا چلا جاتا ہے۔ راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا: جسم کے بالوں کے عدد کے برابر؟ ابوجعفر علیہ السلام نے جواب دیا: ہاں بالوں کی تعداد کے برابر۔ ❶

(۲)...... نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے کہ میں نے متعہ کرانے والوں کو بخش دیا ہے۔'' ❷

(۳)...... محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ مجھ سے ابوعبداللہ علیہ السلام نے پوچھا: کیا تم نے متعہ کر لیا؟ میں نے کہا نہیں۔ تو انہوں نے مجھے وصیت کی کہ دنیا سے اس وقت تک رخصت نہ

---

❶ مستدرك الوسائل ج ١٤ ص ٤٥٢.
❷ مستدرك الوسائل ج ١٤ ص ٤٥٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونا جب تک اس سنت (مراد متعہ کی سنت) کو زندہ نہ کرلو۔ ❶

(۴)...... ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے: ''کوئی شخص جب کسی عورت سے کر کے غسل جنابت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پانی کے ہر قطرے سے (۷۰) فرشتے پیدا فرما دیتا ہے جو اس کے لئے قیامت تک دعاء مغفرت کرتے رہتے ہیں'' یہ خود ساختہ روایات متعہ کی فضیلت پر ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ جو متعہ نہیں کرتا وہ شیعہ کے نزدیک ملعون و مطعون ہے۔

جوابِ صارم:

دراصل شیعہ نے متعہ کی روایت کو رسول اللہ سے منسوب کر کے معاذ اللہ یہ اتہام بازی کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے متعہ کیا ہے۔

چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا: ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ (التحریم:۳) سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے ایک آزاد عورت سے بطور متعہ عقد نکاح کیا، ازواج مطہرات میں سے کسی کو اس بات کی بھنک لگ گئی۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ پر زنا کی تہمت لگا دی۔ آپ ﷺ نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ: ''یہ میرے لئے حلال ہے۔ یہ عارضی نکاح کے طور پر میری عصمت میں ہے۔'' اور اپنی بیوی کو حکم دیا کہ اس بات کو صیغۂ راز میں رکھیں لیکن اس عورت نے اس راز کو فاش کر دیا۔ ❷

امام جعفر صادق علیہ السلام سے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا: ''میرے نزدیک یہ بات ناپسندیدہ ہے کہ کوئی شخص دنیا سے اس حال میں رخصت ہو کہ اس کے ذمہ رسول اللہ ﷺ کی خصلت (سنت) کا تقاضا یا (ادائیگی) قی رہ جائے۔'' ❸

ہاشمی عورت سے متعہ:

رسول اللہ کا خاندان ہاشمی ہے جو قابل احترام ہے۔ لیکن شیعہ کے نزدیک اہل بیت کا

❶ دیکھئے: وسائل الشیعہ ج ۲۱، ص ۱۵۔ ❷ دیکھئے: الوسائل ج ۲۱، ص ۱۰۔
❸ دیکھئے: المستدرك ج ٤، ص ٤٥١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکرام کیا ہے؟ ذرا غور کیجیے: ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے: ''ہاشمی عورت سے متعہ کیا جائے۔'' ❶

مجوسی عورت سے متعہ:

جہاں تک مجوسی عورت کے ساتھ متعہ کا تعلق ہے تو شیعوں کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ: آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجوسی عورت سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ❷

رہی سہی کسر اس فتویٰ سے پوری ہوگئی کہ شیرخوار بچی سے بھی متعہ جائز ہے۔

خمینی کا کہنا ہے: ''نکاح خواہ دائمی ہو یا وقتی ہر دو صورت میں نو سال سے کم لڑکی سے ہم بستری جائز نہیں ہے البتہ شہوت کے ساتھ چھو کر، اسے گلے سے چمٹا کر یا ران کے ذریعے شہوانی ہوس پوری کرنا جائز ہے۔ اگرچہ وہ شیرخوار بچی ہی کیوں نہ ہو۔ ❸

تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس کو لوگ امام کہتے ہیں۔ اس کتاب کو بیروت کے ادارہ صراط مستقیم نے شائع کیا ہے۔

شادی شدہ عورت سے متعہ:

ابان بن تغلب بیان کرتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: ''فرض کیجئے کہ میرا کسی راستے سے گذر ہو رہا ہو اور جاذب نظر عورت میری نگاہوں کے سامنے آ جائے اور مجھے اس بات کا اندازہ نہ ہو سکے کہ وہ شادی شدہ ہے یا کنواری عورت ہے۔ میں کیا کروں؟ انہوں نے جواب دیا: ''تم اس عورت کی بات کی تصدیق کرو اور بس!۔'' ❹

میسر بیان کرتا ہے کہ: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے دریافت کیا: اگر جنگل میں میری کسی عورت سے ملاقات ہو اور میں اس سے سوال کروں: کیا تو شادی شدہ ہے اور وہ اس کے

---

❶ دیکھئے: التھذیب ج ۷ ص ۲۷۰، الوسائل ج ۲۱ ص ۷۳.

❷ دیکھئے: الوسائل ج ۲۱، ص ۳۸، التھذیب ج ۷، ص ۲۵۶.

❸ دیکھئے: تحریر الوسیلہ : ۲/ ۲۴۱، مسئلہ : ۱۲۔ ❹ دیکھئے: الکافی ۵/ ۴۶۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب میں کہے: نہیں میں شادی شدہ نہیں ہوں۔ کیا میں اس عورت سے زواج متعہ کر سکتا ہوں؟ ابوعبداللہ علیہ السلام نے جواب دیا: کیوں نہیں! اس کی بات کی تصدیق کی جائے گی۔ ❶

ہمارا سوال ہے کہ راویان حدیث میں سے کذاب اور وضاع راویان کہ جنہوں نے کتب کی جمع و تدوین کا کام کیا حتی کہ زرارہ بن اعین کو کذاب کہا جا سکتا ہے تو ایک مجہول عورت کی بات کس بنا پر تصدیق کی جا سکتی ہے۔

فضل جو کہ محمد بن راشد کا مولیٰ ہے بیان کرتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: میں نے ایک عورت سے نکاح متعہ کیا۔ مجھے خدشہ ہوا کہ ہو نہ ہو اس عورت کا شوہر موجود ہے۔ میں نے اس عورت کے بارے میں چھان بین شروع کر دی۔ آخر کار پتہ یہ چلا کہ اس عورت کا شوہر موجود ہے۔ تو ابوعبداللہ علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا: تم نے اس عورت کے بارے میں چھان بین کیوں کی؟ سبحان اللہ! ❷

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ دروغ گوئی ہے۔ اس بات کے جھوٹے ہونے کی بین دلیل یہ ہے کہ امام علیہ السلام بجائے اس کے کہ اس شخص سے یہ کہیں: اس شادی شدہ عورت کو چھوڑ دو۔ دوسری غیر شادی شدہ عورت کو ڈھونڈھو اور شادی کرو۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ تم نے اس عورت کے بارے میں چھان بین ہی کیوں کی؟۔

زنا کار عورت سے متعہ:

حسن بن حریز بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جو زنا کار ہے۔ کیا میں اس سے نکاح متعہ کر سکتا ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا: کیا تم نے اس کو زنا کرتے دیکھا ہے؟ میں نے جواب دیا۔ نہیں۔ میں نے اس کو زنا کرتے تو نہیں دیکھا لیکن اس کے بارے میں یہ بات مشہور ہے۔ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اس عورت سے اس شرط پر متعہ کرو کہ تم اس کو چھوڑ دو گے اور اس کو اپنے گھر نہیں آنے دو گے۔ ❸

---

❶ دیکھئے: الکافي ٥/٤٦٢. ❷ دیکھئے: التھذیب: ٧/ ٢٥٣۔ الوسائل: جزء: ٢١/ ٣١.

❸ دیکھئے: مستدرك الوسائل ١٤/ ٤٥٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسحاق بن جریر بیان کرتا ہے کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: ''کوفہ میں میرے نزدیک ایک عورت زنا کاری میں معروف ہے۔ کیا مجھے زیب دیتا ہے کہ میں اس سے متعہ کروں؟ تو انہوں نے جواب دیا: کیا اس نے علم بلند کر کے اس کا اعلان تو نہیں کر دیا ہے۔ راوی کہتا ہے: میں نے کہا نہیں! اگر اس نے علم بلند کر کے اپنے پیشہ ور ہونے کا اعلان کر دیا ہوتا تو حاکم وقت کی گرفت میں آ جاتی۔ ابو عبداللہ علیہ السلام نے جواب دیا: اس عورت سے متعہ کیا جا سکتا ہے۔ راوی کہتا ہے: میں اس کے آقا سے ملا اور پوچھا: ابو عبداللہ علیہ السلام نے کیا کہا؟ اس نے جواب دیا کہ! ابو عبداللہ علیہ السلام نے ہم کو یہ جواب دیا کہ اگر وہ جھنڈا لہرا کر اعلان کر دیتی تو اس سے متعہ کا امکان ختم ہو جاتا۔ لیکن اس حالت میں اس سے متعہ کرنا اس کو حرام کاری کے دلدل سے نکال کر حلال کاری کے سایہ میں پناہ دینے کے مترادف ہے۔ ❶

یہ زانیہ کے ساتھ متعہ کرنے کے مسئلہ کی وضاحت تھی۔ لیکن اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر تدبر و تفکر کریں۔

﴿الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ (النور:٣)

''زانی مرد زانیہ یا مشرکہ عورت کے علاوہ کسی سے نکاح نہیں کرتا اور زنا کار عورت بھی زانی یا مشرک مرد کے علاوہ کسی سے نکاح نہیں کرتی اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے۔''

جہاں تک باکرہ سے متعہ کا تعلق ہے تو بعض لوگوں کا زبانی دعویٰ ہے کہ ایسا غیر ممکن ہے۔ لیکن میں نے بعض لوگوں سے یہ بات زبانی سن رکھی ہے اور کسی کتاب میں اس کو لکھا ہوا نہیں پایا۔ جبکہ بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ متعہ صرف اور صرف ثیبہ اور مطلقہ عورت سے ہو سکتا ہے، باکرہ سے متعہ نہیں ہو سکتا۔ گویا شیعہ کے نزدیک بیوائیں اور مطلقہ عورتیں متعہ کے لئے خاص ہیں۔

---

❶ دیکھئے: التهذيب ٦/٤٨٥، الوسائل ٢١/ ٢٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ کیونکہ روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ شیعہ لوگ جس عورت سے چاہتے ہیں متعہ کرتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک باکرہ سے متعہ جائز ہے۔ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ باکرہ سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وہ باکرہ ہے۔ تاکہ اس کے گھر والے موردِ الزام نہ ٹھہرائے جاسکیں۔ ❶

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام روایات من گھڑت ہیں۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا: کوئی شخص باکرہ سے متعہ کرسکتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: باکرہ سے اس وقت تک متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وہ باکرہ ہے۔ ❷

ابوعبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ ''اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ باکرہ اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح متعہ کرلے۔'' ❸

ایک مرتبہ ابوعبداللہ علیہ السلام سے دوشیزاؤں سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ علیہ السلام نے جواب دیا: انہیں آخر کس لئے بنایا گیا ہے؟ متعہ انہیں سے تو ہے۔ کیا انہیں اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ ستر وحجاب میں رہیں اور عفت وعصمت کی زندگی گزاریں؟ ❹

جمیل بن دراج بیان کرتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا: باکرہ دوشیزہ سے متعہ کیا جاسکتا ہے؟ تو فرمایا: کیوں نہیں۔ الا یہ کہ اسے بچی کے حکم میں گردانا جاتا ہو۔ مراد یہ ہے کہ اگر بہت کمسن ہے یا نابالغ ہے تو اس سے متعہ جائز نہیں ہے۔'' راوی کہتا ہے: میں نے ان سے دریافت کیا: کس لڑکی کو کمسن نہیں گردانا جائے گا؟ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ چھ سات سالہ کو۔ راوی کو شک ہوگیا۔ کہتا ہے: نہیں بلکہ ۹ سال کی بچی کمسن نہیں کہلائے گی۔ اس

---

❶ دیکھئے: الکافی ٥/ ٤٦٢.

❷ دیکھئے: الکافی للکلینی ٥/٣٦٤.

❸ دیکھئے: مستدرك الوسائل ١٤/ ٤٥٩.

❹ دیکھئے: من لایحضرہ الفقیہ ٣/٢٩٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے متعہ جائز ہے۔ ❶

شیخ عاملی کا قول ہے: نو سالہ لڑکی کو عموماً لوگ بچی نہیں گردانتے۔ ایسی لڑکی سے متعہ جائز ہے۔ ہاں اگر اس کی عقل میں فتور ہو تو یہ اور بات ہے۔ ❷

محمد بن مسلم بیان کرتا ہے کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے بچی کے بارے میں دریافت کیا: کیا آدمی اس سے متعہ کر سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ اِلّا یہ کہ وہ اتنی کم سن ہو کہ اس کو شعور تک نہ ہو۔ میں نے ان سے کہا: اللہ آپ کا بھلا کرے! کتنی عمر تک کی بچی کو سمجھا جائے کہ یہ شعور سے بہرہ ور ہے؟ فرمایا کہ: دس سال کی لڑکی کو سمجھا جائے گا کہ یہ سمجھ بوجھ کے قابل ہو گئی ہے۔ ❸

مدت متعہ کی حد بندی:

زرارۃ بن اعین سے مروی ہے: میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا: کیا کسی شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی عورت سے ایک دو گھنٹے کے لئے متعہ کرے؟ فرمایا: گھنٹے دو گھنٹے یا گھڑی دو گھڑی کی تحدید میں اشکالات کا امکان ہے۔ مگر ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ہم بستری یا ایک دن یا دو دن کی شرط پر نکاح متعہ منعقد ہو سکتا ہے۔ ❹

حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے پوچھا گیا: عقد متعہ کے لئے کم سے کم کتنی مدت کی تحدید ہے؟ کیا کسی شخص کے لئے جائز ہے کہ ایک مرتبہ ہم بستری کی شرط پر متعہ کرے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں ایسا جائز ہے۔ ❺

ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک مرتبہ جماع کرنے کی شرط لگا کر متعہ کرتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے جواب ارشاد فرمایا: وہ اپنی خواہش پوری کر چکے تو وہ اپنے چہرے کو گھوما لے اور اس عورت کی طرف پلٹ کر نہ دیکھے۔ ❻

---

❶ دیکھئے: الوسائل ۲۱/ ۳۶۔
❷ دیکھئے: الوسائل ۲۱/ ۳۶۔
❸ دیکھئے: الوسائل ۲۱/ ۳۶۔
❹ دیکھئے: الکافی ۵/ ۴۵۹۔
❺ دیکھئے: الکافی ۵/ ۴۶۔
❻ دیکھئے: الکافی ۵/ ۴۶۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدم جماع کی شرط پر متعہ:

اگر کوئی شخص اس شرط پر متعہ کرے کہ وہ اس سے تلذذ حاصل کرے گا اور جماع سے گریز کرے گا۔ تو کیا ایسا نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں شیعہ کے دلائل کا مطالعہ کریں۔

عمار بن مروان کہتا ہے: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص کسی عورت کے پاس نکاح متعہ کا پیغام لے کر گیا اور اس سے شادی کی درخواست کی۔ اس عورت نے کہا: میں تم سے اس شرط پر متعہ کرنے کے لئے تیار ہوں کہ تم مجھے دیکھ کر یا مجھے چھو کر یا بوسہ وغیرہ لے کر تلذذ حاصل کرو تو میں تیار ہوں۔ کیونکہ میں بدنامی نہیں چاہتی امام صاحب نے جواب دیا اس کے لئے وہی ہے جو اس نے شرط میں کہا ہے۔ ❶

اس بات میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ اس قسم کی شرط نکاح شرعی کے منافی ہے۔

کیونکہ اگر وہ عورت جس سے متعہ کیا گیا ہے غائب رہتی ہے تو اس کے لئے مقرر اجرت میں سے اتنے دن کی اجرت کاٹ لی جائے گی جتنے دن وہ غائب رہی ہے۔

عمر بن حنظلہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا: اگر میں کسی عورت سے ایک ماہ کے لئے شادی کروں مگر مجھے خطرہ لاحق ہو کہ وہ غائب رہا کرے گی؟ تو اس کے جواب میں امام صاحب نے فرمایا: اس کو اپنے پاس جتنا رکھ سکتے ہو اس کو روکے رکھو۔ اگر وہ اس کے باوجود غائب رہتی ہے تو وہ جتنی مدت غائب رہے اس کے بقدر تم اس سے معاوضہ وصول کرو۔

جبکہ نکاح شرعی میں عقد صحیح کے بعد مجرد خلوت صحیحہ ہوتے ہی عورت کامل مہر کی مستحق قرار پا جاتی ہے۔ شیعہ کے ہاں اگر عورت چند دنوں کے لئے کسی ضرورت سے کہیں چلی جائے تو نکاح متعہ میں وہ جتنی مدت غائب رہے گی، اس کے بقدر اس کے مہر میں سے کٹوتی کر لی جائے گی۔

---

❶ دیکھئے: الکافی ٥/٤٦٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسحاق بن عمار سے مروی ہے: میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا: جو کسی عورت سے اس شرط پر متعہ کرتا ہے کہ وہ عورت ہر روز اس کے پاس آئے گی۔ لیکن وہ عورت حاضر نہ ہو تو کیا جتنے دن وہ نہیں آئی ہے اتنے دنوں کی اجرت کاٹ لی جائے گی؟ اور اس کے مہر میں سے اسے کم کر دیا جائے گا؟ امام صاحب نے جواب دیا! ہاں ایسا ہی کیا جائے گا۔ دیکھا جائے گا کہ اس نے مشروط شدہ مدت میں کتنے دن ناغے کئے ہیں؟ لہٰذا اتنے دنوں کی اجرت جتنے دنوں اس نے وعدہ پورا نہیں کیا ہے اس کے مہر سے کاٹ کر اس کا حساب بے باک کر دیا جائے گا۔ اِلا یہ کہ ایام ماہواری کو اس میں شامل نہیں سمجھا جائے گا کیونکہ ایام ماہواری اس عورت کا شرعی حق ہے۔ [1]

متعہ اور نکاح شرعی میں فرق:

ہم چاہتے ہیں کہ نکاح شرعی اور متعہ کے درمیان فروق کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے تاکہ قارئین کرام کو اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جائے کہ متعہ اور نکاح شرعی میں کیا فرق ہے۔ تاکہ کوئی شخص یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ متعہ اور نکاح شرعی ایک ہی چیز ہیں۔ لہٰذا اس التباس کو دور کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا موازنہ کر کے قارئین کرام کو آگاہ کر دیا جائے۔

(۱)......نکاح شرعی میں ولی کا ہونا شرط ہے۔ جبکہ نکاح متعہ میں ولی کا ہونا شرط نہیں ہے۔

امام ابوعبداللہ جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: چار عورتوں والا جتنی عورتوں سے چاہے بغیر ولی کے شادی کرے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ [2]

(۲)......نکاح شرعی میں گواہوں کا ہونا ضروری ہے مگر نکاح متعہ میں گواہوں کا ہونا شرط نہیں ہے۔ بغیر گواہوں کے نکاح متعہ منعقد ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کردہ حوالہ میں مذکور ہے۔

(۳)......نکاح شرعی کا اصل مقصد ایک صالح خاندان کی داغ بیل ڈالنا ہے اور متعہ کی اصل غایت شہوت رانی اور جنس پرستی ہے۔

---

[1] دیکھئے: الکافی ٥/٤٦١.

[2] دیکھئے: الوسائل ٢١/٦٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)...... نکاح صحیح شرعاً مسلمان اور کتابیہ عورت سے ہو سکتا ہے۔ جب کہ نکاحِ متعہ کسی بھی عورت سے کیا جا سکتا ہے، خواہ وہ مجوسیہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۵)...... نکاح شرعی انسان کی پاک دامنی کا ذریعہ ہے۔ متعہ سے پاک دامنی حاصل نہیں ہوتی بلکہ وہ شناسائی اور آشنائی ہے۔

ابوابراہیم علیہ السلام سے سوال کیا گیا: اگر کسی کے پاس عقد متعہ کے ذریعہ حاصل شدہ عورت ہے تو کیا اس کو پاک دامن گردانا جائے گا؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ کسی شرط کی وجہ سے اس کے عقد میں ہے۔ جب تک عقد قائم ہے وہ اس کی ملکیت ہے۔

(۶)...... نکاح شرعی کی بنیاد پر عورت کا شوہر اس کے ساتھ سفر کر سکتا ہے۔ عقد متعہ میں اس کا مالک اپنی مملوکہ کو کہیں سفر پر نہیں لے جا سکتا۔

معمر بن خلاد سے مروی ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا: آدمی عورت کو اپنے ساتھ لے کر کسی دوسرے ملک سفر کر سکتا ہے؟ انہوں کے جواب دیا: کہ نکاح متعہ کے علاوہ دوسرے نکاح کے ذریعہ کر سکتا ہے۔ مگر نکاح متعہ میں اس کی اجازت نہیں ہے۔ ❶

(۷)...... نکاح شرعی میں شوہر کو طلاق کا حق حاصل ہوتا ہے جب کہ متعہ میں طلاق نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ امام ابوجعفر محمد الباقر علیہ السلام فرماتے ہیں: جس عورت سے متعہ کیا جائے اس کو نہ طلاق دی جا سکتی ہے اور نہ ہی وہ میراث کی حق دار ہوگی۔ ❷

(۸)...... نکاح صحیح میں مطلقہ عورت کی عدت تین ماہ یا تین حیض ہوا کرتی ہے۔ جب کہ نکاح متعہ میں عورت کی عدت ۴۵ دن یا ایک حیض ہے۔ ایک دوسری روایت میں دو حیض کا ذکر بھی آیا ہے۔

امام ابوجعفر علیہ السلام فرماتے ہیں متعہ کی عدت ۴۵ دن ہے۔ ❸

---

❶ دیکھئے: الوسائل ۲۱/۷۷.

❷ دیکھئے: الکافی ۵/۴۵۱.

❸ دیکھئے: الکافی ۵/۴۵۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹)......نکاح شرعی کی بنیاد پر میاں بیوی ایک دوسرے کی میراث کے حق دار قرار پاتے ہیں۔ جب کہ متعہ میں مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کے وارث قرار نہیں پاتے۔

(۱۰)......نکاح شرعی میں اثناء عدت مطلقہ کے نان ونفقہ کی ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے جب کہ متعہ والی عورت کا نان نفقہ اس کے شناسا پر نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کا فرمان ہے: متعہ کے نام پر حاصل کی گئی عورت کا مرد پر نہ نفقہ ہے اور نہ عدت ہے۔ ❶

(۱۱)......شرعی نکاح میں اس بات کا جواز نہیں ہے کہ ایک آدمی بیک وقت ۴ عورتوں سے زیادہ عورتوں کو اپنے نکاح میں رکھے۔ لیکن ایک شخص بیک وقت متعہ کے طور ان گنت عورتوں کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ اس میں کسی عدد کی قید نہیں ہے۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کا قول ہے: ان میں سے ہزار عورتوں سے بھی شادی کر دو تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ وہ تو کرایہ کی عورتیں ہیں۔ ان کی حیثیت مستأجرات عورتوں کی ہے۔ ❷

(۱۲)......نکاح شرعی میں اس بات کا امکان ہے کہ طلاق بائنہ کے بعد عورت سے پہلا شوہر دوبارہ نکاح کر لے۔ یعنی اگر تم نے اپنی بیوی کو ۳ طلاقیں دے دیں اور اس کے بعد اتفاق سے کسی دوسرے شخص نے اس عورت سے شادی کر لی اور وہ دوسرا شخص بھی بالفرض اس عورت کو طلاق دے دیتا ہے تو پہلے شوہر کو حق حاصل ہے کہ اگر وہ اس سے شادی کرنا چاہے تو بخوشی کر سکتا ہے۔ لیکن طلاق کے بعد کسی شخص نے اس سے اگر نکاح متعہ کیا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے: کیا اس صورت میں بھی پہلا شوہر اس عورت سے شادی کر سکتا ہے؟ نہیں۔ اس صورت میں پہلا شوہر اس متعہ بہا عورت سے شادی نہیں کر سکتا۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا: ایک شخص نے اپنی بیوی کو ۳ طلاقیں دے دی ہوں، اس کے بعد اسی عورت سے کسی شخص نے متعہ کر لیا ہو تو کیا اس صورت میں پہلے شوہر سے نکاح شرعی کا جواز ہے؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا: نہیں۔ وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہے۔ ❸

---

❶ دیکھئے: الوسائل ۲۱/۷۹. ❷ دیکھئے: الکافی ۵/۴۵۲. ❸ دیکھئے: الکافی ۵/۴۲۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۳)......نکاح شرعی میں دخول صحیح کے بعد عورت پورے مہر کی مستحق قرار پا جاتی ہے جب عقد متعہ میں عورت جتنے دن غائب رہے گی اتنے دنوں کی اجرت کاٹ لی جاتی ہے۔

(۱۴)......شادی شدہ عورت کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔یعنی کوئی شخص کسی شادی شدہ عورت سے شادی نہیں کر سکتا لیکن متعہ میں کسی قسم کی چھان بین کی ضرورت نہیں ہے۔ آنکھ بند کر کے متعہ کر لے خواہ شادی شدہ ہو۔امام صاحب نے شادی شدہ عورت سے متعہ کرنے والے سے کہا تھا کہ تم نے اس کے بارے چھان بین کیوں کی؟

(۱۵)......نکاح شرعی کے بارے میں حکم ہے کہ زانیہ سے نکاح شرعی نہیں ہو سکتا۔کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ لیکن متعہ میں یہ شرط نہیں ہے۔زانیہ عورت سے متعہ جائز ہے۔

(۱۶)......نکاح شرعی میں لعان کی گنجائش ہے۔یعنی جب شوہر کو اپنی بیوی پر فحش کاری کا شک ہو جائے تو اس کے لئے شرعاً لعان کی اجازت ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝﴾ (النور:٦، ٧)

''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کا کوئی گواہ بجز ان کی ذات کے نہ ہو تو ایسے لوگوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ سچے ہیں اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔''

مذکورہ آیت سے میاں بیوی کے درمیان لعان کی وضاحت ہوتی ہے کہ ایسی صورت میں شرعی نکاح میں مربوط میاں بیوی یہ طریقہ اختیار کریں گے۔مگر عقد متعہ میں طرفین کو لعان کا حق حاصل نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کا فرمان ہے: کوئی شخص ایسی عورت سے لعان نہ کرے جس سے اس نے عقد متعہ کیا ہے۔ ❶

(۱۷)......نکاح شرعی میں کبھی کبھی ظہار کا معاملہ بھی درپیش ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَائِهِمْ مَا هُنَّ اُمَّهَاتِهِمْ اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا الّٰئِيْ وَلَدْنَهُمْ ط﴾ (المجادلہ:۲)

''تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتیں۔ ان کی مائیں تو وہ ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے ہیں۔''

یہ آیت (ظہار) کے حکم کی وضاحت میں وارد ہوئی ہے۔ جب کہ عقد متعہ میں ظہار منعقد نہیں ہوسکتا۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں: ظہار کا وجود وہاں ممکن ہے جہاں طلاق واقع ہوسکتی ہو۔ اور اگر طلاق کا وجود ناممکن ہے تو ایسی صورت میں ظہار بھی ناممکن ہے۔

(۱۸)......نکاح شرعی کی وجہ سے شوہر پر بیوی کے نفقہ اور گھر کا حق بنتا ہے۔ لیکن متعہ میں یہ شرط مفقود ہوتی ہے۔ مرد پر رہن سہن کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ متعہ میں مرد پر کس طرح سکنیٰ لازم کیا جاسکتا ہے؟ کیونکہ عقد متعہ تو صرف ایک مرتبہ جماع کی شرط پر بھی منعقد ہوجاتا ہے (اور صرف ایک مرتبہ اس عورت کے ساتھ شہوت رانی کرنے کے لئے کیونکر مرد کے ذمہ سکنیٰ کا حکم لگایا جاسکتا ہے)

(۱۹)......نکاح شرعی میں یہ بھی شرط ہے کہ علی الاعلان نکاح کیا جائے۔ جب کہ متعہ میں اعلان عام کی ضرورت نہیں ہے۔

امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا گیا: ''کیا عورت بذاتِ خود کسی سرپرست کی

---

❶ دیکھئے: الوسائل ۲۲/ ۴۳۰.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودگی کے بغیر متعہ کر سکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: اگر طرفین لائق اعتبار ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ❶

ہم نے متعہ کے بارہ میں احکام شرعیہ پر سیر حاصل بحث کی ہے اور متعہ کے خدوخال کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں متعہ کے معانی ومفہوم کا بھی ذکر کر دیا جائے۔

متعہ کی جدید صورت:

دراصل یہ مختلف روایات ہیں جو مختلف جگہوں سے لے کر جمع کی گئی ہیں جو دور حاضر میں متعہ کی جدید کیفیت کی وضاحت کرتی ہیں۔ ان روایات کا ان ملکوں سے تعلق ہے جو متعہ کو جائز سمجھتے ہیں۔ میں یہ بھی وضاحت کردوں کہ: یہ روایات شہلا الحائری نامی ایک عورت کی متعہ نامی کتاب میں موجود ہیں۔ میں نے اسی کتاب سے ان روایات کو حاصل کیا ہے۔

شہلا الحائری لکھتی ہے: اس خاندان کا سربراہ کہ جس کے یہاں میں نے اقامت کی تھی اپنے محلّہ کی بہت سی دوشیزاؤں سے متعہ کرواتا تھا جو ابھی کم سن ہوتی تھیں۔ عقد متعہ کی مدت ایک گھنٹہ اور کبھی اس سے بھی کم ہوتی تھی۔ حلوہ یا چاکلیٹ کا ایک پیس ہوا کرتا تھا۔ اور عقد متعہ کی کاروائی کھیل کود کے ماحول میں ہوتی تھی۔ اس کے باوجود کہ عقد متعہ کی مدت بڑی جلدی ختم ہو جاتی تھی۔ دوشیزاؤں کی ماؤں سے ہمیشہ ہمیش کے لئے رشتہ قرابت قائم ہو جاتا تھا۔ جیسے کہ عورت اور اس کے داماد کے درمیان ہوتا ہے۔ (ص ۱۳۶)

شہلا کا کہنا ہے: مجھ سے بعض دیندار لوگوں نے کہا: یہ عین ممکن ہے کہ اجتماعی طور پر بیک وقت بہت سی عورتوں اور مردوں کا عقد متعہ ایک گھنٹے کے اندر اندر کیا جا سکتا ہے! انہوں نے بطور مثال یہ کہا کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ غیر جنسی طور پر عقد متعہ کرنا چاہے تو وہ اس کی صحبت میں جس طرح چاہے وقت گزارے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس سے ہم بستری نہیں کرے

❶ دیکھئے: الوسائل ٢١/٦٥.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا! اسی طرح دوسری، تیسری اور چوتھی عورت کے ساتھ سلوک روا رکھے گا کیونکہ اس قسم کے عقد میں عدت شرط نہیں ہے۔ (ص ۱۴۷)

شہلا کا کہنا ہے کہ: ذرا مھواش نامی عورت کو اپنے ذہن میں رکھو۔ یہ عورت متعہ کرواتی ہے۔ یعنی دلال ہے۔ اس کو شریعت اسلامیہ کے علوم میں بھی دسترس حاصل ہے۔ وہ اسلامی معلومات سے گہری واقفیت رکھنے والی عورت ہے۔ لڑکیوں کو قرآن پاک پڑھا کر لوگوں سے تنخواہ وصول کرتی ہے۔ جب اسے موقع ملتا ہے تو خود بھی متعہ کر کے ٹائم پاس کیا کرتی ہے۔ وہ ایک گھنٹے یا دو گھنٹے یا زیادہ سے زیادہ ایک رات کے لئے عقد متعہ کرتی ہے۔ اسی مھواش نامی عورت کا کہنا ہے کہ میں ہمیشہ متعہ کرنا چاہتی ہوں۔ اگر ممکن ہو تو ہر رات متعہ کر کے محظوظ ہونا پسند کرتی ہوں۔ (ص ۱۶۱)

جہاں تک شیعوں کے دیندار لوگوں اور عقد متعہ کا معاملہ ہے تو اس سلسلہ میں ملا ہاشم کا کہنا ہے کہ: وہ ۲۵ سال کی عمر میں اس بات کا عادی بن چکا تھا کہ وہ ہر دو ہفتہ میں ایک عقد متعہ ضرور کر لیا کرے۔ (ص ۱۲۰)

شہلا الحائری کا کہنا ہے کہ جب میں نے ان لوگوں سے تعارف کرنے کی کوشش کی جنہوں نے متعہ کرنے کرانے کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے تو میں ایک دیندار شخص سے جا ٹکرائی۔ کیونکہ شیعوں کے نزدیک بھی یہی تصور گردش کر رہا ہے حتیٰ کہ دیندار لوگوں میں بھی یہی اعتقاد ہے کہ علماء شیعہ نکاح متعہ کے زیادہ رسیا ہوا کرتے ہیں۔ وہی لوگ زیادہ سے زیادہ متعہ پر عمل درآمد کرنے کے درپے رہتے ہیں اور خوب سے خوب عقد متعہ کرتے ہیں۔ (ص ۳۷)

شہلا الحائری کا کہنا ہے کہ: متعہ شیعہ معاشرے خصوصاً ان کے دیندار لوگوں میں زور و شور سے رواج پذیر ہے۔ تا کہ اخلاقی بگاڑ کا تدارک کیا جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ کا دیندار طبقہ اپنے عوام سے زیادہ بے دھڑک عمل پیرا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے دینی قوانین سے خوب واقفیت رکھتے ہیں۔ (ص ۲۳۲)

شہلا الحائری مزید بیان کرتی ہے کہ: آیت اللہ خمینی کی شاگردی میں ۵۰۰ طالبات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔ان میں سے بعض تو دورانِ طالب علمی متعہ سے لطف اندوز ہو چکیں تھیں۔قریباً (۲۰۰) دوسو سے زائد لڑکیوں نے کسی استاد سے یا طلباء میں سے اپنے کسی کلاس فیلو سے متعہ رچا رکھا تھا۔(ص ۲۳٤)

شہلا الحائری کا یہ بھی انکشاف ہے کہ: ایک مُلّا نے انہیں یہ بات بتلائی کہ اکثر و بیشتر خاندان ہفتہ وار یا ماہانہ ہر ہفتے یا ہر ماہ ایک دینی نشست کا انعقاد کرتے اور اجتماعی نماز ادا کرنے کا پروگرام بناتے ہیں۔جس میں کم از کم ایک یا دو دیندار شخصیات کو بھی مدعو کیا جاتا ہے۔ دیندار لوگ اس نشست میں خاندان کی تمام عورتوں سے بہت جلد متعارف ہو جایا کرتے ہیں۔ یہاں تک وہ چھوٹی بچیوں سے بھی شناسائی کرتے ہیں۔اس کے بعد ان لڑکیوں سے خاص طور پر راہ و رسم پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔(ص ۲٦٦)

ایک ملا کا کہنا ہے: متعہ کا رواج ایسا عام ہو گیا ہے کہ اندرون ملک مدارس دینیہ میں یہ رواج پاتا چلا جا رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ شیعوں میں سے ایک شخص نے اس کا اعداد و شمار کیا تو مختلف عمر کی ٦ ٧ دوشیزاؤں نے مدرسہ میں داخلہ لیا۔ بعد ازاں یہ انکشاف ہوا کہ اس مدرسہ کے سربراہ نے ان میں سے بعض لڑکیوں سے غیر شرعی تعلقات بھی قائم کر رکھے ہیں۔ بلکہ ملا نے یہ توضیح بھی کی کہ عدالت نے صاحب مدرسہ کے بارے میں یہ فیصلہ سنایا کہ وہ ان گیارہ دوشیزاؤں سے متعہ کرے جن سے وہ غیر شرعی تعلقات رکھتا تھا۔اللہ کو رب قہار و جبار جان کر ہمیں یہ بتلائیں: کیا اس کا یہی حل ہے؟(ص ۲٦۸)

شیعہ کی ایک مذہبی شخصیت کا فرمان ہے کہ: جہاں کہیں دیندار شخصیات کا وجود ہوگا، وہاں جنسی نشاط کا وجود ضروری ہے۔گویا وہاں بکثرت ایسے واقعات پائے جائیں گے جو غیر شرعی تعلقات کے قبیل سے ہوتے ہیں۔(ص ۲٦۹)

اس بارے میں ملا ہاشم کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔اس کا کہنا ہے: ایک مرتبہ کسی عورت نے ان سے درخواست کی کہ وہ اس کے گھر تشریف لائیں اور دوگانہ ادا کریں۔اب معلوم نہیں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوگانہ کی کیا کیفیت ہے۔ شیعوں کے نزدیک یہ کیسے ادا کی جاتی ہے؟ اس کا علم ہمیں نہیں۔ بہر حال نماز ادا کرنے کے بعد اس عورت نے ملا ہاشم سے درخواست کی کہ ایک طویل مدت تک وہ اس کے پاس قیام کریں۔ ملا ہاشم نے اس عورت سے کہا: انہیں اس جگہ سے جلدی جانا ضروری ہے۔ اس وقت اس نے شیعوں کے نزدیک نکاح متعہ والی مشہور و معروف عبارت کا استعمال کرتے ہوئے یہ بھی جتلا دیا کہ یہ بات میرے اور تمہارے درمیان بطور راز پوشیدہ رہنی چاہئے۔

یہ ایسی عبارت ہے کہ اگر عورت یہ عبارت مرد کے گوش گذار کرے اور یہ کہے کہ یہ ہم لوگوں کے درمیان راز ہے تو اس سے مراد کیا ہے؟ آپ کو پتہ ہے اس سے مراد متعہ ہے۔

ملا ہاشم نے اس عورت کو جواب دیا: وہ اس کے ساتھ پوری رات نہیں گزار سکتا مگر دو گھنٹے گذارنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ [ص ۲۲۶]

مومنو! کیا یہی شریعت محمدیہ ہے؟ علی صاحبہا التحیۃ والسلام۔

شریعت محمدیہ میں ان خرافات کی گنجائش نہیں:

شہلا الحائری مزید انکشاف کرتے ہوئے کہتی ہیں: ایک مرتبہ ایک ملا سے کسی مزار میں کوئی عورت ٹکرا گئی۔ اس نے ملا سے اپنے لئے استخارہ قرآنیہ کی درخواست کی۔ آخر کار عورت نے ملا سے نکاح متعہ کی پیش کش کر ڈالی۔ کیونکہ استخارہ سے اس بات کا اشارہ ملا کہ اس کا فال اس وقت باعث برکت ہوگا جب وہ متعہ کرے گی۔ لہٰذا موقع غنیمت جانتے ہوئے اس نے اس دینی شخصیت سے متعہ کی درخواست کی۔

اس عورت کا کہنا ہے کہ اس ملا نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اس کے ساتھ صرف ایک گھنٹے کے لئے متعہ کر لیا۔ ۲۰ تومان بحیثیت مہر متعین کئے گئے۔ دوسرے دن ایک دوسری عورت اس کے پاس آئی اور اس نے بھی اپنی بیٹی کو ایک رات کے لئے ۵۰ تومان کے بدلے نکاح متعہ کی خاطر اس کی خدمت میں پیش کیا۔ (گویا یہ ظالم ملا ۲۰ تومان، ۵۰ تومان، ۱۰۰ تومان (ٹکوں) کے عوض عورتوں سے زنا کرتا ہے۔)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہلا الحائری لکھتی ہے: ایک ملا کا کہنا ہے کہ میں اپنے دوستوں میں سے ایک دوست کے ساتھ کھڑا تھا۔ میرا دوست سیّد تھا۔ اس کے قریب ایک عورت آئی۔ اتفاق سے ہوا کا جھونکا آیا اور اس کا نقاب کھل گیا جس سے اس کے چہرے کا نظارہ ہوگیا۔ وہ بڑی ہی حسین وجمیل تھی۔ وہ مسکرا کر کہنے لگا: ہم ملا لوگ مناسب کوالٹی کی عورتوں کی پہچان رکھتے ہیں۔

وہ کہتی ہیں: اس ملا کو بھنک لگ گئی کہ اس کے دوست کے منہ میں بھی اس عورت کے لئے پانی آرہا ہے تو اس نے جلد بازی میں اس عورت سے سوال کیا: کہیں تمہارے ساتھ تمہارا شوہر تو نہیں؟ اس عورت نے جواب دیا: نہیں۔ اس ملا کا کہنا ہے کہ میرے سیّد دوست نے بھی اس کے سامنے متعہ والی تجویز رکھی تو اس نے اثبات میں جواب دیا۔ اس وقت سے میرا دوست جب بھی مجھے دیکھتا ہے تو اس احسان پر میرا شکریہ ادا کرتا ہے۔ (ص ۲۴۰)

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ: یہ انفرادی یا ذاتی تصرفات ہیں۔

تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے: یہ وہ تصرفات ہیں جو خود شیعہ کی روایات سے ثابت شدہ ہیں۔ ہم نے ان کی معتمد کتابوں سے چن چن کر اپنی اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔

حیران کن بات یہ ہے کہ اس قسم کے خرافاتی کام شیعہ کے مذہبی لوگ کرتے ہیں۔

آپ دیکھیں گے شیعوں کے ملا لوگ متعہ کے جواز میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں اور شیعہ اپنے مختلف شعائر میں سے اس شعیرہ کو انجام دینے کے لئے ہر وقت حریص نظر آتے ہیں۔

انہیں اس بات کا بھی بخوبی علم ہے کہ وہ جس اعتقاد پر قائم ہیں وہ سراسر گمراہی اور کجروی ہے۔ اس کے باوجود اس پر مصر ہیں۔ کیونکہ ان کو ایسا عقیدہ اختیار کرنے میں عوام کی بہو بیٹیوں کی عزت وآبرو سے کھلواڑ کی کھلم کھلا آزادی مل جاتی ہے۔ لہٰذا وہ اس اعتقاد کا زور وشور سے دفاع کرتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

✿✿✿✿✿✿

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعہ کے مفاسد!

آخری گزارش کے طور پر ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ: ''متعہ کی بے شمار خرابیاں اور بہت سے مفاسد ہیں۔'' ذیل میں ان میں سے بعض کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

(۱)......نکاح متعہ سے اولاد ضائع ہوتی ہے۔

(۲)...... متعہ کے مفاسد میں سے ایک یہ ہے کہ انسان متعہ میں اپنی بیٹی کے ساتھ جماع کرنے کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی ایسے ملک میں گیا جہاں متعہ جائز سمجھا جاتا ہے۔ وہاں اس نے کسی عورت سے متعہ کیا، اس سے شہوت پوری کی اور واپس اپنے ملک چلا آیا۔ اس نے عورت سے ایک بار یا دو بار یا ایک گھنٹے یا دو گھنٹے یا ایک رات یا دو رات یا ایک ماہ یا دو ماہ کی شرط پر نکاح کیا۔ لیکن اس شخص کو بالکل علم نہیں ہے کہ وہ اس جماع سے حاملہ ہوئی یا نہیں ہوئی۔ ایک عرصہ بعد وہی شخص دوبارہ متعہ کی نیت سے واپس اسی ملک جاتا ہے اور اس عورت کی بیٹی سے متعہ کرتا ہے۔ یا اس شخص کا بیٹا آتا ہے اور اپنی بہن سے جماع کرتا ہے۔ علی ہذا القیاس دیگر محرمات کی مثال بھی دی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

یہ اس صورت میں ہے جب یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ لڑکی اس کی بہن یا اس شخص کی بیٹی ہے ورنہ حقیقت میں وہ حرامی لڑکی ہے جس کو بنت زنا کہا جائے گا۔ لیکن خود شیعہ مذہب کے مطابق متعہ سے پیدا ہونے والی لڑکی شرعاً اس شخص کی بیٹی تصور کی جائے گی جس کے نطفے سے وہ پیدا ہوئی ہے۔ لیکن اہل سنت والجماعت کے نزدیک وہ حرامی یعنی بنت زنا شمار کی جائے گی۔ لہٰذا اس کو شرعاً صلبی اولاد میں نہیں گردانا جائے گا۔

(۳)......متعہ کے مفاسد میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے میراث کی مساویانہ تقسیم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ متعہ کرنے والے کو یہ تک علم نہیں ہوتا کہ اس کی کتنی اولاد ہے؟ گویا اس ملک میں اس کے بیٹا ہے تو دوسرے ملک میں اس کی ایک بیٹی ہے اور کسی تیسرے ملک میں اس کی جڑواں اولاد موجود ہے۔

(۴)...... متعہ کے اعتقاد سے عورت کی عزت پامال ہوتی ہے جو بازار جنس میں اسے نیلام کرنے کا ذریعہ ہے۔ حالانکہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے عزت وکرامت سے نوازا ہے۔

(۵)...... متعہ میں حسب ونسب کا کھلم کھلا ضیاع ہے۔

(۶)......متعہ سے شرعی نکاح ختم ہو جاتا ہے۔

یعنی اس کی وجہ سے جوانانِ اسلام یہ کہنے کے مجاز قرار پا جائیں گے کہ: ''وہ شرعی نکاح کیوں کریں؟ جب ایک مٹھی جو میں یا ربع دینار میں متعہ منعقد ہو سکتا ہے تو شادی بیاہ کے بے پناہ اخراجات سے یہی بہتر ہے۔ اگر کسی میں تقویٰ اور پرہیزگاری کی رمق نہیں پائی جاتی تو اس کو متعہ سے کون روک سکتا ہے۔

(۷)......متعہ کے مفاسد میں سے یہ بھی ہے کہ اس کو جائز قرار دینے سے زنا کا دروازہ کھل جاتا ہے زانی مرد وعورت متعہ کے نام پر شہوت رانی کرتے ہیں۔

(۸)......نکاح شرعی کا ایک اہم ترین مقصد نسل انسانی کی بقا ہے۔ لیکن متعہ سے انسانی نسل کشی لازم آتی ہے۔

یہ چند ایسے امور ہیں جو متعہ کے مفاسد میں کلیدی حیثیت کے حامل ہیں۔ میں نے چاہا کہ اس موقعہ پر متعہ کے اضرار ومفاسد پر مختصراً روشنی ڈال دی جائے اور متعہ کا حکم بھی بیان کر دیا جائے۔ جس کے جواز کے طور پر یہ کہتے ہیں کہ متعہ دین محمد ﷺ کی عین غرض وغایت ہے۔ میرا یقین کامل ہے کہ یہ شیعہ کا گمان باطل ہے۔ یا وہ دین محمد پر جھوٹ کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اللہ کی قسم! دین محمد ﷺ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ محمد ﷺ کی ذات اس قسم کے اعتقاد فاسد سے مبرا اور اللہ کا دین اس قبیل کی خرافات سے منزہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعہ حرام ہے، حرام ہے، حرام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے باخبر کر دیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝﴾ (المعارج ۲۹ تا ۳۱)

''اور مومن اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جن کے وہ مالک ہیں انہیں کوئی ملامت نہیں۔ لہٰذا جو اس کے علاوہ (راہ) ڈھونڈے گا تو وہ حد سے گذر جانے والے ہوں گے۔''

وَاللّٰهُ أَعْلٰى وَأَعْلَمُ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح شرعی نکاح اور متعہ میں بنیادی فرق

اس موضع پر بالا اختصار پیچھے کچھ بیان ہو چکا، مزید وضاحت پیش خدمت ہے۔ آج کل کے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نکاح اور متعہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ متعہ بھی ایک قسم کا نکاح ہی ہے جو وقتی اور عارضی ہوتا ہے۔ اس کے لیے وہ مسلمانوں میں رائج بعض نکاحوں کی مثالیں بھی دیتے ہیں:

(ا)...... جیسے کہ: نکاحِ عرفی (ب)...... طلاق کی نیت سے کسی عورت کے ساتھ نکاح کرنا۔ اور (ج)...... نکاحِ مسیار: کہ جس میں عورت، نان ونفقہ، اور گھر وغیرہ جیسے اپنے حقوق سے دستبرداری کی شرط پر کسی مرد سے نکاح کرتی ہے۔ جب کہ بعض دیگر افراد کا کہنا ہے کہ متعہ صرف شوہر دیدہ عورت سے جائز اور کنواری لڑکی سے حرام ہے۔

لیکن خود شیعہ کی اپنی روایات اس بارے میں ان کا ساتھ دینے سے قاصر ہیں۔ نہ ان کے علماء کے اقوال ہی ان کے اس دعویٰ کے ثبوت میں موجود ہیں۔ کیونکہ ان کے علماء نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ کنواری لڑکی سے صرف عقد متعہ جائز ہی نہیں بلکہ ان کے نزدیک تو رضیعہ سے بھی متعہ کا جواز ہے۔ ان میں سے بعض نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ متعہ کا اصل تعلق تو ہے ہی کنواری لڑکی سے۔ [1]

﴿وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ (النساء: ٢٤) والی آیت سے

[1] دیکھئے: وسائل الشیعہ للعاملی ٢١/٣٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعہ کا جواز متعہ میں استدلال کرنا کئی اعتبار سے غلط ہے۔

آیت مذکورہ میں موجود کلمہ (محصنین) سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ اس آیت میں محصنین سے مراد نکاح شرعی ہے نہ کہ عقد متعہ۔ (کیونکہ عقد متعہ سے پاک دامنی اور عزت و آبرو اور ذریت ونسل کی حفاظت نہیں ہوتی) اسی لئے عقد نکاح شرعی کو عفت و پاک دامنی کا ذریعہ کہا گیا ہے (اور عفت و پاک دامنی) عقد شرعی سے ہی حاصل ہو سکتی ہے عقد متعہ سے نہیں۔ جیسا کہ اسحاق بن عمار سے وارد ہے کہ: میں نے امام ابوابراہیم علیہ السلام (الکاظم) سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو زنا کاری کرے اور اس کے پاس باندی بھی موجود ہو۔ جس سے وہ ازدواجی تعلقات رکھتا ہو۔ تو کیا اس باندی سے ازدواجی تعلقات کی بنا پر اس شخص کو محصن سمجھا جائے گا؟ انہوں نے جواب دیا [ہاں] اس کو محصن سمجھا جائے گا۔ مراد یہ ہے کہ: اس پر محصن والی حد جاری کی جائے گی۔ اور اگر اس شخص کے پاس عقد متعہ والی ایک عورت موجود ہے (اور وہ زنا کا ارتکاب کرے) تو کیا اس شخص کو محصن سمجھا جائے گا؟ تو آپ علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: نہیں کیونکہ بطور باندی اس کی ملک یمین میں دائمی طور پر ایک عورت موجود ہے اور نکاح متعہ والی عورت کی ملکیت دائمی نہیں ہے۔ ❶ تو ثابت ہوا کہ مذکورہ بالا آیت سے مراد متعہ نہیں، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ بلکہ اس سے مراد صحیح نکاح شرعی ہے۔ والحمد للہ

اس بات میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ آج کل متعہ کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ محض مسلمان عورتوں کی عزت و آبرو سے کھلواڑ ہے۔ اس کے علاوہ اس کی اور کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ بات آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ابتداء میں متعہ کو صرف دوران سفر کافر عورتوں کے ساتھ جائز قرار دیا گیا تھا لیکن بعد ازاں اس کو حرام قرار دیدیا گیا۔

چنانچہ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح متعہ کو اور پالتو گدھے کے گوشت کو خیبر کے دن حرام قرار دیا۔ ❷

❶ ملاحظہ ہو: وسائل الشیعہ/ ج ۳۸۔ ص ۶۸)

❷ الاستبصار للطوسی/ ۲۔ ص ۱۴۲۔ اور کتاب الوسائل [العاملی الشیعی] ج ۲۱/ ص ۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم دونوں رحمہما اللہ نے بھی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نقل کیا ہے۔

امام جعفر بن محمد علیہ السلام جن کو امام صادق کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے سے عقد متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں جواب دیا: ہمارے یہاں یہ فاحشہ عورتوں کا مشغلہ ہے۔

(دیکھئے: بحار الأنوار [المجلسي۔ الشيعي۔ ج ١٠٠/ص ٣١٨)

تاریخ اسلام میں کبھی یہ نوبت پیش نہیں آئی کہ مسلمان مردوں نے مسلمان عورتوں سے متعہ کیا ہو۔ یہ عصر حاضر کا سیاہ باب ہے کہ مسلمان عورت سے بھی متعہ کیا جا رہا ہے اور اس کو شریعت کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔

صحیح شرعی نکاح اور متعہ کے مابین تقابلی جائزہ

خود شیعہ کی معتبر کتابوں کے اقتباسات کی روشنی میں یہ تقابلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے تا کہ ان کے اس عقیدے وعمل کے مفاسد واضح ہو جائیں۔

معاشرتی امور	صحیح شرعی نکاح کی صورت میں	متعہ کی شکل میں
(۱) مدت	صحیح شرعی نکاح میں مدت کا تعین نہیں ہوتا، زندگی بھر کے لیے زوجیت کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔	نکاح متعہ میں زندگی بھر کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ یہ عمل محدود مدت کے لیے ہوتا ہے، چاہے ایک جماع کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ: الکلینی کی ''اصول الکافی'' جلد: ۵، ص ۴۵۹ پر زرارہ بن اعین (کذاب) کی روایت درج ہے کہ: ''میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: کیا یہ آدمی کے لیے جائز ہے کہ وہ عورت سے گھڑی دو گھڑی (گھنٹے دو گھنٹے) کے لیے متعہ کرلے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ یہ ہے کہ وہ اس سے ایک یا دو جماع (ہم بستریوں) کے لیے، یا پھر ایک دن یا دونوں کے لیے متعہ کرے۔ (روایت میں مذکور لفظ ''العرد'' سے جماع مراد ہے۔)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) حق طلاق	صحیح شرعی نکاح میں خاوند اور بیوی کے مابین طلاق وخلع کا حق شریعت میں تسلیم شدہ ہے۔	متعہ میں طلاق نہیں ہوتی۔ چنانچہ: الکافی جلد ۵ ص ۴۵۱ میں ہے کہ امام ابوجعفر محمد الباقر علیہ السلام نے فرمایا: متعہ والی عورت کو طلاق نہیں دی جاتی۔ (یہ بات پیچھے وضاحت سے گزر چکی ہے کہ: کتب شیعہ میں آئمہ اہل البیت رضی اللہ عنہم کی طرف اتہامات کی بھرمار ہے۔)
(۳) ولایت	شرعی صحیح نکاح عورت کے ولی الامر کی اجازت کے بغیر نہیں ہوتا۔	نکاح متعہ میں ولی الامر کی اجازت قطعاً شرط نہیں ہے۔ چنانچہ: مستدرک الوسائل جلد ۴ کے ص ۴۵۹ پر ہے کہ: جنابِ امام ابوعبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی کنواری سے نکاح متعہ کرلے مگر یہ ہے کہ وہ خود راضی ہو۔ یہ نکاح اُس کے ولی (باپ وغیرہ) کی اجازت کے بغیر بھی جائز ہے۔
(۴) بیویوں کی تعداد	مرد بیک وقت صحیح شرعی نکاح کے ساتھ چار سے زیادہ بیویاں نہیں رکھ سکتا۔	مذہب شیعہ میں نکاحِ متعہ کے ذریعے بیک وقت ایک ہزار بیویوں تک اجازت ہے۔ جیسا کہ: کلینی نے الکافی کی جلد ۵ میں ص ۴۵۲ پر درج کیا ہے کہ: امام ابوعبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''بے شک متعہ والی ہزار عورتوں سے نکاح کرلو۔ اس لیے کہ بلاشبہ ان کو تو کرائے پر لیا جاتا ہے۔''
(۵) گواہ	صحیح شرعی نکاح کے لیے کم از کم دو مسلمان مرد آزاد، عاقل گواہوں کا ہونا شرط ہے۔	متعہ کے لیے گواہوں کا ہونا کوئی شرط نہیں۔ چنانچہ: مستدرک الوسائل کی جلد ۲۱ کے ص ۶۴ پر ہے کہ: امام ابوعبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بغیر ولی الامر اور بغیر گواہوں کے آدمی ان عورتوں سے جتنی چاہے متعہ کی شادیاں کرتا پھرے۔
	صحیح شرعی نکاح مرد اور عورت دونوں کو حصانت یعنی عفت وعصمت والی پاکدامنی عطا کرتا ہے۔	نکاح متعہ میں عورت اور مرد دونوں کو شرعی حصانت (عفت وعصمت) حاصل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا گیا: اگر آدمی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) پاک دامنی (الحصانة)		کے پاس متعہ والی عورت ہے تو کیا وہ مرد کو حصانت عطا کرتی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ بلکہ حصانت (کہ جس کا قرآن میں ذکر ہے۔) تو ہمیشہ کے لیے بننے والی بیوی کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ (دیکھئے: مستدرك الوسائل جلد ۲۸، ص ٦٩)
(۷) سرکاری تصدیق اور رجسٹریشن	صحیح شرعی نکاح کی حکومت کے پاس باقاعدہ رجسٹریشن اور تصدیق وتوثیق کروائی جاتی ہے۔	متعہ کی سرکاری رجسٹریشن (تصدیق وتوثیق) نہیں کی جاتی۔ چنانچہ موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے پوچھا گیا: کیا آدمی کسی عورت سے بغیر کسی ثبوت کے نکاح کرسکتا ہے؟ فرمایا: اگر دونوں مسلمان اور معتمد علیہا ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ دیکھئے: مستدرک الوسائل جلد ۲۱، ص ۶۵۔
(۸) ہمیشگی	صحیح شرعی نکاح کو بغیر انقطاع کے ہمیشہ قائم رکھا جاتا ہے۔	نکاح متعہ میں ہمیشگی کی شرط قطعاً نہیں پائی جاتی۔ اس لیے کہ یہ منقطع نکاح ہے۔
(۹) رہائش (گھر)	شرعی صحیح نکاح میں بیوی کو رہائش (گھر) مہیا کرنا خاوند کے ذمے ہوتا ہے۔	متعہ میں عورت کو گھر اور رہائش وغیرہ مہیا کرنے کی کوئی شرط نہیں ہوتی۔ اسی لیے متعہ صرف ایک جماع (ہم بستری) کے لیے بھی ہوتا ہے۔
(۱۰) عدل وانصاف	صحیح شرعی نکاح میں ایک سے زیادہ اور ایک بیوی کی صورت میں بھی عدل وانصاف کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔	نکاح متعہ میں عدل وانصاف کی بھی شرط نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ متعہ میں عورت کرائے پر لی جاتی ہے۔ چنانچہ عدل وانصاف میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔
(۱۱) ایک خاندان کا قیام	صحیح شرعی نکاح کا ایک مقصد ایک خاندان کی بنیاد، اُس کا قیام اور تربیت کا ایک ماحول بھی ہوتا ہے۔	نکاح متعہ کا مقصود کسی خاندان کا قیام نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ متعہ کا مقصود صرف شہوت رانی ہوتا ہے، نام اس کا نکاح رکھا جاتا ہے۔
(۱۲) حق مہر	شریعت مطہرہ نے صحیح عقد نکاح کے وقت بیوی کے لیے حق مہر کو بالالتزام رکھا ہے جو اُس کا حق ہوتا ہے۔	متعہ میں مہر کی بجائے عورت کی (شہوت رانی کے بدلے) اجرت رکھی جاتی ہے۔ چنانچہ جب وہ غیر حاضری کرے تو اس سے طے شدہ اجرت میں سے کٹوتی کرلی جاتی ہے۔ جیسا کہ اصول الکافی جلد ۵،

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

		ص ۴۵۲ اور ص ۴۶۱ میں امام ابوعبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: متعہ والیاں تو کرائے پر چلتی ہیں۔ اس لیے جب وہ معینہ مدت میں غائب رہیں گی تو سوائے حیض والے دنوں کے ان کی اجرت کاٹ لی جائے گی۔
(۱۳) دوران عدت نان ونفقہ	شریعت مطہرہ نے طلاق و بیوگی کی عدت میں خاوند پر بیوی کا نان ونفقہ لازم رکھا ہے۔ (الطلاق:۶)	متعہ والیوں کی عدت (جو کہ فرضی ہے) میں اُنہیں نان ونفقہ نہیں ملتا۔ جیسا کہ ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایسی عورت کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے۔ دیکھیے: مستدرك الوسائل جلد ۲۱، ص ۷۹.
(۱۴) طلاق کی عدت	صحیح شرعی نکاح میں اگر عورت کو طلاق بائنہ ہو جائے تو اُس کی عدت تین حیض یا تین ماہ ہے۔ (سورۃ البقرہ:۲۲۸، الطلاق:۴)	متعہ والی کی عدت: دو حیض یا (۴۵) دن ہے۔ جیسا کہ جناب امام ابوجعفر محمد الباقر رحمہ اللہ نے فرمایا: متعہ والی کی عدت: پینتالیس دن (۴۵) یا دو حیض ہے۔ دیکھیے: الكافي للكليني جلد ۵، ص ۴۵۸
(۱۵) عدت وفات	صحیح شرعی نکاح کی صورت میں اگر خاوند فوت ہو جائے تو بیوہ چار ماہ دس دن تک یا وضع حمل تک کی عدت گزارے۔ (سورہ البقرہ:۲۳۴)	متعہ والی عورت کی عدتِ بیوگی بالکل نہیں ہے (اس لیے کہ اس سے متعہ کرنے والا اُس کا شرعی خاوند تھوڑی ہوتا ہے۔) چنانچہ: مستدرک الوسائل جلد ۲۱ میں ص ۹۷ پر ہے کہ: امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: متعہ والی کی کوئی عدت نہیں۔
(۱۶) طلاق شدہ عورت کا پہلے خاوند سے نکاح	صحیح شرعی نکاح والی عورت کو اگر خاوند تینوں طلاقیں دے دے اور وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لے، پھر یہ دوسرا خاوند مر جائے یا اپنی مرضی سے اس کو طلاق بائنہ دے دے تو یہ عدت گزار کر پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے۔ (البقرہ: ۲۳۰ تا ۲۳۲)	امام محمد الباقر علیہ السلام سے پوچھا گیا: جس آدمی نے اپنی (شرعی) بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، پھر اس عورت سے کسی دوسرے آدمی نے متعہ کیا، تو کیا یہ عورت اپنے خاوند کے لیے حلال ہوگی؟ فرمایا: نہیں۔ (دیکھیے: الکافی جلد ۵، ص ۴۲۵) لیکن پہلے خاوند کے لیے اس کے ساتھ متعہ جائز ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) میراث وراثت	صحیح شرعی نکاح کی صورت میں میاں بیوی ایک کی فوتگی پر دوسرے کے وارث بنتے ہیں۔(النساء:۱۲)	نکاح متعہ میں (کہ جو دراصل نکاح نہیں ہوتا بلکہ شریعت مطہرہ کی رو سے زنا ہوتا ہے) نہ بیوی خاوند کی وارث بن سکتی ہے اور نہ خاوند اس متعہ والی کا وارث بن سکتا ہے۔ چنانچہ جب امام ابوجعفر علیہ السلام سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: متعہ والی اپنے متمتع کی وارث نہیں بنتی۔ دیکھئے: الكافي للكليني جلد٥، ص ٤٥١۔
(۱۸) بیوی کے دین کا لحاظ	صرف مسلمان یا پھر اہل کتاب کی کسی عورت سے ہی مسلمان مرد کا صحیح شرعی نکاح ہوتا ہے۔(سورۃ المائدہ:۵)	متعہ میں عورت کے دین ومذہب کا کچھ لحاظ نہیں ہوتا (کیونکہ وہ تو کرائے کی ٹیکسی ہوتی ہے۔) حتیٰ کہ اس ضمن میں ہندو، بدھ مت والی، مجوسی اور تمام کی تمام کافرو مشرک عورتیں جائز ہیں۔ جیسا کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ دیکھئے: مستدرك الوسائل: جلد٢١، ص ٣٨.
(۱۹) بیک وقت عورت کے دو نکاحوں کی حرمت	مسلمان آدمی اتنی دیر تک کسی عورت سے نکاح نہ کرے جب تک وہ اس کے پہلے نکاح کے بارے میں تصدیق نہ کرلے اور کسی کے نکاح پر نکاح نہ کرے۔	مذہب شیعہ میں متعہ کے لیے ایسی چھان بین کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ: منصر سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا: کہ ایسے ویرانے میں ایک عورت سے میری ملاقات ہوتی ہے جہاں کوئی تیسرا فرد نہ ہو اور میں اس سے پوچھوں: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اور وہ کہے: نہیں۔ (تو کیا اُس سے متعہ کرلوں) فرمایا: ہاں، اُس وقت اس کو سچا مانا جائے گا۔ دیکھئے: اصول الكافي للكليني جلد٥، ص ٤٦٢.
(۲۰) زانیہ سے نکاح	کسی مسلمان مرد کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ پاکدامن ہو کہ کسی زانیہ عورت سے نکاح شرعی کرے۔ (سورۃ النور:۳)	مذہب شیعہ میں زانیہ عورت سے متعہ ہوسکتا ہے۔ (بلکہ متعہ تو ہوتا ہی زنا ہے۔) اسحاق بن جریر سے مروی ہے کہ: میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا: ہمارے ہاں کوفہ میں ایک عورت زنا کاری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

		کے کام میں معروف ومشہور ہے۔ کیا میرے لیے حلال ہے کہ میں اُس سے متعہ کرلوں؟ دریافت فرمایا: کیا اُس نے اس بدقماشی وزنا کاری کا اعلان کر رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: اگر وہ ایسا کرے تو اسے حاکم وقت پکڑ کر سزا دے۔ (اس لیے ایسا کام وہ خفیہ کرتی ہے۔) فرمایا: ہاں، اُس سے متعہ کرسکتے ہو، اگرچہ وہ زنا کاری کا پیشہ اعلانیہ کیوں نہ کرتی ہو۔ دیکھیے: مستدرك الوسائل جلد ٢١، ص ٣٩
(٢١) عورت کی حیثیت	صحیح شرعی نکاح کے بعد عورت اپنے خاوند کی بیوی کہلاتی ہے۔ یہ اُس کی عظیم حیثیت ہے۔	متعہ والی کرائے کی چیز ہوتی ہے۔ چنانچہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں: چاہے ہزار عورتوں سے متعہ کرلو۔ اس لیے کہ وہ تو کرائے پر ہوتی ہیں۔ (دیکھیے: الکافی جلد٥، ص ٤٥٢)
(٢٢) حق زوجیت	صحیح شرعی نکاح کے بعد عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند کو حق زوجیت (ملاعبت وجماع) سے محروم رکھے۔	عدمِ جماع وہم بستری کی شرط کے ساتھ مذہب شیعہ میں نکاح متعہ جائز ہے۔ چنانچہ کلینی کی اصول الکافی میں ہے: عورت مرد سے کہتی ہے: میں اس شرط پر تجھ سے نکاحِ متعہ کرتی ہوں کہ تو سوائے اپنے ذکر کو میری شرمگاہ میں داخل کیے جیسے چاہے چھیڑ خانی اور لذت حاصل کر، اس لیے کہ میں بدنامی سے ڈرتی ہوں تو اس بارے میں امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے: ایسی صورت میں مرد کو ان شروط کی لازماً پابندی کرنا ہوگی۔ دیکھیے: الکافی: جلد٥، ص٤٦٧
(٢٣) دودھ پیتی بچی سے استمتاع	شریعت مطہرہ میں نابالغ بچی سے اس کا ولی الامر نکاح کرسکتا ہے، مگر یہ ہے کہ خاوند ازدواجی تعلقات بلوغت کے بعد استوار کرے۔	عصر حاضر میں فرقہ اثنا عشریہ کا ایک بڑا ملا جوان کے ہاں امام کا درجہ رکھتا ہے، یعنی خمینی لکھتا ہے: شہوت رانی کی نیت سے دودھ پینے والی بچی تک کو چھیڑا جاسکتا ہے اور اس سے بوس وکنار کرتے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

		اسے اپنی رانوں پر بٹھایا جا سکتا ہے۔ ایسی بچی کو سینے سے لگا کر اُسے پیار کیا جا سکتا ہے۔ (دیکھئے: تحریر الوسیله جلد۲، ص ۲٤۱).
(۲۴) ظہار کا حکم	ظہار کا مسئلہ وحکم صحیح شرعی نکاح کی صورت میں ہی پیش آتا ہے۔	متعہ والی عورت سے ظہار نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں: ظہار صرف ان عورتوں سے ہوتا ہے جن کو طلاق دی جاسکتی ہو۔ (دیکھئے: مستدرك الوسائل جلد۲۷، ص ۲۳٦)
(۲۵) لعان کا حکم	اسی طرح لعان کا مسئلہ وحکم بھی صحیح شرعی نکاح کی صورت میں ہی پیش آتا ہے۔	نکاحِ متعہ میں لعان بھی نہیں ہے۔ چنانچہ مستدرک الوسائل کی جلد: ۲۲ کے ص ۴۳۰ پر ہے: امام ابوعبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: آدمی اپنی متعہ والی عورت سے لعان نہ کرے۔

نوٹ ......: ایران سے شائع ہونے والے رسالہ "مجلة الشراع الشيعية" کے شمارہ نمبر ۶۸۴ (چوتھا سال) کے ص ۴ پر صدر رفسنجانی کا بیان چھپا ہے کہ: ایران میں وہ نومولود بچے جو سڑکوں پر بن باپ کی پہچان کے اب تلک متعہ کے نتیجہ میں پائے گئے ہیں، اُن کی تعداد اڑھائی لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ (نعوذُ باللّٰهِ مِن هذهِ النّجاسَةِ)

حرمتِ متعہ پر مزید چند ایک احادیث صحیحہ:

۱ ...... ((عَنْ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (عَامَ الْفَتْحِ) فَقَالَ: "يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْئٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيْلَهُ، وَلَا تَأْخُذُوْا مِمَّا آتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا .))[1]

"جناب سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ (فتح مکہ کے موقع پر) نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو مخاطب کرکے) فرمایا: لوگو! بلا شبہ میں نے

[1] صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب نكاح المتعة وبيان أنه...... الخ، حديث: ٣٤٢٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی۔ مگر اب اللہ عزوجل نے عورتوں سے متعہ کو تا قیامت حرام کر دیا ہے۔ اس لیے اگر کسی کے پاس متعہ والی کوئی عورت ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کو چھوڑ دے۔ اور جو چیز تم ان کو (متعہ کی اجرت میں) دے چکے ہو اسے واپس نہ لو۔''

ب ...... ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: "إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا۔ وَاللّٰهِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصِنٌ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ، إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةٍ يَشْهَدُوْنَ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَحَلَّهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا.))[1]

''جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: جب امیر المومنین سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت سنبھالی تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: بلاشبہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہم لوگوں کو تین بار نکاحِ متعہ کی اجازت فرمائی تھی۔ پھر اسے (فتح مکہ کے موقع پر) بالکل حرام کر دیا۔ اللہ کی قسم! اب اگر مجھے کسی کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ عورت سے متعہ کرتا ہے اور وہ ہے بھی محصن (شادی شدہ، پاک دامن) تو میں اسے ضرور پتھروں سے رجم کر دوں گا۔ مگر یہ ہے کہ پھر وہ (اس فعل شنیع کی دلیل کے لیے) میرے پاس چار گواہ لائے جو اس بات کی گواہی دیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو (تا قیامت) حرام کر دینے کے بعد آخر میں اسے حلال کر دیا تھا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ: امیر المومنین سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت راشدہ

---

[1] سنن ابن ماجه، کتاب النکاح، باب النهي عن نکاح المتعة، حدیث: ۱۹۶۳، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس پر صحیح کا حکم لگایا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس شرعی حکم کا نفاذ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے متعہ کو تا قیامت حرام کر دینے پر کیا تھا، اپنی طرف سے ہر گز نہیں۔

ج...... ((عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِاللّٰهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہم، عَنْ أَبِيْهِمَا أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ ابْنَ أَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما؛ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ .))❶

''محمد الحنفیہ ابن علی رضی اللہ عنہما کے بیٹے حسن اور عبد اللہ رحمہما اللہ اپنے والد محترم سیّدنا محمد ابوالحنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے والد محترم امیر المومنین سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو سنا، آپ رضی اللہ عنہ جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرما رہے تھے: (اے ابن عباس! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ) رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر والے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔'' (پھر اگلے سال فتح مکہ کے موقع پر کچھ دیر کے لیے حد النساء کی اجازت دی اور پھر اسے ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام کر دیا تھا۔)

ایک انتہائی مفید اقتباس:

یہاں صحیحین (صحیح البخاری و صحیح مسلم) کے حوالے سے یہ بات زیر مطالعہ موضوع کے ضمن میں ایک نہایت مفید پہلو یہ ہے کہ: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کتاب النکاح کے تحت ایک باب کا عنوان یوں قائم کیا ہے: "بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ أَخِيْرًا...... باب؛ آخر میں رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ سے منع کر دیا تھا۔'' اور پھر اس باب کے تحت چار احادیث بیان کر کے اس مسئلہ کو واضح کر دیا ہے کہ فتح مکہ کے وقت اسے تا قیامت حرام کر دیا گیا تھا۔ اس پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری

❶ صحيح مسلم، كتاب النكاح، حديث: ٣٤٣٥، وصحيح البخاری، كتاب الحيل، حديث: ٦٩٦١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جلد۹،ص ۲۰۹ تا ۲۱۸ طبع دار السلام بالریاض) میں مفصل علمی بحث لکھ کر اس مسئلہ کو خوب واضح کر دیا ہے۔

اسی طرح صحیح مسلم، کتاب النکاح میں ایک باب کا عنوان اس طرح سے قائم کیا گیا ہے:

"بَابُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَبَيَانِ أَنَّهُ أُبِيحَ ثُمَّ نُسِخَ، ثُمَّ أُبِيحَ ثُمَّ نُسِخَ، وَاسْتَقَرَّ تَحْرِيمُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. باب ہے: متعہ کے حلال ہونے کا، پھر حرام ہونے کا، پھر حلال ہونے کا اور پھر قیامت تک کے لیے اس کے حرام ہونے کا بیان۔" امام مسلم رحمہ اللہ نے (اس باب کے تحت) یہاں چھبیس (۲۶) احادیث و روایات درج کر کے متعہ کی حرمت کو تا قیامت خوب وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ زیرِ مطالعہ موضوع پر فضیلۃ الشیخ عثمان بن محمد الخمیس حفظہ اللہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ آپ نے پڑھ لیا، ماشاء اللہ نہایت مدلل تحریر ہے۔ تبارک الرحمٰن۔ زیرِ مطالعہ موضوع کے تحت علمی فائدہ کو مزید مضبوط کرنے کے لیے صحیح مسلم کے مذکور بالا باب کے تحت وحید الزمان خان رحمہ اللہ کے علمی نوٹ کو اگر بغور پڑھ لیا جائے تو بہر حال بہت فائدہ رہے گا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خمینی کا ''اسلامی'' انقلاب

نفسیاتی ماحول اور حقائق

مصنف

علامہ صفی الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خمینی کا اسلامی انقلاب

ایران کی موجودہ انقلابی حکومت کو ''اسلامی'' حکومت کہا جاتا ہے اور خود ہمارے ملک کے بھی بعض ''اسلامی'' حلقے اس کی ''اسلامیت'' کا ڈھنڈورا بہت زور وشور سے پیٹ رہے ہیں۔ لیکن ایران میں انقلاب کے بعد سے ابتک کشت وخون کی جو گرم بازاری ہے اور گرد وپیش کے ملکوں کے ساتھ اس کا جو رویہ ہے وہ مسلمانوں کے لیے ناقابل فہم اور حیرت افزا ہے اور غیر مسلموں کے لیے اسلام سے نفرت وبرگشتگی کا سبب، ہماری کوشش ہوگئی کہ ہم بالاختصار ایرانی انقلاب کی اسلامیت کے حقیقی خدوخال ہدیۂ قارئین کردیں۔ اس کے لیے ہمیں ذرا زیادہ پیچھے پلٹنا ہوگا۔

(۱)

ایران کے انقلابی رہنما کو آیت اللہ روح اللہ موسوی خمینی کہا جاتا ہے۔ موسوی کی نسبت شیعوں کے ساتویں امام موسیٰ کاظم کی طرف ہے۔ یہ نسبت نسبی تعلق کی بنا پر بھی کی جاتی تھی اور مذہبی گروہ بندی کی بنا پر بھی اب دونوں نسبتیں باہم اس طرح گڈمڈ ہوچکی ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو موسوی کہنے کے سلسلے میں نسبی تعلق کا دعویٰ بھی کرے تو اسے تسلیم کرنا مشکل ہے۔

موسیٰ کاظم امامیہ شیعوں میں ایک بہت بڑے تفرقے کی علامت ہیں۔ اگرچہ وہ خود اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ ہوا یہ کہ جب ان کے والد امام جعفر صادق کا انتقال ہوگیا تو نئے امام کے معاملے پر شیعوں میں دو گروہ ہوگئے ایک نے جعفر صادق کے بڑے صاحبزادے اسماعیل کو امام مانا اور دوسرے نے موسیٰ کاظم کو۔ پہلا گروہ اسماعیلیہ کہلایا اور دوسرا موسویہ۔

اسماعیلی شیعوں نے اپنے امام اسماعیل کے انتقال کے بعد یہ موقف اختیار کیا کہ اب روپوش ائمہ کا دور ہے، یعنی درپردہ ہمارے امام برابر متعین ہوتے رہیں گے۔ مگر ان کے نام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مقام کا پتہ چند خاص افراد کے سوا کسی کو نہ ہوگا۔ جب حالات سازگار ہوں گے تب اس وقت کا امام ظاہر ہوگا۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ ہر ظاہر کا باطن ہے۔ ہر آیت اور حکم کا اس کے ظاہری معنی کے علاوہ ایک باطنی معنی بھی ہے، اور باطنی معنی جان لینے کے بعد ظاہر پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ مغز پا جانے کے بعد چھلکا کھانا لغو ہے۔ مثلاً وہ کہتے تھے کہ پانچ وقت کی نماز سے پنج تن پاک کی طرف اشارہ ہے، ان کو مان لینا کافی ہے، اور نماز پڑھنا فضول ہے۔ اسی طرح ان کے بقول روزے کا مطلب رازداری ہے۔ تیس روزے سے ان کی تیس بڑی شخصیتیں مراد ہیں۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ سے ابوبکر وعمر مراد ہیں...... نعوذ باللہ ولا حول ولا قوۃ اِلا باللہ...... آسمان وزمین کے خلاق حضرت علی ہیں۔ جبریل سے مراد عقل خالص ہے۔ اور قرآن سے مراد اس عقل کے فیض سے ملنے والے معارف ہیں۔

قیامت اس دنیا کے ٹوٹنے پھوٹنے کا نام نہیں ہے، بلکہ سات سات اماموں کا ایک دور ہوتا ہے، ہر دور کے پہلے اور نئے امام کے اٹھنے کا نام قیامت ہے۔ جوا، شراب، رنڈی بازی حرام کاری اور حرام خوری وغیرہ یہ سب ظاہر پرستوں کے لیے حرام ہیں، ان کے باطنی معنی جاننے والوں کے لیے یہ سب بالکل درست اور حلال ہیں۔ غرض اس طرح کی سیکڑوں خرافات ظاہر اور باطن کے نام ایجاد کی گئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اسلام کا نام لے کر اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کا قتل عام کرنے کے لیے زیرزمین تحریکیں چلائی گئیں، جن کے نتیجے میں آگے چل کر نہایت لرزہ خیز مظالم اور بے دردانہ قتل کے بے شمار واقعات پیش آئے۔

شیعوں کا یہ فرقہ اپنے ظاہر وباطن کے اس طویل پلندے کی بنا پر باطنیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ آگے چل کر اپنے اپنے لیڈروں کے نام کی مناسبت سے اس فرقہ کا مشرقی بازو قرامطہ کہلایا اور مغربی بازو فاطمی۔ لبنان اور شام کے دروز، پاکستان کے آغاخانی اور ہندوستان کے بوہرے بھی انہی باطنی اسماعیلی شیعوں کی مختلف شاخیں ہیں۔ راقم الحروف کی کچھ تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کی، تو اس نے کچھ بتانے کے بجائے فاطمیوں کے متعلق مصری محقق محمود عباس عقاد کی ایک کتاب تھما دی کہ اس میں ہمارے مذہب کی تفصیلات ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر ایک بہت بڑا محقق ہونے کے باوجود عقاد نے اس کتاب میں جھک ماری ہے، زور بیان کے سوا وہ تاریخ اسلام کی عام معلومات کو بھی نہیں سمیٹ سکا ہے۔ بلکہ مسخ حقائق میں وہ باطنیوں کا ہمنوا ہو گیا ہے۔

باقی رہا شیعوں کا موسوی گروہ جس نے موسیٰ کاظم کو امام مانا تھا۔ تو اس نے موسیٰ کاظم کے بعد علی رضا، پھر محمد جواد پھر علی ہادی، پھر حسن عسکری کو امام مانا، حسن عسکری نے ۲۶۰ھ میں وفات پائی، اور ان پر اماموں کی تعداد گیارہ ہوگئی۔ حسن عسکری کے بعد ان کی نسل میں کوئی مرد باقی نہ بچا۔ اور ان شیعوں کا عقیدہ یہ تھا کہ اس نسل سے بارہ امام ہوں گے جن میں آخری امام مہدی ہوں گے۔ اس خیالی عقیدے سے فائدہ اٹھانے کے لیے اس وقت محمد بن نصیر نامی ایک شیعہ نے حاضر دماغی سے کام لیا، اس نے مشہور کیا کہ حسن عسکری کے گھر دو تین برس پہلے ایک بچہ پیدا ہوا تھا جس کا نام محمد ہے۔ اس بچے کو دشمنوں کے خوف سے چھپائے رکھا گیا تھا۔ اب وہی بچہ بارھواں امام ہے اور دشمنوں کی سطوت کے خوف سے مصلحۃً سامرار کے تہ خانے میں روپوش ہے۔ جب دنیا ظلم و جود سے بھر جائے گی تو یہی بچہ مہدی بن کر ظاہر ہوگا۔ اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ محمد بن نصیر نے یہ بھی بتایا کہ جب تک یہ امام غائب مہدی بن کر ظاہر نہیں ہوتے، ان کا ایک دروازہ (باب) ہوا کرے گا۔ لوگ اسی باب (دروازے) کے ذریعے اپنی مرادیں اور نذریں امام غائب کو پیش کیا کریں گے۔ اور امام غائب اسی باب کے ذریعے لوگوں کی مرادیں پوری کیا کریں گے۔ محمد بن نصیر اس پروپیگنڈے کے ساتھ ہی باب بن کر سامرار کے اس تہ خانے کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ جس کے اندر اس خیالی امام کو روپوش بتایا تھا۔

موسوی شیعوں نے محمد بن نصیر کے یہ سارے دعوے تسلیم کر لیے، ان کا اب بھی یہ ایمان ہے کہ ۲۶۰ھ سے ابتک ساڑھے گیارہ سو برس کا عرصہ گزر جانے کے باوجود امام غائب زندہ ہیں۔ بلکہ اس کی کئی گنا مدت تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ شیعہ ان کے نام کے آگے عج لکھتے ہیں جو عجل اللہ خروجہ کا مختصر ہے۔ یعنی اللہ انہیں جلدی ظاہر کرے۔ چوں کہ شیعوں کا یہ فرقہ بارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اماموں کے ظہور کا قائل تھا۔ اور اس نے اپنے حساب سے بارہ کی تعداد بھی پوری کر لی تھی۔ اس لیے یہ فقہ اثنا عشریہ کے نام سے اس قدر مشہور ہوا کہ اب موسوی کے بجائے اس کا یہی نام معروف ہے۔

اس سلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ یہ پیش آیا کہ اصل حقیقت حال سے واقف بعض شیعوں نے جب دیکھا کہ محمد بن نصیر نے یہ سارا ڈھونگ رچ کر اپنی دوکان خوب چمکالی ہے تو فرط حسد سے یہ اعلان کر دیا کہ محمد بن نصیر امام غائب کا باب نہیں ہے۔ اس گروہ نے بہت جلد اتنی طاقت پکڑ لی کہ ابن نصیر اور اس کے حامیوں کو کھدیڑ بھگایا اور تہ خانے پر قبضہ کر لیا۔ واقعہ کا لطیف ترین پہلو یہ ہے کہ ایک تیلی جو حسن عسکری کے زمانے میں ان کے دروازے کے پاس تیل بیچا کرتا تھا۔ اب وہی امام غائب کا باب (یعنی دروازہ بنا)۔ ابن نصیر نے وہاں سے بھاگ کر اپنی ایک الگ جماعت تیار کی جو نصیری فرقے کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اثنا عشری اور نصیری فرقوں میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے۔ ملک شام کے عام شیعے اسی نصیری فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور آجکل حکومت کے سیاہ وسپید پر پوری طرح قابض ہیں۔ شام کا صدر حافظ الاسد بھی نصیری شیعہ ہے۔ ادھر ایران کے عام شیعے اثنا عشری ہیں۔

شیعہ مذہب یہود ومجوس کی سازشی ذہنیت اور جذبۂ انتقام کے ازدواج سے وجود میں آیا ہے، اسی لیے شیعہ مذہب کے عقائد واعمال پر ان دونوں گروہوں کی پوری پوری چھاپ موجود ہے۔ شیعوں نے پانچ وقت کی نماز کو جمع بین الصلواتین کے نام پر سمیٹ کر تین وقت میں کر دیا ہے، کیوں کہ یہود تین وقت کی نماز پڑھتے ہیں۔ قرآن کے حکم کے بالکل خلاف شیعہ حضرات عورتوں کو غیر منقولہ جائداد کا وارث نہیں مانتے، کیوں کہ یہود کا یہی مذہب ہے۔ شیعہ حضرات اونٹ کا دودھ اور گوشت، بے چھلکے کی مچھلی اور اس طرح کی کئی چیزیں حرام مانتے ہیں، کیوں کہ یہ سب یہودی شریعت میں حرام ہیں۔ آپ گہرائی سے جائزہ لیں تو واضح ہوگا کہ شیعہ حضرات اسلام کے لبادے میں یہودی شریعت پر عمل کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری طرف شیعوں پر مجوسی تہذیب کا اثر بھی ہمہ گیر ہے۔ شیعہ حضرات مجوسیوں کا تہوار نوروز، بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں، اور اس میں وہ سب کچھ کرتے ہیں جسے مجوسی دور کے عیاش حکمران اور عوام اس تہوار پر کرتے تھے۔ مجوسیوں میں اسلامی فتوحات تک مردکی اباحیت پسندی موجود تھی۔ جب شیعہ مذہب ایجاد کیا گیا تو متعہ کے نام سے مذہبی تقدس کا لبادہ پہنا کر اس فحاشی کو دائمی بنا دیا گیا۔ شیعہ مذہب کی ایجاد سے یہودیوں کا اصل مقصود یہ تھا کہ اسلام کے نام پر اسلام کو مٹا دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس مقصد کے لیے بڑے منظم طریقے سے کام کیا۔ ایک طرف تو انہوں نے قبول اسلام کا اعلان کر کے اسلامی حکومت کے سزا یافتہ مجرموں، حکومت حاصل کرنے کے آرزومند طالع آزماؤں اور شکست خوردہ اقوام کے جذبۂ انتقام رکھنے والے دنیا پرستوں سے ربط قائم کیا اور انہیں ایک لڑی میں پرو دیا۔ اور دوسری طرف اہل بیت کی محبت کا لبادہ اوڑھ کر اور ان کے حقوق کی بربادی پر مگرمچھ کے آنسو بہا بہا کر بہت سے سادہ لوح اور ناآشنائے حقیقت مسلمانوں کو اپنے گرد سمیٹ لیا، اور اس طرح اہل بیت کے حمائیتیوں کی ایک سیاسی اور فوجی قوت جمع کر لی۔ تاکہ ان کو بقیہ امت سے لڑا کر اس قدر خونریزی کرائی جائے کہ امت کی فوجی اور سیاسی قوت ٹوٹ کر ختم ہو جائے اور وہ پنپنے اور پھلنے پھولنے کی صلاحیت کھو بیٹھے۔ اور رفتہ رفتہ سوکھ کر ختم ہو جائے۔ اس چالبازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی تاریخ کے بیانات کے مطابق تنہا حضرت علی کے دور میں ان کی اور ان کے مخالفین کی باہمی جنگ کے اندر کوئی ایک لاکھ مسلمان خود مسلمانوں کی تلوار سے مارے گئے۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ شیعہ مذہب کے ان موجد یہودیوں نے اسلامی عقائد و تعلیمات کو مسخ کرنے کا ایک جامع پلان بنایا، اسلام کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اس عقیدے کو ختم کرنے کے لیے ان یہودیوں نے بیان کیا ہے کہ اللہ نے صرف اماموں کو پیدا کر دیا۔ پھر سارے عالم کی پیدائش اماموں کے حوالے کر دی۔ اس لیے امام جب جو چیز چاہتے ہیں اپنی قدرت اور اپنے ارادے سے پیدا کرتے رہتے ہیں۔ معتدل شیعوں نے اس معنی کو غلط بتایا ہے۔ آیئے دیکھیں، خمینی صاحب اس بارے میں کیا نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔ خمینی صاحب اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور کتاب " الحکومۃ الاسلامیۃ "مطبوعہ بیروت ص ۵۲ پر لکھتے ہیں:

"امام کو مقام محمود، درجۂ بلند اور تکوینی خلافت حاصل ہے۔ اس کائنات کا ایک ایک ذرہ ان کی ولایت اور تسلط کے تابع ہے۔" تکوینی خلافت کا مطلب واضح ہے کہ اس کائنات کا سارا خدائی نظام شیعہ اماموں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ خدا کی جانشین ہونے کی حیثیت سے جو کچھ پیدا کرنا یا مٹانا چاہتے ہیں، کرتے رہتے ہیں۔ اسی کتاب کے ص ۱۴۱ پر خمینی صاحب لکھتے ہیں۔ "فرشتے حضرت علی کے پیروکار ہیں۔ اور سارے انسان حتی کہ دشمن بھی ان کے تابع فرمان ہیں کیونکہ لوگ اٹھنے بیٹھنے میں، بولنے اور چپ رہنے میں، خطبے، نمازوں اور جنگوں میں حق کے تابع فرمان ہیں۔"

ان اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ خمینی صاحب حد درجہ غلو پسند شیعہ ہیں۔ اور انہوں نے ائمۂ اہل بیت کو ان سارے اختیارات سے متصف مان رکھا ہے جو اسلامی شریعت میں خدا کے لیے مخصوص ہیں۔ بلکہ مزید دو قدم آگے بڑھ کر وہ یہ بھی کہتے ہیں:

"امام کی روپوشی کے فرمانے میں جس موجودہ اسلامی حکومت کی تشکیل مفروض ہے۔ اللہ نے اسے بھی سارے اختیارات دے دیے ہیں۔" ❶

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ خدائی کے اس منصب پر جلال پر اس وقت خمینی صاحب اور ان کے رفقاء براجمان ہیں۔ لیکن معلوم نہیں چرخ نیلوفری کی ایک گردش کے ذریعہ عراقی فوج کو بھسم کرنے میں کیوں ناکام ہیں۔ خیر آگے چلیے۔

شیعوں کے امام فرشتوں اور پیغمبروں سے افضل:

اور اللہ کے نبی ﷺ نے جو کچھ پایا تھا وہ حضرت علی اور ان کی اولاد کے حوالے کر دیا۔ امام جعفر صادق سے اس مفہوم کی روایت شیعہ کتابوں میں موجود ہے۔ مگر غالی شیعے اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے اماموں کو پیغمبروں سے بھی بدرجہا افضل مانتے ہیں۔ وہ کہتے

❶ دیکھئے: الحکومۃ الاسلامیہ، ص: ۵۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وحی حضرت علی کے پاس بھیجی تھی۔مگر جبرئیل نے غلطی سے محمد ﷺ پر اتار دی۔انبیاء سے اماموں کے افضل ہونے کا ایک دلچسپ پہلو جعفر صادق کی روایت میں پیش کیا گیا۔جعفر صادق کہتے ہیں: جنت وجہنم میں جو کچھ ہے مجھے معلوم ہے مجھے اگلی پچھلی تمام باتیں معلوم ہیں۔اگر میں موسیٰ اور خضر کے درمیان ہوتا تو ان دونوں کو بتاتا کہ میں ان دونوں سے زیادہ جانتا ہوں، اور میں انہیں ایسی ایسی باتیں بتاتا جس کی ان دونوں کو کوئی خبر نہیں۔

باقر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ۷۳ حروف ہیں۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس درباری کو صرف ایک حرف معلوم تھا، جس کے بولتے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کی پلک جھپکنے سے پہلے (ملکۂ سبا کا) تخت حاضر ہو گیا تھا۔ہمیں اس اسم اعظم کے بہتر (۷۲) حروف معلوم ہیں۔البتہ ایک حرف اللہ نے کسی کو نہیں بتایا۔بلکہ اپنے پاس عالم غیب میں رکھا ہے۔ ❶

باقر اور صادق کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسم اعظم کے صرف دو حروف دیے گیے تھے، جس سے وہ مردوں کو زندہ اور مادر زاد اندھوں کو آنکھ والا بنا دیتے تھے۔موسیٰ علیہ السلام کو چار حروف دیے گئے تھے۔ابراہیم علیہ السلام کو آٹھ، نوح علیہ السلام کو پندرہ، آدم علیہ السلام کو پچیس (کل چون (۵۴) ہوئے)۔محمد ﷺ کو یہ سارے چون اور مزید ۱۸ حروف دیے گئے تھے۔(کل ۷۲ ہوئے) اسم اعظم ۷۳ حروف ہیں۔۷۲ محمد ﷺ کو دیے گئے، اور ایک کو اللہ نے پس پردہ رکھ لیا۔اب نبی کا علم اور اماموں کا علم، اللہ کے علم سے صرف ایک حرف کم ہے۔اللہ سے جو کچھ نکلتا ہے، نبی سے شروع ہوتا ہے، پھر امیر المومنین علی کو ملتا ہے پھر ایک ایک کر کے سارے اماموں کو ملتا ہے۔تاکہ آخری کو پہلے سے زیادہ علم نہ ہو۔اماموں کو نبیوں اور پیغمبروں کے سارے علوم معلوم ہیں۔

ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ حضرت علی اور ان کی اولاد نبوت کا درخت ہیں......اور فرشتے ان کے پاس چکر لگاتے ہیں۔شیعہ یہ بھی کہتے ہیں کہ پیغمبر آسمان وزمین کی پیدائش اور حور وقصور جیسی غیبی باتوں کے متعلق جو کچھ بتائیں اسے یہ جانتے ہوئے بھی رد کیا جا سکتا ہے کہ

❶ وافی: ۲/۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ پیغمبر کی بتائی ہوئی بات ہے۔ (بحر الفوائد ج ۱ ص ۲۶۷) لیکن اگر کوئی شخص اماموں کی چھوٹی بڑی کوئی بھی بات رد کر دے گا تو وہ شرک کی حد میں داخل ہو جائے گا۔ (وافی)۔ شیعوں کی کتابوں میں ان کے اماموں کے اتنے بڑے بڑے معجزات ذکر کیے گئے ہیں کہ ویسے معجزات کسی نبی کو بھی کبھی نصیب نہ ہو سکے۔

خلاصہ یہ کہ شیعوں کے نزدیک اماموں کی ولایت ہر پہلو سے نبیوں اور پیغمبروں کی نبوت ورسالت سے بہتر برتر اور بڑھ کر ہے۔ اور شیعوں کے امام سارے نبیوں اور پیغمبروں سے افضل ہیں۔ معتدل شیعے اس سے صرف نبی کریم ﷺ کو مستثنیٰ کر لیتے ہیں۔ لیکن غالی شیعے نبی کریم ﷺ کو بھی مستثنا نہیں کرتے۔ اب آیئے دیکھیں کہ ''آیت اللہ العظمی'' جناب خمینی صاحب کا عقیدہ اس بارے میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''اس عالم کائنات سے پہلے ائمہ نور تھے۔ پھر اللہ نے انہیں اپنے عرش کے گرد اگرد معین کیا۔ اور انہیں ایسا مرتبہ اور ایسی قربت عطا فرمائی جسے اللہ ہی جانتا ہے۔ اور جیسا کہ معراج کی روایتوں میں ہے۔ حضرت جبریل نے فرمایا کہ اگر میں انگلی کے پور کے برابر بھی قریب جاتا تو جل جاتا۔'' ❶

یعنی شیعوں کے امام اس مقام بلند پر فائز ہیں جہاں جبریل کی رسائی بھی ممکن نہیں۔ مزید صریح لفظوں میں سنیئے۔ لکھتے ہیں:

''یہ بات ہمارے مذہب کے لوازم میں سے ہے کہ ہمارے اماموں کو وہ مقام حاصل ہے، جہاں نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے نہ کوئی نبی اور نہ پیغمبر۔ اماموں سے ان کا یہ قول وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارے کچھ ایسے حالات ہیں، جن کی طاقت نہ کسی مقرب فرشتے میں ہے نہ کسی نبی اور پیغمبر میں۔'' ❷

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ خمینی صاحب نے نبی کریم ﷺ کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا ہے۔ یعنی وہ بھی غالی شیعوں کی طرح اپنے اماموں کو نبی کریم ﷺ سمیت سارے نبیوں اور فرشتوں سے

❶ الحکومۃ الاسلامیۃ، ص: ۵۲۔
❷ الحکومۃ الاسلامیۃ، ص: ۵۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افضل مانتے ہیں۔ مذکورہ بالا کتاب کے ص ۹۱ پر خمینی صاحب نے صراحت کی ہے کہ:

''ہم اماموں کے بارے میں بھول اور غفلت کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔''

(حالانکہ یہ خالص اللہ کا خاصہ ہے) ص ۹۱ پر خمینی صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے:

''رسالت کی تکمیل ائمہ کرتے ہیں۔''

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خمینی صاحب ائمہ اہل بیت کے متعلق تشدد اور غالی شیعوں کی طرح اس قدر غلو رکھتے ہیں کہ انہیں نبی ﷺ سمیت تمام پیغمبروں سے افضل سمجھتے ہیں۔

شیعوں کے امام اور علماء شریعت میں جو تبدیلی چاہیں کر سکتے ہیں:

قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ خدائی وحی اور خدائی احکام میں ترمیم اور تبدیلی کا حق اور اختیار نبی کریم ﷺ کو بھی نہیں دیا گیا تھا۔ لیکن شیعوں نے اس بارے میں بھی بڑا غلو کیا ہے۔ معتدل مانے جانے والے شیعوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد دین حضرت علی اور ان کی اولاد کے حوالے کر دیا گیا۔ اب وہ لوگ جو کہہ دیں وہی دین ہے۔ ان کی کسی بات کا تعاقب اللہ اور اس کے رسول کا تعاقب ہے۔ ان کی چھوٹی بڑی کسی بھی بات کو کسی نے رد کیا تو شرک باللہ کی حد میں چلا گیا۔

غالی شیعوں نے اس پر مزید ایک رتے کا اضافہ کیا ہے کہ اماموں کو اختیار ہے کہ وحی والہام کے بغیر جو چاہیں حلال کر دیں اور جو چاہیں حرام کر دیں۔ اور وحی میں جس طرح کی تبدیلی چاہیں کر دیں۔ یعنی اللہ نے ایک چیز حرام کی ہے، امام چاہے تو حلال کر دے۔ اللہ نے حلال کی ہے، امام چاہے تو حرام کر دے۔ یہ شیعے یہ بھی کہتے ہیں کہ امام غائب کی روپوشی کی مدت میں ان کے نائب کی حیثیت سے شیعہ علماء یہ کام انجام دیں گے۔ اب آیئے! خمینی صاحب کے ارشادات ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں۔

آئمہ کرام صرف احکام اور علوم ہی میں نہیں بلکہ سارے کے سارے معاملات میں انبیاء کے وارث ہوں گے۔ [1]

---

[1] الحکومۃ الاسلامیۃ، ص: ۹۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہمیں معلوم ہے کہ اماموں کے احکام دوسروں کے احکام سے مختلف ہیں۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ اماموں سے ان کی موجودگی میں جو احکام صادر ہوں ان پر بہر حال عمل درآمد کرنا ہے۔ اور ان کی پیروی بہر حال ضروری ہے۔ حتی کہ ان کی وفات کے بعد بھی۔'' ❶

خمینی صاحب نے اماموں کو اللہ کی حجت قرار دیا ہے، اور اس کا مطلب یہ قرار دیا ہے۔

''اللہ کی حجت سے ہماری مراد یہ ہے کہ امام سارے معاملات میں لوگوں کا مرجع ہیں، اللہ نے انہیں مقرر کیا ہے اور لوگوں کو نفع نقصان پہنچانے والے سارے تصرف انہیں سونپ دیے ہیں۔ پس اللہ کی حجت وہی ہے جسے اللہ نے مسلمانوں کے سارے معاملات کا قیم بنا دیا ہو۔ اس کے اقوال وافعال مسلمانوں پر حجت ہوں گے اور ان کا نفاذ ضروری ہوگا۔ اور حدود قائم کرنے اور خمس وصول کرنے میں ان پر عمل درآمد نہ کرنے کی گنجائش نہیں ہوگی۔'' ❷

خمینی صاحب نے غالی شیعوں کی طرح اماموں کو اللہ کی حجت مطلقہ مانتے ہوئے آنکھ موند کر ان کی پیروی کا حکم دینے کے علاوہ اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ امام غائب کی روپوشی کے بعد حجت کون ہے۔ اس سلسلے میں خمینی صاحب نے اپنی محولہ کتاب الحکومۃ الاسلامیہ کے ص ۷۶ و ۷۷ پر امام غائب کے نائب محمد بن عثمان عمری کو دیا کہ اسے امام غائب کو پہنچا دیجیے۔ محمد بن عثمان نے یہ تحریر امام غائب کے پاس بھیج دی۔ امام غائب نے اس کا تحریری جواب خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر اور اپنا دستخط کر کے محمد بن عثمان کے ذریعہ بھیج دیا۔ اس خیالی تحریر کا یہ ٹکڑا ملاحظہ کے لائق ہے۔

''تمہیں جو واقعات پیش آئیں تم ان کے سلسلے میں ہماری حدیث کے راویوں سے رجوع کرو۔ کیوں کہ وہ لوگ تم پر میری حجت ہیں۔ اور میں اللہ کی حجت ہوں۔ اللہ محمد بن عثمان اور اس کے والد سے راضی ہے۔ وہ میرا معتمد علیہ ہے۔

---

❶ الحکومۃ الاسلامیۃ، ص: ۹۰۔ ❷ ایضاً، ص: ۸۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا خط میرا خط ہے۔''

شیعوں کی اس افسانوی روایت میں جسے خمینی نے پورے ایمان واعتماد کے ساتھ نقل کیا ہے۔شیعہ اماموں کی حدیث کے راویوں یعنی شیعہ علماء کو حجت قرار دیا گیا ہے۔ خمینی صاحب اُس روایت پر پختہ ایمان رکھتے ہیں کہ دوسروں کو اس پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''دیکھو! امام کی روپوشی کے ابتدائی دور کا ایک سائل امام کے نائبین سے مل کر امام کے پاس خط بھیجتا ہے۔ وہ مرجع اور فتویٰ کا سوال نہیں کرتا۔''

خلاصہ یہ کہ خمینی صاحب اماموں کے بعد شیعہ علماء کو اللہ کی حجت مانتے ہیں اور اس کو نہایت پختہ اور دائمی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وہ اسی محولہ کتاب کے ص ۹۱ پر لکھتے ہیں۔

''ہمارا عقیدہ ہے کہ اماموں نے جو منصب فقہاء کے لیے اب بھی محفوظ ہے۔ کیوں کہ اماموں کے بارے میں ہم بھول یا غفلت کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ مسلمانوں کی ساری مصلحتوں کو پوری طرح جانتے تھے۔''

تقیہ:

تقیہ کا مطلب یہ ہے کہ دل کے اندر کچھ ہو اور ظاہر کچھ اور کیا جائے۔ یعنی در پردہ دشمنی، ظاہر میں دوستی۔ در پردہ انکار، ظاہر میں اقرار، در پردہ بغاوت، ظاہر میں اطاعت، در پردہ قتل کی کوشش اور منہ پر چکنی چپڑی تعریف اور حمایت کا اظہار۔ یہی چیز ہے جسے شریعت کی زبان میں نفاق کہتے ہیں اور اور عرف عام میں فریب اور فراڈ۔ اسی کو ہندوستانی مثل میں یوں کہا گیا ہے:

''بغل میں چھری منہ میں رام رام''

یہ تقیہ شیعہ مذہب کا اصل الاصول اور نہایت اہم بنیادی ستون ہے۔ اس تقیہ کو شیعہ مذہب میں اتنا بڑا کارِ ثواب بتلایا گیا ہے کہ اس کے مقابل بڑی سے بڑی عبادت ہیچ ہے۔ شیعوں نے اپنے اماموں سے یہ روایت کی ہے کہ'' تقیہ ہمارا اور ہمارے آباء واجداد کا دین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔'' ...... ''جو تقیہ نہ کرے اس کا دین ہی نہیں۔'' اس تقیہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ شیعہ مذہب کے دس حصوں میں سے نو حصہ تقیہ ہے۔ اور ایک حصہ میں شیعہ مذہب کے باقی سارے عقائد و احکام ہیں۔

اس تقیہ کے بارے میں خمینی صاحب کا نقطۂ نظر وہی ہے جو کسی غالی اور متشدد شیعہ کا ہو سکتا ہے۔ خمینی صاحب نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، جس میں تقیہ کے اقسام وفضائل اور مواقع استعمال کی تفصیلات بتائی ہیں۔ اس بارے میں خمینی صاحب کے انداز فکر کی ایک دو مثالیں ملاحظہ ہوں:

(۱) شیعوں کا متفقہ فتویٰ ہے کہ ''ناصبی یعنی اہل سنت سے شیعہ مرد و عورت کا نکاح جائز نہیں۔'' لیکن اس پر خود شیعوں میں یہ سوال اٹھ کھڑا ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ وحفصہ سے شادی کی تھی۔ اور حضرت عثمان کو اپنی دو صاحبزادیاں بیاہی تھیں۔

حالانکہ شیعوں کے بقول یہ سب ناصبی بلکہ ناصبیوں کے امام تھے۔ خمینی صاحب نے محولہ کتاب میں اس کا یہ حل بتایا ہے کہ یہ سب نکاح تقیہ کے طور پر تھے۔ (ص ۱۹۸)۔ گویا ایک شرمگاہ جو اصلاً حرام ہو تقیہ کی بنا پر حلال ہو جاتی ہے۔

شیعوں کی نگاہ میں اہل سنت سب سے بڑے کافر اور گمراہ ہیں، اس لیے ان کے پیچھے نماز درست ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں۔ لیکن ان کے لیے مشکل یہ ہے کہ حضرت علی اور ان کی اولاد نے حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ خمینی صاحب نے اس کا جو حل ڈھونڈا ہے، اور اس کی روشنی میں جو فتویٰ صادر فرمایا ہے وہ داد دینے کے لائق ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ یہ نمازیں تقیہ کے طور پر تھیں، اور تقیہ کے طور پر (یعنی دھوکا دینے اور آنکھ میں دھول جھونکنے کی نیت سے) اہلِ سنت کے پیچھے نماز پڑھی جائے تو صرف یہی نہیں کہ وہ نماز ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس نماز کا ثواب پچیس گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہ ایسی نماز ہو گی کہ گویا رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پہلی صف میں پڑھی گئی۔ [1]

[1] دیکھئے: ص: ۴۹، ص: ۱۹۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خمینی صاحب نے یہ نکتہ بھی واضح کیا ہے کہ اہل سنت کے ساتھ تقیہ کے طور پر رواداری برتی جائے تو یہ سب سے افضل اور محبوب ترین عبادت ہے۔ اور اس کی حکمت یہ بتلائی ہے کہ شیعہ اسی طرح سنبھل سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے تقیہ کی خلاف ورزی کی ہوتی تو اب تک شاید وہ ختم ہو چکے ہوتے۔ ❶

خمینی صاحب اسی اصول کی روشنی میں فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے یہاں چاند کا ثبوت نہ ہو اور سینوں کے یہاں ہو جائے اور وہ ہمارے حساب سے آٹھویں تاریخ کو عرفات میں ٹھہریں تو اگرچہ سینوں کے فیصلے ہمارے یہاں ثبوت نہیں مانا جاسکتا۔ لیکن ہمارے شیعہ حضرات تقیہ کے طور پر آٹھویں تاریخ ہی کو عرفات میں ٹھہر لیں۔ ان کا حج ہو جائے گا۔ اگرچہ انہیں یقین ہو کہ سینوں نے غلطی کی ہے۔ ❷

اسی نکتہ نظر کی بنا پر خمینی صاحب نے ۱۴۰۰ھ میں فتویٰ صادر کیا تھا کہ شیعہ حضرات اہل سنت کے ساتھ مناسک حج ادا کریں۔

تحریف قرآن:

تمام شیعوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اپنی موجودہ شکل میں صحیح نہیں۔ اس میں تحریف، الٹ پھیر اور کمی بیشی کی گئی ہے۔ اس بارے میں کتاب کافی جو شیعوں کی صحیح بخاری ہے۔ اس میں اہل بیت کی بہت سی روایتیں درج ہیں ایک روایت میں صادق کی زبان سے کہوایا گیا ہے کہ جبریل نے کل سات ہزار آیات نازل کیں۔ مگر موجودہ قرآن میں چھ ہزار دو سو تریسٹھ آیات ہی ہیں۔ ایک اور روایت میں انہیں کی زبان سے کہلوایا گیا ہے کہ ہمارے پاس حضرت فاطمہ کا قرآن ہے جو موجودہ قرآن سے تین گنا زیادہ ہے۔ اور اس میں موجودہ قرآن کا ایک حرف بھی نہیں۔ انہیں جعفر صادق کی زبانی یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ پورا قرآن جیسے نازل ہوا تھا اسی طرح جمع کیا گیا ہے، وہ بہت بڑا جھوٹا ہے۔ قرآن صرف حضرت علی اور ان کے بعد کے اماموں نے جمع اور حفظ کیا۔ شیعہ کہتے ہیں کہ اسی

---

❶ دیکھئے: ص: ۲۰۰۔ ❷ دیکھئے: ص: ۱۹۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غائب شدہ حصے میں ایک سورہ ولایت تھی جس کی ایک آیت یہ تھی:

﴿ یٰایھاالذین اٰمنوا بالنبی والولی الذین بعثنا ھما یھدیا نکم الیٰ الصراط المستقیم ﴾

''اے لوگو جو نبی اور ولی پر ایمان لائے ہو جن دونوں کو ہم نے مبعوث کیا، جو دونوں تم کو صراط مستقیم کی رہنمائی کرتے ہیں۔''

شیعہ یہ بھی کہتے ہیں کہ الم نشرح کی سورت میں ایک آیت تھی: وَجعلنا علیا صھرك۔ یعنی ہم نے علی کو تمہارا داماد بنایا۔ (دلچسپ بات یہ ہے کہ اس ''آیت'' کے گھڑنے والے احمق کو یہ نہ سمجھ میں نہ آ سکا کہ یہ سورہ الم نشرح تو مکی ہے اور مکہ میں حضرت علی نہیں بلکہ حضرت ابوالعاص رسول اللہ ﷺ کے داماد تھے۔)

قرآن میں تحریف ثابت کرنے کے لیے ۱۲۹۲ھ میں مرزا حسین بن محمد تقی نوری طبرسی نے ایک کتاب لکھی۔ ''فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب۔'' اور اس میں مختلف دور کے شیعہ علماء اور مجتہدین کے اقوال قلمبند کیے۔ چالاک شیعوں نے اصل حقیقت بے نقاب کرنے پر مرزا حسین کو ملامت کی تو اس نے ایک اور کتاب لکھی۔ ''رد بعض الشبہات عن فصل الخطاب۔'' بہرحال جب مرزا حسین کی موت واقع ہوئی تو اسے قرآن میں تحریف ثابت کرنے کے کارنامے کے بدلے حضرت علی کے مقبرے کے ایک امتیازی مقام میں دفن کیا گیا۔

تحریف کے سلسلے میں عام شیعوں کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ موجودہ قرآن کوئی دس پارہ کم ہے۔ حضرت علی نے ایک قرآن جمع کیا تھا جس میں یہ دس پارے موجود تھے۔ یہ قرآن اہل بیت کے پاس محفوظ تھا جسے ''ظالم حکمرانوں'' کے خوف سے چھپا رکھا گیا تھا اسے امام غائب اپنے ساتھ لے گئے اور جب آئیں گے تو ساتھ لے کر آئیں گے۔

خمینی صاحب صرف یہی نہیں کہ شیعوں کے ساتھ اس عقیدے میں پوری طرح متفق ہیں۔ بلکہ انہوں نے اس خرافاتی عقیدے پر اپنی دانست میں براہین بھی قائم کیے ہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حد درجہ بدعقیدگی، غلو اور صحابہ کرام کی تذلیل واہانت اور بغض وعداوت پر مشتمل شیعی روایات کو اپنے اس عقیدے کی بنیاد بنایا ہے۔ (یہ روایت آگے آرہی ہیں۔) چنانچہ خمینی صاحب نے ایک کتاب تحریر فرمائی ہے: ''التعادل والترجیح''۔ یہ ۱۳۸۵ھ میں قم سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کے ص ۲۶ پر خمینی صاحب نے بھی شیعوں کے اس جہل مرکب کو دہرایا ہے کہ سنی علماء کو شریعت کا علم شیعوں سے کم ہے۔ پھر اس کے اسباب کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں صرف حضرت علی اہل بیت اور چند خاص الخاص صحابہ کو احکام شریعت سیکھنے کا جذبہ واہتمام تھا جن میں حضرت علی سرفہرست تھے۔ باقی لوگوں میں (یعنی ابو بکر وعمر اور تمام بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم میں) سرے سے شریعت سیکھنے کا شوق واہتمام تھا ہی نہیں۔ یہ شیعوں کے اس عقیدے کی طرف اشارہ ہے کہ یہ صحابہ محض دنیا حاصل کرنے کی غرض سے نبی کریم ﷺ کا ساتھ پکڑے ہوئے تھے۔ خمینی صاحب اس طرح کی کئی خرافات رقم فرمانے کے بعد لکھتے ہیں۔

''حاصل کلام یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ سارے احکام کی تبلیغ کردی تھی۔ یہاں تک کہ خراش کی دیت بھی بیان کردی تھی، لیکن وہ ذات جس سے کوئی بھی حکم فوت نہ ہوسکا اور جس نے کتاب وسنت کے سارے احکام کو منضبط کیا وہ صرف امیر المومنین (حضرت علی علیہ السلام) ہیں۔ جبکہ باقی لوگوں سے بہت کچھ فوت ہوگیا، کیوں کہ اس کا اہتمام ان کے یہاں بہت کم تھا۔'' (ص ۲۶......۲۷)

''غالباً جس قرآن کو حضرت علی نے جمع کیا تھا اور لوگوں میں اس کی تبلیغ کرنا چاہتے تھے۔ یہ وہ قرآن کریم تھا جو قرآن فہمی کی تمام اندرونی خصوصیات پر مشتمل تھا اور جسے رسول اللہ ﷺ کی تعلیم سے منضبط کیا گیا تھا۔'' (ص ۲۶)

ان دونوں اقتباسات کا مطلب بالکل صاف ہے کہ دوسرے تمام شیعوں کی طرح خمینی صاحب بھی قرآن مجید کو صحیح نہیں مانتے۔ بلکہ ان کا ایمان ہے کہ قرآن میں خرد برد تحریف اور کمی کی گئی ہے۔ مگر اس بدعقیدگی کے علاوہ خمینی صاحب کی تحریریں خرافات کا پورا ایک طوفان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی چھپا ہوا ہے، جس کی توضیح یہ ہے کہ خمینی صاحب کی ان دونوں تحریروں میں شیعوں کی دو مشہور روایات کے مضامین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور ان دونوں روایات کے بعض بعض الفاظ بھی کوڈ کیے گئے ہیں۔ یہ دونوں روایات خاصی لمبی لمبی ہیں۔ ہم بقدر ضرورت حصہ نقل کر رہے ہیں۔ پہلی روایت تفسیر کاشانی مطبوعہ تہران ۱۳۷۴ھ کی ج ا ص ۱۵ پر اور دوسری روایت ج ا ص ۲۷ پر موجود ہے۔ روایتیں یہ ہیں:

(۱) طلحہ نے علی سے سوال کیا کہ میں نے آپ کو ایک مہر لگا ہوا کپڑا لے کر نکلتے دیکھا تھا۔ (وہ کیا ہے؟) علی نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے غسل اور تکفین وتدفین سے فارغ ہو کر پورا قرآن جمع کر ڈالا۔ ایک حرف بھی نہیں چھوڑا یہ وہی ہے طلحہ نے کہا کہ عمر نے آپ سے یہ قرآن مانگا مگر آپ نے نہیں دیا تو عمر نے لوگوں کو بلایا۔ جس آیت پر دو آدمیوں نے شہادت دی اسے لکھ لیا، اور جس پر صرف ایک ہی آدمی نے گواہی دی اسے ملتوی کر دیا، اور نہ لکھا۔ عمر کو میں نے یہ بھی کہتے ہوئے سنا کہ یمامہ میں بہت سے ایسے لوگ قتل ہو گئے جو قرآن کا کچھ ایسا حصہ پڑھتے تھے جسے کوئی اور نہیں پڑھتا تھا۔ ان کے قتل ہو جانے سے یہ حصہ جاتا رہا۔ اسی طرح ایک بکری آئی اور جو قرآن لوگ لکھ رہے تھے اس کا ایک صحیفہ کھا گئی۔ اس میں بھی جو کچھ تھا وہ ضائع ہو گیا۔ عمر اور ان کے جن جن ساتھیوں نے عہد فاروقی اور عثمانی میں قرآن لکھا وہ کہتے تھے کہ سورہ احزاب سورہ بقرہ کے برابر تھیں' سورۂ نور میں ایک سو سے زیادہ آیتیں تھیں۔ آخر یہ ماجرا کیا ہے۔؟ آپ کتاب اللہ کو منظر عام پر کیوں نہیں لاتے؟ عثمان نے عمر کی تالیف پر کتاب اللہ کو تیار کرا کے لوگوں کو ایک قرأت پر جمع کر دیا ہے۔ اور ابی ابن کعب اور ابن مسعود کے مصاحف کو پھاڑ اور جلا ڈالا ہے۔

علی نے کہا: اے طلحہ ہر آیت جو اللہ عزوجل نے محمد الرسول اللہ ﷺ پر نازل کی اور ہر حلال وحرام یا حد یا حکم یا کوئی بھی ایسی چیز جس کی ضرورت، قیامت تک کبھی بھی اس امت کو پیش آ سکتی ہے وہ سب رسول اللہ ﷺ کے املاء اور میرے ہاتھ کی تحریر سے لکھی ہوئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ خراش کی دیت بھی۔ طلحہ نے کہا کہ ہر چھوٹی بڑی اور خاص وعام چیز جو ہو چکی یا جو قیامت تک ہوگی وہ آپ کے پاس لکھی ہوئی ہے؟ علی نے کہا۔ ہاں، اور اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں مجھے چپکے سے علم کے ایک ہزار دروازے بتلائے تھے۔ جن میں سے ہر دروازہ مزید ایک ہزار دروازوں کو کھولتا ہے۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد اگر امت میری پیروی واطاعت کرتی تو اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے کھاتی......

طلحہ نے کہا، ابو الحسن! قرآن کو منظر عام پر لانے کے متعلق آپ نے میری بات نہیں مانی۔ حضرت علی نے کہا میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔ یہ بتاؤ کہ عمر اور عثمان نے جو کچھ لکھا ہے وہ کل کا کل قرآن کے علاوہ بھی اس میں کچھ ہے؟۔ طلحہ نے کہا کل قرآن ہی ہے۔ علی نے کہا میرے پاس جو قرآن ہے اگر تم لوگ اس پر عمل کرو تو جہنم سے بچ جاؤ گے اور جنت میں چلے جاؤ گے کیوں کہ اس میں ہماری حجت ہے۔ ہمارے حق کا اور ہماری اطاعت کی فرضیت کا بیان ہے۔ طلحہ نے کہا اگر یہ قرآن ہے تو میرے لیے کافی ہے۔ پھر طلحہ نے کہا کہ۔ اچھا یہ بتائیے کہ آپ کے ہاتھ میں جو قرآن ہے اور اس کے مطالب اور حلال وحرام کا جو علم ہے اسے آپ اپنے بعد کسی کے حوالے کریں گے۔ علی نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ میں اسے اپنے وصی اور اپنے بعد لوگوں کی ولایت کے سب سے زیادہ حقدار انسان یعنی اپنے بیٹے حسن کو دے دوں۔ پھر وہ میرے بیٹے حسین کو دیدیں گے۔ پھر یہ حسین کی اولاد میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوگا، یہاں تک کہ آخری آدمی قرآن لیے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس حوض کوثر پر پہنچے گا۔ نہ یہ لوگ قرآن سے جدا ہوں گے، نہ قرآن ان سے جدا ہوگا۔ مگر معاویہ اور ان کا بیٹا، عثمان کے بعد امت کے والی ہوں گے پھر حکم بن ابی العاص کی اولاد سے سات افراد یکے بعد دیگرے والی ہوں گے۔ تا کہ گمراہی کے بارہ اماموں کی تعداد پوری ہو جائے۔ یہ وہی چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے منبر پر دیکھی تھی کہ یہ لوگ امت کو ایڑیوں کے بل پیچھے پلٹا رہے ہیں۔ ان میں (دس) آدمی بنو امیہ کے ہیں اور دو آدمی اور ہیں جنہوں نے اس کی بنیاد رکھی تھی۔ ان (بنو امیہ کے آدمیوں) پر اور ان دونوں آدمیوں پر قیامت تک اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت کے اندر ہونے والے سارے گناہوں کے بوجھ کے برابر بوجھ لادا جائے گا۔

نوٹ:

اس روایت میں بنوامیہ کے دس آدمیوں میں سے دو شخص امیر معاویہ ویزید کو بتایا گیا ہے۔ سات حکم کی اولاد سے بتائے گئے ہیں یعنی مروان سے لے کر ہشام بن عبدالملک تک جن میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بھی ہیں۔ یہ کل نو ہوئے۔ مزید ایک آدمی حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ ہوئے۔ پھر ان سے پہلے جن دو صاحبان کو ارتداد امت کی بنیاد رکھنے والا بتایا گیا ہے وہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ بارہ حضرات گمراہی کے امام بتائے جا رہے ہیں۔ اور قیامت تک اس امت کے اندر ہونے والے سارے گناہوں کا بوجھ ان کے سر پر لادا جا رہا ہے۔ یہ ہے وہ روایت جس پر خمینی صاحب ایک مسلمہ حقیقت کی حیثیت سے ایمان لاکر اس سے ''تحریف قرآن'' کے متعلق ''حقائق'' کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں۔

(۲) خیر اب دوسری روایت سنیے! جو تفسیر کا شانی کی ج ا ص ۲۷ پر ہے۔ اور اس کو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو علی علیہ السلام نے قرآن جمع کیا اور مہاجرین وانصار کے پاس لے آئے۔ کیوں کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وصیت کی تھی، ابوبکر نے کھولا تو پہلے ہی صفحے پر ان لوگوں کی سیاہ کاریاں نکلیں۔ عمر کود پڑے۔ کہا کہ اے علی! اس کو واپس لے جاؤ، ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ علی نے وہ قرآن لے لیا، اور واپس ہو گئے۔ پھر زید بن ثابت کو بلایا گیا۔ وہ قاری قرآن تھے۔ عمر نے کہا: علی علیہ السلام ہمارے پاس قرآن لائے تھے۔ (لیکن) اس میں مہاجرین وانصار کی سیاہ کاریاں تھیں۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمارے لیے قرآن کی تالیف کر دو۔ اور اس میں مہاجرین وانصار کی جو رسوائی و پردہ دری ہے اسے نکال دو۔

زید نے اسے قبول کر لیا۔ (لیکن) یہ کہا کہ آپ لوگوں کے کہنے کے مطابق جب میں قرآن لکھ کر پورا کر دوں۔ اور علی نے جو قرآن لکھا ہے اسے وہ بھی منظر عام پر لا دیں تو کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ لوگوں کے سارے خیالات باطل نہیں ہو جائیں گے۔ عمر نے کہا تب کیا حیلہ ہونا چاہیے۔ زید نے کہا۔ آپ لوگ حیلہ زیادہ جانتے ہیں۔ عمر نے کہا، اس کے سوا اور کیا حیلہ ہوسکتا ہے کہ ہم علی کو قتل کر دیں۔ اور ان سے راحت مل جائے۔ اس کے بعد انہوں نے خالد بن ولید کے ہاتھوں علی کے قتل کی تدبیر کی لیکن اس پر قدرت نہ پا سکے۔ اس کے بعد جب عمر خلیفہ ہوئے تو علی سے مطالبہ کیا کہ قرآن ان کے حوالے کر دیں۔ مقصد تو یہ تھا کہ وہ لوگ اس قرآن میں تحریف کر دیں۔ (لیکن) عمر نے یوں کہا کہ اے ابوالحسن! اگر تم اس قرآن کو ابو بکر کے پاس لائے تھے۔ تو ہمارے پاس بھی لاؤ۔ تاکہ ہم سب اسی پر اکٹھا ہو جائیں۔ علی علیہ السلام نے کہا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اب اس کی کوئی راہ نہیں۔ میں اسے ابو بکر کے پاس صرف اس لیے لایا تھا کہ تمہارے خلاف حجت قائم ہو جائے۔ اور تم لوگ قیامت کے روز یہ نہ کہہ سکو کہ ہم اس سے ناواقف تھے۔ یا یہ کہ تم اس کو ہمارے پاس نہیں لائے تھے۔ میرے پاس جو قرآن ہے اسے صرف پاک لوگ اور میری اولاد میں سے میرے وصی ہی چھو سکتے ہیں۔ عمر نے کہا: تو کیا اس کے اظہار کے لیے کوئی مقررہ وقت ہے۔ علی علیہ السلام نے کہا: ہاں! جب میری اولاد میں سے اٹھنے والا اُٹھے گا۔ (یعنی مہدی منتظر) تو اسے لوگوں کے لیے ظاہر کرے گا۔ اور لوگوں کو اس پر آمادہ کرے گا اور اسی کے مطابق سنت جاری ہوگی۔

نوٹ:

اس روایت میں حضرت ابو بکر و عمر اور انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم اجمعین کو سیاہ کار، حیلہ باز۔ قرآن کا تحریف کنندہ، حضرت علی کے قتل کا خواہاں اور ایسا ناپاک بتایا گیا ہے کہ وہ قرآن چھونے کا حق نہیں رکھتے تھے۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔

یہ ہیں وہ دونوں روایات جن پر خمینی صاحب نے تحریف قرآن کے عقیدے کی بنیاد رکھی ہے۔ اس سے ایک معمولی آدمی بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ خمینی صاحب کا اندازِ فکر کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران کا ''اسلامی'' انقلاب

(پس منظر اور ماحول)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل سنت سے اندھی عداوت اور بے پناہ جوش انتقام، شیعہ مذہب کی روح ہے۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ یہ روح ایران کے موجودہ ''انقلابیوں'' میں کس حد تک پائی جاتی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس بارے میں پہلے شیعہ مذہب کا جائزہ لیں...... پھر خمینی صاحب اور ان کے ''پاسداران انقلاب'' کے نقطہ نظر کی وضاحت کریں۔

ابوبکر و عمر و عثمان اور عام صحابہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر اور لعنت وغیرہ:

شیعہ کتابوں میں عام صحابہ کو کافر کہا گیا ہے۔ کفر کے اس فتوے سے بمشکل سات صحابی بچ سکے ہیں۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے خلاف بدزبانی اور لعنت کا وہ طوفان ہے جسے نقل کرنا مشکل ہے۔ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کو اسلام سے کچھ بھی تعلق تھا، اسے سخت عذاب دیا جائے گا۔ شیعہ کتابوں میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو ناپاک، ملعون، جبت، طاغوت، ظالم، غاصب، اس امت کا فرعون وہامان، سب سے زبردست منافق، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن اور اسلام کے لیے سب سے زیادہ نقصان رساں اور ساری برائیوں کی جڑ کہا گیا ہے۔ ایک شیعہ روایت ملاحظہ ہو:

''شیطان کو جہنم کی بیڑی کے ستر طوق پہنا کر میدانِ حشر کی طرف ہانکا جائے گا۔ وہ نظر دوڑائے گا تو دیکھے گا کہ اس کے آگے ایک آدمی ہے، جسے عذاب کے فرشتے کھینچے لے جا رہے ہیں اور اس کی گردن میں جہنم کے ایک سو بیس طوق پڑے ہوئے ہیں۔ شیطان قریب جا کر کہے گا کہ اس بدبخت نے کیا کیا تھا کہ مجھ سے بڑھ کر عذاب ہو رہا ہے۔ حالانکہ ساری مخلوق کو تو میں نے گمراہ کر رکھا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہلاکت گاہ میں پہنچایا تھا۔ وہ شخص شیطان سے کہے گا میں نے کچھ نہیں کیا تھا صرف علی بن طالب کی خلافت غصب کر لی تھی۔'' ❶

جانتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے غاصب ...... بقولِ شیعہ ......کون ہیں؟ یہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ نعوذ باللہ...... ظالم مصنف شیعوں کی یہ مسلمہ روایت نقل کر کے اس پر حاشیہ لگاتا ہے کہ ''بظاہر اس شخص ...... یعنی ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہما نے۔ خلافت غصب کرنے ہی کو...... اپنی بدبختی اور زیادتی عذاب کا مستقل سبب سمجھا۔ اور یہ نہ جانا کہ قیامت تک دنیا میں جو کفر و نفاق اور ظالموں اور چیرہ دستوں کا غلبہ رہا وہ بھی اسی کی کرتوت کا نتیجہ ہے۔ ❷

شیعوں کا درود یہ ہے:

''اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد والعن صنمی قریش وجبتھما وطاغوتیھما وابنتیھما''۔

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ

''اے اللہ محمد اور آلِ محمد پر درود بھیج۔ اور قریش کے دونوں بتوں دونوں جبتوں اور دونوں طاغوتوں ...... یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ...... پر اور ان دونوں کی بیٹیوں ...... یعنی حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما ...... پر لعنت بھیج۔''...... نعوذ باللہ۔

کافی اور وافی میں حضرت ابوبکر اور عائشہ و حفصہ اور عام صحابہ رضی اللہ عنہم پر لعنتوں کی مار ہے۔ شیعے ہر نماز کے بعد ایک دعا پڑھتے ہیں، جن میں مذکورہ چاروں مقدس ہستیوں اور عام صحابہ پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اسی طرح وہ اپنے اماموں کی قبروں کی زیارت کرتے ہیں تو ایک دعا پڑھتے ہیں جس میں دورِ اول سے ابتک کی پوری امت پر لعنت بھیجتے ہیں۔

کافی ۳/۳۹۱ میں لکھا ہے کہ عائشہ اور حفصہ (رضی اللہ عنہما) کافر اور منافق ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گی۔ اس کتاب میں (جو شیعوں کی صحیح بخاری ہے) ان دونوں امہات المومنین کے بارے میں ایسے ایسے گندے الفاظ ہیں کہ شیطان کے رونگٹے بھی کھڑے

---

❶ دیکھئے: الانوار النعمانیہ، تصنیف نعمۃ اللہ الجزائری۔ ❷ ایضاً۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائیں گے۔

ایک شیعہ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے علاوہ مزید ستر ہزار کائنات پیدا کی ہیں، ہر کائنات میں ستر ہزار امتیں ہیں۔ ہر امت کی تعداد جن وانس سے زیادہ ہے۔ ان (ساری کائنات کی ساری) امتوں کا صرف ایک ہی کام ہے کہ ابوبکر وعمر پر لعنت بھیجیں...... نعوذ باللہ...... رضی اللہ عنہما ولعن من لعنہما۔

شیعہ حضرت عمر کے مجوسی قاتل کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اسے بابا شجاع الدین کہتے ہیں اور حضرت عمرؓ کے قتل کے نام پر ۹ / ربیع الاول کو عید مناتے ہیں۔ [1]

اور اس کو سب سے بہترین عیدوں میں شمار کرتے ہیں اور اسے مفاخرت کا دن باعظمت دن، زکوٰۃ عظمیٰ کا دن، برکت کا دن اور تسلی کا دن کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں شیعہ مصنف نعمۃ اللہ الجزاری نے الانوار النعمانیہ ج ۱ ص ۱۰۸ میں دو روایتیں ذکر کی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی زبانی یہ پیشین گوئی گڑھی گئی ہے۔ کہ آپ ؐ نے اس دن کو برکت وسعادت والا دن بتاتے ہوئے فرمایا کہ اس دن اہلِ بیت کا دشمن اور اہل بیت کا فرعون، ہامان، ظالم غاصب، ان کے حرام کی پردہ دری کرنے والا، جبت، منافق، امت میں سود پھیلانے والا، ناحق امت کا مال چھیننے والا اور غلط جگہ خرچ کرنے والا۔ اپنے کندھے پر ذلت کا کوڑا لیے پھرنے والا۔ امت کو گمراہ کرنے والا، قرآن میں تحریف کرنے والا، حضور کی اولاد کا حق غصب کرنے والا، اور آپ کو جھٹلانے والا، خیانت کوشش، دغاباز، غدار، کینہ توز وغیرہ جرائم والا سیّدنا عمر (رضی اللہ عنہ) ہلاک ہوگا۔ اور حضور کی زبانی یہ بھی کہلوایا گیا ہے کہ اللہ نے اس دن کو سارے دنوں پر فضیلت دی ہے۔ اور یہ بھی کہلوایا گیا ہے کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، تمہارے بعد علی کا حق جو غصب کرے گا اس کی روح پر عذاب علیم کھول دوں گا۔ اور اس کو اور اس کے ساتھیوں کو جہنم کی ایسی گہرائی میں پہنچاؤں گا کہ ابلیس بھی اس پر جھانک کر لعنت کرے گا۔ اور اس منافق کو

[1] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۹ / ذی الحجہ کو شہید ہوئے، مگر مجوسیوں نے اپنی عید کی مناسبت سے اس کے لیے ۹ / ربیع الاول کو چنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے روز میدانِ حشر میں انبیاء کے فرعونوں اور دین کے دشمنوں کے درمیان عبرت بناؤں گا۔ اور انہیں اور ان کے ماننے والوں کو اور سارے ظالموں اور منافقوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں جھونک دوں گا۔

ان روایتوں میں مزید آگے چل کر اللہ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اے محمد! میں نے ساتوں آسمانوں کے باشندوں کو جو تمہارے شیعہ اور محبین ہیں حکم دیا ہے کہ میں جس دن اس ظالم کو اٹھاؤں گا اس دن عید منائیں۔ بیت معمور کے سامنے میری کرامت کی کرسی نصب کریں، میری ثنا کریں۔ اور اولادِ آدم میں سے تمہارے شیعوں کے لیے استغفار کریں۔ اے محمد میں نے کراما کاتبین کو حکم دیا ہے کہ آپ کے اور آپ کے وصی کے اعزاز کے طور پر اس دن کی خوشی میں تین دن تک مخلوق کے گناہ لکھنے سے قلم روک لیں۔ اے محمد! میں نے اس دن کو تمہارے لیے، اہل بیت کے لیے اور شیعہ مومنین کے لیے عید بنایا ہے۔ اور اپنے نفس پر اپنے عزت وجلال اور اپنی بلندی وبالاتری کی قسم کھائی ہے کہ اس دن جو شخص اپنے اہل اور قرابت داروں پر وسعت کرے گا میں اس کے مال اور عمر میں اضافہ کروں گا۔ اسے جہنم سے آزاد کروں گا۔ اس کی کوشش کی قدر کروں گا، اس کا گناہ بخش دوں گا اور اس کے اعمال قبول کروں گا۔'' الخ

یہ ہے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور عام صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ شیعوں کے جوشِ عداوت کی ایک ادنیٰ سی جھلک۔ خمینی صاحب اور ان کے پاسدارانِ انقلاب اس عداوت میں اپنے پیشرؤوں سے ذرا بھی پیچھے نہیں ہیں بلکہ دو قدم آگے ہی ہیں۔ چنانچہ جن روایات میں ان بزرگ صحابہ کو گالیاں بکی گئی ہیں، خمینی صاحب بے دھڑک انہیں روایات پر اپنے عقائد واحکام اور دینی ومذہبی تحقیقات کی بنیاد رکھتے ہیں۔ شیعوں کے عقیدہ تحریف قرآن کے سلسلے میں پچھلے شمارے کے اندر ہم، ان دو روایتوں کو نقل کر چکے ہیں جن پر خمینی صاحب نے اس مسئلہ میں اپنی تحقیق کی بنیاد رکھی ہے اور جن کے الفاظ تک کو ''کوٹ'' کیا ہے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان روایتوں میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو قرآن کا تحریف کنندہ حضرت علیؓ کے حق کا غاصب اور امت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گمراہی کی بنیاد رکھنے والا ناپاک اور گمراہی کا نام کہا گیا ہے اور عام مہاجرین وانصار کو سیاہ کا رہتایا گیا ہے۔ ان صحابہ کرام کے متعلق خمینی کا قول بھی گزر چکا ہے کہ انہوں نے محض دنیاوی اغراض کے لیے نبی کریم ﷺ کا ساتھ پکڑ رکھا تھا۔ خمینی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ

''سارے احکام شریعت کے خازن تو حضرت علی تھے، مگر ان احکام کا بیان صادق تک کے لیے موخر ہوگیا کہ صادق سے پہلے کے ائمہ پر اتنی مصیبتیں اور آزمائشیں آئیں کہ وہ ان حکام کو بیان کرنے کی گنجائش نہ پا سکے۔'' ❶

اس کا مطلب صاف ہے کہ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم اور دیگر مسلم حکمران خمینی صاحب کے بقول ظالم بلکہ سخت ظالم تھے۔ خمینی صاحب یہ بات صراحتاً بھی کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

''ہمارے ائمہ اور ان کے ماننے والے شیعہ ہر جگہ ہر دور میں ظالمانہ اقتدار کا مقابلہ کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے ظلم سے کبھی بھی مصالحت نہیں کی۔ اسی لیے انہیں بہت کچھ ظلم وتکالیف سہنی پڑیں۔'' ❷

خمینی صاحب کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ صرف شیعہ ائمہ ہی والی بننے کے حقدار تھے۔ (ایضاً: ص: ۴۷)۔ یعنی ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم والی بننے کے سرے سے حقدار ہی نہ تھے۔ خمینی صراحت کرتے ہیں کہ: ''جو شخص خود شیعوں کا امام نہ ہو یا ان کے امام کا مقرر کردہ نہ ہو وہ ظالم حکمراں ہے۔'' (ایضاً، ص: ۸۷۔ ۸۸) بلکہ خمینی صاحب کے بقول وہ طاغوت ہے اور اس سے رجوع کرنا تحاکم الی الطاغوت ہے۔ صرف شیعہ امام یا فقیہ ہی سے فیصلہ کرنا جائز ہے۔ (ایضاً، ص: ۸۸ و ۹۲) اسی لیے وہ صرف نبی ﷺ اور حضرت علی کی حکومت کو اسلامی حکومت مانتے ہیں۔ (ایضاً، ص: ۱۵۶) یعنی حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کی حکومت اسلامی نہیں، بلکہ اسے ظالم اور غاصب قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''شیعوں نے شروع ہی سے ایک عادل اسلامی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی

---

❶ التعادل والترجیح، ص: ۲۷۔ ❷ الحکومۃ الاسلامیۃ، ص: ۱۴۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور چوں کہ یہ حکومت نبی ﷺ کے عہد میں اور امام علی علیہ السلام کے عہد میں وجود پذیر رہ چکی ہے۔ اس لیے ہمیں یقین ہے کہ اس کی تجدید ہو سکتی ہے لیکن ظالموں نے تاریخ کے ہر دور میں ہر پہلوں سے اسلام کی توضیح میں رکاوٹیں ڈالی ہیں۔'' ❶

خمینی صاحب کے اس ارشاد سے واضح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام خلفاء اور حکمراں یعنی ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم وغیرہ خمینی صاحب کی نگاہ میں ایسے ظالم تھے کہ انہوں نے ہر پہلو سے اسلام کی توضیح میں رکاوٹیں ڈالی تھیں اسی لیے خمینی صاحب ان کا انجام یہ بتاتے ہیں۔

'' اللہ تعالیٰ ظالم حکمرانوں اور اسلامی تعلیمات سے منحرف حکومتوں کا حساب کتاب لے گا اور ان کی کرتوت پر ان کی گرفت کرے گا۔'' ❷

بلکہ مزید یہ کہ:

'' اللہ تعالیٰ امیر المومنین حضرت علی کے ذریعہ ان لوگوں کے خلاف حجت قائم کرے گا، جنہوں نے ان سے بغاوت کی اور ان کے حکم کے خلاف کیا۔ اسی طرح وہ معاویہ اور اموی وعباسی حکمرانوں اور ان کے مددگاروں اور ہمنواوں کے خلاف بھی حجت قائم کرے گا۔ کیوں کہ ان لوگوں نے ان کا حق غصب کیا۔ اور جس منصب کے اہل نہیں تھے اس پر قبضہ کیا۔'' ❸

شیعوں کی ایک اہم عید، غدیرِ خم کی عید ہے۔ یہ عید اس لیے منائی جاتی ہے کہ شیعوں کے بقول غدیرِ خم میں نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کو اپنے بعد خلافت کے لیے نامزد کیا تھا۔ اس نامزدگی پر خمینی صاحب کا نہایت پختہ ایمان ہے اور وہ جگہ جگہ بار بار نہایت بے دھڑک انداز سے اس نامزدگی کا ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ خمینی صاحب لکھتے ہیں:

'' نبی کریم ﷺ سے...... اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ کہا کہ جو شخص لوگوں پر

---

❶ الحکومۃ الاسلامیہ، ص: ۱۵۶، مطبوعہ کویت۔ ❷ ایضاً، ص: ۷۹۔ ❸ ایضاً، ص: ۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کا خلیفہ ہوگا، اس کے بارے میں اللہ کے نازل کیے ہوئے فیصلے کو لوگوں تک پہنچا دیں۔ اس فیصلہ کے مطابق آپ نے اللہ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لیے نامزد کیا۔'' ❶

''ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے اپنا خلیفہ نامزد کیا۔'' ❷

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے ان بڑے بڑے کاموں کے لیے اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو نامزد کیا۔'' ❸

ص ۳۱ پر بتلاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں لوگوں کے مجمع کے اندر اس حکم الٰہی کی تبلیغ کی کہ حضرت علی امیر المومنین ہیں۔

بیجا نہ ہوگا کہ غدیر خم سے متعلق وہ روایت بھی نقل کر دی جائے جس کا حوالہ خمینی صاحب کی تحریر میں دیا گیا ہے۔

روایت کا ابتدائی حصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی میں غدیر خم کے پاس حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں میں اعلان کیا کہ جس کا میں مولا (محبوب) ہوں، اس کے علی بھی مولا (محبوب) ہیں۔ اے اللہ جو علی سے محبت رکھے تو اسے محبوب رکھ اور جو ان سے دشمنی رکھے تو اسے دشمن رکھ۔ اس سے آگے کا حصہ شیعہ کتاب وافی (بحوالہ تہذیب وکافی ۲/۴۵) کی زبانی سنیے۔ روایت محمد باقر سے ہے:

''جب نبی نے غدیر کے روز حضرت علی کا ہاتھ پکڑا تو شیطان نے اپنے لشکر میں اتنے زور کی چیخ ماری کہ سمندر اور خشکی کے اندر جو کوئی شیطان بھی تھا وہاں حاضر ہوگیا۔ اور بولا۔ کیا آفت ٹوٹ پڑی ہے؟ اس سے زیادہ آپ کی وحشت ناک چیخ تو ہم نے کبھی نہ سنی تھی، اس نے کہا ہاں۔ اس نبی نے ایک ایسا کام کیا ہے کہ اگر وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا تو کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہ کی جائے گی۔ شیطانوں نے کہا۔ حضور والا۔ آپ نے تو آدم کے پیچھے پڑ کر اسے بھی گمراہ کر دیا تھا۔ (یعنی

❶ الحکومۃ الاسلامیہ، ص: ۴۲۔ ❷ ص: ۲۰۔ ❸ ص: ۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب کچھ کر دکھائے) پھر جب منافق (یعنی عام صحابہ کرام) نے کہا کہ یہ (نبی) تو اپنی خواہش نفسانی کے تحت بول رہے ہیں۔ اور دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے (یعنی ابوبکر نے عمر سے) کہا۔ اجی اس (نبی) کی دو آنکھیں دیکھو، اس کے سر میں اس طرح گھوم رہی ہیں گویا یہ پاگل ہے۔ تب شیطان نے خوشی سے ناچتے ہوئے چیخ لگائی۔ اپنے اولیاء کو جمع کیا، اور کہا تم لوگوں نے کہا تھا کہ میں نے اس سے پہلے آدم کو ٹھکانے لگایا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں! ابلیس نے کہا آدم نے عہد تو توڑا تھا۔ لیکن رب کے ساتھ کفر نہیں کیا تھا، لیکن ان لوگوں نے تو عہد بھی توڑ دیا اور رسول کے ساتھ کفر کیا۔ اپنی جھنڈیوں میں بیٹھا اور اپنی پیادہ اور سوار فوجوں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ ناچو گاؤ۔ اب اللہ کی عبادت کبھی نہیں کی جائے گی۔ یہاں تک کہ امام آ جائے۔ پھر باقر نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾

''ابلیس نے ان پر اپنا گمان سچ کر دکھایا، پس انہوں نے ابلیس کی پیروی کی۔ سوائے اہل ایمان کے ایک گروہ کے''۔

باقر کہتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب اس وقت کھلا جب نبی کی وفات ہوگئی۔ ابلیس کے گمان کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے نبی کے بارے میں کہا کہ وہ اپنی خواہش سے بولتے ہیں، یہی ابلیس کے ظن کی تصدیق ہے۔ سلمان حضرت علی سے روایت کرتے ہیں، سب سے پہلے ابوبکر سے ابلیس نے بیعت کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے اس ممبر پر سب سے پہلے ابوبکر سے ابلیس بیعت کرے گا۔ ❶

صادق کا بیان ہے کہ سوہ نور کی آیت:

﴿ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ ﴾

❶ وافی: ۲/ ۴۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کافر لوگ جب کلام نصیحت سنتے ہیں تو ایسی نگاہوں سے دیکھتے ہیں کہ گویا تمہیں پھسلا دیں گے۔ اور کہتے ہیں یہ تو پاگل ہے۔ صادق کہتے ہیں کہ یہ ابوبکر وعمر کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے غدیر کے دن یہ کہا کہ اس (نبی کی دونوں آنکھوں کو دیکھو۔ یہ اس طرح گھوم رہی ہیں گویا یہ پاگل ہے۔'' ❶

یہ ہے غدیر خم کے واقعہ کا وہ پہلوئے لطیف جس پر خمینی صاحب نے ایمان لا کر حضرت علی کی نامزدگی کا دعویٰ کیا ہے اور جس کی بنیاد پر حضرت ابوبکر وعمر اور عام صحابہ کو ظالم وغاصب کہا ہے۔ (بقول شیعہ)

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حسن عسکری کے جو صاحبزادے سامراء کے تہ خانے میں ۲۶۰ھ میں غائب ہو گئے تھے وہی آخری زمانہ میں امام مہدی قائم الزماں بن کر ظاہر ہوں گے اور ظالموں سے انتقام لیں گے۔ خمینی صاحب اس خرافات پر بڑا پرجوش ایمان رکھتے ہیں اور اس کے بیان میں انہوں نے اپنی کتاب الحکومۃ الاسلامیہ کے دو صفحات ص ۷۶، ۷۷ سیاہ کیے ہیں۔ اور بھی جگہ جگہ اس کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

''ہمارے امام مہدی کی روپوشی پر ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور مزید ہزاروں سال اس وقت کے آنے سے پہلے گزر سکتے ہیں جب مصلحت کا تقاضا یہ ہو کہ ان کی تشریف آوری ہو۔'' ❷

خمینی صاحب کی تحریروں سے ہم بتلا چکے ہیں کہ وہ حضرت علی اور ان کی نسل کے شیعہ اماموں اور ان کے نامزد کیے ہوئے شیعہ علماء اور شیعہ حکمرانوں کے علاوہ سب کو ظالم سمجھتے ہیں۔ یعنی خمینی صاحب کی نظر میں ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم اور ان کی حکمرانی کو تسلیم کرنے والے تمام صحابہ وتابعین ظالم ہیں اور ظالموں سے انتقام لینا امام غائب کی آمد کا خاص مقصد اور مشن ہے، اس لیے خمینی صاحب شیعوں کو للکار رہے ہیں۔

''امام الزماں کے لیے اپنی امام بندی کر لو تا کہ پوری روئے زمین پر عدل و

---

❶ وافی: ۲/۴۷۔
❷ ص: ۲۶، نیز دیکھیے: ص: ۴۸، ۴۹، ۷۳، ۷۹، ۹۸، ۱۴۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاف پھیلا سکو۔" ❶ جیسے یہودی دجال کے آنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

آپ حیران ہوں گے کہ کوئی ڈیڑھ ہزار سال پہلے انتقال کیے ہوئے لوگوں سے آج کے شیعہ یا آئندہ پیدا ہونے والے شیعہ اور آئندہ آنے والے امام کیسے انتقام لیں گے۔؟ ہم اس سلسلے میں شیعوں کے اصل عقیدے اور ان کی اصل روایت سے پردہ اٹھا کر آپ کی حیرانی دور کیے دیتے ہیں۔

شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جب ان کے امام غائب ظاہر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کے بعد ان امام غائب کے ظہور تک مسلمانوں کے سارے حکمرانوں کو زندہ کرے گا۔ آگے آگے جبت اور طاغوت (یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) ہوں گے۔ امام غائب ان سب کے خلاف عدالت قائم کریں گے کہ انہوں نے ان کے آباء و اجداد سے حکومت غصب کی تھی۔ پھر پانچ پانچ سو آدمیوں کو ایک ایک ساتھ قتل کریں گے۔ یہاں تک کہ سارے دور کے حکمرانوں اور ان کے مقربین کو ملا کر تین ہزار کی تعداد پوری ہو جائے گی۔ اس کو شیعے رجعت کہتے ہیں اور اس میں کسی شیعہ کو کوئی ادنیٰ سا شبہ بھی نہیں ہے۔ اس سلسلے میں جعفر صادق کے نام پر گھڑی گئی روایت یہ ہے۔

جب آلِ محمد میں سے قائم ہونے والا قائم ہوگا تو قریش کے پانچ سو آدمیوں کو کھڑا کر کے ان کی گردن مارے گا۔ پھر دوسرے پانچ سو کو۔ چھ بار! ایسا ہی کرے گا۔ راوی کہتا ہے: میں نے کہا بھلا ان لوگوں کی تعداد اتنی ہو جائے گی؟ جعفر صادق نے کہا۔ وہ اور ان کے حواریوں کو ملا کر (یہ تعداد ہو جائے گی۔)

ایک روایت میں ارشاد ہے کہ جب قائم الزماں اٹھیں گے تو ساری اسلامی مساجد (یعنی سنیوں کی مساجد) کو ڈھا دیں گے۔ جن میں مدینہ کی مسجد نبوی بھی شامل ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کا حجرہ ڈھا دیں گے۔ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبر کو اکھیڑیں گے اور ان دونوں کو نکالیں گے، وہ دونوں زندہ اور تازہ بتازہ نکلیں گے۔ پھر ان دونوں کو ایک سولی پر سولی دے کر دونوں کو آگ

---

❶ ص: ۱۴۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جلا دیں گے۔ ❶

کیوں کہ انسان نے آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جتنے ظلم، جرائم اور گناہ کیے ہیں وہ انہیں دونوں کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ اور ان سب کا سارا بوجھ بھی انہیں دونوں پر ہوگا۔

یہ ہے ظلم مٹانے اور ظالموں سے بدلہ لینے کا وہ کارنامۂ عظیم جس کے لیے قائم الزماں ''امام غائب'' تشریف لائیں گے۔ اور جس کی تیاری کے لیے خمینی صاحب ابھی سے شیعوں کو عام امام بندی کا حکم دے رہے ہیں۔ کیوں کہ اس کارنامہ عظیم کو انجام دینے کے لیے اُس دور کے شیعے کافی نہ ہوسکیں گے۔ چنانچہ ایک شیعی روایت میں ارشاد ہے کہ دس محرم کو امام غائب حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہوں گے۔ جبریل ان کے داہنے ہوں گے۔ پکاریں گے اللہ کے لیے بیعت کو چلو۔ اس پر روئے زمین کے اطراف سے شیعے چل پڑیں گے۔ زمین ان کے لیے لپیٹ دی جائے گی۔ اور وہ مہدی سے بیعت کریں گے۔ پھر وہ کوفہ آکر نجف میں اُتریں گے اور وہاں سے شہروں میں لشکر بھیجیں گے۔ اور اتنا بڑا لشکر فراہم کیسے ہوگا؟ اس کے متعلق ایک روایت میں ارشاد ہے کہ جب امام غائب کی آمد کا وقت آجائے گا تو ایک ایسی بارش ہوگی جس کی مثال مخلوق نے نہ دیکھی ہوگی۔ اس سے (شیعہ) مومنین کے گوشتوں اور جسموں کو اللہ تعالیٰ اگائے گا اور وہ قبروں سے نکل کر مٹی جھاڑتے ہوئے امام غائب کی طرف دوڑیں گے۔

یہ ہے ''ظالموں'' سے انتقام لینے کی شیعی روایتوں کا خلاصہ۔ خمینی صاحب شیعہ فقیہ ہونے کی حیثیت سے امام کی روپوشی کے دور میں ان کے نائب ہیں۔ اور انہوں نے خود اپنے لیے نائب مہدی ہونے کا بار بار اعلان کیا ہے۔ اس لیے مہدی جس کام کو بہت بڑے پیمانے پر انجام دیں گے، خمینی صاحب اس کام کو معمولی پیمانے پر انجام دے رہے ہیں۔ جس کی برکت سے ایران میں خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ اس سے خمینی کی خونخوار ذہنیت کا کسی قدر اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

❶ مشہور شیعہ مصنف سید مرتضیٰ نے اپنی کتاب ''المسائل الناصریہ'' میں لکھا ہے کہ یہ سولی ایک تروتازہ درخت پر دی جائے گی، لیکن سولی دینے سے یہ درخت خشک ہوجائے گا۔ نعوذ باللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران کا ''اسلامی'' انقلاب

خمینی کی سنت دشمن خونخوار ذہنیت

پچھلے شمارے میں بتایا جا چکا ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور عام صحابہ کرام سے عداوت اور ان کی تکفیر و لعنت، شیعہ مذہب کی روح ہے اور یہی عقیدہ خمینی صاحب اور ان کے پاسدارانِ انقلاب کا بھی ہے۔ چوں کہ شروع سے ابتک غیر شیعہ مسلمان ان صحابہ کرام کو صرف یہی نہیں کہ مسلمان بلکہ پوری امت کا عطر انسانیت کا نچوڑ اور انبیاء کے علاوہ سارے بشر سے افضل اور جنت کا سب سے زیادہ حقدار مانتے ہیں۔ اور انشاء اللہ قیامت تک مانتے رہیں گے۔ اس لیے جو مسلمان شیعہ نہیں ہیں وہ شیعوں کی نگاہ میں پیدائشی نجس، جہنمی اور گردن زدنی ہیں۔ اور ان سے عداوت وانتقام شیعہ مذہب کی روح اور شیعوں کا سب سے اہم اور بنیادی فرض ہے، اور خمینی صاحب اس فرض کی ادائیگی میں اس قدر پُر جوش ہیں کہ سنی مسلمانوں کے قتل عام کو وہ اسلام کی جلیل القدر خدمت تصور کرتے ہیں۔ (تفصیل آگے آرہی ہے) پہلے چند شیعی روایات ملاحظہ ہوں:

شیعہ سنی کا پیدائشی فرق:

وافی باب ۱۰۸ میں صادق سے مروی ہے کہ اللہ نے اپنی عظمت کے نور سے ہماری روحیں پیدا کیں۔ پھر عرش کے نیچے بحفاظت رکھی ہوئی ایک مٹی سے ہمارے جسم پیدا کیے۔ لہٰذا ہم نورانی مخلوق ہیں۔ جس چیز سے اللہ نے ہمیں پیدا کیا اس میں کسی اور کے لیے کوئی حصہ نہیں بنایا۔ پھر اللہ نے ہمارے شیعوں کی روح ہماری مٹی سے پیدا کی اور شیعوں کے جسم ایک ایسی مٹی سے پیدا کیے جو ہماری اس مٹی کے نیچے بحفاظت رکھی ہوئی تھی۔ اور جس چیز سے اللہ نے شیعوں کو پیدا کیا اس میں انبیاء کے علاوہ کسی اور کے لیے کوئی حصہ نہیں بنایا۔ (یعنی شیعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوام کی پیدائش کا خمیر اتنا افضل ہے کہ انبیاء کے علاوہ کسی اور کو نصیب نہ ہو سکا۔ لاحول ولا قوہ۔ (بہر حال آگے سنیے۔ صادق کہتے ہیں۔) اسی لیے ہم اور ہمارے شیعہ تو انسان ہیں لیکن باقی لوگ ایسی گندگی ہیں جو جہنم کے لیے ہے اور جہنم میں جائے گی۔

صادق سے ایک اور شیعہ روایت کے الفاظ یہ ہیں: اللہ نے ہمیں علیین سے پیدا کیا۔ اور ہماری روح کو اس کے اوپر سے یعنی عالم جبروت سے پیدا کیا اور ہمارے شیعوں کی روح کو علیین سے پیدا کیا۔ اور ان کے جسم کو اس کے نیچے سے پیدا کیا۔ اسی قرابت کی وجہ سے۔ یعنی چوں کہ شیعہ اماموں کے جسم اور شیعہ عوام کی روحیں علیین سے پیدا ہیں، اس لیے اس تعلق کی وجہ سے۔ شیعوں کے دل ہمارے لیے بیقرار رہتے ہیں۔ ❶

یہ تو پیدائش والے خمیر کی بات ہوئی، اب پیدائش کے وقت کی بات سنیے۔

وافی ۱۳/۱۷ (بحار الانوار عن الکافی) میں جعفر صادق کی طرف منسوب ایک روایت سنیے! ان کا ارشاد ہے کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہاں ابلیسوں میں سے ایک ابلیس موجود ہوتا ہے۔ اللہ کے علم میں اگر وہ بچہ شیعہ ہونے والا ہے تو اللہ اسے شیطان سے بچالیتا ہے اور اگر وہ شیعہ نہیں ہونے والا ہے تو شیطان اس کی دبر میں انگلی ڈال دیتا ہے اور وہ مابون...... یعنی بدکاری کیا ہوا...... ہو جاتا ہے۔ اور اگر لڑکی ہے تو اس کی شرمگاہ میں انگلی ڈال دیتا ہے اور وہ حرامکار ہو جاتی ہے۔ نعوذ باللہ

باقی رہا یہ سوال کہ اس بارے میں خمینی صاحب کا عقیدہ کیا ہے تو اگر ان کا کوئی ارشاد موجود نہ ہوتا تب بھی ان کا عقیدہ یہی سمجھا جاتا۔ کیوں کہ یہ شیعوں کی صحیح بخاری کے درجے کی کتاب کی روایت ہے۔ لیکن خوش قسمتی یا بدقسمتی سے ان کے ارشادات بھی موجود ہیں۔ جن میں سے کئی ایک کو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ مثلاً خمینی صاحب لکھتے ہیں:

"آئمہ کو وہ مقام حاصل ہے جہاں نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے نہ نبی و

---

❶ معلوم نہیں جو شخص شیعہ کے نطفے سے پیدا ہو کر سنی ہو جاتا ہے یا سنی کے نطفے سے پیدا ہو کر شیعہ ہو جاتا ہے، اس کے متعلق شیعہ حضرات ان دونوں روایتوں کی کیا توجیہ کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغمبر۔'' ❶

اس کائنات سے پہلے ائمہ نور تھے۔ پھر اللہ نے انہیں اپنے عرش کے گردا گرد معین کیا اور انہیں ایسا مرتبہ اور ایسی قربت عطا فرمائی جسے اللہ ہی جانتا ہے۔ ❷

فہم قرآن میں شیعہ اماموں اور دوسرے لوگوں کے درمیان فرق کے اسباب بیان کرتے ہوئے خمینی صاحب نے لکھا ہے کہ ائمہ تمام کمالات کے علاوہ فہم قرآن میں بھی تمام لوگوں سے ممتاز تھے اور یہ ان کا ذاتی امتیاز تھا۔ ❸

اسی کتاب کے ص ۲۶ پر خمینی صاحب نے کاشانی کی اس روایت کے الفاظ کوٹ کیے ہیں جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عمر نے حضرت علی سے ان کا جمع کیا ہوا قرآن مانگا تو حضرت علی نے یہ جواب دیا:

" ان القرآن الذی عندی لا یمسه الا المطهرون الا وصیاء من ولدی"۔

''میرے پاس جو قرآن ہے اسے صرف پاک لوگ چھو سکتے ہیں اور میری اولاد میں سے میرے وصی چھو سکتے ہیں۔''

جمع قرآن کے متعلق خمینی صاحب کا عقیدہ اسی روایت پر ہے۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ حضرت عمر اور سارے صحابہ کو ناپاک سمجھتے ہیں اور ان کی نگاہ میں صرف شیعہ ہی پاک ہیں۔ کیا یہ بعینہٖ وہی بات نہیں ہے جسے ابتداء میں ہم نے نقل کیا ہے۔ خیر آگے سنیے!

سنی کافروں سے بھی بدتر:

تابعین کا دور صحابہ کے بعد اسلام کا سب سے تابناک اور سنہرا دور تھا۔ اعمال صالح کی گھما گھمی اور علوم شریعت کی گرم بازاری تھی مکہ اور مدینہ اہم مراکز تھے۔ اس دور کے بارے میں جعفر صادق کی طرف منسوب ایک روایت سنیے:

---

❶ الحکومۃ الاسلامیہ، ص:۵۲۔ ❷ ایضاً، ص:۵۲۔
❸ دیکھئے: التعادل والترجیح، ص:۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے صادق سے کہا: میں مکہ چلا جاؤں؟ کہا نہ جاؤ، مکہ والے اللہ کے ساتھ کھلم کھلا کفر کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا: حرم نبوی (یعنی مدینہ) چلا جاؤں؟ کہا یہ لوگ مکہ والوں سے بھی زیادہ بدتر ہیں۔ اور ہمارے مخالفین سارے کافروں سے زیادہ برے ہیں۔ ان پر اللہ کی لعنت ہو اور ان کے اسلاف پر بھی لعنت ہو۔'' [1]

سنی ساری نیکیوں کے باوجود جہنمی اور شیعہ ہر برائی کے باوجود جنتی:

کافی اور وافی میں باقر سے یہ روایت کی گئی ہے کہ اللہ فرماتا ہے۔ اسلام کی جو رعیت کسی ظالم امام کی تابعدار ہوگی میں اسے عذاب دوں گا۔ اور حیا نہیں کروں گا۔ اگر چہ وہ رعیت اپنے تمام اعمال میں نکوکار اور تقویٰ شعار رہی ہو اور اسلام کی جو رعیت خدا کے کسی عادل امام کی تابعدار ہوگی، میں اسے معاف کردوں گا اور حیا نہیں کروں گا اگر چہ وہ رعیت ظالم اور بدکار رہی ہو۔

باقر کہتے ہیں کہ امت (یعنی اہل سنت ہیں اگر چہ امانت، سچائی اور وفاداری ہو لیکن وہ ولایت کا انکار کرنے یعنی شیعہ اماموں کو اپنا امام نہ ماننے) کی وجہ سے کافر ہے۔ اور شیعہ میں اگر چہ کچھ دینداری نہ ہوگی مگر اس پر کوئی عتاب نہیں۔ کیوں کہ وہ امام عادل کا تابعدار ہے۔

شیعوں کے لیے سنیوں کا مال ہڑپ کر لینا حلال ہے:

تہذیب ۲/۱۱۶/۲۵۲ میں صادق کا یہ قول مروی ہے کہ ناصبی (یعنی جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو حق پر مانے، اس کا مال جہاں پاؤ لے لو۔ اور ہمیں اس کا خمس ''یعنی پانچواں حصہ'' ادا کرو۔

(واضح رہے کہ خمس کافر سے جنگ میں حاصل کیے ہوئے مال پر دیا جاتا ہے۔)

کوئی سنی شہید نہیں:

وافی ۲/۴۵ میں مروی ہے کہ غیر شیعہ حکمرانوں کے ماتحت جہاد کرنا مردار اور سور کی طرح حرام ہے۔ شیعہ کے علاوہ کوئی شہید نہیں ہوتا۔ اور شیعہ اپنے بستر پر مرے تب بھی شہید

---

[1] کافی: ۲/۳۹۶، ۲/۱۵ تہذیب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور شیعوں کے علاوہ جو لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں وہ جہنم میں جانے کے لیے جلدی کر رہے ہیں۔

سارے سنی گردن زدنی:

باقر کہتے ہیں اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ ان (اہل سنت کے ایک لاکھ آدمی کے بدلے تمھارا (یعنی شیعوں کا) ایک آدمی مارا جائے گا تو میں ان سب کو قتل کرنے کا حکم دے دیتا۔ مگر تمہارا ایک آدمی ان کے ایک لاکھ آدمیوں سے بہتر ہے۔

یہ ہے شیعہ مذہب سنیوں سے عداوت کی تعلیم کا ایک مختصر سا خاکہ۔ خمینی صاحب اس تعلیم کے سانچے میں پوری طرح ڈھلے ہوئے ہیں اسی لیے وہ ہر ہر قدم پر سنیوں کی مخالفت کو ضروری اور ان کے قتل کو اسلام کی خدمت سمجھتے ہیں۔ ان کی ذہنیت کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

خمینی صاحب نے اپنے راسلہ التعادل والترجیح کے ص ۸۰ سے ۸۲ تک اس مسئلے پر بحث کی ہے کہ اگر کسی شیعہ امام سے ایک ہی مسئلہ میں دو ایسی حدیثیں مروی ہوں جن میں سے ہر ایک دوسرے کے مخالف ہو تو کس حدیث کو مانیں اور کس کو چھوڑ دیں۔؟۔ خمینی صاحب نے تفصیلی بحث کے بعد ص ۸۲ پر فیصلہ صادر کیا ہے کہ جو حدیث اہل سنت کے خلاف ہو اس کو لے لیں گے اور جو ان کے موافق ہو اسے چھوڑ دیں گے۔ اور چھوڑنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ سنیوں کے موافق ہے۔

خمینی صاحب نے اسی صفحہ پر مذکورہ مسئلے کے فوراً بعد اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی شہر میں کسی شیعہ آدمی کو کوئی مسئلہ درپیش ہو اور اسے کوئی شیعہ عالم نہ ملتا ہو جس سے وہ فتویٰ پوچھ سکے تو اسے چاہیے کہ وہ سنی عالم سے جا کر فتویٰ پوچھ لے اور سنی عالم اسے جو فتویٰ بتائے اس کا الٹا کرے۔ (یعنی اس صورت میں اگر اس شیعہ کا عمل غلط بھی ہوا تو کم از کم سنیوں کی مخالفت کا ثواب تو اسے مل ہی جائے گا۔)

خمینی صاحب نے اسی صفحہ پر یہ بھی بتایا کہ شیعہ اماموں کے جو فتاوے اہل سنت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موافق نظر آتے ہیں وہ سب تقیہ کے طور پر تھے۔

ص ۸۳ پر خمینی صاحب نے دو ایسی روایتیں نقل کی ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ جو شیعہ اہلِ سنت کا مخالف نہ ہو وہ شیعہ نہیں اور اس کے بعد پھر ایک روایت نقل کی ہے کہ اہلِ سنت جس چیز پر متوجہ ہوں، اس سے بچو۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اہل سنت کا کسی چیز پر متوجہ ہونا اس کے باطل ہونے کی دلیل ہے۔ آگے ص ۹۱ پر بھی یہی بات دہرائی ہے کہ اہلِ سنت کی مخالفت بھی فتوے اور حدیث کی ترجیح کی ایک بنیاد ہے۔

ہم یہ بتا چکے ہیں کہ شیعہ مذہب کی رو سے شیعہ عورت یا مرد کا نکاح سنی مرد یا عورت سے حلال نہیں۔ اس سلسلے کی ایک روایت میں یہ آیت بھی درج ہے:

﴿ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ﴾

"انہیں (یعنی شیعہ عورت کو) کفار (یعنی سنیوں) کی طرف نہ پلٹاؤ۔ نہ یہ عورتیں ان کے لیے حلال ہیں، نہ وہ (مرد) کے لیے حلال ہیں۔"

خمینی صاحب بھی اس مسئلے پر صاد کرتے ہیں۔ اور حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کی تاویل کرتے ہیں کہ یہ بطور تقیہ تھا۔ دیکھیے خمینی صاحب کا رسالہ التقیہ ص ۱۹۸۔ اسی طرح اہلِ سنت کے پیچھے نماز درست نہیں سمجھتے۔ مگر تقیہ کے طور یعنی سنیوں کو دھوکہ دینے کے لیے تو اس کا اس قدر ثواب ہے کہ گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پہلی صف میں نماز پڑھی۔ [1]

اب تک کی تفصیلات سے اس بات میں شک وشبہ کی کوئی ادنیٰ سی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ اہلِ سنت سے بے لاگ اور اندھی بہری عداوت ودشمنی شیعہ مذہب اور خمینی صاحب کے خمیر میں داخل ہے۔ اس عداوت کے نتیجے میں خمینی صاحب کی ذہنیت اس قدر خونخوار بن چکی ہے کہ وہ اہلِ سنت کے قتل عام کو ایک مقدس دینی فریضہ اور اسلام کی جلیل القدر خدمت تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک طرف تو ابوبکر وعمر سے لے کر ہارون رشید تک بلکہ اس کے بعد کے تمام بڑے بڑے اسلامی فاتحین اور حکمراں خمینی صاحب کی نگاہ میں کندۂ ناتراش نااہل

---

[1] ایضاً، ص: ۱۹۸، ۱۹۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیاقت سے محروم مظالم چیرہ دست اور طاغوت تھے۔ اور یہ سب عذاب الٰہی کے مستحق ہیں۔ ❶

اور دوسری طرف تاریخ کے وہ چیرہ دست دغاباز ظالم شیعہ جنہوں نے اہل سنت کے خون کی ندیاں بہوادیں وہ خمینی صاحب کی نظر میں اسلام کے جلیل القدر خادم اور رحمت الٰہی کے مستحق ہیں۔ چنانچہ خمینی صاحب نے طوسی اور قداح کی بڑی تعریف کی ہے، طوسی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''خواجہ نصیر الدین طوسی اور ان جیسی ہستیاں جنہوں نے اسلام کی جلیل القدر خدمات انجام دیں ان کی موت کو لوگ خسارہ محسوس کرتے ہیں۔''

طوسی کی جلیل القدر ''اسلامی خدمات'' کیا تھیں، اس سے خمینی صاحب نے خود ہی پردہ ہٹایا ہے، چنانچہ وہ تقیہ کی ضرورت کے مواقع بتلاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ

'' اگر محض ظاہری طور (ظالموں کی حکومت میں) شامل ہونے سے اسلام اور مسلمانوں کی حقیقی مدد ہوسکتی ہے تو ایسے موقع پر تقیہ درست ہے جیسا کہ علی بن یقطین اور نصیر الدین طوسی رحمہ اللہ شامل ہوئے تھے۔'' ❷

نصیر طوسی دکھاوے کے لیے کس ''ظالم حکومت'' میں شامل ہوا اور اس نے اسلام اور مسلمانوں کی کون سی حقیقی مدد کی اسے تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے۔ اس لیے چند سطروں میں صرف سرسری اشارہ کیا جارہا ہے۔

نصیر الدین طوسی ایک نہایت کینہ توز اور مکار شیعہ تھا۔ اس نے بغداد کے خلیفۃ المسلمین کی تعریف میں قصیدے کہہ کہہ کر وزارت کا منصب حاصل کیا۔ ادھر وزارتِ عظمیٰ پر ایک مکار شیعہ موید الدین علقمی فائز تھا۔ ان دونوں نے اہلِ سنت کے قتل عام اور عباسی خلافت کے خاتمے کی ایک متفقہ سازش رچی۔ نہایت چابکدستی کے ساتھ فوج کی تعداد انتہائی کم کردی۔ حکومت کے کلیدی مناصب پر اپنے گرگوں کو متعین کر کے بغداد کو تاتاریوں کے لیے لقمہ تر بنادیا پھر اسی سازش کے تحت نصیر طوسی بغداد چھوڑ کر ۶۵۵ھ میں تاتاری حکمران ہلاکو خاں کا مصاحب

---

❶ دیکھئے: خمینی صاحب کی الحکومۃ الاسلامیہ، ص: ۳۳، ۱۴۶، ۱۴۸، ۷۹۔ ❷ ایضاً، ص: ۱۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن گیا۔ علقمی سے نامہ و پیام جاری رہا، اور دونوں نے ہلاکو خان کو بغداد پر حملہ آور ہونے کی دعوت و ترغیب دی۔

تاتاری وہم پرست تھے، ان کا عقیدہ تھا کہ بغداد کی حکومت پر خدا کا سایہ ہے۔ اس لیے اگر خلیفہ پر کوئی ظلم کیا گیا تو ہم پر کوئی آسمانی آفت ٹوٹ پڑے گی۔ اس لیے وہ سرحد عراق تک پہنچ جانے کے باوجود بغداد پر حملہ آور ہونے کے لیے تیار نہ تھے، لیکن علقمی کی مسلسل دعوتوں اور طوسی کی مسلسل ترغیب و پیشین گوئی سے اور یہ اطمینان دلانے سے کہ ان پر کوئی آسمانی آفت نہیں آئے گی، تاتاری بغداد پر حملہ آور ہو گئے اور پھر جو قیامت برپا ہوئی وہ سب کو معلوم ہے۔ طوسی ہلاکو کے ساتھ ساتھ تھا، اسے راستے، نقشے اور نشیب و فراز بتلاتا اور مناسب مشورے دیتا تھا۔ اس کے مشورے کی روشنی میں ہلاکو نے علقمی کے ذریعہ پہلے خلیفہ کو بلوایا، پھر بغداد کے تمام علماء، فقہاء، شرفاء، عمائدین اور اراکین سلطنت کو بلا کر بھیڑ بکری کی طرح ذبح کر دیا۔ پھر مجوس خلیفہ کے ذریعہ اہلِ شہر کو ہتھیار ڈال کر باہر نکل آنے کے لیے کہا۔ اور جب اہلِ شہر خالی ہاتھ باہر نکل آئے تو تاتاریوں نے ان کا قتل عام شروع کر دیا۔

یہ کئی لاکھ کی تعداد میں تھے سب مارے گئے۔ شہر کی خندقیں لاشوں سے پٹ گئیں، دریائے دجلہ کا پانی خون کی کثرت سے سرخ ہو گیا۔ اس کے بعد تاتاری شہر میں گھس پڑے، عورتیں اور بچے سروں پر قرآن شریف رکھ رکھ کر گھروں سے نکلے۔ مگر سب قتل ہوئے بغداد اور نواحِ بغداد میں ایسا قتل عام ہوا کہ ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمان مارے گئے۔ اس سارے کارنامے کی رہنمائی نصیر طوسی اور علقمی کر رہے تھے۔ انہوں نے ہلاکو کو مشورہ دیا کہ خلیفہ کے خون سے اپنی تلوار ناپاک نہ کرو، بلکہ اسے نمدے میں لپیٹ کر لاتوں سے کچلوا دو۔ چنانچہ ہلاکو نے خلیفہ کو ایک ٹاٹ میں لپیٹ کر اور ایک ستون سے بندھوا کر اس قدر لاتیں لگوائیں کہ اس کی جان نکل گئی۔ پھر لاش زمین پر ڈال کر پاؤں سے روندوا کر ریزہ ریزہ اور پارہ پارہ کرا دی۔ یہ سارا کشت و خون اس لیے کرایا گیا کہ سنی مسلمان تھے، لیکن طوسی اور علقمی کا دل اب بھی ٹھنڈا نہ ہوا تو شاہی کتابوں کا ذخیرہ دریا میں پھینکنے کا مشورہ دیا۔ اس کی کثرت سے دریائے دجلہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بند سا بندھ گیا اور اس کا پانی جو سرخ تھا اب کتابوں کی سیاہی سے سیاہ ہو گیا۔ باقی کتب خانوں میں آگ لگا دی۔ کتابوں کی کثرت کے سبب یہ آگ سولہ دن تک بھڑکتی رہی۔

یہ ہیں نصیر الدین طوسی کی وہ جلیل القدر اسلامی خدمات'' جنہیں خمینی صاحب نے دل کھول کر سراہا ہے اور جسے اسلام اور مسلمانوں کی حقیقی مدد'' قرار دیا۔ اور جس سے خوش ہو کر نصیر الدین طوسی کو رحمہ اللہ کے اعلیٰ ترین جملے سے نوازا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خمینی صاحب کی نگاہ میں ''اسلام کی حقیقی مدد اور خدمت'' کیا ہے۔ آیئے اب قداح کا بھی تھوڑا سا حال سن لیجیے جو خمینی صاحب کی نگاہ میں طوسی ہی کی طرح اسلام کا خادم ہے۔

قداح کا اصل نام میمون بن ویصان ہے، یہ دمشق کے قریب سلمیہ نامی ایک بستی کا رہنے والا ایک تیز وطرار یہودی عالم تھا۔ فلسفہ اور نجوم میں مہارت رکھتا تھا۔ کھال پکانا اس کا اصل پیشہ تھا۔ مگر اس کی اسلام دشمن اور خون آشام طبیعت اس پر قناعت نہ کر سکی۔ اس نے اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کے صفائے اور قتل عام کے طویل المیعاد منصوبے بنائے اور ۲۷۶ھ میں اپنے سعید کے ہمراہ کوفہ آ گیا، اور باطنیوں کے تن مردہ میں خونخوار یہودی بھیڑیوں کی روح پھونکنے کے لیے کوفہ کے اسماعیلی شیعوں سے رابطہ قائم کیا، اور اپنا یہودی مذہب اور اپنے بیٹے کی اصلیت چھپاتے ہوئے خاص اسماعیلی شیعوں کو چپکے سے بتایا کہ یہ روپوش اسماعیلی اماموں کی نسل سے ہے، اس کا نام عبید اللہ ہے اور اب یہی مہدی بن کر ظاہر ہونے والا ہے۔

کوفہ میں قداح کو حمدان غرف قرمط نامی ایک غالی باطنی شیعہ مل گیا، اسے عبید اللہ'' مہدی'' کا نائب بنایا گیا اور خفیہ تحریک شروع ہو گئی۔ اباحیت پسند مجوسی یہودی اور اسماعیلی شیعے دیکھتے دیکھتے اس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے، اس مذہب میں زنا کاری، شراب نوشی، ماں بہن، بیٹی سے نکاح وغیرہ سب کچھ حلال کر دیا گیا۔ نماز روزہ وغیرہ سب کچھ سارے فرائض ساقط کر دیے گئے اور مسلمانوں کا قتل فرض قرار دیا گیا۔ کوفہ اور عراق میں یہ تحریک مضبوط ہو گئی تو یحییٰ نامی ایک شخص کو بحرین (سعودی عرب کا موجودہ مشرقی صوبہ الاحساء) بھیجا گیا۔ اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے آپ کو مہدی کا بیٹا اور قاصد ظاہر کرتے ہوئے شیعوں کو بتایا کہ اب مہدی کا ظہور قریب ہے، اس سے وہاں کے شیعوں میں ایک مجنونانہ جوش پیدا ہوگیا اور وہ ابوسعید جنابی کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے اور جب بقدر ضرورت طاقت فراہم ہوگئی تو ان شیعوں نے مسلمانوں کے خلاف خوفناک قتل وغارت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) ۲۸۶ھ میں ابوسعید جنابی نے بصرہ پر قبضہ کیا اور وہاں کے مسلمانوں کو آگ میں جلا جلا کر ہلاک کیا۔

(۲) یہی شخص ۲۸۹ھ میں عراق کے اکثر حصوں پر قابض ہوکر شام پر حملہ آور ہوا اور دمشق فتح کر کے وہاں قتل وغارت کا بازار گرم کیا۔

(۳) ۲۹۰ھ میں یحییٰ مذکور کی قیادت میں ان ظالموں کی ایک فوج نے دمشق کا محاصرہ کر کے وہاں کے باشندوں کو ہلاکت کے قریب جا لگایا تھا کہ مصری فوج آ گئی ورنہ دمشق کھنڈر میں تبدیل ہو جاتا۔ مصری فوج کے ہاتھوں یحییٰ قتل ہوا اور محاصرہ ختم ہوا۔ لیکن تھوڑے دنوں بعد یحییٰ کے بھائی حسین کی قیادت میں ان ظالموں نے پھر چڑھائی کر دی، اہلِ دمشق نے بہت کچھ مال دے کر اسے کسی طرح واپس ہونے پر راضی کیا۔

(۴) لیکن حسین نے دمشق سے واپس ہوکر حمص کا رخ کیا، وہاں سارے مسلمانوں قیدیوں کو قتل کر دیا، پھر حماۃ اور معرۃ النعمان وغیرہ گیا، اور بے حساب مسلمانوں کو قتل کیا۔ یہ شخص عورتوں، بچوں سب کو قتل کر ڈالتا تھا، اس کے بعد بعلبک پہنچا اور وہاں کی عام آبادی کو تہ تیغ کیا۔ پھر سلمیہ میں عہد وامان کے تحت داخل ہوا، لیکن بدعہدی کر کے وہاں کے سارے باشندوں حتیٰ کہ مکتب کے بچوں اور چوپایوں تک کو قتل کر ڈالا۔ مقتولین میں سرفہرست بنو ہاشم تھے بالآخر بڑی مشکلوں کے بعد حسین مارا گیا۔ لیکن اس تحریک کے لیڈروں نے عبداللہ بن سعید نامی ایک شخص کو کمانڈر بنایا۔ اس نے ۲۹۳ھ میں پھر ملک شام پر چڑھائی کی اور سخت خونریزی وغارت گری اور عصمت دری کی۔ بالآخر شدید جنگوں کے بعد اس کے بعض پیروکاروں نے سر پر خطرہ منڈلاتا دیکھا تو اس کا سر کاٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر خلیفہ کے حوالے کر دیا۔

(۵) مگر فتنہ اب بھی فرو نہ ہوا، ان لیڈروں نے زکرویہ بن فہرایہ نامی ایک شخص کو کمان سونپی، اس نے ۲۹۴ھ میں مکہ سے خراسان جانے والے حاجیوں کے قافلے پر حملہ کیا، سخت جنگ ہوئی۔ جب زکرویہ نے دیکھا کہ ان سے نمٹ نہیں سکے گا تو قافلے سے پوچھا کہ تمہارے اندر بادشاہ کا نائب ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ زکرویہ نے کہا، تب تم لوگ اطمینان سے جاؤ، مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن جب قافلہ لد پھند کر بے فکری کے ساتھ روانہ ہو گیا تو زکرویہ نے پیچھے سے اچانک بے خبری کے عالم میں ان پر حملہ کر دیا اور سب کو تہِ تیغ کر ڈالا، صرف چند عورتیں ہوس رانی کے لیے منتخب کر لیں، باقی سب عورتوں کو بھی قتل کر دیا۔

(۶) اس کے بعد زکرویہ حاجیوں کے مزید قافلوں کی واپسی کے انتظار میں گھات لگا کر بیٹھ گیا، اور وہاں کے کنوؤں تالابوں اور چشموں کو لاشوں اور پتھروں سے پٹوا دیا تاکہ حاجیوں کو پانی نہ مل سکے۔ اس کے بعد جوں ہی حاجیوں کا قافلہ پہنچا، ان پر درندوں کی طرح ٹوٹ پڑا۔ حاجیوں نے تین دن تک ڈٹ کر مقابلہ کیا مگر ان کا پانی ختم ہو گیا اور انہوں نے پیاس سے مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیے، زکرویہ نے سب کی گردن اڑا دی، چند افراد نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئے تھے، ان کے پیچھے ایک جماعت بھیجدی، جس نے امان کا اعلان کیا، لیکن وہ لوگ جب واپس ہوئے تو انہیں بھی قتل کر دیا۔ مکاری کا عالم یہ تھا کہ جنگ کے بعد ان ظالموں کی عورتیں پانی لے کر حاجیوں کی لاشوں کے درمیان ٹہل رہی ہیں، تاکہ اگر کوئی پانی مانگے تو یہ پتہ لگ جائے کہ یہ زندہ ہے۔ چنانچہ کسی کے منہ سے جوں ہی آواز نکلتی یہ اسے قتل کر دیتیں۔

مورخین کا بیان ہے کہ اس سال زکرویہ نے بیس ہزار حاجیوں کو قتل کیا۔ بڑی مشکل سے خلیفہ کی فوجیں اس شخص کو زیر کر سکیں، لیکن اس کے باوجود قداح کی برپا کی ہوئی یہ تحریک ختم نہ ہو سکی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) ادھر ابو سعید جنابی جسے اس تحریک کے لیڈروں نے بحرین کے علاقے میں متعین کیا تھا اور جو بحرین سے بصرہ تک سخت خونریزی مچا چکا تھا وہ اپنے غلام کے ساتھ بدفعلی کی کوشش میں اسی غلام کے ہاتھوں ۳۰۱ھ میں مارا گیا، اور اس کا بیٹا ابو طاہر اس کا قائم مقام ہوا۔ ابو طاہر اپنے باپ سے بھی بڑھ کر خونریز ثابت ہوا، اس نے ۳۱۱ھ میں بصرہ پر اچانک حملہ کر کے بیشمار لوگوں کو قتل کیا، ۱۷ دن تک لوٹ مار اور قتل غارت کے بعد ایک شخص کو بصرہ پر اپنا والی مقرر کر کے جس قدر مال و متاع اور عورتوں بچوں کو لے جا سکتا تھا، بحرین لے گیا۔ اس سال اس نے حجاج کے قافلوں پر حملہ کر کے سخت لوٹ مار اور قتل غارت گری کی۔ اگلے سال ۳۱۲ھ میں اس نے کوفہ کے قافلۂ حجاج پر حملہ کیا۔ یہ لوگ بھاگ کر کوفہ آ گئے۔ مگر ابو طاہر ان کو کھدیڑتا ہوا کوفہ میں داخل ہو گیا۔ اور چھ دن تک لوٹتا اور مارتا رہا پھر (بحرین) واپس ہو گیا۔ اس کی غارت گری سے تنگ آ کر ۳۱۳ھ میں کسی نے حج کا ارادہ نہیں کیا ۳۱۷ھ میں اسی ملعون نے عین ایام حج میں مکہ معظمہ پر حملہ کر کے حاجیوں کا قتل عام کیا۔ یہاں تک خانہ کعبہ کے اندر بھی لوگوں کو قتل کرنے سے باز نہ رہا۔ زمزم کا کنواں مقتولین کی لاشوں سے پٹ گیا۔ خانۂ کعبہ کا ہر قیمتی سامان لوٹ لیا۔ ایک خبیث نے نشے کی حالت میں گھوڑے پر سوار ہو کر حجر اسود کو مار کر توڑ ڈالا۔ اور دیوار سے نکال دیا۔ پھر گیارہ دن کی مسلسل قتل و غارت کے بعد جب واپس ہوئے تو حجر اسود ساتھ لیتے گئے، جو اکیس بائیس سال بعد ۳۳۹ھ میں واپس ہوا۔ (یاد رہے کہ باطنیوں کی طرف سے جمہور مسلمانوں یعنی اہلِ سنت پر لرزہ خیز مظالم اور قتل و غارت کا سلسلہ ۶۵۵ھ تک جاری رہا۔)

عین اس زمانے میں جب عراق و شام میں ان ظالموں کی قتل و غارت گری جاری تھی قداح نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ اس علاقے میں تحریک پنپ چکی ہے اپنے بیٹے سعید کو جسے عبید اللہ المہدی کے نام سے مشہور کیا تھا، افریقہ بھیج دیا۔ اس نے اپنے آپ کو فاطمی النسب بتا کر وہاں باطنی تحریک شروع کی اور رفتہ رفتہ اتنا زور حاصل کیا کہ سخت خونریزی کے بعد ۲۹۶ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تونس میں اپنی حکومت قائم کرلی۔ اپنے آپ کو امیر المومنین کہلوایا۔ پھر رفتہ رفتہ ان باطنیوں نے اتنا زور پکڑا کہ مصر فتح کر کے ۳۵۷ھ میں قاہرہ کو دارالحکومت قرار دے لیا۔ عبیدیوں کی اس حکومت کے دو وصف قابلِ ذکر ہیں۔ ایک یہ کہ کلیدی مناصب پر عموماً اسلام کے ازلی دشمن یعنی یہودی رکھے جاتے تھے دوسرے کہ مسلمانوں پر سخت ظلم وتشدد اور کبار صحابہ کی کھلے عام توہین کی جاتی تھی۔ اس دور کے ایک عربی شاعر حسن بن خاقان نے صورت حال پر نہایت چبھتے ہوئے اشعار کہے ہیں۔

یهـود هٰـذ الـزمـان قـد بـلـغـوا غـايـة اٰمـالـهـم وقـد مـلـكـوا
الـعـذ فـيـهـم والـمـال عـنـدهـم ومـنـهـم الـمـسـتـشـار والـمـلـك
يـااهـل مـصـر قـدنـصـحـت لـكـم تـهـو دوا، قـد تـهـود الـفـلـك

یعنی اس دور کے یہودی اپنی انتہائی آرزوؤں کو پہنچ کر بادشاہ بن چکے ہیں، ان کو عزت بھی حاصل ہے اور مال بھی، اور انہیں میں سے مشیر بھی ہیں اور بادشاہ بھی۔ مصر والو! میں تمہیں نصیحت کررہا ہوں کہ یہودی بن جاؤ کیوں کہ آسمان یہودی بن چکا ہے۔

ان ظالم عبیدی حکمرانوں کا حال یہ تھا کہ انہوں نے بہت سے سنی علماء کو تہ تیغ کردیا تھا، مسجدوں کے دروازوں اور عام سڑکوں پر صحابہ کرام کو گالیاں لکھ کر لگائی تھیں اور گورنروں کو حکم دے رکھا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سرعام گالیاں دی جائیں۔ مصر میں قدم جمانے کے بعد عبیدیوں کے ایجنٹ مراکش سے سندھ و بلوچستان تک جا پھیلے تھے۔ ۵۶۷ھ میں صلاح الدین ایوبی فاتح بیت المقدس کے ہاتھوں ان کا خاتمہ ہوا۔

خلاصہ یہ ہے کہ میمون بن ریصان قداح نے باطنیت کی ایسی خوفناک تحریک چلائی تھی جو مشرق میں خراسان سے مغرب میں مراکش تک پورے عالم اسلام کے اندر مسلمانوں کے سر پر لٹکتی رہی تلوار تھی۔ اس تحریک کے ہاتھوں کروڑوں مسلمان شہید ہوئے، ان کے اموال لوٹے گئے۔ ان کی عورتوں کی عصمت دری کی گئی اور اسلام کے نام پر حرامکاری و بدعملی ایسا دار دورہ رہا کہ اسلام کی بیخ و بن اکھاڑ ڈالنے کی کوشش کی گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے وہ قداح جسے خمینی صاحب تاریخ کا ہیرو قرار دیتے ہیں اور جس کی مدح سرائی میں رطب اللسان ہیں صرف اس لیے کہ وہ اہل سنت کا قاتل تھا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خمینی صاحب اہل سنت کے خلاف کیسی خونخوار ذہنیت رکھتے ہیں کہ ان کی نگاہ میں اصل اور حقیقی خدمتِ اسلام ہی یہ ہے کہ اہلسنت کو اس دنیا سے نیست ونابود کر دیا جائے۔

❀❀❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران پر جنگ کے اثرات

''اسلامی'' ایران کی ''یہودی'' اسرائیل سے گہری دوستی

ستمبر ۸۴ء میں ایران عراق جنگ کے چار سال پورے ہو گئے، اور پانچویں برس کی ابتدا ہوگئی۔ یہ جنگ اپنے اسباب ومحرکات سے لے کر واقعات ومقاصد تک اتنی وسیع الاطراف ہے کہ اسے ایک مضمون تو درکنار ایک کتاب میں منضبط کرنا بھی سخت مشکل ہے۔ آغاز جنگ کے صرف پانچ دن بعد عراق نے اعلان کیا تھا کہ جنگ بندی کر دی جائے اور گفتگو کی میز پر اختلافات حل کر لیے جائیں، مگر ایران نے اسے ٹھکرا دیا اور جنگ جاری رہی۔ اس وقت ایران شکست خوردہ تھا، اس لیے گفتگو سے اس کا انکار معقولیت پر مبنی دکھائی دے رہا تھا مگر برسوں کی تگ ودو کے باوجود جب صلح کے آثار دکھائی نہ دیے تو عراق نے پیچھے ہٹ کر ایک طویل المیعاد جنگ کے لیے اپنے مستقل مورچے بنا لیے۔

ایران نے اس ''پسپائی'' کو ہزیمت سمجھ کر صلح کی تمام کوششوں کو ٹھکراتے ہوئے شمال وجنوب کے محاذوں پر نہایت زبردست اور شدید حملے کیے) اور یہ عین اس وقت کیے جب اسرائیل لبنان پر قیامت توڑ رہا تھا (اور اس کے ساتھ ہی دوسرے خلیجی ممالک کو ایسی دھمکیاں دیں کہ گویا وہ چاہتا تھا کہ کوئی ملک اسرائیل کی طرف توجہ نہ کر سکے بہر حال عراقی فوجوں نے ان حملوں کو اس بری طرح ناکام بنایا کہ میدانِ جنگ میں پڑی ہوئی ایرانیوں کی بے گور وکفن لاشوں کو گننا ناممکن ہو گیا، اور رفتہ رفتہ ایرانیوں کے حوصلے جواب دینے لگے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ باقاعدہ ایرانی فوج کے تمام عقلاء الرجال اس بے فائدہ اور لغو جنگ کو بند کر دینا چاہتے ہیں۔ حکمرانوں کا ایک طبقہ بھی اس سے بیزار ہو چکا ہے اور ایرانی عوام کی بے چینی جہازوں کے اغوا اور قتل کی خفیہ وارداتوں سے واضح ہے مگر جن لوگوں کے ہاتھ میں فیصلے کی زمام ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا اور پاسداران انقلاب کا جی ابھی آسودہ نہیں ہوا ہے۔

ویسے ان چار برسوں میں ایران کے حالات اس حد تک بگڑ گئے ہیں کہ اب جنگ کو مزید جاری رکھنے کے لیے اس پہلو سے بھی کوئی جواز باقی نہیں رہ گیا ہے۔ ایران غذائی قلت کا اس حد تک شکار ہے کہ اسے پچھتر فیصد (۷۵٪) سامانِ خوراک باہر سے درآمد کرنا پڑتا ہے۔ درآمدات پر ۲۵ ارب ڈالر خرچ کرنے پڑتے ہیں، جبکہ برآمدات سے حاصل ہونے والی کل رقم صرف ۲۱ ارب ڈالر ہے یعنی تنہا اس خانے میں ۴ ارب ڈالر سالانہ کا خسارہ ہوتا ہے۔ تیل کی پیداوار کا حال یہ ہے کہ وہ اب صرف ایک تہائی رہ گئی ہے پہلے روزانہ اٹھارہ لاکھ گیلن تیل پیدا ہوتا تھا اور اب یہ پیداوار صرف ۶ لاکھ گیلن رہ گئی ہے اور عراق نے جزیرہ حزج کی جو ناکہ بندی شروع کی ہے اور جس کے کامیاب ہونے کے آثار ظاہر ہیں، اس ناکہ بندی کے مکمل ہونے کے بعد اتنی پیداوار کے بھی لالے پڑ جائیں گے۔

عسکری اعتبار سے ایران کی آدھی فوجی تنصیبات ختم ہوچکی ہیں، میدانی جنگ کی صلاحیت بھی سکڑ اور سمٹ کر بہت تھوڑی رہ گئی ہے اور ہتھیاروں کی جگہ افراد سے پُر کرنی پڑ رہی ہے۔ فضائی صلاحیت تو گویا جواب دے گئی ہے عراق پر فضائی حملے کی جرأت نہیں ہوتی۔ تیل بردار جہازوں پر خفیہ حملے ضرور کیے لیکن سعودیہ نے جب سے دو جہاز مار گرائے تب سے اس طرف بھی توجہ کی جرأت گھٹ گئی۔ سیاسی طور پر انتشار اور بے دلی کی فضا عام ہے اور خود حکمراں طبقے میں پھوٹ پڑی ہوئی ہے۔

ان سب کے باوجود جن لوگوں کے ہاتھ میں فیصلے کی زمام ہے وہ جنگ جاری رکھنے پر مصر نظر آ رہے ہیں...... عام تاثر یہ ہے کہ ان حضرات کو اندیشہ ہے کہ اگر ہم نے جنگ ختم کر دی تو فوج اور عوام خود ہم پر پلٹ پڑیں گے اور ہمیں مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

بہر حال ایک طرف حالات یہ ہیں دوسری طرف ایران کچھ اور فسادات کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اس نے کئی برس سے یہ تحریک چلا رکھی ہے کہ حجاز سے سعودی عرب کی حکومت کو......

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسے ایران طاغوت کی حکومت کہتا ہے...... ختم کر کے وہاں عالم اسلام کی ایک مشترکہ حکومت قائم کی جائے۔ لیبیا کے کرنل قذافی صاحب بھی یہی نعرہ بلند کر رہے ہیں۔ شام اگرچہ سعودی عرب کا دست نگر ہونے کے باعث اس طرح کی کوئی بات زبان پر لانے سے باز ہے، لیکن اس کے بھی حکمراں اسی کردار اور انداز فکر کے ہیں، جگہ جگہ ایرانی لابی بھی اسی طرح کی آواز اٹھا رہی ہے۔ ابھی پاکستان کے بریلوی حضرات نے بھی اس کی تائید میں ایک اجتماع کیا اور اس میں جماعت اسلامی (جو خمینی کا امامت پر پہلے ہی ایمان لا چکی ہے) کے ذمہ دار رکن نے بھی شرکت کی، اس اجتماع میں مذکورہ بالا تجویز کے علاوہ یہ بھی طے کیا گیا کہ ترکی دور کے تعمیر کیے ہوئے قبروں کے قبے جنہیں سعودی عرب نے منہدم کر ڈالا ہے، پھر سے تعمیر کیے جائیں۔

ایران اپنی تباہ حالی کے باوجود یہ سب کیوں کر رہا ہے، اس کے بارے میں معلوم نہیں دوسرے لوگ کیا تصور رکھتے ہیں، ہمیں جہاں تک معلوم ہے، اس کا سبب ایران کا شعیہ مذہب اور اس کا نسلی غرور ہے۔ شعیہ مذہب کا بنیادی تصور ہی یہ ہے کہ اہل سنت کو نقصان پہنچانا کارِ ثواب ہے، خواہ اس میں خود اپنی ہی تباہی کیوں نہ ہو۔ البتہ اپنی تباہی سے بچنے کے لیے تقیہ (یعنی بظاہر دوست اور در پردہ دشمن) کا راستہ اپنانا چاہیے۔ یعنی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنی مقصد برابری کرنی چاہیے، چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف تو ایران حج کے موقع پر مکہ اور مدینہ میں امریکہ اور اسرائیل کے خلاف نعرے لگاتا ہے۔ (حالانکہ یہ نعرہ امریکہ اور اسرائیل کی سرحد پر لگانا چاہیے۔) اور دوسری طرف امریکہ اور اسرائیل سے ہتھیار لے کر جنگ لڑ رہا ہے۔ بلکہ غیر جانبدار ذرائع کا یہ بھی کہنا ہے کہ وسط ۸۲ء میں ایران نے عراق پر جو بڑے بڑے حملے کیے تھے وہ یہودی کمانڈروں کے ترتیب دیے ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔

یہود اور دوسرے اسلام دشمنوں سے دوستی شیعہ تاریخ کا ایک دائمی اور مستقل باب ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس مذہب کی پیداوار ہی یہود و مجوس کے تہذیبی ازدواج سے ہوئی ہے، اس لیے ایران کی موجودہ حکومت سب سے زیادہ یہود پر اعتماد کرتی ہے۔ البتہ اس راہ میں اس نے تقیہ کا لباس پہن رکھا ہے۔ شیعہ اور یہود یا ایران اور اسرائیل کے اس باہمی اعتماد اور پس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پردہ تعلقات کا پتہ ہتھیاروں کے اس لین دین سے چلتا ہے جس کے بعض بعض واقعات کا انکشاف متفرق اوقات میں ہوگیا ہے۔ یہاں ہم چند واقعات کی نشاندہی کیے دیتے ہیں، تاکہ اصل حقائق سمجھے جاسکیں۔

جہاں تک ہمیں معلوم ہے اسرائیل کے ساتھ ایران کی انقلابی حکومت کے گہرے تعلقات اور ہتھیاروں کے لین دین پر پہلی بار عالمی پیمانے کا شور اس وقت اٹھا جب روس نے ۱۹۸۱ء میں ارجنٹائن کا ایک جہاز آرمیدیا کے علاقے پر پرواز کرتے ہوئے مار گرایا۔ یہ جہاز اسرائیل کی طرف سے ایران کے لیے ہتھیار لا رہا تھا اس کے بعد وقتاً فوقتاً اس طرح کے واقعات اخباروں میں آتے رہے ہم نے ان واقعات کو تو محفوظ نہ کیا۔ البتہ ارجنٹائنی جہاز کے واقعہ کے تعلق سے عالمی اخبارات میں جو انکشافات ہوئے تھے اس کا ایک خلاصہ عراقی وزارت خارجہ نے مرتب کردیا تھا۔ ہم عراقی وزارت کے تبصروں کو علیحدہ کرکے اخبارات کی رپورٹ پیش کررہے ہیں۔ پہلے اصل خبر:

> ''۱۸ر جولائی ۱۹۸۱ء (سنیچر) کو ارجنٹائن کے ایک تجارتی ہوائی جہاز سی ایل ۴۴۰ کو روس کی ریاست آرمیدیا کے شہر یریوان سے پرواز کے دوران گرالیا گیا۔ یہ جہاز تل ابیب اور تہران کے درمیان تیسری پرواز پر تھا۔ جب کہ اسے نو پروازیں مزید مکمل کرنی تھیں۔ اس جہاز میں امریکی ساخت کے ہتھیار اور ہتھیاروں کے پرزے لدے ہوئے تھے، جن کی سپلائی اسرائیل کی جانب سے عمل میں آرہی تھی۔''

اس واقعہ کے ایک ماہ بعد ۲۰ر اگست ۱۹۸۱ء کو امریکی ٹی وی ادارے، اے بی سی نے ''نائٹ لائن'' نامی پروگرام میں سابق ایرانی صدر ابوالحسن بنی صدر کا ایک بیان ٹیلی کاسٹ کیا، جس میں بنی صدر نے کہا اسرائیل عرصہ دراز سے ایران کو امریکی ساخت کے ہتھیار اور اسلحہ فروخت کررہا ہے اور یہ ہتھیار اور پرزے ان کی ذاتی نگرانی میں خمینی کی اجازت سے درآمد ہوتے رہے ہیں۔ انہوں نے کئی بار ایرانی ملاؤں سے یہ بات کہی کہ اسرائیل سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہتھیاروں کی تجارت کے بجائے عراق سے صلح کرلی جائے۔ مگر انہوں نے ایک مسلمان ملک سے صلح کی بات کرنے کے بجائے اسرائیل سے تجارتی تعلقات کو ترجیح دی۔

پھر ۲۸؍اگست ۱۹۸۱ء (جمعہ) کو قبرص کے ایک سرکاری ترجمان نے نکوسیا میں اعلان کیا کہ ۱۷؍اگست ۱۹۸۱ء کو ارجنٹائن کا جہاز سی۔ ایل ۴۴۰ معمول کے مطابق ایک پرواز کے دوران لارنا کا ہوائی اڈے پر تیل لینے کے لیے تھوڑی دیر ٹھہرا۔ ترجمان نے مزید بتایا کہ (۱) ۱۱؍اگست ۱۹۸۱ء کو یہی جہاز تل ابیب سے تہران کی ایک روزہ واپسی کی پرواز پر لازماً کا تارا تھا۔ اس میں پچاس بڑے ڈبے رکھے ہوئے تھے، جن کا مجموعی وزن ۶۷۵۰ کلوگرام تھا۔ جہاز کا کپتان مسٹر میکفرٹی تھا۔ (۲) پھر ۱۲؍اگست ۱۹۸۱ء کو ایک اور جہاز تہران سے تل ابیب کی پرواز کے دوران لارنا کا کے ہوائی اڈے پر اترا۔ اس کا کپتان مسٹر کورڈیرو تھا۔ (۳) پھر ۱۳؍اگست ۱۹۸۱ء کو تیسرا جہاز لارنا کا ہوائی اڈے پر اترا۔ یہ جہاز علی الصبح تل ابیب سے تہران جا رہا تھا۔ یہ جہاز تہران میں ایک روزہ قیام کے بعد اگلی صبح تل ابیب واپس چلا گیا۔ اس باری جہاز کی کپتانی مسٹر کورڈیرو کے ذمے تھی۔

بیانات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ایرانی قیادت نے عراق کے خلاف کی جانے والی کارروائی میں ان خفیہ اطلاعات سے بھی استفادہ کیا جو اسے اسرائیل نے فراہم کی تھیں اور انہی بیانات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ امریکی یرغمالیوں کی رہائی کے بدلے امریکہ نے جس ایرانی سرمائے کا انجماد ختم کیا تھا، اس میں سے رقم اسرائیل اسلحے کی سپلائی کے عوض تل ابیب پہنچی۔ عالمی اخبارات کی خبروں اور تبصروں سے بھی ایران کے مذہبی پیشواؤں اور تل ابیب کے یہودیوں کے درمیان گٹھ جوڑ کا پتہ چلتا ہے۔ بطور مثال:

"۲۱؍اکتوبر ۱۹۸۰ء کو پیرس کے رسالے "افریک ایزی" نے تہران سے بھیجے گئے ایک تفصیلی مراسلے میں یہ بات شائع کی کہ اسرائیل کے جنگی ماہرین کا ایک وفد تین روزہ دورے پر ایران آیا ہے، جو ایرانی جنگی ضروریات کا جائزہ لے رہا ہے۔ یہ وفد اسلحے اور امریکی ہتھیاروں کے فاضل پرزوں کی فراہمی کی بارے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بات چیت بھی کرے گا۔“

۲ر نومبر ۱۹۸۰ء کو برطانوی اخبار ”آب زرور“ نے تہران سے ایک مکتوب میں لکھا کہ اسرائیل نے عراق کے خلاف لڑنے کے لیے اسلحہ کی ایک بہت بڑی کھیپ تہران روانہ کی ہے۔ اس میں فاضل پرزوں کی بھاری تعداد بھی شامل ہے۔ یہ اسلحے چاہ بہار، بندر عباس اور آبادان کی بندرگاہوں پر اتارے گئے۔

۳ر نومبر ۱۹۸۰ء کو جرمن روزنامے ”ڈی ویلٹ“ نے لکھا کہ اسرائیل نے ایران کو ایف ۴۰ طیاروں کے فاضل پرزوں کی معقول تعداد فراہم کی ہے۔ یہ سپلائی سمندر کے راستے ہوئی اور نامعلوم مدت تک جاری رہے گی۔ ایران کو ان پرزوں کی قیمت کی ادائیگی میں سہولت دینے کی خاطر امریکہ بہت جلد اپنے یہاں منجمد ایرانی سرمائے سے پابندی ختم کر رہا ہے۔

پیرس سے شائع ہونے والے عربی رسالے ”الوطن العربی“ نے ۵ر نومبر ۱۹۸۰ء کی اشاعت میں فرانسیسی رسالے دی سی ڈی نے ۱۱ر نومبر ۱۹۸۰ء کی اشاعت میں اور پیرس کے رسالے ”جون افریق“ میں بھی اسلحہ کی لین دین کے سلسلے میں اسرائیل اور ایران کے درمیان گٹھ جوڑ کا انکشاف کیا گیا ہے۔ الوطن العربی نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ اسلحہ کی فراہمی بیلجیم کے ایک تجارتی سمندری جہاز کے ذریعہ عمل میں آ رہی ہے نیز ایران و اسرائیل کے درمیان یہ تجارت کافی عرصہ سے جاری ہے۔ اور نامعلوم مدت تک جاری رہے گی۔ ”جون افریق“ نے یہ انکشاف کیا ہے کہ اسرائیلی جہاز ہتھیار لے کر ہالینڈ کی بندرگاہ پر آتے ہیں۔ اور وہاں سے یہ اسلحہ ایرانی بندرگاہوں کو بھیجا جاتا ہے۔

کویت کے اخبار ”السیاستہ“ نے ۳۱ر مارچ ۱۹۸۱ء کو پیرس کے باخبر ذرائع کے حوالے سے لکھا کہ اسرائیل نے ۶، ایف ۱۵ جنگی جہاز مکمل مرمت اور سروس کے بعد حال ہی میں ایران کے حوالے کیے ہیں۔ مرمت کا یہ معاہدہ ایک یورپین ملک کی دلال سے عمل میں آیا تھا۔

۱۵ر جولائی ۱۹۸۱ء کو امریکی ٹی وی ادارے سی بی ایس نے یہ خبر نشر کی کہ اسرائیل سپلائی کا ساہدہ طویل عرصہ سے موجود ہے۔ اس کی مالیت پہلے مرحلہ میں ایک کروڑ ڈالر دس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کروڑ ساٹھ لاکھ ڈالر ہو جائے گی۔ اسرائیل نے ۱۲ر جولائی ۱۹۸۱ء سے برسٹل قسم...... طیاروں کے ذریعہ ایران کو اسلحہ اور فاضل پرزوں کی سپلائی کے لیے ایک ہوائی پل قائم۔

۲۱ر جولائی ۱۹۸۱ء کو اسرائیلی رسالے ''معاریف'' نے یہ خبر شائع کی کہ ایران ممالک کے توسط سے اور براہِ راست اسرائیل کو ہتھیاروں اور فاضل پرزوں کی ایک موجودہ جنگ میں ایران کو ضرورت ہے۔

۲۴ر جولائی ۱۹۸۱ء کو ارجنٹائن کے اخبارات ''کروشیا'' اور ''لا برنیا'' نے اپنی حوالے سے یہ خبر نشر کی کہ روس نے ارجنٹائن کا جو طیارہ مار گرایا تھا وہ تل ابیب سے اسلحہ لے......؟۔

۲۶ر جولائی ۱۹۸۱ء کو لندن کے اخبار سنڈے ٹائمز نے اس واقعے کی تفصیل بتا......؟ لے جانے کی ذمہ داری جس شخص کو سونپی گئی تھی اس کا نام مک فرٹی تھا۔ بعد میں اس کے ساتھ سٹیورٹ اور ایک سوئس دلال آندریس جینی بھی شامل ہو گئے۔ انہوں نے کی مختلف کھیپیں تہران کے حوالے کیں۔ جبکہ چوتھی کھیپ روس نے گرالی۔

جینی کا بیان ہے کہ اسرائیلی حکام کی خواہش تھی کہ تمام اسلحے جلد از جلد ایران پہنچائے جائیں تا کہ ایران کو بالادستی حاصل ہو سکے۔ البتہ یہ نہیں معلوم کہ ایران کو کب تک اور کتنا ہتھیار اسرائیل دے چکا ہے یہ بھی کہا کہ ایران کے مذہبی پیشوا زور دیتے رہے ہیں کہ ایران و اسرائیل کے درمیان اسلحہ کے لیے قبرص کا ہوائی اڈہ لارنا کا استعمال کیا جائے کہ یہ محفوظ بھی ہے اور ستر لع ترین کہ قبرص میں مقیم فلسطینیوں کو اس کا پتہ چل گیا ہو گا۔ اور انہی کی مخبری پر روس نے طیارہ مار گرایا ۲۷ر جولائی ۱۹۸۱ء کو فرانسیسی اخبار ''لانگارو'' نے اس واقعے کا ذکر کرتے......؟ میں بتایا کہ خمینی نے خفیہ طور پر لندن کے ایک ایسے تجارتی ادارہ سے رابطہ قائم کر لیا تھا جو دین کے معاملے میں خاصا بدنام ہے۔ یہ ادارہ خمینی کی ہدایت پر اسرائیلیوں سے اسلحہ خرید کر پہنچاتا رہا ہے۔ اسی تاریخ کو ایک جرمن رسالے ڈیر شپیگل نے ایک مقالے میں انکشاف کیا کہ ایک یہودی فرم نے اسرائیل کے دارالحکومت سے ایران کے دارالحکومت تک اسلحہ کی فراہمی کا ذمہ لے رکھا ہے۔ یہ اسلحے مختلف یوروپی دارالحکومتوں سے ہو کر تہران جایا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں گے۔

سوئزرلینڈ کے اخبار ٹربیون ڈولوزان نے ۲۹ر جولائی ۱۹۸۱ء کو تہران سے ایک مراسلے میں کہا کہ ایران کو اسرائیلی اسلحے کی سپلائی زیورچ میں مقیم ایک سویں دلال کے ذریعہ عمل میں آرہی ہے۔''ایران کے لیے اسرائیلی اسلحہ'' کے عنوان سے ایک مراسلے میں اس اخبار نے لکھا کہ اسلحے کی یہ ترسیل قانون کے عین مطابق ہے مگر اخلاقی طور سے بری بات یہ ہوئی کہ تمام دنیا کو اس خوفیہ سودے میں سوئیس حکومت اور ایک باشندے کے ملوث ہونے کا علم ہو گیا جو باعث بدنامی ہے۔

امریکی ٹیلی ویژن نے ۲۰ر اگست ۱۹۸۱ء سے تین روز تک ایک طویل رپورٹ میں اس بات کے دستاویزی ثبوت پیش کیے کہ اسرائیل کافی عرصہ سے ایران کو اسلحہ فراہم کر رہا ہے جو کئی دلالوں کے ذریعہ مختلف راستوں سے ایران پہنچتا ہے۔ ایران نے کسی ایک دلال یا ایک ملک پر انحصار نہیں کیا ہے۔ اس رپورٹ میں انگریز اور سوبس دلالوں سمیت اور بھی متعدد نام بتائے اور دستاویزات بھی دکھائیں۔ یہ بھی انکشاف کیا کہ بعض صورتوں میں زیورچ میں مقیم اسرائیلی فوجی اتاشی نے اسرائیل و ایران کے درمیان رابطے کے فرائض انجام دیے، اس رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ امریکہ نے جو ایرانی اثاثے منجمد کیے تھے ان میں سے ایک بڑی رقم اب اسرائیلی اسلحہ اور فاضل پرزوں کے بدلے یہودیوں کے پاس پہنچ گئی ہے۔

اس ٹیلی ویژن نے یہ انکشاف بھی کیا کہ عراق و ایران جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی ستمبر ۱۹۸۰ء میں ایک فرانسیسی ماہر جنگ نے تہران کا دورہ کر کے ایرانی جنگی ماہرین سے مذاکرات کیے، پھر جب اسی ستمبر ۸۰ء میں جنگ چھڑ گئی تو ایرانی وزارتِ جنگ نے فوراً دو فرانسیسی فوجی ماہرین کو تہران بلایا۔ یہ دونوں یہودی تھے۔ انہوں نے ایران کی بری، بحری اور ہوائی ضرورت جنگ کا تخمینہ لگا کر بتایا کہ ایران کے ایف ۴۰ لڑاکا طیاروں کی بڑی تعداد کو فوری سروس اور ھالنگ کی ضرورت ہے۔ پھر فوراً ہی ان یہودی ماہرین نے پیرس کے اسرائیلی سفارت خانے سے رابطہ قائم کیا، اور اسرائیل نے جنوبی فرانس کے ایک ہوائی اڈے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرآواز سے تیز رفتار طیاروں کے ۲۵۰ فاضل پرزے اور پچاس اسکارپیٹن ٹینک ایران کے حوالے کر دیے اور اس کی قیمت کی ادائیگی میں مدد دینے کے لیے امریکہ نے اپنے یرغمالیوں کے عوض منجمد ایرانی اثاثے واگزار کر دیے، اسرائیل نے اطالوی بندرگاہ، سے ایم ۶۰ ٹینکوں کے فاضل پرزے بھی ایران کو فراہم کیے۔ اسرائیلی اسلحہ کا ایک حصہ پرتگال سے بھی فراہم کیا گیا ٹیلی ویژن نے تین لاکھ ڈالر کے اس ایرانی چیک کی فوٹو اسٹیٹ کاپی بھی دکھائی جو ایک قسط کے طور پر زیورچ میں مقیم اسرائیلی فوجی اتاشی کے حوالے کیا گیا ہیں۔

ٹیلیویژن نے اس وقت کے اسرائیلی وزیر اعظم مناحم بیگن کا ایک انٹرویو بھی نشر کیا تھا، جس میں بیگن نے اسرائیل کی طرف سے ایران کو اسلحہ کی فراہمی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اسرائیلی قوانین کے مطابق اس سودے کی تفصیلات نہ بتانے پر مجبور ہیں۔ اس کے بعد ہی سابق ایرانی صدر ابوالحسن بنی صدر کا وہ انٹرویو نشر کیا گیا جس میں انہوں نے بتایا کہ وہ بار ہا ایرانی ملاؤں پر زور دے چکے ہیں کہ اسرائیل سے اسلحے کی خریداری کے بجائے عراق سے صلح کر لی جائے۔ مگر وہ اس کے لیے تیار نہیں۔

امریکی ٹیلیویژن نے اس پروگرام میں سابق امریکی صدر کے پریس سکریٹری جوڈی پاؤل کا بھی ایک انٹرویو نشر کیا، جس میں جوڈی پاؤل نے اعتراف کیا کہ ایران کو اسرائیلی ہتھیاروں اور فاضل پروزوں کی فراہمی کا مسائدہ سابق امریکی صدر کارٹر کے دور میں پوری احتیاط اور رازداری سے کیا گیا تھا۔ اسرائیل کی عرب (بلکہ اسلام) دشمنی کے پیش نظر کارٹر نے اسرائیل کو مشورہ دیا کہ عربوں کے خلاف ایران کی ہر ممکن مدد کی جائے اور ایران کے مذہبی پیشواؤں کو امریکہ کے اس ہمدردانہ طرز عمل کا جوں ہی علم ہوا وہ فوراً ہی امریکی یرغمالیوں کو رہا کرنے پر امادہ ہو گئے۔

ان بیانات اور واقعات سے ایران کی مسلم دشمن اور یہود دوست ذہنیت کا بہت واضح نقشہ سامنے آتا ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اگر ایران کا ایک شخص رازداری کی کوشش کرتا ہے تو دوسرا شخص بھانڈا پھوڑ دیتا ہے چنانچہ ارجنٹائن کا جو جہاز گرایا گیا تھا ۲۶ رجولائی کو ایرانی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وزارتِ خارجہ نے سرے سے اس کے گرائے جانے ہی کا انکار کر دیا اور کہا کہ یہ من گھڑت خبر ہے جو اسلامی انقلاب کو بدنام کرنے کی ایک سازش کے طور پر انقلاب دشمنوں نے گھڑی ہے۔ مگر اس کے بعد قومی امور کے ایرانی وزیر جناب بہزاد نبوی نے اخبار نویسوں سے خطاب کرتے ہوئے تسلیم کیا کہ روس نے طیارہ گرایا ہے، مگر اس طیارہ میں اسلحہ نہیں تھا۔ اور یہ تل ابیب سے تہران نہیں آ رہا تھا بلکہ تہران سے واپس جا رہا تھا۔ ۲۸ر جولائی ۱۹۸۱ء کو ایرانی پارلیمنٹ کے اسپیکر اور داڑھی صفاچٹ حجۃ الاسلام ہاشمی رفنجانی نے تہران ریڈیو اور روزنامہ کیہان کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ ارجنٹائنی طیارے کو واقعی روس نے گرالیا ہے۔ یہ طیارہ اسلحہ لے کر ایران آ تا رہا ہے مگر جب اسے گرایا گیا تو اس میں اسلحہ نہیں تھا اور وہ تہران سے واپس جا رہا تھا۔ البتہ ہاشمی رفنجانی نے یہ نہیں بتایا کہ طیارہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں واپس جا رہا تھا۔

پھر ۱۹ر اگست ۱۹۸۱ء کو بیروت میں مقیم ایرانی ناظم الامور محسن الموسوی نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ ایران اپنی ضروریات کا تمام اسلحہ کھلے بازار سے خریدتا ہے اور پھر اسے ائر لینڈ سے ارجنٹائن کے طیاروں میں قبرص کے واسطہ تہران بھیجدیتا ہے۔ گرایا جانے والا طیارہ بھی اسی قسم کی پرواز پر تھا۔

پھر ۲۳ر اگست ۱۹۸۱ء کو ایران کی سرکاری خبر رساں ایجنسی نے وزیر خارجہ حسین موسوی کے حوالے سے یہ اقرار کیا کہ ایران نے اسرائیل سے اسلحہ کی خریداری کی ہے۔ مگر اس سودے بازی کی ذمہ داری سابق صدر ابوالحسن بنی صدر کے سر ڈال دی۔

کہنے کو تو وزیر خارجہ نے اس کی ذمہ داری سابق صدر پر ڈال دی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل سے یہ گٹھ جوڑ ایران مستقل پالیسی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد بھی ایران کے متعلق اس قسم کی خبریں آتی رہیں جسے ہم نے بروقت قلمبند اور مرتب نہ لیا اس لیے اب انہیں پیش کرنا مشکل ہے۔ البتہ قریب کی ایک دو خبریں درج کی جا رہی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ تعلق اب تک برقرار ہے۔ کویت کا ہفت روزہ البلاغ اپنی ۸ر جنوری ۸۴ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

''چند دن پہلے قبرص کے ایک بحری جہاز نے یونان سے اسمگل کیے ہوئے ذخائر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے کر جعلی دستاویزات کی مدد سے نہر سویز عبور کرنا چاہا، مگر مصری پولیس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ پولیس نے ایک یونانی کو بھی گرفتار کیا جو جہاز سے پہلے اطمینان حاصل کرنے کے لیے مصر پہنچا تھا کہ جہاز نہر سویز سے بے خطر گزر جائے گا۔ مصری حکام کا بیان ہے کہ اس جہاز کی طرف سے جو کاغذات پیش کیے گئے تھے اس میں بتایا گیا تھا کہ یہ عام قسم کے سامان اور کچھ لوہے لکڑ لے کر جدہ جا رہا ہے، لیکن مصری حکام کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ ہتھیار اور دھماکہ خیز مادے لے کر جا رہا ہے۔ چنانچہ جب سامان کی چیکنگ کی گئی تو اس میں عام سامان کی بجائے مختلف قسم کے کوئی دو ہزار ٹن فوجی ساز و سامان برآمد ہوئے۔ پھر جہاز کے کپتان سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے اقرار کیا کہ یہ سامان یونان سے اسمگل کر کے لایا جا رہا ہے اور ایران کے ساحلی شہر بندر عباس لے جایا جا رہا ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ اسی جہاز کے ذریعہ ایران کو ہتھیار اسمگل کرنے کی کارروائی اس سے پہلے بھی بارہا کر چکا ہے۔''

یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ اس واقعہ کی تکنیک ٹھیک ویسی ہی ہے جیسی اس سے پہلے کے اسرائیلی اسلحہ کی فراہمی کی رہ چکی ہے۔ اب آیئے اس سے بھی زیادہ قریب کا واقعہ سنیے! امنی البلاغ، نے اپنی ۲۵ / مارچ ۸۴ م کی اشاعت میں یہ انکشاف شائع کیا ہے:

'' فرانس پریس نے مغربی جرمنی کے اخبار اسٹرن کے حوالہ سے بیان کیا ہے اسرائیل روزانہ ایران کو اسلحے سپلائی کرتا ہے، جس میں شاہ کے زمانہ کے قدیم ہتھیاروں کے لیے فالتو پرزوں کی سپلائی بھی شامل ہے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ روزانہ ایک ٹرانسپورٹ اسرائیلی طیارہ صحرائے نقب کے ایک جنگی ہوائی اڈے سے رات کی تاریکی میں اڑتا ہے اور ملک شام کی فضا سے پوری آزادی کے ساتھ گزرتا ہوا طہران پہنچتا ہے۔ اخبار نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ اسرائیلی دارالحکومت تل ابیب میں نمکین پانی کو صاف کرنے کی ایک کمپنی ہے، جس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پچھلے دنوں ۱۳۵ ملین ڈالر (یعنی ایک ارب تیس کروڑ پچاس لاکھ روپے) کے لانس میزائیل اور دستی بم ایرانی حکمرانوں کے حوالے کیے ہیں۔''

ہمیں اس پر اعتراض نہیں کہ کوئی برسرِ پیکار ملک ہتھیار کیوں خریدتا ہے۔ لیکن آپ ہی فیصلہ کیجیے کہ جب اسلامی انقلاب کا دعویدار ملک ایک دوسرے مسلمان ملک کو تہس نہس کرنے کے لیے اسلام کے ازلی اور سخت ترین دشمنوں سے پینگیں بڑھالے اور مسلمانوں سے صلح کی تمام کوششوں کو یکسر مسترد کر کے خونخوار یہودیوں اور صلیبی عیسائیوں کی گود میں جا بیٹھے تو اس ملک کا انقلاب کہاں تک اسلامی ہوگا اور اس سے مسلمانوں کے لیے خیر کی کیا توقع کی جا سکتی ہے جو لوگ ایران کے نام نہاد اسلامی انقلاب پر خوشی سے ناچتے رہتے ہیں، انہیں ایران کی اس اسلامی دشمنی پر بھی نظر ڈال لینی چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران کے حقیقی حالات

صوفی نذیر احمد کاشمیری اور ایڈیٹر محدث کے درمیان مراسلت:

مارچ ۱۹۸۴ء کے محدث میں آغا خوش آمدید کے عنوان سے ایران کی موجودہ حکومت کے متعلق جو کچھ تحریر کیا گیا تھا اس پر ہمارے ایک نہایت ہی ...... قابل احترام بزرگ صوفی نذیر احمد صاحب کاشمیری نے ہمیں یہ مراسلہ بھیجا ہے:

صوفی نذیر احمد کاشمیری

۸/مارچ ۱۹۸۴ء

خمینی کے متعلق راقم کا موقف:

ابھی ایک مہمان جنھوں نے رسالہ محدث بنارس کا مارچ کے مہینے کا پرچہ پڑھا تھا، میرے ملنے کے لیے آگئے اور باتوں باتوں میں پوری صراحت سے ایک فقرہ کہہ کر میرے ردعمل کو معلوم کرنا چاہا۔ فقرہ یہ تھا، کہ "خمینی کے متعلق جماعت اسلامی کی طرح میرا موقف یکسر غلط ہے" لہٰذا اس سلسلے میں بات کو صاف کر دینا چاہتا ہوں۔ میرا یقین ہے اور امر واقعہ بھی یہی ہے کہ شیعہ فرقہ اصولاً مذہبی فرقہ نہیں ہے بلکہ اس نے خاص سیاسی حالات میں جنم لیا تھا۔ اس نے اس وقت جنم لیا جب اسلام بحیثیت دین کامل دنیا پر ظاہر ہو کر ایک ہمہ گیر اصلاح انسانی کی تحریک بن چکا تھا اور اس میں جو اصول کام کر رہا تھا وہ اخوۃ مومنانہ کا اصول تھا۔ جس میں کنبہ داریت کا نام و نشان نہ تھا۔ اس کے بجائے اس میں یہ فتویٰ موجود تھا کہ:

"ليس منى من دعا الى العصبية۔" ليس مين من قاتل على عصبية "ليس مِنّی من مات على العصبية"۔

"وہ ہم میں سے (امت مسلمہ سے) خارج ہے جو کنبے کے نام کی دہائی دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ہم میں سے نہیں جو کنبے کے نام پر جنگ کرے، وہ ہم میں سے نہیں جس کی موت کنبہ پروری پر ہو۔"

اور شیعہ سنی کا موجودہ جھگڑا اس دور سے کوئی رابطہ نہیں رکھتا، لہٰذا اصلاح امت کی کوشش کرنے والوں کا فرض ہے کہ اصل پر نظر رکھ کر ہر دور میں کوشش کریں۔ یہی تجدید امت و دین کا مفہوم ہے۔

اور چونکہ موجودہ دور عالمگیر اصلاح وتجدید دین کے لیے امت کے صلحاء کو مجبور کر رہا ہے کہ وہ اصلاح امت کر کے امت محمدی کو عالم گیر وحدت امت و دین کا نمونہ بنانے کی کوشش کریں۔ لہٰذا راقم کا ان مصلحین کو مشورہ ہے کہ وہ اصل دین پر نظر رکھ کر اور بعد کے تفرقے کو نظر انداز کرتے ہوئے وحدت امت کا تصور مسلمات پر قائم کریں۔

چونکہ مسلمات امت سب یکساں ہیں لہٰذا ابھی سے مسلک کو بنیادی شرط قرار دینے کے بعد امت کی وحدت عالمگیر کے قیام کا سوال آسان ہو جاتا ہے۔

مجھے معلوم نہیں کہ اس سلسلے میں جماعت اسلامی کا کیا موقف ہے؟ خدا نہ کرے وہ اگر محض سیاسی مصالح کے ماتحت مودودی صاحب نے اس میں کچھ کمی زیادتی کی ہو تو اسے نظر انداز کر دیں اور راقم کے عرض کردہ مشورے کو قبول کر لیں۔ انشاء اللہ اس میں اللہ پاک کامیابی دے گا۔ لہٰذا جو لوگ راقم کے متعلق کسی سوءِ ظن میں گرفتار ہوں وہ راقم کی اس وضاحت کو سامنے رکھ لیں اور اسی نقطہ نظر کو اپنائیں اور امت گیر کریں۔ راہ اصلاح صرف یہی ہے اور صلحاء امت کو آغاز کار کرنے سے پہلے اعلان کرنا ہوگا۔

"اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ ."

"ہم تو صرف اصلاح چاہتے ہیں جہاں تک ممکن ہے"۔

یہ حروف جناب امیر جماعت اسلامی کی خدمت میں ارسال ہیں کہ وہ انھیں اشاعت دے کر اصلاح حالی کی کوشش کریں۔ جناب مدیر محدث کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اس شذرے کو ضرور ضرور شائع کر دیں ورنہ عند اللہ مجھے شکایت ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والسلام...... فقیر نذیر احمد

خمینی یا ایران سے متعلق صوفی صاحب کے اس حسن ظن یا خوش فہمی کی بنیاد کی وجہ کیا ہے اسکی وضاحت صوفی صاحب ہی کے ایک دوسرے مکتوب سے ہوتی ہے جسے آپ نے میرے ایک خط کے جواب میں ۱۹/اپریل ۱۹۸۳ء کو لکھا تھا۔ سلام وغیرہ کے بعد لکھتے ہیں:

''شیعہ عقائد سے پوری طرح واقف ہوں لیکن یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ گزشتہ سو برس سے جب سے جمہوری دور کا آغاز ہوا ہے شیعہ مفکرین اپنے خرافاتی عقائد و اعمال سے نکل آنے اور اسلام سے اپنا رابطہ قائم کرنے کے لیے مسلسل کوشاں رہے ہیں۔ آغا خاں جو شیعہ ازم کے ایک بڑے حصے کا امام رہا ہے اس کا کھلا اعلان ہے کہ اسلام کا زوال تو فاروق اعظمؓ کے فوت ہونے کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا، اس کا کھلا ہوا یہ بھی بیان ہے کہ بنوامیہ کی ملوکیت تاریخ ملوکیت کا شاہکار ہے اور مسلمان مورخوں نے ان کے ساتھ ظلم کیا ہے۔''

آخری جنگ عظیم کے بعد اس نے یورپ کے سامنے اسلامی دعوت کو لانے کی کوشش کی تو اس سلسلے میں اس نے جو دعوت نامہ شائع کیا، اس میں چھوٹتے ہی یہ اعلان کر دیا کہ شعیہ نقطہ نظر کے بجائے غزالی کے نقطہ نظر کو وہ اختیار کر رہا ہے۔ حضرت عمر و حضرت ابوبکر کے متعلق اس کا اعتقاد کسی غالی سنی سے کم نہ تھا۔ یہی حالت اس کی صحیحین کے متعلق تھی۔ ایک دفعہ اس کے فرقے کا بہت بڑا اجتماع بمبئی میں ہوا تو اس کے مریدوں نے شکایت کی کہ وہ ایک طرف سے غیر مسلموں کو اپنے فرقے میں لاتے ہیں تو دوسری طرف وہ سنی ہو جاتے ہیں۔ تو اس نے جواباً یہ کہا کہ اس سے ان کے اصل مقصد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ان کا اصل مقصد صرف یہ ہے کہ وہ غیر مسلم دنیا کی بڑی سے بڑی تعداد کو اسلام میں لائیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ آغا خانی ہی رہے۔ حیدر آباد میں ایک امیر و کبیر کنبہ آغا خانی تھا۔ مگر تھوڑے عرصے میں ان میں نے ایک تو دیوبندی ہو گیا دوسرا اہلحدیث ہو گیا، تیسرا قادیانی ہو گیا۔ ان کے ماموں حاجی پیر محمد شدید درجہ کے اہلحدیث تھے اور باوجود بے علم ہونے کے بڑے بھاری مبلغ بھی تھے۔ میں اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امکان پر کام کر رہا ہوں۔

صوفی صاحب کے اس مکتوب سے ان اسباب کی نشاندہی ہوتی ہے جو صوفی صاحب کے حسن ظن اور خوش فہمی کی بنیاد ہیں۔ ہماری بھی آرزو تھی کہ ایران کا انقلاب ملت کے عروج واتحاد کی بنیاد بنتا مگر افسوس ہے کہ حقائق اس حسن ظن اور آرزو کا ساتھ نہیں دیتے۔ خمینی صاحب اور ان کے پاسداران انقلاب کا نقطہ نظر آغا خان کے نقطہ نظر کے بالکل برعکس اور متضاد ہے۔ وہ نہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو مسلمان مانتے ہیں نہ ان کی خلافت کو برحق سمجھتے ہیں۔ نہ اہل سنت کو مسلمان سمجھتے ہیں نہ ان کے وجود کو قابل برداشت، نہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سمیت بنوامیہ کی خلافت کو جائز سمجھتے ہیں۔ نہ صحیحین سے ان کا کوئی تعلق ہے نہ وہ قرآن ہی کو موجودہ شکل میں درست سمجھتے ہیں۔ ان کی نگاہوں میں اہلسنت کی تباہی اور قتل عام ہی اسلام کی سب سے زبردست اور جلیل القدر خدمت ہے۔ ان باتوں کا مدلل ثبوت دیکھنا ہو تو ملاحظہ فرمائیے۔ [1]

ہم نے صوفی صاحب کو اپنے ایک طویل مکتوب میں خمینی صاحب کی تحریروں کے حوالے سے بتایا تھا کہ خمینی صاحب کا اعتقاد ہے کہ شیعوں کے امام پوری کائنات کا خدائی نظام چلاتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ سمیت سارے انبیاء سے افضل وبرتر ہیں۔ فرشتے اور انسان سب حضرت علی کے تابع فرمان ہیں حتی کہ ان کے دشمن بھی۔

خمینی صاحب تقیہ کے اس حد تک قائل ہیں کہ حرام شرمگاہ بھی بطور تقیہ حلال جانتے ہیں، اور حضرت عائشہ وحفصہ کی رسول اللہ ﷺ سے شادی کو اسی بنیاد پر صحیح مانتے ہیں۔ اہل سنت کے پیچھے نماز درست نہیں مانتے لیکن بطور تقیہ پڑھنے کو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف اول میں پڑھنے کے برابر مانتے ہیں۔ موجودہ قرآن کو صحیح نہیں مانتے بلکہ ان کا ایمان ہے کہ پورا قرآن صرف حضرت علی کے پاس تھا، جس میں مہاجرین وانصار صحابہ کرام کی سیاہ کاریاں بھی درج تھی۔ وہ صحابہ کو کافر کہتے ہیں اور ان پر لعنت بھی بھیجتے ہیں۔ حضرت علی کے علاوہ تمام

---

[1] محدث، فروری، مارچ، اپریل، مئی: ۱۹۸۳ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمراں صحابہ یعنی حضرت ابو بکر و عمر و عثمان کو سخت ظالم کہتے ہیں۔

اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز سمیت بنو امیہ کے تمام حکمرانوں کو بھی ایسا ظالم سمجھتے ہیں کہ ان کی وجہ سے احکام اسلام کا بیان ممکن نہ رہا۔ خمینی صاحب غدیر خم کی اس شیعی روایت کے قائل ہیں جس میں حضرت ابو بکر و عمر کو ابلیس سے بھی بڑا کافر کہا گیا ہے۔ خمینی صاحب امام غائب والی خرافات کے بھی قائل ہیں کہ وہی مہدی بن کر نمودار ہوں گے اور حضرت ابو بکر و عمرؓ کو قبر سے زندہ نکال کر سولی دیں گے۔ اور تمام سنی حکمرانوں اور ان کے درباریوں کو پانچ پانچ سو کی تعداد میں چھ بار زندہ کر کے انھیں قتل کریں گے۔ پھر ساری روئے زمین سے ابو بکر و عمرؓ کو مسلمان سمجھنے والوں کا وجود مٹا دیں گے۔ خمینی صاحب اپنے آپ کو اسی مہدی کا نائب کہتے ہیں اور اپنی حکومت کو اسی مہدی کی آمد کی راہ ہموار کرنے والوں کی حکومت کہتے ہیں۔

صوبہ اہواز کے عربی النسل سنی مسلمانوں پر خمینی حکومت نے بے تحاشا ظلم توڑے ہیں انھیں اپنی مادری زبان عربی پڑھنے کی اجازت نہیں۔ کردوں کو بھی سنی ہی ہونے کی وجہ سے کچلا جا رہا ہے۔ اندرون ملک بڑے بڑے سنی علماء کو جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔ اور ان کی مسجدوں اور مدارس پر یا تو تالے ڈال دیے گئے ہیں یا شیعوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ سنیوں کو بالجبر شیعہ بنایا جا رہا ہے۔ اور اس سلسلے میں ایسے مظالم ہو رہے ہیں کہ مشرقی ایران کی سنی اکثریت کی ایک خاصی بڑی تعداد نے اپنے متصل روسی علاقوں میں پناہ لے رکھی ہے۔ اہل سنت کے ساتھ مل کر کام کرنے کے قائل روشن خیال شیعہ دانشوروں کو انحراف اور غلو کے الزام میں تہ تیغ کرتے کرتے صاف کر دیا گیا ہے۔ جنگ کے لائق افغان مہاجرین کی ایک خاصی تعداد کو خمینی حکومت نے ہتھیاروں کے بدلے روس کے حوالے کر دیا جنھیں روس نے تہ تیغ کر دیا بقیہ کی نگرانی قیدیوں کی طرح کی جاتی ہے ابھی حال ہی میں ان کی خاصی تعداد ایران سے بھاگ کر پاکستان آئی ہے۔

روس میں ایران کے کم از کم ایک سو پراجیکٹ تیار ہو رہے ہیں اور اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث دوسرے کمیونسٹ ملکوں سے بھی ایران کی دوستی ہے۔ لبنان میں ایرانیوں نے فلسطینیوں کو کچلنے والی طاقتوں کا پورا پورا ساتھ دیا۔ عراق سے جنگ کا بہانہ یہ ہے کہ وہ بعثی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی بے دین ہے۔مگر شام ان سے بھی زیادہ گندہ بعثی ہے اور اس سے ایران کی دوستی ہے۔

ایران امریکہ اور اسرائیل کے خلاف نعرے لگاتا ہے مگر اس کو عراق سے لڑنے کے لیے ہتھیار اسرائیل اور امریکہ ہی سے ملتے ہیں غالباً یہ تقیہ کی برکت ہے۔

کراچی میں ایرانی طلبہ صحابہ کی لعنت وتکفیر پر مشتمل ٹریکٹ تقسیم کرتے تھے اسی پر وہاں سخت شیعہ سنی فساد ہوا۔اسی طرح کے ٹریکٹ تقسیم کرنے پر واشنگٹن کی جامع مسجد میں بھی فساد ہوا۔اور اس مسجد پر مدتوں تالا ڈال کر پولیس کا پہرہ رہا۔خمینی حکومت امریکہ اور مغربی ممالک کے خلاف گلے پھاڑ پھاڑ کر نعرے لگاتی ہے مگر خمینی صاحب کے پروپیگنڈے کے دو بڑے مراکز لندن اور امریکہ میں ہیں۔یہ بھی تقیہ کی برکت ہے) جہاں سے اسلام پسند ممالک کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈہ کا غلغلہ بلند کیا جاتا ہے۔

نصیرالدین طوسی جس نے ہلاکو کو بغداد پر چڑھا کر بغداد اور نواح بغداد میں چھ کروڑ سے زیادہ مسلمانوں کا قتل عام کرایا تھا۔خمینی صاحب طوسی کی اس حرکت کو اسلام کی جلیل القدر خدمت قرار دیتے ہیں۔

ان تفصیلات کی روشنی میں خمینی صاحب کا حقیقی چہرہ دیکھا جاسکتا ہے کہ وہ امت کو متحد و سربلند کرنا چاہتے ہیں یا امت کی لاش پر شیعی عظمت کا شیش محل تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔اور خمینی صاحب کا وجود شیعوں کے قدیم تاریخی جرائم کی ایک کڑی ہے یا ان جرائم کا کفارہ۔

یہ ہے اس طویل خط کا خلاصہ جو ہم نے پورے ثبوت اور حوالوں کے ساتھ اس موضوع پر ۲۴رجنوری ۱۹۸۴ء کو صوفی نذیر احمد صاحب کی خدمت عالیہ میں روانہ کیا تھا۔افسوس ہے کہ صوفی صاحب گہری سوجھ بوجھ اور مومنانہ فراست رکھنے کے باوجود ان سارے حقائق کے سامنے آجانے پر بھی خمینی صاحب کے بارے میں اپنی خوش فہمی اور حسن ظن قائم رکھے ہوئے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اس باقاعدہ تمام حجت کے بعد اب مزید بحث بیکار ہے۔

اگر صوفی صاحب عدم اشاعت کی صورت میں عنداللہ شکایت کی دھمکی نہ دیتے تو ہم اس موضوع کو اس ڈھنگ پر سرے سے چھیڑتے ہی نہیں۔واللہ ولی التوفیق۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ معظّمہ میں ایرانی سفاکی اور اس کے مضمرات

محدث کے صفحات میں ایک سے زائد بار ہم اس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ ایران کا موجودہ انقلاب کوئی اسلامی انقلاب نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک خالص اور ہمہ جہتی شیعی انقلاب ہے اور شیعہ مذہب یہود و مجوس کی مشترکہ سازش کی پیداوار ہے، جس کا مقصد وجودی یہ ہے کہ اسلام کے نام پر اسلام اور امت اسلامیہ کو جہاں تک ممکن ہو تباہ و برباد کیا جائے چنانچہ اسلام کی بربادی کے لیے اس مذہب کی بنیاد ایسے عقائد پر رکھی گئی، جو صرف یہی نہیں کہ اسلام سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے بلکہ جو صریح طور پر اسلام کے منافی ہیں۔ اور اسلامی نقطہ نظر سے شرک وکفر کی حدوں کو جا پہنچتے ہیں۔

اس مذہب میں ائمہ اہل بیت کو انبیاء کے مقام سے بلند اور خدائی تصرفات کا مالک بنا دیا گیا۔ قرآن واحادیث نبویہ کو ناقابل اعتبار قرار دیا گیا، جھوٹ اور فریب دہی کو اخلاقیات کا بنیادی پتھر ٹھہرایا گیا۔ اور اسلامی کیرکٹر کی بربادی کے لیے متعہ جیسی حیا سوز بدکاری کو صرف یہی نہیں کہ رواج عام دیا گیا بلکہ اس کی فضیلت اور خوبیوں کے سلسلے میں احادیث وآثار گڑھے گئے، اس طرح لوگوں کی ایک اچھی خاصی تعداد جس نے دائرہ اسلام میں داخل ہونا چاہا اور وہ اس مذہب کے نمائندوں کے ہتھے چڑھ گئی، اس کا دین وایمان برباد ہو کر رہ گیا۔ آج ہندوستان و پاکستان اور ایران ولبنان وغیرہ میں ان کے خلاف کی ایک بہت بڑی تعداد دیکھی جا سکتی ہے۔

دوسری طرف امت مسلمہ کی بربادی کے لیے اس مذہب نے وحی الٰہی کے اولین مخاطب اور اسلام کے اصل حاملین یعنی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام اور خاصان خاص کو کافر ومرتد قرار دے کر ان کی اور ان کے صحیح پیروکاروں یعنی اہل سنت کی عداوت ودشمنی اور ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایذا رسانی و بربادی کو اپنا اصل الاصول قرار دیا۔ اور اس مقصد کے لیے رذلت کی آخری حدوں تک چلے جانے کو بھی باعث ثواب ٹھہرایا۔ امت کی تاریخ میں تباہی و بربادی کے جتنے بڑے بڑے حادثات پیش آئے ہیں، ان کے پیچھے شیعہ حضرات کا ہاتھ ضرور رہا ہے۔

ابتدائی صدیوں میں ان کے خفیہ چھاپہ ماروں کے ہاتھوں کئی لاکھ مسلمان قتل کیے گئے۔ حرم پاک میں عظیم خونریزی ہوئی، بار بار بغاوت کے لاوے پھوٹے اور کشت وخون کی ندیاں بہیں اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ تاتاریوں کے ہاتھوں بغداد کی تباہی انھی کی بدولت ہوئی جس میں تنہا بغداد و نواح بغداد میں ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمان مارے گئے۔ اس تباہی پر شیعہ آج بھی اس قدر خوش ہیں کہ اسے خمینی صاحب نے اسلام کی خدمت جلیلہ قرار دیا ہے۔ دور کیوں جائیے، خود ہمارے ملک ہندستان میں مسلمانوں کی بڑی بڑی تباہیاں انھی کے طفیل ہوئیں۔ میر جعفر، میر صادق، میر قاسم، قاسم علی لنگڑا وغیرہ۔ جن کی وجہ سے بنگال میں سراج الدولہ اور میسور میں شیر میسور سلطان ٹیپو کی مسلم سلطنتیں انگریزوں کے ہاتھوں تاراج ہوئیں اور معلوم نہیں کتنی صدیوں کے لیے ہندوستانی مسلمانوں کے گلے میں ذلت ورسوائی کا طوق پڑ گیا۔ یہ سارے کے سارے غداران ملک وملت اور ننگہائے دین ووطن شیعہ ہی تھے، جن کے بارے میں علامہ اقبال کا یہ شعر زبان زد خاص وعام ہے:

جعفر از بنگال، صادق از دکن
ننگ ملت، ننگ دیں، ننگ وطن

بلکہ علامہ اقبال نے تو ان کے نام کو غداری وبدعہدی کا رمز ہی بنا ڈالا۔ ''الامان از جعفرانِ ایں زماں'' غرض شیعہ مذہب اور شیعہ امت کا مقصدِ وجود ہی یہ ہے کہ حقیقی اسلام اور حقیقی مسلمانوں کو روئے زمین سے ختم کردیا جائے اور یہودی شریعت اور مجوسی قوم پرستی کے معجون مرکب کو اسلام کے نام پر اقتدار وسربلندی عطا کی جائے۔ مگر جب جب انھوں نے زمین میں فساد بپا کیا اور خلق خدا کو اپنی چیرہ دستیوں کا نشانہ بنایا، اللہ نے اپنی سنت کے مطابق ان کو بھی یہود کی طرح اپنے کچھ خاص بندوں کے ذریعہ کچلوادیا۔ اور جو دارو گیر سے بچ رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے اپنے مسلمہ اصول تقیہ کے مطابق بظاہر شائستگی وسلامت روی اختیار کر لی اور خونخواری کے جذبات کو کسی مناسب وقت کے لیے دبالیا۔

اس طرح کے مسلسل تجربات کی روشنی میں شیعہ رہنماؤں نے اسلام کی مکمل تباہی کا منصوبہ تہ خانہ سامرء کی افسانوی شخصیت محمد بن حسن عسکری (امام غائب اور مہدی مزعوم) کی آمد پر موقوف کر دیا۔ اور خود اندھیرے اجالے لعنت وملامت کے الفاظ اور جملوں اور دعاؤں سے لذت کام ودہن لینے پر اکتفا کیا۔ چونکہ ان کے عقیدے کے مطابق اسلام واہل اسلام کی اس ہمہ گیر تباہی کے لیے جو جنگی کاروائی ہوگی اسی کا نام جہاد ہے، اس لیے انھوں نے جہاد کو بھی امام غائب کی آمد تک کے لیے موقوف قرار دیا، اور محض محلاتی سازشوں کے ذریعہ اہل سنت کی بربادی کے سامان مہیا کرنے پر اکتفا کرتے رہے۔ مگر خمینی صاحب نے آکر اجرئے جہاد (یعنی اہل سنت کے خلاف شیعوں کی مذہبی فوج کشی) کا فتوی دیدیا۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ شیعی روایات کے مطابق مشرق سے ایک فوج کالی جھنڈیاں لے کر آئے گی، اور مہدی کے لیے راستہ ہموار کرے گی مہدی مکہ میں ظاہر ہوں گے۔ خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان ملتزم کے پاس ان سے بیعت لی جائے گی۔ پھر وہ مدینہ جائیں گے، مسجد نبوی کو ڈھائیں گے اور ابوبکر وعمر نیز دوسرے صحابہ کرام ازواج مطہرات (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو پھر ان کے طریق پر کار بند حکام اور ان کے مقربین کو زندہ کر کے سزائیں دیں گے۔ پھر نجف اشرف آئیں گے اور وہاں سے ہر چہار جانب کے شیعوں کو پکاریں گے، جس کے جواب میں ابتداء سے اس وقت تک مرنے والے سارے شیعہ قبروں سے نکل نکل کر ان کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے اور پھر ان کے ذریعہ مہدی روئے زمین سے ان تمام افراد کا صفایا کریں گے جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے برحق ہونے کا کچھ بھی یقین رکھتے تھے۔ یہی مراد ہے اس روایت سے جس میں کہا گیا ہے کہ مہدی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، جیسا کہ وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔

خمینی صاحب کے استدلال کی بنیاد یہ ہے کہ کالی جھنڈیوں والی جو فوج مہدی کا راستہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہموار کرنے آئے گی، اگر ظہور مہدی سے پہلے پہلے اسکے ہاتھوں مکہ مدینہ (حجاز) سے لے کر نجف اشرف (عراق) تک فتح نہ ہو جائے تو مکہ میں مہدی کی بیعت مدینہ میں ان کی انتقامی کارروائی اور نجف اشرف میں ان کے جھنڈے تلے شیعہ فوجوں کا قبروں سے نکل نکل کر اجتماع کیسے ہو سکے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ظہور مہدی سے پہلے جہاد شروع کیا جائے، اور ان علاقوں کو بزور شمشیر یا بذریعہ حیلہ و بہانہ اپنے تصرف و اقتدار میں لایا جائے۔ چوں کہ خمینی صاحب اور ان کے پیروکار موجودہ ایرانی انقلابی حکومت کو ''دولۃ الموطئین'' یعنی مہدی کے لیے راستہ ہموار کرنے والی حکومت کہتے اور لکھتے ہیں۔ اس لیے ایک طرف تو انھوں نے ساری دنیا کو چھوڑ کر عرق کو اپنے جہاد کا نشانہ بنایا کہ یہی ان کے راستہ کی پہلی منزل ہے اور اسی لیے وہ لاکھوں لاکھ ایرانیوں کی پے بہ پے ہلاکت کے باوجود پورے جذبہ خونخواری کے ساتھ میدان میں ڈٹے ہوئے ہیں اور ان پیشینگوئیوں کے مطابق فتح کی امید میں جنگ بندی کی ہر کوشش کو ٹھکراتے جا رہے ہیں اور دوسری طرف حجاز پر نظریں گاڑے ہوئے ہیں اور وہاں سے آل سعود کو بے دخل کرنے کی سازشیں رچتے پھر رہے ہیں۔

کبھی لندن میں کبھی پاکستان میں اور کبھی کسی اور جگہ کانفرنسیں کی جا رہی ہیں۔ کہ حجاز پر سارے اسلامی ممالک کی مشترکہ حکومت قائم کی جائے اور اس کے لیے تائید حاصل کی جاتی ہے، لیبیا کے قذافی جیسے کمیونسٹ اور شام کے حافظ الاسد جیسے شیعہ اور ملحد حکمرانوں سے یا منکرین حدیث اور بریلوی جماعت کے بعض ناواقف سربراہوں سے جو وہابیت دشمنی کے دیرینہ جذبہ سے مغلوب ہو کر حقائق اور انجام سے بالکل بے خبر ہیں۔ ان کوششوں سے ایران کا منشا یہ ہے کہ ایک بار حجاز پر اسلامی ممالک کا مشترکہ اقتدار قائم ہو جائے تو پھر وہاں ایرانی فوج اتنی بڑی تعداد میں اتار دی جائے کہ وہ خالص ایرانی مقبوضہ بن جائے اور کسی کے لیے دم مارنے کی گنجائش نہ رہے۔

اس مقصد کے لیے کانفرنسوں کے علاوہ فوجی اور نیم فوجی کارروائیاں بھی ایران کے پروگرام میں مستقلا شامل ہیں، اور اس کے لیے موسم حج کا استحصال کرنے کی کوشش کی جا رہی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ چنانچہ کئی برس سے ایران زمانہ حج میں گڑبڑ مچاتا چلا آ رہا ہے۔ دو بار مدینہ میں ہنگامہ ہو چکا۔ کئی بار مکہ میں مظاہرہ ہوا، تین چار سال پہلے حکومت ایران نے شدت سے اصرار کیا کہ حرم سے متصل ہر چہار جانب کے مکانات ایرانی حجاج کو دیے جائیں اور ان کے بعد دور دراز جو مکانات باقی بچیں وہ دیگر ممالک کے حاجیوں کو دیے جائیں۔ نیز کسٹم پر ایران سے جانے والے عازمین حج کے سامان چیک نہ کیے جائیں۔ مقصد ظاہر ہے یہ تھا کہ اس طرح ایرانی حضرات اسلحہ سمیت مکہ میں داخل ہو جائیں اور حرم اور اس کے اطراف پر اس طرح قبضہ کر لیں کہ سعودی فوج کے لیے کارروائی کرنی ناممکن یا سخت مشکل ہو جائے۔

پھر ان قابضین کی امداد کے لے ایران کے فوجی طیارے اور بحری جنگی جہاز حرکت میں آ جائیں، اور مکہ اور پھر حجاز پر شیعہ حکومت قائم ہو جائے۔ مگر سخت اصرار کے باوجود سعودی حکومت ان کے دام فریب میں نہ آ سکی تو پچھلے سال متعدد ایرانی حجاج کو گولہ بارود کے ساتھ بھیجا گیا کہ کم از کم وہ تخریب کاری ہی کریں۔ لیکن یہ گولہ بارود کسٹم ہی میں پکڑ لیا گیا۔ تو اس سال ایک نئی اسکیم بنائی گئی۔ حجاج کے بھیس میں خاصی تعداد میں تربیت یافتہ فوجی حج کے بہانے مکہ آئے اور چھریوں اور چاقوؤں سے مسلح ہو کر مظاہر شروع کر دیا۔ ساتھ ہی ساتھ سڑکوں پر کھڑی کاروں اور دیگر اشیاء کو آگ لگانی شروع کر دی اور رانوں کے اندر چھپائے ہوئے چھروں اور چاقوؤں سے سعودیوں اور غیر ایرانی حاجیوں پر حملے شروع کر دیے۔

غالباً ایرانیوں نے سمجھ رکھا تھا کہ مکہ میں چند مسلح ہریداروں اور بے ہتھیار نگراں پولیس کے سوا کوئی مسلح سعودی فورس نہیں اور جب تک جدہ یا طائف سے مسلح فوج آئے گی تب تک وہ بہت بڑے پیمانے پر تباہی مچا کر خانہ کعبہ پر قبضہ کر چکے ہونگے اور کم از کم اس سال کا حج نہ ہونے دیں گے۔ مگر کشت وخون اور آتش زنی کا یہ سلسلہ جاری ہوتے ہی سعودی فورس نے مظاہرہ کی پیش قدمی روک دی جس سے گھبرا کر پیچھے کے بے خبر ایرانی سورماؤں میں بھگدڑ مچ گئی، اور اس کے نتیجہ میں خود ان کے کئی سو افراد پیروں تلے کچل کر لقمہ اجل بن گئے۔

ایرانی رہنماؤں کو معلوم تھا کہ اس طرح کی خبروں اور کارروائیوں سے وہ مکہ معظمہ پر اپنا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتدار قائم نہ کرسکیں گے۔ لیکن انھیں توقع تھی کہ یہ پروگرام اس حد تک ضرور کامیاب ہو جائے گا کہ حج کا سارا انتظام درہم برہم ہو جائے گا اور قتل وخونریزی آتش زنی اور فساد اور گڑبڑی اتنے بڑے پیمانے پر پھیلے گی کہ طویل وقفے تک سعودی فورس کنٹرول نہ کر سکے گی۔ مختلف ممالک کے حجاج بڑے پیمانے پر قتل اور زخمی ہوں گے، پھر گڑبڑ کا الزام سعودی باشندوں اور سعودی فورس کے سر رکھ کر پورے عالم اسلام میں اس کی غفلت، شرارت اور بدنظمی کا ڈھنڈورا پیٹا جائے گا۔ (جیسا کہ اب بھی کیا جارہا ہے۔)

لہٰذا سعودی دنیا میں منہ دکھانے کے لائق نہ رہیں گے اور اس طرح پورے عالم اسلام کو سعودی عرب کے خلاف متحد کر کے یہ متفقہ مہم چلائی جائے گی کہ حجاز کو سعودی عرب کے اقتدار سے نکال کر وہاں کا انتظام پورے عالم اسلام کے نمائندوں کے حوالہ کیا جائے۔ ایران کو یقین تھا کہ یہ مہم کامیاب ہوگی اور یوں اس کا دیرینہ منصوبہ عالم وجود میں آجائے گا۔ مگر ﴿ الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل ﴾ والے پروردگار نے پورا معاملہ ہی الٹ دیا اور ایرانی پروگرام صرف یہیں نہیں کہ پہلے ہی قدم پر فیل ہوگیا، بلکہ ان کی تخریبی کارروائی کی پوری ویڈیو فلم بھی لے لی گئی جس کے بعد ایرانیوں کی کوئی بات بنائے نہ بن سکی۔ اور ساری دنیا نے سعودی عرب کی تائید اور اس کے چست نظام اور بروقت کارروائی کی تعریف کی اور ایران پر لعنت وملامت کے ڈونگرے برسائے: ﴿ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ، مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ﴾

یہ ہیں وہ مضمرات ومقاصد جن کے لیے ایرانی کارندے کئی برس سے حرمین شریفین جیسے مقدس مقامات کو اپنی ہلڑ بازی کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں اور جس کے لیے انھوں نے اس سال حرمین کی تاریخ میں ایک سیاہ ترین کام انجام دیا ورنہ آپ غور کیجیے کہ آخر اس کا کیا تک ہے کہ حرمین شریفین میں تو امریکہ اور اسرائیل کے خلاف مظاہرے منظم کر کے مردہ باد کے نعرے لگائے جائیں اور ان کے سربراہوں کے پتلے جلائے جائیں مگر بندر خمینی اور تہران ہوائی اڈے پر امریکی اور اسرائیلی جہازوں کا استقبال کیا جائے اور دولت کا انبار ان دونوں ملکوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حوالے کر کے مسلمانوں کے قتل کے لیے ان سے اسلحہ خریدے جائیں اور پھر اعمال حج کے دوران " لبیك اللھم لبیك " کی جگہ لبیک یا خمینی پکارا جائے۔طواف کے دوران پرسوز دعاؤں کی جگہ''اللہ واحد، خمینی قائد''اور''اللہ اکبر، خمینی رہبر'' کی صدائیں بلند کی جائیں اور قربانی کے جانوروں کی جگہ انسانوں کو ذبح کرنے کی کوشش کی جائے۔کیا اسی دورخی پالیسی کا نام اسلام دوستی ہے اور کیا انھی ہلڑ بازیوں کا نام حج ہے؟ بہر حال اب کی بار تو قدرت نے ضرب لگائی ہی ہے۔آئندہ بھی ......ان شاء اللہ......حرم میں مفسدہ پردازی کرنے والوں کو ناکامی ہی ہاتھ آئے گی۔

﴿ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَىَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُونَ ۝﴾

❀❀❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ نے دیا خاک جنیوا کو یہ پیغام

دیارِ یورپ میں اسلامی نظام کا تعارف اور دانشورانِ یورپ کی خیرگی اور تاثر

کون ہوتا ہے حریف مئے مردافگن عشق
ہے مکرر لب ساقی پہ صلامیرے بعد

اس مضمون کا ہم نے جو عنوان منتخب کیا ہے وہ درحقیقت علامہ اقبالؒ کے ایک شعر کا ایک مصرعہ ہے پورا شعر اس طرح ہے

مکہ نے دیا خاک جنیوا کو یہ پیغام
جمعیت اقوام یا جمعیت آدم؟

علامہ موصوف نے اس شعر میں حیات انسانی کے دو نظاموں کے درمیان موازنہ کیا ہے، ایک نظام، خدائی نظام کہلاتا ہے جس میں انسان حقوق کی تعیین اس بنیاد پر کی گئی ہے کہ پوری نوع انسانی ایک ہی باپ، آدم، کی اولاد ہے، اس لئے یکساں حقوق، یکساں فرائض، یکساں ذمہ داری اور یکساں انعام وتعذیر کی مستحق ہے، یہ نظام پورے بنی نوع انسان کو خدا کی اس بنائی ہوئی کائنات سے یکساں طور پر مستفید اور متمتع ہونے کے مواقع مہیا کرتا ہے، اور ان کے درمیان اس بنا پر کوئی تفریق روا نہیں رکھتا کہ ان کے ایک طبقے نے مشرق میں بود وباش اختیار کر رکھی ہے اور دوسرے نے مغرب میں، ایک طبقے کی چمڑی سیاہ یا سیاہی مائل ہے اور دوسرے طبقے کی سرخ وسفید، ایک طبقے نے اپنی گرم گفتاری کے مظاہرہ کیلئے ایک خاص قسم کے الفاظ وکلمات کا انتخاب کیا ہے اور دوسرے طبقے نے دوسرے قسم کے الفاظ وکلمات کا ایک طبقہ سامی النسل ہے تو دوسرا حام یا یافث کی اولاد ہے۔

اس کے برعکس دوسرا نظام، انسانی نظام کہلاتا ہے یہ نظام ان نتائج پر مبنی ہے جنہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان نے اپنے مسلسل تجربات کے ذریعہ اخذ کیا ہے اور ان نتائج کی بنیاد پر تیار کیا جانیوالا نظام حیات انسانی فکر وشعور کی پختگی وبلند پردازی کا شاہکار اور انسانی عقل وخرد کی رہنمائی، وگرہ کشائی کا رہین منت ہے۔ اس میں ایک ہی باپ کی اولاد کو مختلف بنیادوں پر متعدد طبقات میں تقسیم کردیا گیا ہے۔ پھر ہر طبقے کیلئے جداگانہ اور مخصوص قسم کے حقوق کی تعیین کی گئی ہے۔

پہلے نظام کا قبلہ وکعبہ مکہ ہے اور دوسرے نظام کا مرکز ومحور جنیوا اس لئے شاعر نے پہلے نظام کی تلمیح کیلئے مکہ کی تعبیر کی اختیار کی ہے اور دوسرے نظام کی تلمیح کیلئے جنیوا کی، پھر شاعر نے پہلے نظام کے تقدس اور اسکی ہمہ گیری وانانیت کے مقابلے میں دوسرے نظام کی طبقاتی تقسیم اور اقوام وملل کی تفریق کا ذکر کرکے خدائی نظام کی پختگی وبالاتری اور انسانی نظام کے نقص واختلال اور اسکی خامی وناکامی کا اظہار کیا ہے اور بتلایا ہے کہ انسان کیلئے کارآمد وہی نظام حیات ہوسکتا ہے جس میں حقوق وفرائض کی تعیین قومیت کے بجائے خالص انسانیت کی بنیادوں پر کی گئی ہو۔

عالمہ اقبالؒ کی یہ رائے محض ان کے شاعرانہ پرواز تخیل کا نتیجہ نہ تھی، بلکہ بنی نوع انسان نے اپنی تاریخ کے مختلف ادوار میں ان ہر دو قسم کے نظامہائے حیات کا تجربہ کیا تھا، اور خدائی نظام کی خیر وبرکت اور انسانی نظام کی شقاوت وبدبختی کا بذات خود مشاہدہ کیا تھا، تاہم جس وقت علامہ اقبالؒ نے یہ بات کہی تھی تقریباً پوری دنیا خدائی نظام حیات کی بالادستی سے خالی تھی، امت مسلمہ جو اس الٰہی آئین اور خدائی دستور کی حامل وداعی تھی پورے طور پر استعمار کے پنجوں میں جکڑی ہوئی تھی، اور اس کا مستقبل تاریکی کے دبیز پردے میں دبا ہوا تھا لیکن کسے خبر تھی کہ نصف صدی گذرتے یہ نظام حیات عملاً اس دنیا میں وجود پذیر ہوجائے گا اور سچ مچ ''مکہ'' کیطرف سے ''جنیوا'' کو جمعیت آدم کا یہ پیغام دیا جائے گا، آیئے آج اس پیغام کی داستان سن لیجئے۔

یہ تو معلوم ہی ہے کہ سعودی عرب نے اپنے حدود مملکت میں وہی آئین نافذ کر رکھا ہے جسے آئین پیغمبر یا دستور خداوندی کہتے ہیں، اس آئین کے نفاذ کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوام متحدہ کے اس منشور پر دستخط نہیں کیا جس کا تعلق نوع انسان کے بنیادی حقوق سے ہے کیونکہ سعودی عرب کی نگاہ میں حقوق انسانی کی یہ میثاق نوع انسان کو اس کے پورے اور صحیح بنیادی حقوق عطا نہیں کرتی، اب اسے آپ حسن اتفاق کہہ لیجئے یا حکمت ایزدی سے تعبیر کر لیجئے کہ چند برس قبل سعودی عرب سے یہ سوال کیا گیا کہ آخر وہ اقوام متحدہ کا ممبر ہوتے ہوئے اس اہم منشور پر دستخط کرنے سے کیوں انکار کر رہا ہے؟ اس سوال کے جواب میں سعودی عرب کی وزارت خارجہ کی طرف سے ایک بیان جاری کیا گیا جس کی ایک کاپی اقوام متحدہ کے متعلقہ دفتر میں بھی بھیجی گئی، اس بیان کے اندر دوٹوک الفاظ میں واضح کیا گیا کہ۔

> ''انسانی حقوق سے متعلق اقوام متحدہ کا دستور ناقص ہے، اور اس کے برخلاف ہمارے پاس ایک ایسا دستور موجود ہے جو ہر حیثیت سے جامع اور مکمل ہے اور عملی طور پر ہمارے ملک میں ہر خاص و عام ان حقوق سے متمتع ہو رہا ہے، اس لئے ہم ایک اعلی دستور کے مالک ہوتے ہوئے اور عملی طور پر اسے نافذ و جاری رکھتے ہوئے ایک ناقص اور خیالی دستور پر دستخط کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں، خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ کئی مسائل میں یہ دستور ہمارے عقائد و نظریات اور دستور حیات سے ٹکراتا ہے۔''

سعودی وزارت خارجہ کے اس بیان سے دانشوران مغرب چونک اٹھے، ان کیلئے اس سے بڑھکر حیرت کا مقام اور کیا ہوسکتا تھا کہ جس دستور کی تیاری میں دنیا کے بہترین دماغ استعمال کئے گئے ہیں اور جو عقل انسانی کی بلند پروازیوں کا ایک اعلیٰ شاہکار ہے اس کے مقابل میں ایک ایسے دستور کو جامع اور کامل تر قرار دیا جا رہا ہے جو ''وحشی'' دور کے ایک ''فرسودہ خیالات'' رکھنے والے، ان پڑھ انسان کی یادگار ہے، اس حیرت کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپین ماہرین قانون کی ایک ٹیم سعودی عرب کے مطالعاتی دورے کیلئے تیار ہوئی، یہ ٹیم صرف یہی نہیں کہ انسانی حقوق کے موضوع پر تخصص کا درجہ رکھنے والے قانون دانوں پر مشتمل تھی بلکہ اس میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو انسانی حقوق سے متعلق ریاستی سطح کے مختلف اداروں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سربراہ اور ذمہ دار تھے، یہ ٹیم درحقیقت دو گروپ کا مجموعہ تھی، پہلا گروپ ایک فرانسیسی تنظیم ''فرانس سعودی عرب ''دوستی مشن'' کے نمائندوں سے عبارت تھا، جبکہ دوسرے گروپ کی نمائندگی ''یورپی لیگ'' کی ''انجمن حقوق انسان'' کی صدر سکریٹری، عظیم مستشرق ہنری لاوسٹ اور فرانس کے دوسرے بہت سے دانشور کررہے تھے، اور دونوں گروپ کے مجموعی وفد کی سربراہی کا اعزاز آئر لینڈ کے ایک باشندہ کو حاصل تھا جو کیتھولک چرچ سے تعلق رکھتا تھا، اور انسانی حقوق کے موضوع رسائل میں داٹیکان (روم) کے پاپائے اعظم کا مشیر کار تھا اور اس وفد میں انہیں کے نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوا تھا۔

یہ واضح رہنا چاہیے کہ یورپین لیگ، یورپ کی تمام غیر کمیونسٹ حکومتوں، یعنی پورے مغربی یورپ کا نمائندہ ادارہ ہے اس کا مرکز شمال مشرقی فرانس کے مشہور شہر استرابسرگ میں واقع ہے، اسی طرح ہنری لاوسٹ اسلامی امور کے سلسلے میں سلفی نقطۂ نظر خصوصاً حنبلی فقہ اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و آراء کے بارے میں اختصاص کا درجہ رکھنے والا دور حاضر کا عظیم مستشرق ہے۔

بہرحال اس وفد کا استقبال سعودی عرب کے وزیر انصاف شیخ محمد حرکان نے پورے اعزاز واحترام کے ساتھ کیا، وزیر موصوف بہت بڑے عالم دین اور اسلامی قانون کے زبردست ماہر ہیں، چنانچہ موصوف کی سربراہی میں سعودی علماء اور اس وفد کے درمیان متعدد نشستیں ہوئی اور ان نشستوں میں اسلامی دستور کی ایسی بہت سی دفعات زیر بحث آئیں جن کا تعلق انسانی حقوق سے تھا سعودی علماء نے بڑی متانت وقابلیت سے اسلامی نظام کی معقولیت ذہن نشین کرائی، بحث وتمحیص اور تحقیق و تنقیح نے خاصا طول اختیار کیا، اور آخر کار یہ وفد مطمئن ہوگیا کہ دین اسلام اپنی جامعیت و ہمہ گیری اور خوبی و عظمت میں اپنا جواب نہیں رکھتا اور شریعت محمدیہ...... علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ والسلام...... نے نوع انسانی کو جو حقوق عطا کئے ہیں اس کے حدود کو دور حاضر کی کوئی بڑی سے بڑی اور ترقی یافتہ سے ترقی یافتہ حکومت بھی نہیں چھو سکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وفد نے صرف زبانی اور علمی بحث و تمحیص پر قناعت نہ کی بلکہ اسلامی نظام کی عملی تطبیق کا نقشہ دیکھنے کیلئے سعودی عرب کے مختلف خطوں کا دورہ بھی کیا، اور جب اسکی یہ مہم مکمل ہوگئی تو اس نے ایک بیان جاری کیا جو ہمارے ملک ہندوستان کے بعض اردو اخبارات میں بھی معمولی سی ہیڈنگ کے ساتھ مختصری خبر کی شکل میں ایک گوشے کے اندر ٹانک دیا گیا، اس بیان کے یہ شاہکار الفاظ آج بھی نوٹ کرنے کے لائق ہے کہ

''انسانی حقوق کا اعلان اقوام متحدہ کی بنچوں اور جینوا کے دفتر کے بجائے سعودی عرب سے ہونا چاہیے۔''

اس وفد کا یہ دورہ صفر ۱۳۹۲ھ میں مکمل ہوا تھا، اور اس وقت ہم نے یہ سمجھا تھا کہ یہ وفد محض اتفاقاً دورے پر آ گیا تھا اور اس کا یہ بیان محض ایک رسمی بیان ہے، جسے اراکین وفد کے تاثرات کی آخری کڑی سمجھنا چاہیئے، مگر سعودی عرب سے شائع ہونے والے ہفت روزہ ''اخبار العالم الاسلامی'' کی ۱۳۹۴ھ کے اواخر کی چند اشاعتوں سے صرف یہی نہیں کہ اس وفد کے دورے کے پس منظر کی تفصیلات معلوم ہوئیں بلکہ یہ معلوم ہوا کہ اس دورے کے بعد بھی مغربی دانشوروں اور سعودی علماء کے درمیان مسلسل ربط قائم رہا۔

ہوا یہ کہ جب اس وفد کے اراکین وطن واپس ہوئے تو چونکہ ان کے ادراک و شعور کے تمام گوشوں اور زاویوں پر اسلامی نظام کی خوبی و معقولیت اور ہمہ گیری و جامعیت چھائی ہوئی تھی، اس لئے انہوں نے اسکی عظمت و برتری کا اعلان و اعتراف ہر مجلس و محفل میں کیا، اور اسکے جمال و کمال کے ترانے ہر مجمع و مقام میں گائے، اس طرح یہ اراکین مجلسوں، حکومتوں اور اداروں میں سربراہی و ذمہ داری کے مناصب پر فائز تھے ان سے تعلق رکھنے والے بڑے بڑے عقلاء اور مدبرین کے سامنے ایک بالکل نئی اور انوکھی صورت حال پیش آئی اور ان کا ذوق جستجو اور جذبہ تجسس ان حقائق سے آشنا ہونے کیلئے کروٹیں لینے لگا جن کے ادراک کی لذت نے اراکین وفد کو مسحور کر رکھا تھا، اس ذوق جستجو کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو سال کے دوران فریقین میں متعدد غیر رسمی ملاقاتیں ہوئیں، پاپائے اعظم کے نمائندے نے سعودی عرب کا چکر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگایا اور سعودی عرب کے عظیم قانون داں ڈاکٹر معروف دوالیبی کو .... جو شاہ فیصل کے مشیر خاص ہیں کئی بار یورپ بلایا گیا، لیکن ان ملاقاتوں سے تشنہ کامی نہ گئی، اور یورپ کے چار عظیم اداروں نے اپنے اپنے طور پر فیصلہ کیا کہ سعودی عرب سے اسلامی قانون کے ماہرین کا ایک اعلیٰ وفد بلایا جائے اور اپنے اپنے مراکز میں یورپ کے بڑے بڑے مدبرین اور عظیم قانون دانوں کیساتھ نہایت ہی اعلیٰ سطح کے اجتماعات منعقد کئے جائیں اور ان عظیم حقائق کو کرید کرید کر نکھارا جائے جنہیں اسلامی نظام اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے، اس فیصلے کے مطابق ان چاروں اداروں نے سعودی عرب کے علماء کو دعوت نامے روانہ کئے، ان چار اداروں میں سے دو ادارے خالص مذہبی ہیں اور دونوں ہی پوری دنیا میں مسیحیت کے سب سے عظیم مراکز ہیں، ایک واٹیکان ...... روم ...... جو دنیا بھر کے کیتھولک عیسائیوں کا سب سے عظیم کلیسا ہے اور ان کے سب سے بڑے مذہبی رہنما پاپائے اعظم کا مستقر ہے، پاپائے اعظم مذہبی پیشوا ہونے کے ساتھ ساتھ اس عظیم کلیسا اور اس کے ملحقات کا خود مختار حکمراں بھی ہے، اس کی حکومت حکومت واٹیکان کہلاتی ہے، اس حکومت کو خود اٹلی بھی ۱۹۳۹ء سے ایک معاہدہ کے تحت تسلیم کر رکھا ہے۔

دوسرا ادارہ متحدہ عالمی کنیسا (جنیوا) ہے جو دنیا بھر کے تمام غیر کیتھولک عیسائی فرقوں کا سب سے عظیم کلیسا اور دینی مرکز ہے، اور ان فرقوں کے نزدیک اسے دینی تقدس حاصل ہے، جو کیتھولک چرچ کے نزدیک واٹیکان کو حاصل ہے۔

ان دو مذہبی اداروں کے علاوہ باقی دو ادارے خالص لادینی اور غیر مذہبی ادارے ہیں اور یہ ان یورپین دانشوروں اور قانونی ماہرین کے مراکز ہیں جو حریت فکر و نظر کے علمبردار اور لادینی سیاست کے داعی ہیں ان میں سے ایک ادارہ ''یوروپین لیگ'' ہے جس کا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے اور دوسرا ''سعودی عرب فرانس دوستی مشن'' ہے جس کا مرکز فرانس کے دارالحکومت پیرس میں واقع ہے، اس کا بھی ذکر آچکا ہے۔

جب ان چاروں اداروں سے دعوت نامے پہونچے تو سعودی وزیر انصاف شیخ محمد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرکان نے سعودی علماء اور ماہرین قانون کا ایک وفد مرتب کیا جو شیخ راشد بن خنیس شیخ محمد بن جبیر، استاد محمد مبارک، ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی، ڈائرکٹر ریاض یونیورسٹی، محترم فضیل معھار عقیل، ڈاکٹر منیر عجلانی، استاد وعبدالعزیز مسند ڈاکٹر معروف دوالیبی وغیرہ فضلائے سعودی عرب پر مشتمل تھا۔

اس وفد نے یکے بعد دیگرے ''واٹیکان'' (روم) ''متحدہ عالمی کنیسا'' (جینوا) ''سعودی عرب فرانس دوستی مشن پیرس اور'' یورپین لیگ (استرابسرگ) دورے کیے ہر ادارے نے نہایت ہی پرتپاک خیر مقدم کیا، واٹیکان میں پاپائے اعظم نے خود بڑھکر استقبال کیا، کاردیناں اور دوسرے اکابرین کلیسا کی جمعیت بھی ان کے ہمراہ تھی پھر پاپائے اعظم نے خود ہی سپاسنامہ بھی پیش کیا، حالانکہ یہ کلیسا کی روایات کے خلاف تھا، کلیسا کی روایت یہ رہی ہے کہ پاپائے اعظم کی زیارت کرنے والے ہی سپاسنامے اور مبارکباد تحیات پیش کرتے ہیں، پاپائے اعظم کا جی چاہا تو جواب دیا ورنہ زائرین اس اعزاز سے بھی محروم ہی رہ جاتے ہیں۔

وفد نے چونکہ طویل خط وکتابت کے بعد باقاعدہ پروگرام کے تحت دورہ کیا تھا اس لئے دورے سے پہلے ہی چار دن مقامات کے لئے الگ الگ موضوع سخن کی تعین ہو چکی تھی، اور سعودی علماء نے ان روشنی میں یادداشتیں مرتب کر کے روانگی سے پہلے ہی عربی اور فرانسیسی زبانوں میں چھپوالی تھیں۔

واٹیکان اور جینوا میں منعقد ہونے والے اجتماعتا خالص مذہبی نوعیت کے تھے اور انہیں سیاسی مسائل سے کوئی سرکار نہ تھا، ان اجتماعات کا......اور ان کے علاوہ باقی دونوں اجتماعات کا بھی طریقہ کار یہ تھا کہ پہلے متعلقہ موضوع پر سعودی وفد کے سربراہ اپنی یادداشت عربی زبان میں پڑھکر سنا دیتے تھے پھر اس کا فرانسیسی ترجمہ سنایا جاتا ہے ادھر اجتماع کے آغاز ہی میں یہ یادداشت حاضرین کے درمیان تقسیم ہو چکی ہوتی تھی، چنانچہ اب اس یادداشت کو سامنے رکھ کر حاضرین مجلس اپنے شکوک اور خدشات اور اعتراضات پیش کرتے تھے اور سعودی وفدان کے جوابات دیتے ہوئے زیر بحث موضوع کے ایک ایک نکتے کی توضیح وتشریح کرتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پچھلی تفصیلات سے یہ تو واضح ہو چکا ہے کہ اصلاً انسانی حقوق کا مسئلہ ہی ان اجتماعات کا محرک تھا اس لئے منطقی طور پر ان اجتماعات کا اصل موضوع بحث بھی یہی مسئلہ رہا اور ہر اجتماع میں اسی مسئلے کے مختلف زاویوں سے گفتگو کا آغاز ہوا لیکن یہ گفتگو اسی ادارہ تک محدود نہ رہ سکی اور بہت سے دوسرے مسائل بھی زیر بحث آ گئے چنانچہ واٹیکان اور عالمی مجلس کنیسا (جنیوا) کے اجتماعات میں ایمان اور الحاد سے تعلق رکھنے والے معاملات ومسائل بھی زیر بحث آئے اور اس وقت پوری دنیا میں الحاد ولادینیت نے جو زور پکڑ رکھا ہے اس کا فریقین نے بڑی سنجیدگی اور گہرائی سے جائزہ لیا اس سلسلے میں وفد کے ایک رکن ڈاکٹر ''محمد عبدہ یمانی'' ڈائرکٹر ریاض یونیورسٹی کا یہ بیان خاصا اہم ہے کہ عیسائیوں کے مذہبی پیشوا ہمیں یعنی اہل اسلام کو مومن نہیں سمجھتے تھے، بلکہ کافروں کی صف میں شمار کرتے تھے، لیکن جب ان کے سامنے دین اسلام کی حقیقت واشگاف کی گئی تو انہوں نے کھل کر اعتراف کیا کہ واقعی اسلام دین الٰہی ہے (محمد ﷺ) اللہ کے پیغمبر ہیں اور اس دین کے ماننے والے مومنین کے زمرے میں شامل ہیں، انہوں نے محسوس کیا کہ اہل اسلام کو ساتھ لئے بغیر الحاد ولادینیت کے خلاف کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا جا سکتا، اور تنہا مسیحیت اس سیلاب بلا کے روکنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔

واٹیکان اور جنیوا کے برعکس استراسبرگ اور پیرس میں منعقد ہونے والے اجتماعات خالص غیر مذہبی یعنی قانونی اور فکری نوعیت کے تھے اور اسی لئے سعودی وفد نے اپنی یاد داشتوں کے اندر انسانی حقوق کے متعلق اقوام متحدہ اور دیگر یورپین قوانین پر اسی پہلو سے کڑی تنقید شامل کر رکھی تھی کہ ان قوانین کے پیچھے کوئی ایسا ٹھوس عقیدہ اور جذباتی لگاؤ کار فرما نہیں ہے، جو ان قوانین پر ٹھیک ٹھیک عمل کرنے کی ضمانت دیتا ہو، اور ناجائز اور غلط تدابیر سے باز رکھنے کا کفیل ہو یورپ میں چونکہ مذہب اور شہری قوانین کے دائرے الگ الگ کر دیئے گئے ہیں اور مذہب اپنے متبعین پر شہری قوانین کے احترام کی ذمہ داری عائد نہیں کرتا، اس لئے یہ قوانین یورپ میں بری طرح پامال ہو رہے ہیں، توڑ، پھوڑ، قتل وخونریزی اور لوٹ مار کی گرم بازاری ہے اور صنعت وٹکنالوجی کی مدد سے ان جرائم کا اس طرح ارتکاب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جا رہا ہے کہ قانون بیچارہ اپنا منہ تکتا رہ جاتا ہے۔

ان دونوں قانونی مراکز میں اسلام کے قوانین اور نظام حیات پر عموماً اور انسانی حقوق کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر پر خصوصاً سابقہ دونوں اجتماعات سے بڑھ چڑھ کر گفتگو ہوئی، اور بڑے دور دراز اور اہم گوشوں تک بحث و تنقیح کا دائرہ پھیلا، اسی سلسلہ میں اسلامی شریعت میں عورت کی پوزیشن کا مسئلہ بھی اٹھا، اور میراث اور طلاق کا اسلامی نظام بڑی تفصیل سے زیر بحث آیا، ڈاکٹر یمانی کہتے ہیں کہ اس موضوع پر گفتگو نہایت دلچسپ رہی، دانشوران یورپ نے سوال کیا کہ جب اسلام تمام انسانوں کیلئے یکساں اور مساوی حقوق کا قائل ہے تو آخر یہ گنجائش کہاں سے نکل آئی کہ عورت کو مال میراث سے مرد کے حصہ کا نصف دیا جائے؟ حالانکہ عورت بھی مرد کی طرح انسان ہے۔

اس کا جواب خاصا دلچسپ رہا، سعودی وفد کے فاضل مجیب نے بڑی تفصیل سے واضح کیا کہ عورت کے حقوق تمام حالات و معاملات میں مرد کے نصف نہیں ہیں بلکہ عموماً اس کے مساوی ہیں چنانچہ عورت اگر کسی تجارتی کمپنی میں حصہ دار ہو یا شرکت میں کوئی مکان خریدے یا کوئی بھی کاروبار اختیار کرے تو اس کے منافع اور حصص مرد کے مساوی ہونگے، مرد کے مقابل میں نصف حصہ کا استحقاق عورت کیلئے صرف ایک مخصوص قضیے ...... یعنی قضیہ میراث ...... میں ایک معقول وجہ سے ہے، وجہ یہ ہے کہ اسلام میں عورت کو پیدائش سے لیکر موت تک کسی بھی مرحلے میں کسی شخص کی حتی کہ خود اپنے آپ کی کفالت کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا گیا، بلکہ اس کے مختلف مراحل حیات میں باپ، بھائی، شوہر، بیٹا، چچا، بھتیجا یا کوئی نہ کوئی قرابت دار اس کی کفالت کا ذمہ دار ہے، اس کے برخلاف مرد اپنی کفالت کا ذمہ دار خود ہے، اور عموماً اس کے سر دوسرے افراد کی کفالت کی ذمہ داری بھی رکھی گئی ہے، اس لئے یہ بات کسی طرح قرین انصاف نہیں ہو سکتی تھی کہ مال میراث سے عورت کو مرد کے مساوی حقوق دیئے جائیں پس شریعت کا یہ فیصلہ عورت کے مساویانہ حقوق کے قطعاً منافی نہیں ہے بلکہ شریعت کی منصفانہ تعلیمات اور عورت کے ساتھ اس کے فیاضانہ سلوک کا آئینہ دار ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس موقع پر وفد کے اراکین نے عورت کے دائرہ کار کو بڑی بسط و تفصیل سے بیان کیا اور عورت کے نفسانی رجحانات، ذہنی اور دماغی صلاحیتوں اور مادی وجسمانی قوی کی مسلمہ حیثیتوں کی روشنی میں یہ ثابت کیا کہ اس کے لئے وہی اور صرف وہی دائرہ کار ٹھیک ہے جس کی تعیین اسلامی شریعت نے کی ہے اسی سلسلہ میں نکاح طلاق کے اسلامی نظام کی تنقیح بھی کی گئی اور سعودی علماء نے پوری بالغ نظری کے ساتھ ان مسائل میں اسلام کی معقولیت واشگاف کی، اور اس طویل الذیل بحث نے حقوق نسواں سے متعلق بہت سارے مسائل کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔

جب یہ تفصیلات دانشوران یورپ کے سامنے آئیں تو وہ عش عش کرتے رہ گئے ان کے حاشیۂ خیال میں کبھی یہ بات نہ آئی تھی کہ دنیا کے کسی خطے میں یا کسی مذہب وملت کے پاس اس قدر منصفانہ اور مبنی برحقیقت اصول وضابطے اور آئین وقوانین موجود ہوں گے، چنانچہ وفد کے ایک رکن شیخ محمد مبارک فرماتے ہیں کہ

> ''جس وقت فرانس کے دانشوروں قانون دانوں اور یونیورسٹیوں کے بڑے بڑے پروفیسروں کے سامنے حقوق نسواں کے مسئلہ پر اسلام نظام کی تفصیلات پیش کی گئیں تو وہ بے ساختہ پکار اٹھے کہ اسلامی شریعت نے عورت کو جو مکمل شخصیت عطا کی ہے ابھی تک ہم لوگ اس مقام بلند سے بہت پیچھے ہیں، حالانکہ ہمارے یہاں آزادی نسواں کا بہت شور وغوغا ہے انہوں نے اعتراف کیا کہ عورتوں کے سلسلے میں اسلامی قانون کے مقابلے میں ہمارا فرانسیسی قانون نہایت ناقص ہے، اس (فرانسیسی) آئین میں ۲۷ مقامات ایسے ہیں جہاں مرد اور عورت کے حقوق میں تفریق کی گئی ہے۔ اور عورتوں کو ناقص حقوق دیے گئے ہیں۔''

یہاں یہ وضاحت بیجانہ ہوگی کہ اسلامی نظام سے اہل یورپ کے تاثر کی یہ کیفیت اسی ایک مسئلے کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ جتنے مسائل بھی زیر بحث آئے ان سب کے سلسلے میں ان کے تاثر کا یہی حال تھا، چنانچہ یہی شیخ محمد مبارک فرماتے ہیں کہ:۔

> ''جب ہم لوگ یورپ پہنچے تو ہم نے ہر جگہ دیکھا کہ بڑے اشتیاق سے ہمارا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتظار کیا جارہا ہے لوگ کھلے دل سے ہمارا خیر مقدم کرتے تھے، اور ان کا اندازہ بتلاتا تھا کہ انکے اندر کچھ سیکھنے اور جاننے کی امنگ کروٹیں لے رہی ہے بعض مقامات پر اس شوق فراواں کے ساتھ ساتھ یہ منظر بھی سامنے آیا کہ انسانی حقوق کے میثاق پر سعودی حکومت کے دستخط نہ کرنے کی وجہ سے بہت سے لوگ سراپا حیرت بنے ہوئے ہیں، لیکن جوں ہی ان کے سامنے یہ حقیقت واشگاف ہوئی کہ انسانی حقوق کا اسلامی نظام اقوام متحدہ کے عطا کیے ہوئے حقوق سے بہت زیادہ اعلیٰ وارفع ہے ان کی حیرت کے بادل چھٹ جاتے اور انہیں ایک عجیب قسم کی خوشی اور لذت وسرور محسوس ہوتا چنانچہ انہوں نے مختلف مواقع پر واشگاف لفظوں میں حیرت اور خوشی کا اظہار کیا اور اعتراف کیا کہ اسلام کے بارے میں ان کی سابقہ آرائیں بدل گئی ہیں، اور ان کے سامنے ایسی حقیقتیں کھل گئی ہیں، جو ان کے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھیں۔''

شیخ مبارک ایک اور موقع پر فرماتے ہیں کہ:

''ان اجتماعات کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اسلام اپنی صحیح شکل میں اہل یورپ کے سامنے آ گیا، ہم سے جس طرح کے سوالات کیے گئے اس سے یہ اندازہ ہوا کہ یورپ کے بڑے بڑے عقلاء ودانشور اور مفکرین بھی اسلام کی صحیح تعلیمات اور اصل حقائق سے قطعی ناآشنا تھے، انہیں اسلام کے نام پر چند بدنما داغ اور مسخ شدہ صورتوں کا علم تھا چنانچہ جب ہم نے اصل حقیقت پیش کی تو بڑے خوشگوار نتیجے برآمد ہوئے، اکثر شرکاء کی رائے میں انقلاب آ گیا، اور انہیں اسلام کے ساتھ نفرت کے بجائے ایک گونہ دلچسپی پیدا ہوگئی۔''

ان اجتماعت کے سلسلے میں یہ توضیح بھی ضروری ہے کہ یہ عوامی شکل کے اجتماعات نہیں تھے، بلکہ یہ خواص کی مجلس تھی اور شرکاء کی تعداد بھی محدود تھی، اس لئے منطقی طور پر ان کے اثرات کا دائرہ بھی محدود ہی ہونا چاہیے، تاہم یہ اجتماعات نہایت اعلیٰ سطح کے تھے اور ان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ لینے والی شخصیتیں یورپ کی چوٹی کی شخصیتیں تھیں اس لئے بجا طور پر توقع کی جا سکتی ہے کہ ان کے اثرات دور رس ہونگے پھر جن مقامات پر یہ اجتماعات ہوتے تھے وہاں کے مقامی اخبارات اور صحیفوں میں ان کے خلاصے چھپ جایا کرتے تھے، اور اب اس بات کی کوشش ہو رہی ہے کہ طرفین اس پورے مباحثے کی تفصیلات جامۂ طباعت سے آراستہ کر کے منظر عام پر لائیں اس لئے اس توقع کو تقویت ملتی ہے کہ یہ مساعی خاطر خواہ بار آور ہونگی......

یورپ میں سعودی وفد کے دوران قیام میں اٹلی کے وزیر اعظم اور فرانس کے صدر اور رئیس الوزراء نے بھی ملاقاتیں کیں اور اسلامی نظام اور اسلامی مسائل کے سلسلے میں خاصی دلچسپی کا اظہار کیا۔

سعودی علماء اور یورپین دانشوروں کے اجتماعات کا یہ دوسرا دور شوال ۱۳۹۴ھ میں مکمل ہوا آخر میں فریقین نے یہ طے کیا کہ اس طرح کے اجتماعات آئندہ بھی منعقد کئے جائیں اور گفتگو کے دائرہ کو زیادہ سے زیادہ وسعت دی جائے کیا عجب کہ یہ کوششیں کسی دن اسلام کیلئے اہل یورپ کا دل کھول دیں۔

ان دس رسالوں میں یہ چند اوراق شامل کرنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ یورپ کے دانشور متعصب عیسائی بھی اسلام کی حقانیت کے آگے جھک گئے مگر اسلام کا نام لینے والے شیعہ حضرات اسلام اور اہل اسلام اور سعودی عرب کے خلاف وہ باتیں لکھ اور کر رہے ہیں جو ابلیس سے ہی دو قدم آگے ہیں لہٰذا یہ آستین کے وہ سانپ ہیں جو ابلیس اور یہودیت کے علاوہ کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے پوری انسانیت اور اسلام کو جتنا خطرہ یہودیت سے ہے جو دنیا میں انسانوں کے حقوق کے ساتھ کھیل رہی ہے اور آج اسلام کو یہودیت سے بڑھ کر خطرہ شیعیت سے ہے۔ اگر کوئی ان کو دیکھنا چاہتا ہے تو آغا خانیت بہائیت اسماعیلیت اور نصیریہ جیسی شرک سے بھری ہوئی تنظیموں کو دیکھ لے اس بدنما فکر کے لوگ اہل اسلام کو بدنام کر رہے ہیں جس کا تعلق اہل اسلام سے زرہ برابر نہیں ہے یہ فرقے اسلام پر بدنما داغ ہیں۔

❀❀❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوارج وشیعہ

سے متعلق فتاویٰ علمائے عصر حاضر

جمع وترتیب

فضل الرحمٰن رحمانی الندوی (مدنی)

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خارجی فرقے کی پہچان

(سوال) :......اس حدیث نبوی کا کیا مطلب ہے جو بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ، فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

''آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو کم عمر اور کم عقل ہوں گے۔ مخلوق کی نہایت بہتر بات کہیں گے۔ ان کے ایمان ان کے گلے سے آگے نہیں جائیں گے (صرف زبان پر ایمان ہوگا دل میں نہیں) دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح (زور سے چلایا ہوا) تیر کمان میں سے نکل جاتا ہے۔ تم انہیں جہاں ملو انہیں قتل کر دو۔ ان کے قتل کرنے والے کو ان کے قتل کا ثواب ہے، قیامت کے دن تک۔''

(جواب) :......اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

یہ حدیث اور اس مفہوم کی دوسری حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرقے کا ذکر کیا ہے جسے ''خارجی'' کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ دین میں غلو کرتے اور مسلمان کو ان گناہوں کی بنا پر کافر قرار دیتے ہیں جنہیں اسلام نے موجب کفر قرار نہیں دیا۔ یہ لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانے میں ظاہر ہوئے تھے اور انہوں نے آپ پر کئی امور کی وجہ سے تنقید کی۔ امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں حق کی طرف بلایا اور ان سے مسائل میں مناظرہ کیا۔ نتیجتاً بہت سے خارجیوں نے حق قبول کرلیا اور باقی اپنے غلط موقف پر اڑے رہے۔ جب انہوں نے مسلمانوں پر زیادتی کی تو امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی۔ اس کے بعد دوسرے خلفاء نے بھی مذکورہ احادیث پر عمل کرتے ہوئے خارجیوں سے جنگ کی۔ اس مذہب کے کچھ لوگ اب تک موجود ہیں۔ اور ہر زمانے اور ہر جگہ کے اس قسم کا عقیدہ رکھنے والوں کے لیے شرعی حکم ایک ہی ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة

رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن قعود رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن غدیان

نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

(رحمہم اللہ) فتوی: ۴۲۹۷

❁❁❁❁❁❁

رافضی فرقہ، اسلام کے خلاف ہے

سوال: ......ہم لوگ (سعودی عرب میں) شمالی سرحد پر عراق کے علاقے کے قریب رہتے ہیں۔ یہاں جعفری مذہب کے کچھ افراد ہیں، ہم میں سے بعض ان کے ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں اور بعض کھالیتے ہیں۔ سوال یہ ہے: کیا ہمارے لیے یہ گوشت کھانا جائز ہے؟ واضح رہے کہ یہ لوگ مصیبت اور راحت میں سیدنا علی، سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہم اور دیگر بزرگوں کو پکارتے ہیں۔

جواب: ......اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب صورت حال یہ ہو جو سائل نے ذکر کی ہے کہ وہاں پر موجود جعفری لوگ سیدنا علی، حسن، حسین رضی اللہ عنہم اور دیگر بزرگوں کو پکارتے ہیں تو وہ مشرک اور مرتد ہیں۔ (اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔) ان کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حلال نہیں، کیونکہ وہ مردار کے حکم میں ہے، اگرچہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام ہی لیا ہو۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة

رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن غدیان رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن قعود

نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

(رحمہم اللہ) فتوی: ۱۶۶۱

❁❁❁❁❁❁

ایسے لوگوں سے سروکار نہ رکھیں

سوال:...... ہمارا قبیلہ (مملکتِ سعودیہ کی) شمالی سرحد پر قیام پذیر ہے۔ ہمارا اور عراق کے بعض قبائل کا باہم تعلق اور میل جول رہتا ہے۔ وہ لوگ بت پرست شیعہ ہیں، جو قبے بنا کر ان کو پوجتے ہیں اور ان قبوں کا نام حسن وحسین اور علی رکھتے ہیں۔ اٹھتے ہوئے یا علی، یا حسین کہتے ہیں۔ ہمارے قبیلوں کے بعض افراد نے ان سے شادی بیاہ کے تعلقات قائم کر لئے ہیں اور ہر طرح کا میل جول قائم کر لیا ہے۔ میں نے انہیں نصیحت کی، لیکن انہوں نے سنی ہی نہیں۔ وہ اونچے عہدوں پر فائز ہیں اور میرے پاس اتنا علم نہیں کہ انہیں سمجھا سکوں۔ لیکن میں ان کی حرکتوں کو ناپسند کرتا ہوں اور ان سے میل جول نہیں رکھتا۔ میں نے سنا ہے کہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا جائز نہیں، یہ لوگ ان کا ذبیحہ کھا لیتے ہیں اور بالکل خیال نہیں کرتے۔ آپ سے گزارش ہے کہ ارشاد فرمائیں مذکورہ بالا صورت حال میں ہمارا کیا فرض ہے؟

جواب:...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

جب صورت حال یہ ہو جو آپ نے ذکر کی ہے کہ وہ سیدنا علی، حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) وغیرہ کو پکارتے ہیں تو وہ شرک اکبر کے مرتکب ہیں۔ جس کی وجہ سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس لیے انہیں مسلمان لڑکیوں کا رشتہ دینا جائز نہیں اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنا بھی جائز نہیں، نہ ان کا ذبیحہ کھانا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ (البقرہ:٢/ ٢٢١)

”اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں اور مومن لونڈی مشرکہ عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ (مشرکہ) تمہیں اچھی لگے۔ اور مشرکوں کو رشتہ نہ دو حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں۔ اور مومن غلام مشرک مرد سے بہتر ہے اگرچہ تمہیں اچھا لگے۔ یہ لوگ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے اذن سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کے لیے اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔“

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة

رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن قعود رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن غدیان

نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

(رحمہم اللہ) فتوی: ٣٠٠٨

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعی عقائد سے متعلق اہم کتب

سوال:...... حسب استطاعت شیعہ کے عقائد بیان فرمائیں۔

جواب:...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

شیعہ کے بہت سے فرقے ہیں۔ ان میں سے کچھ غلو کے مرتکب ہیں، کچھ اس قدر غلو نہیں کرتے۔ آپ ان کتابوں کا مطالعہ کریں جن میں علماء نے ان کے فرقوں کی تفصیل اور ہر فرقے کا الگ الگ عقیدہ بیان کیا ہے۔ مثلاً "مقالات الاسلامیین" تصنیف ابوالحسن اشعری، "منهاج السنة" تصنیف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، "اَلْفَرقُ بَیْنَ الْفِرَقْ" تصنیف عبدالقاہر بغدادی رحمہ اللہ۔ "الملل والنحل" از شہرستانی۔ "اَلْمِلَلْ وَالنِّحَل" از ابن حزم رحمہ اللہ اور "مختصر تحفہ اثنا عشریہ" وغیرہ۔ تاکہ آپ ان کے عقائد سے بخوبی واقف ہو سکیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة

رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن قعود رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن غدیان

نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

(رحمہم اللہ) فتوی: ۳۰۸ے

❀❀❀❀❀❀

شیعہ کے متعدد فرقے ہیں

سوال:...... کیا موجودہ دور کے تمام شیعہ یا ان کے لیڈر کافر ہیں؟

جواب:...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

موجودہ دور کے بہت سے فرقے ہیں۔ ان کے بارے میں آپ موجودہ دور کے علماء کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیں پڑھیں تاکہ آپ کو ان کے بارے میں حکم کا تفصیل سے علم ہو سکے۔ آپ مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔ علامہ محمود شکری آلوسی کی "مختصر تحفه اثنا عشریه" محب الدین خطیب کی "الخطوط العريضه" امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی "منهاج السنه" اور امام ذہبی رحمہ اللہ کی "المنتقی".

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة

رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن قعود رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن غدیان

نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

(رحمہم اللہ) فتوی: ۸۱۸۷

❀❀❀❀❀❀

شیعہ کا سب سے بڑا گمراہ فرقہ

سوال:...... آپ کا شیعہ کے بارے میں کیا فیصلہ ہے؟ خصوصاً وہ شیعہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کو نبوت کا مقام حاصل ہے اور جبریل علیہ السلام غلطی سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے تھے؟

جواب:...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

شیعہ کے بہت سے فرقے ہیں۔ ان میں سے جو اس بات کا قائل ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مقام نبوت کے حامل ہیں اور جبریل علیہ السلام غلطی سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے تھے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص کافر ہے۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللجنة الدائمة

رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن قعود رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن غدیان

نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

(رحمہم اللہ) فتوی: ۸۵۶۴

❁❁❁❁❁❁

اہلسنّت اور شیعہ میں اختلافات اصولی ہیں

سوال:......گزارش ہے کہ اہل سنت اور شیعہ کے مابین اختلاف کی وضاحت فرمائیں اور یہ بتائیں کہ ان میں سے کون سا فرقہ اہل سنت سے زیادہ قریب ہے؟

جواب:......اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

اہل سنت والجماعت اور شیعہ کے درمیان توحید، نبوت اور امامت وغیرہ کے متعلق بہت سے امور میں اختلاف ہے۔ بہت سے علماء نے اس موضوع پر اپنی کتابوں میں روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے ''منہاج السنۃ'' میں، شہرستانی نے ''الملل والنحل'' میں، ابن حزم نے ''الملل والنحل'' میں اور دیگر علماء نے بھی لکھا ہے مثلاً محب الدین خطیب کی تصنیف ''الخطوط العریضه'' اور ''مختصر تحفه اثنا عشریه۔'' آپ مذکورہ بالا کتابوں میں اس موضوع کا مطالعہ کریں۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة

رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن قعود رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن غدیان

نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

(رحمہم اللہ) فتوی: ۸۸۵۲

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رافضی عوام کا حکم

سوال:...... اثنا عشریہ کے رافضی عوام کا کیا حکم ہے؟ کیا کسی گمراہ فرقے کے علماء اور عوام کے متعلق کفر یا فسق کا حکم لگانے میں فرق بھی ہوتا ہے؟

جواب:...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

عوام میں سے جو شخص کفر وضلالت کے کسی پیشوا کا ساتھ دے، زیادتی اور سرکشی کرتے ہوئے ان کے بڑوں اور سرداروں کی حمایت کرے، اس پر انہی کی طرح کفر یا فسق کا حکم لگایا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ○ إِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ○ خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ○ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يٰلَيْتَنَا أَطَعْنَا اللّٰهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ○ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ○ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ○﴾

(الاحزاب:۳۳/ ۶۳-۶۸)

’’لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے اور آپ کیا جانیں کہ شاید قیامت جلد ہی واقع ہونے والی ہے۔ بے شک اللہ نے کافروں کو ملعون قرار دیا ہے اور ان کے لیے دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے کوئی دوست اور کوئی مددگار نہ پائیں گے۔ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے کاش! ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ وہ کہیں گے ''یا رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بزرگوں کی اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں راہ راست سے بھٹکا دیا۔ یا رب! انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔''

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل آیات پڑھیے (سورۃ بقرہ آیت: ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، سورۃ الاعراف آیت: ۳۷، ۳۸، ۳۹۔ سورۃ ابراہیم آیت: ۲۱، ۲۲۔ سورۃ الفرقان آیت: ۲۸، ۲۹۔ سورۃ قصص آیت: ۶۲، ۶۳، ۶۴۔ سورۃ سباء آیت: ۳۱، ۳۲، ۳۳۔ سورۃ الصافات آیت: ۲۰ تا ۳۶، سورۃ مومن آیت: ۴۷ تا ۵۰) اس کے علاوہ بھی اس مفہوم کی بہت سی آیات اور احادیث ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مشرکین کے سرداروں سے بھی جنگ کی اور عام مشرکوں سے بھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بھی یہی رہا۔ انہوں نے سرداروں اور پیروکاروں میں کوئی فرق نہیں کیا۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة

رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن قعود رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن غدیان

نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

(رحمہم اللہ) فتویٰ: ۹۲۴۷

❀❀❀❀❀❀

شیعہ ایک نوایجاد مذہب ہے

سوال کیا شیعہ امامیہ کا فرقہ بھی اسلامی فرقہ ہے، اسے کس نے ایجاد کیا؟ کیونکہ شیعہ اپنے مذہب کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اگر شیعہ کا مذہب اسلامی مذہب نہیں ہے تو ان میں اور اسلام میں کیا اختلافات ہیں؟ آپ سے گزارش ہے کہ واضح تسلی بخش اور مدلل جواب دیں۔ خصوصاً مذہب شیعہ اور ان کے عقائد کے متعلق بتائیں اور اسلام میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نئے ایجاد ہونے والے بعض مسالک بیان کریں۔

جواب:...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

شیعہ امامیہ مذہب اپنے اصولی اور فروعی مسائل کے لحاظ سے ایک نو ایجاد مذہب ہے آپ "الخطوط العريضه" "مختصر تحفه اثنا عشريه" اور شیخ الاسلام کی کتاب "منهاج السنه" کا مطالعہ کریں۔ ان کتابوں میں ان کی بہت سی بدعات مذکور ہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة

رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن قعود رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن غدیان

نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (رحمہم اللہ)

فتوی: ۹۴۲۰

خمینی کے نظریات کی ایک جھلک

سوال:...... نائیجیریا کے مسلمان نوجوانوں میں ایرانی شیعی انقلاب اور آیت اللہ خمینی کی محبت بہت پھیل گئی ہے۔ یہ نوجوان سمجھتے ہیں کہ اسلامی دنیا میں ایران کے سوا کوئی اسلامی حکومت شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتی اور آیت اللہ خمینی کے سوا کسی مملکت کا سربراہ مسلمان نہیں۔ اب نائیجیریا میں ان کی دعوت پھیلنے لگ گئی ہے۔ اس لیے ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ ایران کے شیعہ اور اس حکومت کے سربراہ آیت اللہ خمینی اور اس کی دعوت کے متعلق وضاحت سے بیان فرمائیں۔ ہم ان شاء اللہ اس کا ترجمہ اگر ہو سکا تو انگریزی زبانوں میں کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ اس ملک میں ہمیں اس عقیدے سے نجات مل سکے۔ کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران کی حکومت نائیجیریا میں مسلمانوں کو ہر ماہ بہت سی کتابیں بھیجتی ہے۔ لہٰذا ہمیں فتویٰ دیجیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور برکت دے۔

جواب :...... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

ان نوجوانوں کا یہ خیال کہ اسلامی دنیا میں ایران کے سوا کوئی اسلامی حکومت شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتی اور آیت اللہ خمینی کے سوا کسی مملکت کا سربراہ مسلمان نہیں، ایک غلط خیال بلکہ جھوٹ اور افتراء ہے۔ جس طرح کہ حکومت ایران اور اس کے سربراہ کے عقیدہ و عمل سے واضح ہے۔ اثنا عشری امامیہ شیعہ نے اپنی کتابوں میں اپنے اماموں سے نقل کیا ہے کہ وہ قرآن مجید جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حفاظ قرآن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعاون سے جمع کیا تھا وہ اصل قرآن میں تحریف، یعنی کمی، زیادتی، بعض الفاظ اور جملوں میں تبدیلی اور بعض آیات اور سورتوں کو حذف کر کے تیار کیا گیا تھا۔ جو شخص بھی حسین بن محمد تقی نوری طبرسی کی کتاب ''فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب'' پڑھے گا، جس میں قرآن مجید کی تحریف ثابت کی گئی ہے اور اس طرح کے دوسرے افراد کی وہ کتابیں پڑھے گا جو رافضیوں کی تائید اور ان کے مذہب کی اثبات میں لکھی گئی ہیں مثلاً ابن مظفر کی ''منہاج الکرامہ'' تو اس کے سامنے یہ تمام باتیں واضح طور پر آجائیں گی۔ اسی طرح وہ سنت نبوی کے صحیح مجموعوں مثلاً صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی طرف توجہ نہیں کرتے اور عقیدے یا فقہ کے مسائل معلوم کرنے کے لیے ان کتب احادیث کو استدلال کے قابل نہیں سمجھتے۔ قرآن مجید کے فہم و تفسیر کے لیے ان پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ انہوں نے حدیث کی اپنی کتابیں بنا رکھی ہیں اور اپنے الگ الٹے سیدھے اصول بنا رکھے ہیں جن سے وہ اپنے خیال میں صحیح اور ضعیف روایات میں امتیاز کرتے ہیں۔ جن میں سے ایک اصول یہ ہے کہ وہ ان بارہ اماموں کے اقوال کی طرف رجوع کرتے ہیں جنہیں وہ معصوم قرار دیتے ہیں۔ پھر انہیں قرآن مجید اور صحیح سنت کا علم کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ شریعت کے پختہ اصول واحکام کہاں سے معلوم کر سکتے ہیں جن کو وہ اپنی ایرانی قوم پر نافذ کر سکتے ہیں جن پر وہ حکومت کر رہے ہیں۔ان حقائق کی موجودگی میں یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ آیت اللہ خمینی کے علاوہ کوئی مسلمان سربراہ مملکت موجود نہیں۔جبکہ خمینی نے اپنی کتاب ''حکومت اسلامیہ'' میں صفحہ ۵۲ پر ''ولایت تکوینی'' کے عنوان سے لکھا ہے: ''ائمہ کرام کو مقام محمود، درجہ بلند اور خلافت تکوینی حاصل ہے۔ان کی حکومت اور اقتدار کائنات کے ہر ذرے پر قائم ہے اور ہمارے مذہب کے بنیادی عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ ہمارے ائمہ کو ایسا مقام حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے، نہ کوئی نبی اور رسول۔'' یہ نہایت واضح جھوٹ اور کھلا بہتان ہے۔ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں ''مختصر تحفہ اثنا عشریہ'' از علامہ محمود شکری آلوسی، ''الخطوط العریضہ'' از محب الدین خطیب، ''منہاج السنۃ النبویہ فی نقض کلام الشیعہ والقدریہ'' از علامہ شیخ احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ اور ''المنتقی من منہاج السنۃ'' از امام ذہبی۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

اللجنة الدائمة

رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن قعود رکن: (فضیلۃ الشیخ) عبداللہ بن غدیان

نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

(رحمہم اللہ) فتوی: ۱۱۴۶۱

✿✿✿✿✿✿

کیا ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے؟

سوال:......کیا ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے؟

جواب:......لفظ شیعہ کا معنی گروہ اور فرقہ ہوتا ہے۔قرآن مجید میں لفظ شیعہ کسی خاص مذہب کے لیے مستعمل نہیں ہوا۔شیعہ حضرات کا اپنے مذہب کی حقانیت کے لیے سورۃ الصافات کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۸۳ ﴿وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ﴾ پیش کرنا درست نہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لیے یہ جو لفظ استعمال کیا گیا ہے تو اس کا معنی گروہ ہے نہ کہ موجودہ شیعہ۔ آیت کا صاف مطلب یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سیدنا نوح علیہ السلام کے گروہ سے تھے۔ یعنی جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے، اسی طرح ابراہیم علیہ السلام بھی نبی تھے۔ قرآن مجید نے جہاں ابراہیم علیہ السلام کے دین کا ذکر کیا ہے، وہاں یوں ارشاد فرمایا ہے:

﴿مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (آل عمران:۳/ ٦٧)

''ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور نہ عیسائی لیکن وہ تو یکسو مسلم تھے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کا دین بیان کرتے ہوئے ﴿حَنِيفًا مُّسْلِمًا﴾ کہا ہے۔ اگر وہ مذہباً شیعہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتے: ''مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ شِيعَةً'' لیکن قرآن میں اس طرح مذکور نہیں۔

قرآن مجید میں اکثر و بیشتر مواقع پر لفظ شیعہ شریروں، فسادیوں اور فتنہ بازوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ○ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○﴾ (الحجر:۱۰/ ۱۰، ۱۱)

''البتہ ہم نے آپ سے پہلے کئی رسول اگلے شیعوں میں بھیجے اور ان کے پاس کوئی بھی رسول نہیں آیا مگر وہ ان سے مذاق کرتے تھے۔''

اگر لفظ شیعہ سے مراد شیعہ فرقہ ہے تو پھر اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسولوں کے ساتھ مذاق کرنے والے شیعہ تھے۔ اس آیت کی تفسیر میں شیعہ مفسر عمار علی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

''یہاں شیعہ سے مراد وہ کافر ہیں جو رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا و مذاق کرتے تھے۔''

(تفسیر عمدة البیان ۲/ ۱۷٤)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ﴾

(الانعام:٦٥)

’’کہہ دیجیے اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ تمہارے اوپر سے عذاب بھیج دے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تم کو شیعہ بنا کر آپس میں لڑا دے۔‘‘

اگر لفظ ﴿شِيَعًا﴾ سے شیعہ فرقہ مراد ہے تو ان کے عذاب الٰہی میں گرفتار ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اس آیت کے متعلق شیعہ مفسر عمار علی نے لکھا ہے:

’’اس آیت میں لفظ ﴿شِيَعًا﴾ شریروں، فسادیوں اور فتنہ بازوں پر بولا گیا ہے۔‘‘ (عمدة البيان ١/ ٣٥٣)

﴿اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا﴾ (القصص:٢٨/ ٤)

’’بے شک فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور وہاں کے رہنے والوں کو شیعہ بنا دیا۔‘‘

اس آیت سے معلوم کہ لوگوں کو شیعہ بنانے والا فرعون تھا۔

﴿وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا﴾ (الروم:٣/ ٣١، ٣٢)

’’اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور وہ شیعہ تھے۔‘‘

اس آیت کی تفسیر میں شیعہ مفسر نے لکھا ہے:

’’اس آیت میں شیعہ...... مشرکوں، بت پرستوں، دشمنان دین اور یہود ونصاریٰ کو کہا گیا ہے۔‘‘ (عمدة البيان: ٣/ ١٣)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ﴾

(الانعام: ١/ ١٥٩)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بے شک وہ لوگ جنہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور شیعہ ہو گئے، ان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں۔''

اس آیت نے صراحت کر دی کہ اللہ کے رسول ﷺ کا شیعوں سے کوئی تعلق نہیں۔ جس فرقہ سے اللہ کے رسول ﷺ کا کوئی تعلق نہ ہو، اس کے گمراہ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

مندرجہ بالا آیات میں لفظ شیعہ گروہ بندی کے معنی میں ہے۔ اگر لفظ شیعہ سے خاص فرقہ مراد لیں تو خود سمجھ لیں کہ مذکورہ پانچ آیات میں شیعہ کسے کہا گیا ہے؟

کیا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل اور مشکل کشا ہیں؟

سوال:...... کچھ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا ہیں اور خلیفہ بلا فصل تھے۔ کیا ایسا عقیدہ کتاب وسنت کے خلاف نہیں؟

جواب:...... اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ)) [1]

''جس کا میں دوست ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے۔ اے اللہ! جو علی سے دوستی لگائے تو بھی اسے دوست بنا اور جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔''

مذکورہ بالا حدیث کا مفہوم اس کے الفاظ سے بالکل واضح ہے کہ یہاں مولیٰ سے مراد دوست ہے۔ یہاں مولیٰ سے مراد خلیفہ بلا فصل ہے اور نہ مشکل کشا اور حاجت روا۔ بلکہ خلیفہ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مشکل کشا اللہ تبارک وتعالیٰ ہے، جو ہر کسی کے نفع ونقصان کا مالک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] مسند احمد: ۵/۴۱۹، ۱/۸۴۔ طبرانی کبیر: ۴۰۵۲۔ مجمع الزوائد: ۹/۱۲۸، ۱۴۶۱۰۔ بزار: ۲۵۱۹۔ کتاب السنۃ لابن ابی عاصم: ۲/۵۹۰، ابن حبان: ۲۲۰۵۔ جامع ترمذی: ۳۷۱۲۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ۱۷۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ (یونس: ۱۰/ ۱۰۷)

''اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچا دے تو اسے دور کرنے والا کوئی نہیں مگر صرف وہی (اللہ تعالیٰ) اور اگر وہ آپ کے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو رد کرنے والا کوئی نہیں۔ وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جسے چاہے عطا کرتا ہے اور وہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مشکل اور مصیبت کو دور کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس کے علاوہ کوئی نہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (النمل: ۲۷/ ۶۲)

''بے کس ولاچار جب پکارے تو ان کی پکار کو قبول کر کے کون مصیبت کو دور کرتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ (جو مشکل حل کر سکے) تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔''

نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا:

((وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ)) [1]

''اور جب بھی تو سوال کرے اللہ سے سوال کر اور جب بھی تو مدد طلب کرے اللہ

[1] ترمذی، کتاب صفة القیامة: باب (۲۵۱۶)، مسند احمد (۱/ ۲۹۳۔۳۰۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ سے مدد طلب کر۔ یقین کر لے بلاشبہ اگر ساری امت اس بات پر جمع ہو جائے کہ وہ تجھے کسی چیز سے نفع پہنچائے تو وہ نفع نہیں پہنچا سکتی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ اور اگر ساری امت تجھے نقصان پہنچانے پر اکٹھی ہو جائے تو تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی مگر وہی جو اللہ نے تیرے خلاف لکھ دیا ہے۔''

مذکورہ بالا آیات اور صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے نفع و نقصان کا مالک، مشکل کشا اور حاجت روا صرف اللہ کی ذات ہے۔ کائنات میں سے کوئی فرد بھی کسی کے نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بات سمجھا دی کہ آپ کی امت میں سے کوئی شخص بھی خواہ وہ نیک ہو یا بد، امیر ہو یا غریب، حکمران ہو یا رعایا، الغرض کوئی بھی کسی کی قسمت کا مالک نہیں۔ ہر قسم کا اختیار اللہ کے پاس ہے۔ وہی مختار کل، مشکل کشا اور حاجت روا ہے۔

شیعہ اثنا عشریہ اور قرآن

سوال :...... کیا شیعہ اثنا عشریہ ہمارے قرآن پر ایمان نہیں رکھتے؟

جواب :...... اللہ وحدہ لاشریک لہ نے اپنے انبیاء و رسل پر کتب و صحائف نازل فرمائے اور اس سلسلے کی آخری کڑی امام اعظم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر بذریعہ جبریل امین قرآن نازل فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ۝﴾

(البقرۃ:۲/ ۹۷-۹۸)

''آپ کہہ دیں جو شخص جبریل (علیہ السلام) کا دشمن ہے جس نے آپ کے دل پر اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کو اللہ کے حکم سے اتارا ہے جو اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے سامنے ہے اور یہ ہدایت وخوشخبری ہے ایمان والوں کے لیے جو شخص اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہے تو بلا شبہ اللہ تعالیٰ بھی کافروں کا دشمن ہے۔''

اس آیت کریمہ میں واضح کیا گیا ہے کہ جبریل امین علیہ السلام یہ قرآن لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر:١٠/ ٩)

''بے شک ہم نے اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ○ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ○﴾

(فصلت:٤١، ٤٢)

''بے شک وہ لوگ جنہوں نے قرآن حکیم کے ساتھ کفر کیا جب وہ ان کے پاس آیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک زبردست کتاب ہے، باطل نہ سامنے سے اس پر آ سکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔ یہ ایک حکیم وحمید کی نازل کردہ ہے۔''

معلوم ہوا کہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس میں باطل کو دخل نہیں اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری رب ذوالجلال والاکرام نے لے رکھی ہے۔ قرآن حکیم لا ریب کتاب ہے، اس میں تبدیلی وتحریف ناممکن ہے۔ قرآن حکیم کا اعجاز ہے کہ اس جیسی کتاب کوئی لا سکتا ہے اور نہ لا سکے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ وحی الٰہی لوگوں کو سنانا شروع کی تو کفار نے کہا: اس میں کچھ ترمیم کر لو، تب ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات مان سکتے ہیں۔ تو ارشاد الٰہی ہوا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾ (یونس: ۱۰/ ۱۵)

''اور جب ان پر ہماری واضح آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملاقات کی توقع نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں کچھ ترمیم کرو۔ آپ (ﷺ) ان سے کہہ دیجیے کہ میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں اپنی طرف سے اس میں کوئی تغیر وتبدل کرلوں، میں تو بس اس وحی کا پیروکار ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا ڈر ہے۔''

معلوم ہوا کہ وحی الٰہی قرآن میں تغیر وتبدل کا حق کسی کو نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک قرآن حکیم ایک مکمل جامع کتاب ہے، اس میں کسی قسم کا شبہ، تغیر وتبدل اور تحریف ممکن نہیں۔ جس طرح نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کرنے کے لیے کہا انہوں نے اسی طرح اس کو جمع کردیا۔ قرآن کی تحریف کا قائل مسلمان نہیں ہے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے نصاریٰ کا یہ الزام نقل کیا ہے:

((وَاَيْضًا فَاِنَّ الرَّوَافِضَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ اَصْحَابَ نَبِيِّكُمْ بَدَّلُوا الْقُرْاٰنَ وَاَسْقَطُوْا مِنْهُ وَزَادُوْا فِيْهِ)) ❶

''نیز روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ تمہارے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے قرآن پاک کو تبدیل کردیا ہے اور اس میں سے کچھ آیات ساقط کردی ہیں اور کچھ زیادہ کردی ہیں۔''

---

❶ الفصل فی الملل والاهواء والنحل: ۲/ ۷۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا جواب دیتے ہوئے امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَأَمَّا قَوْلُهُمْ فِي دَعْوَى الرَّوَافِضِ تَبْدِيْلُ الْقِرَاءَاتِ فَإِنَّ الرَّوَافِضَ لَيْسُوْا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، إِنَّمَا هِيَ فِرَقٌ حَدَثَ أَوَّلُهَا بَعْدَ مَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ سَنَةً وَكَانَ مَبْدَأُهَا إِجَابَةَ مِمَّنْ خَذَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِدَعْوَةِ مَنْ كَادَ الْإِسْلَامَ وَهِيَ طَائِفَةٌ تَجْرِيْ مَجْرَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارَى فِي الْكَذِبِ وَالْكُفْرِ)) ❶

”رہا نصاریٰ کا یہ کہنا کہ روافض کا دعویٰ ہے کہ صحابہ نے قرآن تبدیل کر دیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ: روافض کا شمار مسلمانوں میں نہیں ہے۔ یہ ایسے فرقے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ۲۵ سال بعد پیدا ہوئے اور ان فرقوں کی ابتدا اس شخص کی دعوت کو قبول کرنے کی وجہ سے ہوئی جسے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے خلاف سازشیں کرنے والوں کا داعی ہونے کی وجہ سے ذلیل و رسوا کر دیا تھا۔ روافض کا یہ گروہ جھوٹا ہونے اور کفر میں یہود و نصاریٰ کے راستے پر گامزن ہے۔“

حافظ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ کی اس توضیح سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث کے نزدیک تحریف قرآن کا قائل مسلمان نہیں ہے۔ روافض کو انہوں نے مسلمانوں میں شمار کیا۔ اس لیے کہ یہ لوگ تحریف قرآن کے قائل اور عقائد فاسدہ رکھتے تھے۔ شیعہ حضرات کا ایمان موجودہ قرآن کریم پر ہے اور نہ ہو ہی سکتا ہے۔ اس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

۱...... شیعہ کے عقائد کا جزو لاینفک یہ ہے کہ ناقلانِ قرآن اور راویانِ دین اسلام، یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت جھوٹی تھی۔ ان میں سے ایک آدمی بھی ایسا نہ تھا جس نے حق و صداقت کو دل و جان سے قبول کیا ہو۔ اور ان کے نزدیک اصحاب رسول ﷺ کے دو گروہ تھے۔ ایک گروہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور دیگر ہزاروں صحابہ کی تعداد میں

❶ الفصل فی الملل والهواء والنحل : ۲/ ۷۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود تھا۔ دوسرا گروہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے چند ساتھیوں پر مشتمل تھا۔ پہلے گروہ کے جھوٹ کا نام انہوں نے نفاق رکھا ہے اور دوسرے گروہ کے جھوٹ کا نام تقیہ رکھا ہے۔ شیعہ کا ثقۃ الاسلام ابوجعفر محمد بن یعقوب الکلینی لکھتا ہے کہ: امام باقر نے فرمایا:

((كَانَ النَّاسُ اَهْلَ رِدَّةٍ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِلَّا ثَلاثَةٌ، فَقُلْتُ وَمَنِ الثَّلاثَةُ؟ فَقَالَ الْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ وَاَبُوْذَرِّ الْغِفَارِيُّ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ)) ❶

''نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد لوگ مرتد ہو گئے تھے، سوائے تین اشخاص کے۔'' راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا: ''وہ تین کون ہیں؟'' تو انہوں نے کہا: ''مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی (رضی اللہ عنہم)۔''

قاضی نور اللہ شوشتری نے لکھا ہے کہ امام باقر سے روایت ہے:

((ارْتَدَّ النَّاسُ اِلَّا ثَلاثَ نَفَرٍ سَلْمَانُ وَاَبُوْذَرِّ وَالْمِقْدَادُ.)) ❷

''تین کے سوا تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ سلمان فارسی، ابوذر غفاری اور مقداد بن اسود (رضی اللہ عنہم)۔''

اس کے بعد لکھتا ہے:

((یعنی حضرت امام فرمود که جمیع مشاهیر صحابه که استماع نص نبوی در باب خلافت امیر المومنین نموده بودند مرتد شدند الا سه نفر که سلمان وابوذر ومقداد است.)) ❸

---

❶ كتاب الروضة من الكافي: ٢٤٥/٨.

❷ مجالس المومنين: ٢٠٣/١.

❸ مجالس المومنين ٢٠٣/١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''امام باقر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''تمام مشہور صحابہ امیر المومنین کی خلافت کے بارے میں نص نبوی سننے کے باوجود پھر گئے اور مرتد ہو گئے سوائے تین اشخاص کے، یعنی سلمان، ابوذر اور مقداد۔''

احمد بن علی الطبرسی نے لکھا ہے:

((وَمَا مِنَ الْأُمَّةِ اَحَدٌ بَايَعَ مُكْرِهًا غَيْرَ عَلِيٍّ وَاَرْبَعَتِنَا)) ❶

''امت میں سے کوئی ایسا آدمی نہ تھا جس نے دلی رضا مندی کے بغیر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ہو۔ علی رضی اللہ عنہ اور چار اشخاص کے سوا یعنی ابوذر، سلمان، مقداد اور عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہم)۔''

طبرسی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تمام امت مسلمہ نے دل و جان سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی، صرف مذکورہ چار اشخاص ایسے تھے جنھوں نے مجبوراً بیعت کی اور جو بات ان کے دل میں تھی وہ زبان پر نہ تھی۔ یعنی ان کا ظاہر و باطن ایک نہ تھا (العیاذ باللہ) زبان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور دل سے کسی اور کے ساتھ۔ شیخ الطائفہ الامامیہ ابوجعفر الطوسی رقمطراز ہے:

((عَنْ حُمْرَانَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ جَعْفَرَ: مَا اَقَلَّنَا لَوِ اجْتَمَعْنَا عَلٰى شَاةٍ مَا اَفْنَيْنَاهَا، قَالَ، فَقَالَ: اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَعْجَبَ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ فَقُلْتُ بَلٰى، قَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ ذَهَبُوْا اِلَّا وَاَشَارَ بِيَدِهِ ثَلَاثَةٌ)) ❷

''حمران نے کہا میں نے امام باقر سے کہا: ''ہماری تعداد کس قدر کم ہے، اگر ہم ایک بکری پر جمع ہوں تو اسے بھی ختم نہ کر پائیں۔'' امام نے کہا: ''میں تجھے اس سے بھی عجیب بات نہ بتاؤں؟'' میں نے کہا: ''کیوں نہیں؟'' فرمایا: ''مہاجرین وانصار تین کے علاوہ سب چلے گئے، یعنی مرتد ہو گئے تھے۔''

---

❶ الاحتجاج: ٨٤/١. ❷ رجال کشي، ص: ٧١.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعہ کے مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تمام صحابہ (العیاذ باللہ) مرتد ہو گئے تھے اور یہ عقیدہ انہوں نے اپنے مزعومہ ائمہ معصومین سے نقل کیا ہے۔ شیعہ کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں موقف مزید معلوم کرنا ہو تو اسد حیدر کی کتاب "الصحابة فى نظر الشيعة الامامية" مطبوعہ قاہرہ اور باقر مجلسی کی "بحار الأنوار" سے مطاعن پر مشتمل جلدوں کا مطالعہ کریں۔ جس سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ ان کے نزدیک دین اسلام کے راویان اور ناقلان قرآن جھوٹے تھے۔ جب تک عدالت و عظمت صحابہ کو شیعہ تسلیم نہیں کر لیتے اتنی دیر تک ان کا قرآن حکیم پر ایمان درست نہیں ہو سکتا۔ صحابہ پر تبرا اور سب و شتم کرنا ان کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس عقیدے کی موجودگی میں قرآن حکیم پر ایمان محال و ناممکن ہے۔ تقیہ اور کتمان کے بارے میں اصول کافی وغیرہ کتب کا مطالعہ کر لیں۔

شیعہ علماء کے اقرار کے مطابق اس قرآن کو خلفائے ثلاثہ نے جمع کیا اور انہی کے انتظام وانصرام سے یہ پوری دنیا میں پھیلایا گیا اور اس موجودہ قرآن کی قابل وثوق تصدیق ان کے ائمہ معصومین سے نہیں ملتی۔ اور خلفائے ثلاثہ کے متعلق شیعہ کا عقیدہ ہے کہ وہ دین دشمن تھے اور اسلام کے لبادے میں حصول حکومت کے لیے رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع تھے اور آپ ﷺ پر ان کا رعب و دبدبہ اس قدر تھا کہ آپ ﷺ ان سے پوچھے بغیر کوئی کام سر انجام نہیں دیتے تھے۔ اور ان کے رعب کی وجہ سے آپ ﷺ خلافت بلافصل کا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے کھلے عام واضح اور دوٹوک اعلان نہ کر سکے۔ لہٰذا جو چیز دین دشمن لوگوں نے لکھ کر پھیلا دی ہو وہ معتبر اور قابل وثوق کیسے ہو سکتی ہے؟ شیعہ کا کہنا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو لوگ مرتد ہو گئے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف ہو گئے اور اپنے لیے زمام حکومت پر قابض ہو گئے۔ علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے غسل اور کفن دفن کے بعد اپنے گھر میں محصور ہو کر قرآن تالیف کرنے لگے۔ جب قرآن پاک جمع کر لیا تو اسے انصار و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہاجرین کے پاس لے کر آئے، اس لیے کہ اس بات کی انہیں رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی تھی۔ فصل الخطاب میں ہے:

((فَلَمَّا فَتَحَهُ أَبُوْبَكْرٍ خَرَجَ فِيْ أَوَّلِ صَفْحَةٍ فَتَحَهَا فَضَائِحُ الْقَوْمِ فَوَثَبَ عُمَرُ وَقَالَ يَا عَلِيُّ! أُرْدُدْهُ فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِيْهِ، فَأَخَذَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَانْصَرَفَ)) ❶

''جب اسے ابوبکر نے کھولا تو پہلے صفحہ پر قوم کی فضیحتوں اور رسوائیوں کا ذکر تھا۔ عمر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: ''اے علی! اس کو لے جاؤ، ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔'' علی علیہ السلام نے اس قرآن کو لیا اور چلے گئے۔''

پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قاری قرآن کو بلا کر نیا قرآن لکھوایا گیا اور اس میں سے انصار و مہاجرین کی ذلت ورسوائی والی آیات کو نکال دیا گیا۔ (الاحتجاج للطبرسی ۱/ ۱۵۶)

دوسری روایت میں ہے کہ جب صحابہ نے کہا: ''ہمیں تمہارے جمع کردہ قرآن کی حاجت نہیں۔'' تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((وَاللّٰهِ مَا تَرَوْنَهُ بَعْدَ يَوْمِكُمْ هٰذَا)) ❷

''اللہ کی قسم! تم اس قرآن کو آج کے بعد کبھی نہیں دیکھو گے۔''

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ شیعہ کے نزدیک موجودہ قرآن کے جامع ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے اور انہوں نے اسے سیدنا زید بن ثابت سے لکھوا کر دنیا میں پھیلا دیا اور اصل قرآن جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا وہ تسلیم نہ کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے اسے غائب کر دیا۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا پھیلایا ہوا قرآن ہی آج دنیا میں پڑھا جا رہا ہے اور اس کے حافظین دنیا کے ہر گوشے میں موجود ہیں۔

---

❶ فصل الخطاب في اثبات تحريف كتاب رب الارباب، ص: ٧.

❷ فصل الخطاب في اثبات تحريف كتاب رب الارباب، ص: ٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔ ملا باقر مجلسی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

((ابوبکر و عمر .... هردو کافر بودندو هرکه ایشان رادوست دارد کافر است .)) ❶

''ابوبکر وعمر دونوں کافر تھے اوران سے دوستی رکھنے والا ہر فرد بھی کافر ہے۔'' (العیاذ باللہ)

اس کے بعد لکھتا ہے:

((ودریں باب احادیث بسیار است ودر کتب متفرق است واکثر در بحار الانوار مذکور است .)) ❷

''اس بارے میں بہت سی روایات ہیں اور متفرق کتب میں موجود ہیں اور اکثر کا ذکر ''بحارالانور'' میں موجود ہے۔''

بحارالانور باقر مجلسی ہی کی کتاب ہے، جو ۱۱۰ جلدوں میں چھپی ہے اور راقم الحروف کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ مجلسی نے لکھا ہے:

((اعتقاد ما در براء ت آنستکه بیزاری جویند از بت هائے چهار گانه یعنی ابوبکر و عمر وعثمان ومعاویه وزنان چهارگانه یعنی عائشه وحفصه وهند وام الحکم واز جمیع اشیاع واتباع ایشان وآنکه ایشان بدترین خلق خدایند وآنکه تمام نمی شود اقرار بخدا ورسول وائمه مگر به بیزاری از دشمنان ایشان .)) ❸

''تبرا کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ چار بتوں سے بیزاری اختیار کریں۔

❶ حق اليقين، ص: ٥٤٢. ❷ حق اليقين، ص: ٥٤٢.
❸ حق اليقين ص /٥٣٩

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ابوبکر، عمر، عثمان اور معاویہ سے اور چار عورتوں سے بیزاری اختیار کریں۔
یعنی عائشہ، حفصہ، ہند اور ام الحکم سے اور ان کے تمام پیروکاروں سے اور یہ اللہ کی مخلوق میں سے بدترین لوگ تھے اور یہ کہ اللہ، رسول اور ائمہ پر ایمان مکمل نہیں ہوگا جب تک ان دشمنوں سے بیزاری نہ کریں۔“

مشہور شیعہ مفسر علی بن ابراہیم قمی رقمطراز ہے:

”آیت ﴿وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ﴾ اس میں کفر سے مراد ابوبکر، فسوق سے مراد عمر اور عصیان سے مراد عثمان ہیں۔“ ❶

مولوی مقبول حسین دہلوی لکھتا ہے:

”کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ ﴿حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ﴾ میں ایمان سے اور ﴿زَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾ میں ضمیر غائب سے مراد جناب امیر المومنین ہیں اور ﴿كَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ﴾ میں کفر سے مراد حضرت اول اور الفسوق سے مراد ہیں حضرت ثانی اور العصیان سے حضرت ثالث۔“ ❷

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ اہل تشیع کے نزدیک قرآن کا انتظام و انصرام کرنے والے اور اسے نقل کروا کے دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلانے والے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم تھے۔ چنانچہ ان کی سب سے زیادہ دشمنی ان کے ساتھ ہے اور ان سے بیزاری کا اظہار کرنا ان کا عقیدہ ہے۔ اس عقیدے کی موجودگی میں یہ موجودہ قرآن پر کیسے ایمان رکھ سکتے ہیں؟ کیونکہ اگر وہ اس قرآن کو مان لیں تو ان کا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے۔

۳...... تیسری اہم وجہ یہ ہے کہ تحریف قرآن کے بارے میں شیعہ کی امہات الکتب میں دو ہزار

---

❶ تفسیر قمی: ۳۱۹/۲، نیز دیکھیں: تفسیر الصافی: ۵۹۰/۲، تفسیر نور الثقلین: ۸۳/۵.

❷ ترجمہ و تفسیر مقبول دهلوی، ص: ۲۸۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زائد روایات موجود ہیں، جن میں پانچ قسم کی تحریف کا ذکر ہے: (۱) کمی (۲) زیادتی (۳) تبدیلی الفاظ (۴) تبدیلی حروف (۵) آیات وسور اور کلمات کی خرابی ترتیب۔ پھر ان روایات میں شیعہ کے معتبر اور ثقہ علماء کے تین اقرار ہیں۔

(۱)...... یہ روایات متواتر ہیں اور ان کی تعداد مسئلہ امامت کے متعلق مروی روایت سے کم نہیں۔

(۲)...... یہ روایات تحریف قرآن پر صراحتاً دلالت کرتی ہیں۔

(۳)...... ان روایات کے مطابق شیعہ کا تحریف قرآن کا عقیدہ بھی ہے۔

ایران سے مرزا حسین بن محمد تقی نوری طبرسی شیعہ کی ایک کتاب ۱۲۹۸ھ میں بنام "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الأرباب" شائع ہوئی، جس میں مؤلف نے ہر عقلی ونقلی طریقے سے یہ بات اپنے مذہب کی امہات الکتب سے ثابت کی ہے کہ قرآن محرف ومبدل ہے۔ موجودہ قرآن پر شیعہ کا ایمان نہیں ہے۔ اور یہ شیعہ کے ثقہ علماء میں سے ہے اور شیعہ رجال کے تراجم پر ایران و ہندوستان سے جتنی کتب طبع ہوئیں ان میں سے اکثر کے اندر اس کا ذکر بڑے بھاری القابات سے کیا گیا ہے، مثلاً شیخ عباس قمی نے "فوائد رضوی (ص: ۱۵)" میں لکھا ہے:

((سَحَابُ الْفَضْلِ...... بَحْرُ الْعِلْمِ الَّذِیْ لَیْسَ لَهُ سَاحِلٌ .))

"مرزا حسین بن محمد نوری فضل کا بادل...... اور علم کا ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔"

نیز ایک اور کتاب میں لکھا ہے:

((اِمَامُ اَئِمَّةِ الْحَدِیْثِ کِبَارُ رِجَالِ الْاِسْلَامِ .)) [1]

"حدیث کے اماموں کا امام ہے اور اسلام کے عظیم آدمیوں میں سے ہے۔"

---

[1] مستدرك ابو سائل : ۱/ ٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ فصل الخطاب کا مؤلف شیعہ گروہ کے ہاں بڑا معتبر محدث اور بحر العلوم ہے اور یہ کتاب اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے روضہ میں بیٹھ کر مکمل کی ہے۔ اپنی کتاب کے آخری صفحہ پر لکھتا ہے:

((وَقَدْ فَرَغَ مِنْ تَنْمِيْقِ هٰذِهِ الْاَوْرَاقِ رَجَاءَ اِلْانْتِفَاعِ بِهَا فِيْ يَوْمِ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ الْعَبْدُ الْمُذْنِبُ الْمُسِيْءُ الْمَنْسِيُّ حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ تَقِيُّ النُّوْرِيُّ الطَّبْرَسِيُّ فِيْ مَشْهَدِ مَوْلَانَا اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلَيْلَتَيْنِ اَنْ بَقِيَا مِنْ شَهْرِ جُمَادَى الْاُخْرٰى مِنْ سَنَةِ اثْنَتَيْنِ بَعْدَ الْاَلِفِ .))

''امیر المومنین کے روضہ میں بیٹھ کر ان اوراق کے لکھنے سے بندہ گناہ گار حسین بن محمد تقی النوری الطبرسی ۲۸ جمادی الاخری ۱۲۹۲ھ میں قیامت والے دن نفع کی امید کرتے ہوئے فارغ ہوا۔''

اور یہ مقام شیعہ کے ہاں بابرکت اور اقدس البقاع ہے۔ اور جب یہ مؤلف فوت ہوا تو اسے نجف میں مشہد مرتضوی کے صحن میں دفن کیا گیا اور مشہد مرتضوی سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روضہ شیعہ کے ہاں اتقیاء کے دفن کا مقام ہے۔ لہٰذا اس کتاب کا مؤلف ان کے ہاں بڑا معتبر محدث ہے اور اس نے فصل الخطاب لکھ کر ثابت کر دیا کہ شیعہ اس قرآن کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس کتاب میں لکھا ہے:

((اَنَّ الْاَخْبَارَ الدَّالَّةَ عَلٰى ذٰلِكَ تَزِيْدُ عَلَى اَلْفَيْ حَدِيْثٍ وَادَّعٰى اِسْتِفَاضَتَهَا جَمَاعَةٌ كَالْمُفِيْدِ الْمُحَقِّقِ الدَّامَادِ وَالْعَلَّامَةِ الْمَجْلِسِيِّ وَغَيْرِهِمْ)) ❶

''تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی احادیث دو ہزار سے زائد ہیں اور ان کے

❶ فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب، ص: ۲۵۱

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور ہونے کا دعویٰ علماء کی ایک جماعت نے کیا ہے۔ جیسے شیخ مفید، محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہ ہیں۔"

اس مؤلف نے سید نعمت اللہ الجزائری الشیعی کے حوالے سے لکھا ہے:

((إِنَّ الْأَصْحَابَ قَدْ أَطْبَقُوْا عَلٰى صِحَّةِ الْأَخْبَارِ الْمُسْتَفِيْضَةِ بَلِ الْمُتَوَاتِرَةِ الدَّالَّةِ بِصَرِيْحِهَا عَلٰى وُقُوْعِ التَّحْرِيْفِ فِي الْقُرْآنِ كَلَامًا وَمَادَّةً وَإِعْرَابًا وَالتَّصْدِيْقِ بِهَا)) ❶

"اصحاب امامیہ نے ان مشہور روایات کی صحت بلکہ تواتر پر اتفاق کیا ہے۔ ایسا تواتر جو صراحتاً قرآن میں تحریف پر دلالت کرتا ہے۔ یہ تحریف کلام و مادہ اور اعراب میں ہے اور ان روایات کی تصدیق پر بھی علمائے شیعہ نے اتفاق کیا ہے۔"

شیعہ کی معتبر کتاب اصول کافی میں روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

((إِنَّ الْقُرْآنَ الَّذِيْ جَاءَ بِهِ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلٰى مُحَمَّدٍ سَبْعَةَ عَشَرَ أَلْفَ آيَةٍ))

"بلاشبہ جو قرآن جبرئیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے کر آئے اس کی سترہ ہزار آیات تھیں۔"

اس حدیث کی شرح میں ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے:

((فَالْخَبَرُ صَحِيْحٌ وَلَا يَخْفٰى أَنَّ هٰذَا الْخَبَرَ وَكَثِيْرًا مِنَ الْأَخْبَارِ الصَّحِيْحَةِ صَرِيْحَةٌ فِيْ نَقْصِ الْقُرْآنِ وَتَغْيِيْرِهِ وَعِنْدِيْ أَنَّ الْأَخْبَارَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ مُتَوَاتِرَةٌ مَعْنًى وَطَرْحُ جَمِيْعِهَا يُوْجِبُ رَفْعَ الْإِعْتِمَادِ عَنِ الْأَخْبَارِ رَأْسًا بَلْ ظَنِّيْ أَنَّ الْأَخْبَارَ فِيْ هٰذَا

---

❶ فصل الخطاب، ص/ ٣١، الأنوار النعمانية : ٢/ ٣٥٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْبَابِ لَا يَقْصُرُ عَنْ اَخْبَارِ الْإِمَامَةِ فَكَيْفَ يُثْبِتُوْنَهَا بِالْخَبَرِ)) ❶

"یہ خبر صحیح ہے، پس مخفی نہ رہے کہ یہ خبر اور دیگر بہت ساری صحیح روایات صراحتاً قرآن پاک میں کمی اور تبدیلی پر دلالت کرتی ہیں اور میرے نزدیک تحریف قرآن کے مسئلہ میں روایات معناً متواتر ہیں اور ان سب روایات کو ترک کرنا تمام ذخیرہ احادیث سے اعتماد کو اٹھانا ہے۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ تحریف قرآن کی روایات مسئلہ امامت کی روایات سے کم نہیں، اگر ان روایات کا اعتبار نہ ہوا تو مسئلہ امامت روایات سے کیسے ثابت کریں گے؟"

مرزا حسین بن محمد بن تقی نوری طبرسی لکھتا ہے:

((اَلْاَخْبَارُ الْكَثِيْرَةُ الْمُعْتَبَرَةُ الصَّرِيْحَةُ فِيْ وُقُوْعِ السِّقْطِ وَدُخُوْلِ النُّقْصَانِ فِي الْمَوْجُوْدِ مِنَ الْقُرْآنِ)) ❷

"بہت ساری معتبر روایتیں موجودہ قرآن میں کمی پر صراحتاً دلالت کرتی ہیں۔"

ملا فیض کاشانی لکھتا ہے:

((وَاَمَّا اِعْتِقَادُ مَشَايِخِنَا فِيْ ذٰلِكَ فَالظَّاهِرُ مِنْ ثِقَةِ الْإِسْلَامِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوْبَ الْكُلِيْنِيِّ اَنَّهُ كَانَ يَعْتَقِدُ التَّحْرِيْفَ وَالنُّقْصَانَ فِي الْقُرْآنِ لِاَنَّهُ كَانَ رَوٰى رِوَايَاتٍ فِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى فِيْ كِتَابِهِ الْكَافِيْ وَلَمْ يَتَعَرَّضْ لِقَدْحٍ فِيْهَا مَعَ اَنَّهُ ذَكَرَ فِيْ اَوَّلِ الْكِتَابِ اَنَّهُ كَانَ يَثِقُ بِمَا رَوَاهُ فِيْهِ وَكَذٰلِكَ اُسْتَاذُهُ عَلِيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْقُمِّيُّ فَاِنَّ تَفْسِيْرَهُ مَمْلُوٌّ مِنْهُ وَلَهُ غُلُوٌّ فِيْهِ وَكَانَ الشَّيْخُ اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ الطَّبَرَسِيُّ فَاِنَّهُ اَيْضًا نَسَجَ عَلٰى مِنْوَالِهِمَا فِيْ كِتَابِ الْاِحْتِجَاجِ)) ❸

---

❶ مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسول : ۱۲/۵۲۵۔ ❷ فصل الخطاب ص : ۲۳۵۔

❸ مقدمہ تفسیر صافی : ۱/۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بہر کیف تحریف قرآن کے بارے میں ہمارے مشائخ کا عقیدہ تو ظاہر بات ہے کہ ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی قرآن میں تحریف اور کمی کا عقیدہ رکھتے ہیں، اس لیے کہ انہوں نے اپنی کتاب ''اصول کافی'' میں اس معنی کی روایات بیان کی ہیں اور ان پر جرح نہیں کی باوجود اس کے کہ انہوں نے اپنی کتاب کی ابتدا میں ذکر کیا ہے کہ جو روایات وہ اس میں لائیں گے اس پر انہیں اعتماد ہے۔ اسی طرح ان کے استاذ علی بن ابراہیم قمی کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ ان کی ''تفسیر قمی'' اس بات سے بھری پڑی ہے اور انہوں نے اس میں غلو سے کام لیا ہے اور شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی بھی ان دونوں کے منہج پر اپنی کتاب ''الاحتجاج'' میں چلے ہیں۔''

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ فقہ جعفریہ کی امہات الکتب میں دو ہزار سے زائد روایات تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہیں اور یہ ان کے ہاں متواتر روایات ہیں۔ ان کا مقام بھی وہی ہے جو مسئلہ امامت کی روایات کا ہے اور مسئلہ امامت ان کے ہاں اصول دین سے ہے۔ اگر ان روایات کا انکار کریں گے تو اپنے اصول دین کا انکار کرنا پڑے گا اور ان روایات میں اس بات کی تصریح ہے کہ قرآن محرف ہو چکا ہے۔ اس میں کمی بیشی، تبدیلی حروف وکلمات وغیرہ کی صورت میں ہوئی ہے اور تحریف قرآن پر ان کے ثقہ علماء کا اتفاق ہے۔ تفسیر قمی جو ان کی پہلی تفاسیر میں سے ہے اور بڑی معتبر سمجھی جاتی ہے اور اس کا مؤلف علی بن ابراہیم قمی ان کے ہاں ثقہ محدث ومفسر ہونے کے ساتھ ساتھ گیارہویں امام حسن عسکری کے دور کا ہے۔ اس میں تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی کثیر روایات موجود ہیں اور اس کا شاگرد محمد بن یعقوب کلینی جو اصول کافی وغیرہ کا مؤلف ہے اور یہ کتاب ان کے ہاں ایسے ہی ہے جیسے ہمارے ہاں بخاری شریف ہے۔ یہ بھی تحریف قرآن کا قائل ہے اور اس کے علاوہ ان کے علماء کی بہت بڑی تعداد صراحتاً تحریف قرآن پر عقیدہ رکھتی ہے۔ بعض شیعہ اپنے چار علماء کا نام لیتے ہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ تحریف کے قائل نہ تھے"

(۱) سید شریف مرتضٰی (۲) شیخ صدوق

(۳) ابوجعفر طوسی (۴) ابوعلی طبرسی

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی تحریف کے قائل تھے۔ انہوں نے قرآن کے محرف نہ ہونے کا قول تقیہ کرتے ہوئے اور بعض مصلحتوں کی بنیاد پر اختیار کیا تھا۔ کیونکہ سید شریف مرتضٰی نے اپنے رسالہ "المحکم والمتشابة المعروف بتعید النعمانی (ص:۲٦)" میں لکھا ہے:

((وَاَمَّا مَا حُرِّفَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَوْلُهُ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اَئِمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ فَحُرِّفَتْ اِلٰی خَيْرَ اُمَّةٍ))

مقصود یہ ہے کہ اس آیت میں لفظ "ائمۃ" کو "امۃ" سے بدل دیا گیا ہے۔ اسی طرح کی کئی مثالیں شریف مرتضٰی نے اس مقام پر ذکر کر کے واضح کر دیا کہ یہ اس بات کا قائل ہے کہ قرآن حکیم میں تحریف کی گئی ہے۔

مرزا حسین بن محمد نے فصل الخطاب میں ذکر کیا ہے کہ ان متقدمین میں کوئی موافق نہیں ہے۔

سید نعمت اللہ الجزائری الشیعی نے لکھا ہے:

((وَالظَّاهِرُ اَنَّ هٰذَا الْقَوْلَ اِنَّمَا صَدَرَ مِنْهُمْ لِاَجْلِ مَصَالِحَ كَثِيْرَةٍ، مِنْهَا سَدُّ بَابِ الطَّعْنِ عَلَيْهَا بِاَنَّهُ اِذَا جَازَ هٰذَا فِي الْقُرْآنِ فَكَيْفَ جَازَ الْعَمَلُ بِقَوَاعِدِهِ وَاَحْكَامِهِ مَعَ جَوَازِ لُحُوْقِ التَّحْرِيْفِ لَهَا، كَيْفَ وَهٰؤُلَاءِ الْاَعْلَامُ رَوَوْا فِي مُؤَلَّفَاتِهِمْ اَخْبَارًا كَثِيْرَةً تَشْتَمِلُ عَلٰی وُقُوْعِ تِلْكَ الْاُمُوْرِ فِي الْقُرْآنِ وَاَنَّ الْآيَةَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ غُيِّرَتْ اِلٰی هٰذَا)) الأنوار النعمانية : ۲/۳۵۸

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ظاہر ہے کہ ان حضرات کا یہ انکار چند مصلحتوں پر مبنی تھا جن میں سے ایک یہ ہے کہ طعن کا دروازہ بند کرنے کے لیے کہ جب قرآن میں تحریف جائز ہے تو اس کے قواعد اور احکام پر عمل کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ باوجود اس کے قرآن میں تحریف کا واقع ہونا جائز ہے اور یہ قرآن کے غیر محرف ہونے کا عقیدہ کیسے رکھ سکتے تھے؟ جب کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں بہت ساری ایسی روایات درج کی ہیں جو تحریف قرآن پر مشتمل ہیں اور بتاتی ہیں کہ فلاں آیت اس طرح نازل ہوئی پھر اس طرح بدل دی گئی۔''

معلوم ہوا کہ ان چاروں نے بھی تقیہ کرتے ہوئے اور بعض مصلحتوں کی بنا پر کہہ دیا کہ قرآن محرف نہیں حالانکہ یہ تحریف کے قائل تھے۔ بعض شیعہ یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ ہم تو اس قرآن کو مانتے ہیں اور اسے ہی پڑھتے پڑھاتے ہیں، لہٰذا ہم کیسے اس کی تحریف کے قائل ہوسکتے ہیں؟ یہ بھی صرف مغالطہ ہے۔ کیونکہ یہ تقیہ کی آڑ میں ایسا کہتے ہیں۔ ان کو یہ حکم ہے کہ جب تک بارھواں امام اصل قرآن لے کر نہیں آتا تم اسے ہی پڑھتے رہو، جب وہ اصل قرآن لے کر آئے گا تو پھر اس کی تلاوت ہوگی۔ مولوی مقبول دہلوی سورۂ یوسف کی آیت (۴۹) میں ''یَعْصِرُوْنَ'' کے لفظ کے بارے میں لکھتا ہے:

''معلوم ہوتا کہ جب قرآن میں ظاہر اعراب لگا دیے گئے تو شراب خور خلفاء کی خاطر یُعْصَرُوْنَ کو یَعْصِرُوْنَ سے بدل کر معنی کو زیروزبر کیا گیا ہے یا مجہول کو معروف سے بدل کر لوگوں کے لیے ان کے '' نوت کی معرفت آسان کردی۔ ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں کہ جو تغیر یہ لوگ کردیں تم اس کو اس کے حال پر رہنے دو اور تغیر کرنے والے کا عذاب کم نہ کرو۔ ہاں جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے مطلع کردو۔ قرآن کو اس کی اس حالت پر لانا جناب صاحب العصر علیہ السلام کا حق ہے اور انہی کے وقت میں وہ حسب تنزیل خدائے تعالیٰ پڑھا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔“ ❶

نیز دیکھیں شیعہ گروہ کی معتبر کتب ”الانوار النعمانیة : ۲/ ۳۶۰، المقدمة السادسة من تفسیر الصافی :۱/ ۲۵، بصائر الدرجات الجزء الرابع ، ص/ ۱۹۳ .“

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ اس قرآن کو پڑھنے پر مجبور ہیں اور ان کے نزدیک اصل قرآن ان کا بارھواں امام صاحب العصر والزماں لے کر آئے گا۔ اس کے ظہور تک یہ اسے ہی پڑھتے رہیں گے، حقیقت میں ان کا اس پر ایمان نہیں ہے۔ لہٰذا واضح ہوگیا کہ ان کا ایمان قرآن پر ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ قرآن پر صحیح ایمان لے آئیں تو فقہ جعفریہ کا خون ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حقائق کو سمجھ کر صحیح عمل کی توفیق نصیب کرے اور باطل مذاہب سے محفوظ رکھے۔ شیعہ کے اس موقف کی تفصیل کے لیے ان کی کتاب ”فصل خطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب“ اور علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی ”الشیعة والقرآن“ ملاحظہ ہو۔

❶ ترجمہ وتفسیر مقبول دھلوی ،ص

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسوائے زمانہ، روافض کے متعلق لکھی گئی علماءِ احناف کی کتب

١ ...... شم العوارض في ذم الروافض لملا على القاري شارح الفقه الأكبر.

٢ ...... التحفة الاثنا عشرية لشاه عبد العزيز الدهلوى بالفارسية (اثنا عشر مجلد مخطوط)

٣ ...... النفحات القدسية في الرد على الإمامية لأبي الثناء الألوسى علامة العراق (صاحب تفيسر روح المعاني)

٤ ...... الأجوبة العراقية على الأسئلة الإيرانية للمؤلف السابق.

٥ ...... الأجوبة العراقية على الأسئلة اللاهورية للمؤلف السابق.

٦ ...... نهج السلامة إلى مباحث الإمامة للمؤلف السابق.

٧ ...... شرح حديث الثقلين للمؤلف السابق (بالفارسية) وترجمه أبو المعالي الألوسى إلى العربية.

٨ ...... المنحة الإلهية مختصر التحفة الاثني عشرية لأبي المعالي محمود شكرى الألوسى.

٩ ...... صب العذاب على من سب الأصحاب للمؤلف السابق.

١٠ ...... السيوف المشرقة في أعناق أهل الزدقة لنصر الله الحسينى الحنفى واختصره أبو المعالي الألوسى.

١١ ...... النواقض لظهور الروافض لميرزا الحنفي فى القرن الحادى عشر.

١٢ ...... السيف المسلول على مبغضى أصحاب الرسول للشيخ ياسين القرضي البقاعى الحنفى في القرن الحادي عشر.

١٣ ...... رسالة في تكفير الرافضة لشمس الدين ابن كمال باشا من علماء القرن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التاسع .

١٤ ...... تنبيه الولاة والحكام على حكم شاتم خير الأنام لابن عابدين الشامي .

١٥ ...... اليمانيات المسلولة على الرافضة المخذولة لزين العابدين بن يوسف الكوراني من علماء القرن الحادي عشر .

١٦ ...... رسالة في تكفير الرافضة لشمس الدين ابن كمال باشا من علماء القرن التاسع .

١٧ ...... إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء لشاه ولي الله الدهلوي .

١٨ ...... رد الشيعة لأحمد السرهندي (الملقب عد الحنفية بمجدد الألف الثاني ، بالأردية)

١٩ ...... مطرقة الكرامة مرآة الإمامة للسهارنغوي .

٢٠ ...... هداية الرشيد إلى إفحام العنيد للمؤلف السابق . (بالأردية)

٢١ ...... هداية الشيعة لمحمد قاسم النانوتوى . (بالأردية)

٢٢ ...... تنبيه الحائرين لعبد الشكور اللكهنوي . (بالأردية)

٢٣ ...... الأيات البينات لنواب محسن الملك .

٢٤ ...... الثورة الإيرانجة في ميزان الإسلام لمنظور نعماني الحنفى .

٢٥ ...... بطلان عقائد الشيعة لمحمد عبد الستار التونسوي .

٢٦ ...... مذهب الشيعة لمحمد قمر الدين السيالوى (بالأردية)

٢٧ ...... إرشاد الشيعة لمحمد سرفراز خان (بألاردية)

٢٨ ...... تاريخ التشيع وأفكاره لمحمد طاهر الهاشمي (بالأردية)

٢٩ ...... الوثيقة التاريخية المسمى "تاريخى دستاويز" لضياء الرحمن فاروقى ، (بالأردية)

٣٠ ...... سيرة أم المومنين عائشة لمحمد أعظم طارق . (بالأردية)

٣١ ...... الأجوبة العلمية على الاعتراضات العنكبوتية على معاوية رضى الل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنه لمحمد طاهر الهاشمي بالأردية .

٣٢: تعريف أهل البيت لضياء الرحمن الفاروقى . بالأردية .

٣٣: مناقب الصحابة لمحمد إسماعيل مدنى (بالأردية)

٣٤: رسالة الألوسى الحفيد أبي المعالي في الرد على كتاب "الحصول المنبعة" للعاملي الرافضي .

٣٥: أيام الخلافة الراشدة لعبد الرؤوف الرحماني بالأردية .

٣٦: الخلفاء الراشدون لشاه معين الدين الندوي .

٣٧: حديث الثقلين دراسة مفصلة لمحمد نافع بالأردية .

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

The True Message of Islam

دعوة الاسلام بالحق

(۱) امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی سیرت کے سنہرے اوراق
فضیلۃ الشیخ / صالح عبداللہ الدرویش حفظہ اللہ

(۲) آل بیت رضی اللہ عنہم کے حقوق شریعت کے آئینہ میں
فضیلۃ الشیخ / صالح عبداللہ الدرویش حفظہ اللہ

(۳) آل بیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا انتخاب
ابوخلیفہ علی بن محمد القضیبی رحمہ اللہ

(۴) مقام اہل بیت رضی اللہ عنہم امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نظر میں
ابوخلیفہ علی بن محمد القضیبی رحمہ اللہ

(۵) مقام اہل بیت رضی اللہ عنہم امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی نظر میں
خالد بن احمد الزہرانی حفظہ اللہ

(٦) اسلام کا پیغام ہر شیعہ کے نام
فضیلۃ الشیخ ابوبکر جابر الجزائری حفظہ اللہ

(۷) عقیدۂ تقیہ حقیقت کے آئینے میں
فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک حفظہ اللہ

(۸) متعہ کی حقیقت
فضیلۃ الشیخ / ڈاکٹر عثمان بن محمد الخمیس رحمہ اللہ

(۹) خمینی اور اسلام
شیخ صفی الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ

(۱۰) خوارج وشیعہ سے متعلق کبار علماء کرام کے فتاویٰ
فضیلۃ الشیخ / عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

مکتبہ اہل بیت العالمی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ